

# فہرست مضامین

## باب اول

دہرم شاستر کی بناء و خصوصیات - دہرم شاستر کے مختلف ذرائع - رواج کی عظمت  
قانون کس حد تک تسلیم کرتا ہے - جائز رواج کے لوازمات - دہرم شاستر میں  
مختلف طبقوں - فرق مختلف انسانی اہمیت - صفحہ (۱) تا (۲۴)

## باب دوم

### شادی

اغراض شادی - اقسام شادی پریدہ و ناپسندیدہ اشکال - مختلف اقسام اولاد  
غرضی و سگائی میں فرق - خلافت و رہنمائی کے نتائج - جائز شادی کے لوازمات  
شادی کرنے کا اختیار - خاندان مقسمہ میں شریک خاندان کی شادی - امر واقعی  
طلاق - حقوق زوجہ و زوج - علیحدگی کے وجوہات - قانون ازدواج ثانی بیوہ -  
ازدواج ثانی بیوہ - ازدواج ثانی حافظ رواج کی تمثیلات - زوجہ کا عین حیات زوج  
ازدواج ثانی کرنا - بیوہ کے حقوق وراثت پر ازدواج ثانی کا اثر - صفحہ ۲۴ تا ۵۱ -

## باب سوم

### لائیت و مدویت

قانون ہندو کی رو سے سن بلوغت قانون موضوعہ کی رو سے اُسجین کے بقدر تبدیلی  
جوئی - شرائط ایکٹ سن بلوغت (کٹ ۹)، بابتہ ششما (نابالغ اولاد اور نابالغ  
بیوہ کی ولایت کے متعلق احکامات ہندو - باپ مان اور نابالغ کی تبدیلی غریب

کا اثر۔ اختیارات ولی کی تاباں کی جائداد پر وسعت۔ کہاں تک وہ اپنے ولی کے فعل اور اپنے خود فعل کا پابند ہو سکتا ہے۔ قانون و مددیت کہاں رائج ہو۔ کن جہتوں میں۔ رہن پر اسکا اطلاق۔ صفحہ (۵۱) تا (۶۷)

## باب چہارم

### تبنیت

اغراض و نوعیت تبنیت۔ اسناد متعلقہ مسئلہ تبنیت۔ لوازمات تبنیت جائز تبنی کون لے سکتا ہے۔ عورتوں کا تبنی لینا۔ بیوہ کا تبنی لینا جبکہ دو بیوا میں ہوں۔ ناکسختہ عورت کا تبنی لینا۔ کون تبنی دے سکتا ہے۔ کون تبنی لے لیا جاسکتا ہے۔ اکلوتے بیٹے کا تبنی لینا۔ عمر کی قید۔ ضروری مراسم۔ دت ہوم۔ ناجائز بنائے والے واقعات۔ بیوہ کا اختیار تبنی لینے کے متعلق۔ خاندان منقسمہ و غیر منقسمہ میں کس حد تک عدالت تبنی لینے والی بیوہ کی وجہ تحریک پر بحث کر سکتی ہے۔ مسئلہ امر واقعی کا تبنیت پر اطلاع دہی موشیا نا فرزند۔ ایسے اقرار کا جو از جو تبنیت کے قبل کیا جائے۔ جائز تبنیت کے نتائج۔ صلبی فرزند کے بعد کو پیدا ہونے کی صورت میں تبنی بیٹے کا حصہ۔ ناجائز تبنیت کا اثر۔ امرائع تقریر مخالفت۔ بیوہ کی جانب سے تبنی نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر۔ نامزدہ کا تبنی لینے کے لئے نہ ملنے کی صورت میں بیوہ کا حق۔ تبنی بیٹے کا تبنی مان کے انتقالات پر اعتراض کر نیکاح۔ کر تریا تبنیت اور اس کی خصوصیات الازم تبنیت۔ جہن۔ سکھ اور گوسایون میں تبنیت۔ مقدمات تبنیت۔ بیوا و عورت رجسٹری۔ اسٹامپ۔ رسوم۔ صفحہ (۵۱) تا (۱۳۳)

### باب پنجم۔ (خاندان مشترکہ)

خاندان مشترکہ کی تعریف۔ خاندان مشترکہ کے لوازمات۔ دہرم شاستر میں مشترکہ خاندان کا قیاس۔ اشتراک۔ مختلف اقسام کی جائداد۔ جائداد خاندان مشترکہ۔ جائداد موروثی اور جائداد سکسوبہ۔ خاندانی جائداد کے متعلق مقدمات میں شرکاء کو



حقوق۔ منتظم کی حیثیت و اقتدارات اور ذمہ داریاں۔ صفحہ (۱۳۳) تا (۱۷۷)

### باب ہشتم (قرضہ)

غیر اشخاص کے قرضہ اور اگر تنگی ذمہ داری کی وجہ۔ بیٹیا۔ معمولی شریک خاندان شوہر اور باپ کی ذمہ داری و بارہ اوائی قرضہ متعلق باپ بیٹو فی شریک۔ منتظم۔ بیوی اور بیٹا۔ خاندانی جائیداد کا ایسی ڈگری کی تحلیل میں جو باپ کے خلاف صادر ہوئی ہو نیلام ہونے سے بیٹے کی حیثیت پر کب اثر پڑے گا۔ مسئلہ کہ "قرضہ جائیداد کیسا ہے؟" صفحہ (۱۷۷) تا (۲۰۶)

### باب ہفتم (تقسیم)

تقسیم کے کہتے ہیں۔ اس کے لازمی اجزاء کیا ہیں۔ اقرار تقسیم۔ تقسیم کا اظہار کرنے والی چیز سے ہو سکتا ہے۔ کسکی مرضی پر تقسیم ہو سکتی ہے۔ بیٹا۔ پوتا۔ بیوہ۔ مان۔ نابالغ۔ محروم الیاد کا بیٹا۔ شخص اجنب۔ عام اور جزوی تقسیم۔ تقسیم مکرر کرنا۔ تقسیم نہ کر سیکے معاہدہ کا اثر۔ حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ کون جائیداد قابل تقسیم ہے۔ ناقابل تقسیم جائیداد کے متعلق قاعدہ۔ بعد انقسام مکرر اشتراک۔ صفحہ (۲۰۷) تا (۲۵۲)

### باب ششم۔ (انتقال ہبہ و اوقاف مذہبی)

باپ۔ شریک۔ منتظم و بیوہ کا اقتدار متعلقہ انتقال۔ شریک کی حصہ کے خریداری کی قابلیت۔ حیثیت۔ لوازمات ہبہ۔ واقفان جن سے ہبہ باطل ہوتا ہے۔ ہبہ اور قبول کرنے کا اقتدار۔ ہبہ مرض الموت۔ استرداد ہبہ۔ ہبہ بہ جماعت۔ اوقاف مذہبی۔ بینائی معاملات۔ صفحہ (۲۵۲) تا (۲۹۷)

### باب پنجم (وصیت)

ابتد اور عنوان وصیت۔ اقتدار انتقال۔ وراثت سے محروم کرنا۔ عورت کا وصیت کر سکا اختیار۔ ہبہ بغرض دہرم۔ اختیار اہل لامرین۔ قانون وصیت اہل مذہب۔ ناجائز ہبہ بذریعہ وصیت۔ تنبیہ وصیت۔ (۲۹۸) تا (۳۱۲)

### باب وہم (مان و نفقہ)

عام اصول متعلق قانون نان ونفقہ۔ اشخاص متعلق نان ونفقہ۔ بیوی کا حق علیحدہ رہ کر نان ونفقہ پانے کے متعلق۔ بہرہ کس کے مقابلہ میں حق نان ونفقہ۔ عرصہ صبیح النسب اولاد کا حق نان ونفقہ بے عصمتی کا اثبات کہ استحقاق نان ونفقہ پر اثر۔ مقدار نان ونفقہ بقایا سے وصول کر نیکا حق خاندانی مکان میں سکونت رکھنے کی پابندی۔ صفحہ (۳۱۳) تا (۳۱۵)۔

**باب یازدہم (قانونی وراثت و ترکہ)**

وراثت ترکہ اور تقسیم میں فرق۔ اپنی بندہ اور کسی بی بیہ وراثت۔ جائیداد متعلق نہیں رہ سکتی اصول متعلقہ وراثت۔ سپنڈہ۔ گونج سپنڈہ دیندہ۔ سبکدہ ساناؤدک۔ خاص قواعد وراثت متعلقہ چین سکھ و غیر ملکی وغیرہ۔ نوعیت اثر ناقابلیت وراثت۔ ناقابلیت کے رخص ہو نیکا اثر شاستر آگور شرعاً وراثت میں فرق۔ صفحہ (۳۳۶) تا (۳۴۱)۔

**باب دوازدہم (ترتیب وراثت)**

مقررہ سلسلہ وراثت خاندان مفتقر۔ وراثت خاندان مترکہ۔ ایسے شریک کے وراثت و جن کا اشتراک مکرر ہوا ہو۔ سدابرہم جاری۔ سیاسی۔ صفحہ (۳۴۱) تا (۴۰۸)۔

**باب سیزدہم (عورتوں کا جائیداد)**

اثاثہ وراثت۔ عورتوں کی حقیقت کی نوعیت۔ عام قاعدہ میں اختلاف و بیوہ۔ مان۔ دادی۔ بی بیہ میں کی حقیقت کی نوعیت بذریعہ وراثت حاصل شدہ جائیداد منقہ و غیر منقولہ اور بیعت کے متعلق قہر انتقال۔ بیوہ سے مشتری کی حیثیت۔ اغراض ضروری۔ ناقابلیت۔ بے عصمتی یا مزدواج کر کا اثر۔ وراثت عودی بیوہ کے افعال کے گہانگ پابین۔ انکی قانونی حیثیت۔ وراثت عودی کو حقوق کی نوعیت۔ انکار بیوہ کے روکنے کا اثر۔ اس کے انتقال کون پہنچ کر سکتا ہے۔ حق قبضہ بیوہ کا وراثت عودی کے حق میں دست بردار ہوتا۔ بیوہ اور وراثت عودی کا آپس میں معاہدہ کرنا۔ بیوہ کی جانب سے برضامندی وارث عودی انتقال۔ صفحہ (۴۰۸) تا (۴۳۶)۔

**باب چاروہم (استری دہن)**

لفظ استری دہن کی تعریف۔ بطحاہ مختلف اسلوبوں کی تعریف۔ تشیلات۔ جائیداد موروثی گروہ۔ تنگ استری دہن ہے۔ متاثر شدہ کہ اور دایا بہاگ کی اس سے طریقہ وراثت استری دہن۔ استری دہن کے متعلق عورت کا اقتدار نفرت۔ بے عصمتی کا اثر۔ ناگتہ عورت کا استری دہن۔ صفحہ (۴۳۶) تا (۴۵۴)۔

تتمت

# باب اول

۱  
مسکدہ

دہرم شاستر کی بناؤ خصوصیات۔ دہرم شاستر کے مختلف ذرائع۔ رواج کی عظمت قانون کس حد تک تسلیم کرتا ہے۔ جائز رواج کے لوازمات۔ دہرم شاستر میں مختلف طبقہ فرق۔ مختلف اسناد کی اہمیت۔

دہرم شاستر کی بنیاد۔ قانون ہنود اُن خارج از ذہن قدیم زمانہ کے رواجات پر مبنی ہے جن کا وجود برہمنی عقیدہ سے پیشتر اور علحدہ پایا جاتا ہے۔ مین حصہ کی رائے کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

”جب آریہ ہند میں داخل ہوئے تو انہوں نے متعدد رواجات ایسے پائے جو یا تو اُن کے رواجوں سے مطابقت رکھتے تھے یا کم از کم بالکل غیر متشابہ نہ تھے۔ انہوں نے ان رواجات کو بلا ترمیم و تبدیل تسلیم کر لیا۔ صرف ایسے چند رواجات کو ترک کر دیا جو اُن کے خود کے رواجات میں بلجانے کے قابل تھے۔ مثلاً کثرت ازدواج وغیرہ۔ جب عقیدہ برہمنی کا عروج ہوا اور برہمن علماء نے قانون کی جانب توجہ مبذول کی انہوں نے ابتداءً محض واقعات جس حالت میں کہ اُن کا علم ہوا اُسی حالت میں بیان کر دیئے اور اُن واقعات کے ساتھ کوئی مذہبی مقاصد شامل نہیں کئے۔ مذہبی جزو بعد کو پیدا ہوا اور اُس جزو نے قانونی خیالات کے ساتھ اتصال پا کر واقعات کو مختلف طریقوں سے پیچیدہ بنا دیا۔“

۱، محض دنیوی افعال میں مقاصد روحانی ظاہر کر کے۔ (۲) ان افعال کیساتھ سب سے شمار ایسے قواعد اور پابندیاں جمع کر کے جو قیام یا خیالی روحانی مقاصد کے لیے موزوں نظر آئیں (۳) اور بتدریج خود روایات اس طرح تبدیل کرنے سے جس کے ذریعہ سے مذہبی عقیدہ کے مخصوص اغراض کی ترقی مقصود تھی۔

خصوصیات دہرم شاستر۔ سب سے اہم خصوصیات خاندان کا غیر منقسم ہونا طریقہ وراثت اور تنیت کا رواج ہیں۔ آخر الذکر دہرمی عقیدہ سے بالکل متاثر ہو گئے ہیں۔ خاندان پر اس کا اثر صرف تقسیم کے لیے ڈالا گیا ہے۔ مگر مذہبی عقیدہ کو قانون کی ان شاخوں کی ابتدائی تاریخ کے کوئی تعلق نہیں ہے ان کو ابتدائے برہمنی و نیز آریہ عقیدہ سے مطلق تعلق نہ تھا اور اگر کہیں مذہبی جزو ان میں داخل ہو گیا ہے اور اس طرح ان میں نیا طرز پیدا ہو گیا ہے تو ایسی تبدیلی بالکل حال کی ہے۔

دہرم شاستر کے ذرائع۔ دہرم شاستر کے ذرائع تحریری و غیر تحریری ہیں غیر تحریری قانون محل در آمدیا رواج ہے۔ اور تحریری ذرائع اصل سنسکرت کی کتابیں اور ان کی شرحیں اور فیصلجات عدالتی اور قوانین نافذہ ہیں۔

یجنا و لک کی رو سے دہرم کی ابتدا۔

شرقی۔ اسمرتی۔ نیک اشخاص کا طرز عمل مجت (پریم) اور نیک کام کرنیکی رغبت میں۔

کتب اصلی۔ مٹو۔ وید پاک۔ قانون کا پہلا مخزن ہے۔ اس کے بعد روایات اور وید جاننے والوں کے نیک طرز اور نیز متبرک اشخاص کی

روایات اور سب سے آخرین اطمینان قلب۔

یجنا و لک۔ علم اور دہرم کے چودہ ذرائع۔ وید۔ پوراں۔ نیائی۔ میمانسہ۔  
دہرم شاستر اور انگاہین۔ دہرم کے ذرائع حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں  
وید۔ سمرتی۔ نیک اشخاص کے طرز عمل۔ قلب کو اطمینان دینے والی شے اور  
نیک افعال کی رغبت۔

دھرم شاستر۔ منو۔ وشنو تیرتیا۔ یجنا و لک۔ اوشان۔ انجرا۔ تیم۔ اپاس۔ تب۔  
سمبرت۔ کاتیاں۔ برہسپتی۔ پراسرا۔ ویاس۔ ساکھہ۔ لکھتید۔ گشتا۔ گوتم۔ پتیا۔ پتھ۔ اور  
ویشٹ۔ دہرم شاستر کے مصنفین کے نام ہیں۔  
اسکند پوراں۔ منو کا قانون چار رشی بہرگوں اور برہسپتی اور انگریس نے  
منظوم کیا ہے۔

ترتیب باعتبار فضیلت برہسپتی۔

(بہر کیف) اول درجہ (مقنین مین) منو کا ہے کیونکہ اُس نے وید کا انش یعنی  
اصل اصول اپنی تصنیف میں رکھا ہے۔ ایسی سمرتی یا کتاب قانون جو منو کے  
قوانین کے خلاف ہو قابل تسلیم نہیں ہوتی۔  
سند بصورت اختلاف۔

جبکہ وید اسمرتی اور پوراں میں اختلاف ہو تو وید قابل یا بندی ہوں گے۔ آخر اگر  
دو میں اسمرتی مرجع ہے قانون منو د یعنی شاستر کی حالت موجودہ میں خاص  
ذرائع حسب ذیل ہیں (ملاحظہ ہو مین باب ۲ صفحہ ۱۳)۔

(۱) شرنی۔ یعنی جواہام مین غیب سے سا گیا اور وہ چار وید اور آچند  
پر مشتمل ہے۔ شرنی کی ابتدا خدا سے ہے۔ وہ جملہ قانون کا سرچشمہ ہے۔  
الہام اور ابدی تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہہ دو حصص میں منقسم ہیں۔ مشتر اور

برہمن - اور ہر شلخ قانون سے متعلقہ واقعات ہی سرسری طور سے مذکور ہیں۔  
 (۲) اسمرتی یعنی یادداشت - یہ وہ کتابیں ہیں جن میں رشی یا قدیم علماء  
 جن کی بینائی باطنی پر دیدون کا الہام ہوا تھا۔ مہوم - مراسم روزانہ اور عام فراتس  
 انسانی اپنی یاد سے ضبط تحریر میں لائے ہیں۔ آیات مروجہ کی رو سے یہ  
 شمار میں چھتیس ہیں۔ ان کے مصنف وہی رشی ہیں جن کے نام پر یہ موسوم  
 ہیں۔ یہ خلاف شرعی کے ان کی ابتدا انسانی ہے۔ ان میں سے چند جن کا حوالہ  
 اکثر دیا جاتا ہے حسب ذیل ہیں۔

کاتیان - برہسپتی - گوتم - اپاس تنب - ونیشٹ - منو - یجنا و لک -  
 ناریو - وشنو - وسواستر - ساکھہ - وانہ

دھرم سوتر - سمرتی میں اصل وہ سوتر ہیں جو مراسم سے متعلق ہیں اور گریہ سوتر  
 کہلاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جو عملی زندگی کے قواعد سے متعلق ہیں اور  
 دھرم سوتر کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں سے خاص وہ ہیں جو گوتم بدھ  
 وشنو ونیشٹ اور اپاس تنب کے مصنف ہیں۔

مختلف اسمرتیوں کا زمانہ -

گوتم سب میں قدیم ہیں اور بدھیانہ بعد کے ہیں۔ دوسروں میں گوتم کا حوالہ آیا جو  
 گوتم سام وید کے زمانہ کے ہیں۔

بدھیانہ - آپ کے سوتر بچہ ویدی ابتداء مطالعہ کرتے تھے مگر من بعد تمام برہمن  
 انہیں قانون مقدس پر بند شمار کرنے لگے۔ اسے غالباً دکن کے تھے۔

اپاس تنب - یہ بھی بدھیانہ کی طرح دکن کے باشندے تھے اور اسی وید  
 کے پیرو تھے اکثر رواجات پر جو قانون ہنود تسلیم کرتا ہے انہوں نے اعتراض  
 کیا ہے اور اس کے خلاف تحریک کی ہے۔ مثلاً رواج نیوگ - پشاج لواہ -

اور مختلف اقسام اولاد۔

ولیمٹ۔ آپ شمالی ہند کے ہیں۔ ان کی تاریخ کا پتہ نہیں چلتا ہے۔  
 وشنو۔ آپ یجرویدی تھے۔ وشنو سوتر کے مصنف کے متعلق کوئی روایت  
 نہیں ہے۔ اکثر حصہ تعنیف کے طرز عبارت و مضمون سے کتاب کا بہت قدیم  
 ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

ہر تیا۔ ہر تیا کشنی۔ نواس۔ تیرہ۔ کازب اور اکا کہا جن کا حال کہ کول ہر دک صاحب نے  
 دیا ہے سوتر زمانہ کے ہیں۔ ان میں سے ہر تیا بودھیانہ سے قبل کے ہیں نہ اکثر  
 جاتی صاحب کی رائے ہے کہ اسمرتیوں میں بدھیانہ سب سے قدیم ہے  
 دھرم شاستر کا بیان۔ اصل اسمرتیان جو حقیقتاً اسمرتی کہلانے کے قابل ہیں  
 منو۔ تیتا لوک اور نار دھین۔ ان میں محض سابق کے دھرم سوتر نظم میں تحریر ہیں۔  
 منو۔ سب اسمرتیوں میں یہ زیادہ مشہور ہے اور بہت مستند شمار کی جاتی ہے۔  
 اس کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شخصیت مصنف محض فرضی ہے اس  
 سمرتی میں علماء منو سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ قوانین مقدس ان کو بتلائیں اور  
 منو اولاً اپنی پیدائش برہما سے بیان کر کے اور دنیا کی ابتدا بتا کر بیان کرتے  
 ہیں کہ مجموعہ قوانین ان کو برہما سے ملا اور اس کو انہوں نے دس رشیوں کو  
 بتلایا۔ منجملہ ان رشیوں کے ایک رشی سہی بھرگو سے یہ درخواست کی جاتی  
 ہے کہ وہ باقی نور رشیوں کو پڑھ کر سنا دیں۔ اس طرح بقیہ تعنیف بھرگو کے زبانی  
 بیان کی گئی ہے۔ اس تعنیف کا زمانہ بارہ سو اسی سال بقول دبلو جونس  
 اور تخمیناً پانچ سو سال بقول مونیر ولیمس اور تخمیناً دو سو سال بقول میکسمیور حسباً

قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے قائم کیا گیا ہے۔ اس پر متعدد مصنفین  
ہیں۔ منو کی تعظیم نہ صرف ہندو متقین نے کی ہے بلکہ بدھ مولفین بھی اس کا حوالہ  
اس طرح دیتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ مستند ہے۔

یجنا و لک۔ آپ بمقابلہ ستو زمانہ اور تندرہ و د کے لحاظ سے بعد کے ہیں۔  
اسٹیز لک کا قول ہے کہ یہ منو پر مبنی ہے۔ اسپر بے شمار شرعین لکھی گئی ہیں  
جن میں سے خاص متا کشر ہے۔ اصلی مصنف کے متعلق کچھ نہیں معلوم ہوتا  
ہے۔ تین صاحب کا بیان ہے کہ اس تصنیف کا زمانہ تعین کرنا غیر ممکن ہے بجز  
اس کے کہ وہ چودہ سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔

نارو۔ کمل منظومہ دہرم شاستر میں نارو آخری ہے۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر جالبی  
صاحب نے کیا ہے میں صاحب کا خیال ہے کہ یہ یجنا و لک سے بھی حال  
کی ہے کیونکہ بعض ضوابط انگریزی اصول معدلت پر مشتمل ہیں۔ اس کی تاریخ  
پانچویں یا چھٹی صدی رکھی جاتی ہے۔ مصنف نیپال کے باشندہ تھے۔

کمل دہرم شاستر۔ منظومہ دہرم شاستر کے دیگر اجزا میں کا تیانہ اور برہمتی  
کے نظم ہیں۔ یہ دونوں قریب قریب ایک زمانہ یعنی چھٹی صدی کے قریب  
کے ہیں۔ یہ منو پر مبنی ہیں۔ صرف کہیں کہیں ضروری اضافہ ہوا ہے۔ اور  
حال کی اسمرتیوں میں۔ آگرہ۔ اتری۔ وکش۔ دیوالہ۔ پرتھوی۔ جیمہ۔ کلہنیا  
ویاس۔ ساکھہ۔ وردہ۔ شاپتہ ہیں۔ ان میں سے اکثر یجنا و لک نے ابتدائی  
ذرائع قانون بتائے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے زمانہ  
کے بہت قبل سے موجود ہوں گے۔



اسمیتون کی اہمیت۔ یہ سب اسمیتان اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا حوالہ ہے ایک دوسرے سے جدا اور علحدہ مستند ہیں۔ ان کے بیانات میں بوجہ و زمانہ اور خصوصیات مقام بہت ہی زیادہ فرق آگیا ہے۔ پر اسرار میں ہے کہ متو پہلے زمانہ یعنی کرت یک کے لیے موزون ہیں۔ گو تم دوسرے زمانہ یعنی ترتیا کے لیے سا کلمہ اور کلمہ تیسرے زمانہ یعنی ڈو اپٹر کے لیے اور اس کا خود یعنی پر اسرار چوتھے زمانہ یعنی کالی ایک کے لیے۔

(۳) اسمیتون پر مشرین (قانون تحریری)

(الف) متاکشرا مولفہ و جٹانیثور قوانین سچنا دلک کی شرح ہے اور آخر الذکر کتاب غالباً دہم سوترون کی نظم کی شکل میں ترتیب دی گئی ہے۔ یہ کتاب زیادہ تر ابتدائی ہے اور بالکل شرح نہیں ہے اس لیے اس کا شمار ایک مجموعہ قوانین میں ہونے لگا۔ بقول ویٹ اور بوکر صاحب یہ شرح دسویں اور گیارہویں صدی کے درمیان کی لکھی ہوئی ہے اور ان کا یہ بیان ہے کہ مصنف کا وطن تھانہ بمقام کلیان تھا اور وہ بکر باجیت کے زمانہ کے ہیں۔ اس کی وضاحت اور یہی زیادہ لکشی دیوی الملقب بہ بالتم بحث کی شرح سے ہوتی ہے۔

(ب) دیو ہارہو کہا مولفہ ٹیل کنٹھ۔ یہ تالیف سولہویں یا سترہویں صدی میں بالعموم رائج ہوئی تھی۔

(ج) دیابھاگ مولفہ جٹ واہن جو صرف مشرقی بنگال اور اس کے نواح میں رائج ہے سچنا دلک پر سب سے پہلی شرح و سوپ کی ہے یہ شرح ویجانیثور کی شرح موسومہ متاکشرا سے دو صدی قبل کی ہے۔ یہ بنا بریں بہت مستند ہے۔ اور ان تعانیف کی بنا ہے جن سے متہا میں قانون

بنا تھا۔ صرنگمال کے کچھ حصہ میں دایا بھاگ نے اس کی جگہ لے لی ہے اور گجرات میں بصورت اختلاف یہ کہہا کو اس پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہہ پدم ناتھ بہٹ کے بیٹے تھے اور ساوہو تھے۔  
ایا رارک۔ یہہ دوسرے شارح یجنا و لک پر ہوئے ہیں۔ یجنا فیثور سے کچھ بعد کے ہیں۔ آپ کی تصنیف کشمیر میں بہت مستند ہے۔ آپ کے خیالات یجنا فیثور سے متفق ہیں۔

علاوہ برین متاکشرا پر بھی شرحیں ہیں۔ منجلہ ان کے ایک بالتم بہٹ سے ہے یہہ کتاب ایک عورت سماء لکشمی دیوی کی تصنیف کردہ ہے جو سترہویں صدی میں گزری ہے۔ احاطہ بمبئی میں ان ہی کی تصنیف کا حوالہ متاکشرا کی تعمیر کے لیے لیا جاتا ہے۔ دوسرے شارحین مدن پریمجات اور جودھنی ہیں۔ تصانیف مستندہ ممالک مدراس (ملک و راوڑ)

علاوہ متاکشرا کے چند خاص کتب جو جنوبی ہند میں تسلیم کجاتی ہیں حسب ذیل ہیں:-

سمرتی چندرکا۔ دایا بھاگ۔ سمرسوتی دلاس۔ دتھوار نرنے۔ دتاک چندرکا پر آسرا دہو۔ منجلہ ان کے سمرتی چندرکا تیرہویں صدی میں دیونند بہٹ نے تصنیف کی ہے اور سمرسوتی دلاس چودھویں میں پر تاپ رو دیونے تصنیف کی ہے۔ دتھوار نرنے سولہویں صدی اور دایا بھاگ ماوہوئے چودھویں صدی میں تصنیف کی ہے۔ پرما سراما دھو معطر مادھو چاری ہے اور پر آسرا سمرتی کی شرح ہے۔ بقول متاکشرا اور سمرتی چندرکا پر پرما سراما دھو

ممالک در آڈین سٹر کول برزک سے تاس اسٹرنج اور سمولیم میگناٹن مسئلہ طور سے مسئلہ تباہ تھے ہیں۔ ڈنک چندر کا تبذیت پر ایک خاص تصنیف ہے۔ مدراس میں بتا کشر اسب سے زیادہ مانی جاتی ہے اور شرامین کے متفق الرائے نہ ہونے کی صورت میں اور جبکہ خلافت میں کوئی رواج موجود نہ ہو تا کشر کے عام اصول کو استمرتی چندر کا پر ترجیح حاصل ہے۔  
 نوٹ۔ رگھو نندن جنوبی ہند میں تسلیم نہیں کی جاتی ہے۔  
 مغربی ہند۔ علاوہ بتا کشر کے چند کتب جو مغربی ہند میں تسلیم کی جاتی ہیں حسب ذیل ہیں۔

دیہوار میو کہا۔ نرٹے تے سندھو۔ ڈنک میا انسہ۔ کوستبھ اور ویرامترودیا۔  
 مصنفہ متر مصر۔

بتا کشر مسائل وراثت کے بارہ میں اول جگہ رکھتی ہے اور اس کے بعد میو کہا تسلیم کی جاتی ہے۔ فطرح رتناگری میں بتا کشر اعلیٰ ترین سند ہے۔ بتا کشر اور میو کہا کا مفہوم جہاں تک ہو سکے ایک ہی نکالنا چاہیے۔ اگر میو کہا میں بتا کشر سے اختلاف کیا گیا ہو تو میو کہا پر عمل ہو گا۔ یہی میں یہ عمل مسئلہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر بتا کشر اسکت ہو یا اس کا مفہوم سمجھ میں نہ آتا ہو تو تعبیر کی غرض سے میو کہا کی امداد لی جاتی ہے۔ مشرح بالم تہٹ بیتی میں مستند نہیں شمار کی جاتی ہے۔ اور یہی کیفیت تہذہبت کی مشرح

۵۷ ۲۹ مدراس ۳۵۸

۵۷ ۲۲ امور اٹھین اپیلر ۲۳۷

۵۷ ۳۱ مدراس ۱۰۰ = ۱۸ مدراس لاجنل ۵۷ ۱۲ ۶۵-۶۱۲

۵۷ ۳۰ ۳۱ ۲۲ ۳۰۰ ۱۰۰۰ کلکتہ ویکل ٹوٹس ۸۰۲ ۵۷ ۳۲ ۳۰۰

سے متعلق ہے۔

دیو ہاریو کہا گجرات اور جزیرہ بمبئی میں اعلیٰ ترین سند ہے۔ اجماع نگار پونا اور خاندیش میں تاکشرا کے مساوی تصور کی جاتی ہے اگرچہ عادی تسلیم نہیں کی جاتی ہے۔

نڑنے سندھو مصنفہ نگار ہے۔

مسائل تینیت میں نند پڈت مستند ہے بجز اُس صورت کے جب یہ ثابت ہو کہ اُس میں اسمرتیوں کے خلاف یا زائد تحریر ہوا ہے یا جب اُس کی عبارت کسی رواج مسلمہ عدالت کے مخالف ہو۔

مستہلا۔ رترہوت اور شمالی بہار جن کو چاندیشور اور وچپستی مصر نے پذیر میں صدی میں قائم کیا۔

علاوہ تاکشرا کے حسب ذیل کتب مروج ہیں۔

دیہوار چنتا منی اور وواد چنتا منی۔ ووادرتناکر۔ دہات میمانسا۔ ودیت نڑنے سدہی و دیک۔ ودیت پریشیشٹ۔

دیہوار چنتا منی اور وواد چنتا منی مصنفہ وچپستی مصر میں۔ ووادرتناکر مصنفہ چاندیشور ہے۔ ودیت نڑنے وچپستی مصر نے لکھی ہے۔ سدہی و دیک اور دہار کی مصنفہ ہے۔ ودیت پریشیشٹا لیشیو مصر کی مصنفہ ہے۔

بنگالہ۔ قائم کردہ حجت دیہوان اور رگھونندن ہے۔ اس کی تاریخ پندرہ صدی شمار کی جاتی ہے۔ یہاں حسب ذیل کتب مروج ہیں۔

دایا بہاگ۔ ویانتو۔ دیا کرم سنگرہ شرح مؤلفہ سری کرشن۔ دتاک چندر کالموہ  
رگہوتی۔

دایا بہاگ اعلیٰ ترین سند متصور ہوتی ہے۔ قریب قریب اس کے  
اصول تاکشرا پر حملہ ہیں۔ اگر دوسری کتب اور دایا بہاگ میں اختلاف ہو  
ہو تو دایا بہاگ پر عمل ہو گا۔ مگر دایا بہاگ تنہا قطعاً واجب التعمیل نہیں  
ہوتی۔ یعنی یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ مسائل مجبوزہ رواجاً تسلیم نہیں ہوتے  
ہیں اور متن مسئلہ محض مصنوعی اور لغوی ہے۔

بنارس یہاں جب ذیل کتب مروج ہیں۔

تاکشرا۔ سبودھنی۔ ویرا مترودیا۔ کل پترو۔ دتاک میہاسنا۔ ٹرنے سندھو۔  
بنارس میں کہیں کی تاکشرا بطور قانون مختص المقام تسلیم کی جاتی ہے  
جبکہ کسی کام کے کریمکی ہدایت ہو اور ایسا نہ کرنا گناہ ہو تو ایسی ہدایت  
ویجنایشور کے مطابق واجب التعمیل ہو جاتی ہے۔ ویجنایشور نے یہ  
اصول بیان کیا ہو کہ جبکہ تمام اسمرتیان پلحاظ اہمیت مساوی درجہ رکھتی ہوں  
اور دو یا زیادہ اسمرتیوں میں مخالفت ہو تو عدالت کو اختیار ہے کہ اس میں  
سے کسی پر عمل کرے۔ سبودھنی شرح تاکشرا ہے جسکو وسویشور بہت بڑے  
تقنیف دیا ہے۔ ویرا مترودیا مصنفہ متبر مصلک اس صورت میں حوالہ لیا جا  
تا ہے جبکہ تاکشرا میں کوئی امر مبہم ہو۔ اور بنارس کا قانون اس سے معین  
ہونا پایا جاتا ہے۔ کال پترو مصنفہ لکشی قہر ہے۔ اور سترہویں صدی کی ہے۔

۲۸ کلکتہ ۳۱۱۔ ۵۸ کلکتہ لاہور ۳۶۹۔ ۵۵ ناگپور لاہور پورٹر ۱۳۔ ۳۵۳۔ ۲۶

۵۵ ۱۱ بمبئی لاہور پورٹر ۷۰۔ ۱۲ مورزا ندین پل ۲۴۸۔ ۲۶۶۔ ۳۶۹۔ ۲۵ کلکتہ ۳۶۷

دیکھتے ہیں اسامیہ مصنفہ نہ بدلتے ہیں جس کی تصنیف کو تقریباً دو سو یا تین سو سال ہوئے ہیں۔ نہ کہ یہ مصنفہ کا ملکہ ہے اور سلاسلہ میں تحریر ہوئی ہے۔

برادر اور ناگپور۔ متاکشرا اس تعبیر کے مطابق جو ہمیں میں کیجاتی ہے برادر کا قانون مقامی ہے۔ دیہوار میں کہا اور ویرا مٹر و دیا بلحاظ اہمیت اسکے بعد ہیں اور ان پر صرف اسی وقت تک عمل ہوتا ہے جب تک ان کے مندرجہ مسائل متاکشرا کے صریحی اور عام اصول کے مخالف نہ ہوں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی ریاست حیدر آباد وکن۔

یہاں باعتبار پابندی دہرم شاستر ملک کے دو حصے کئے جاسکتے ہیں۔ ہریٹواری۔ تلنگانہ۔ اول الذکر حصہ ملک سوامہاراسٹر یعنی مغربی ہند کا قانون دہرم شاستر متعلق ہوتا ہے اور آخر الذکر حصہ ملک سے وراوڈ یعنی جنوبی ہند کا دہرم شاستر متعلق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی اقوام و اشخاص کے لیے جو باہر سے آکر سکونت گزین ہوئے ہوں ان کے قیام قانون وطن ہی پر عمل ہوگا۔ بہر کیف متاکشرا کی مختلف شاخ ہی اس ریاست میں مروج ہیں۔ (دربارہ نظر ملاحظہ ہو تہہ نظر سرکار عالی) اور عام اصول یہ ہے کہ جو حصہ ریاست جس حصہ ملک سرکار غلطت بدارت سے ملحق ہے اور بلحاظ آبادی اور درجات اس سے متساوی ہے اسی حصہ ملک سرکار غلطت مدار کا مروجہ دہرم شاستر اس ریاست میں ہی واجب العمل ہوگا۔ کتب اصلی قواعد کی تعبیر اگر ایک ہی تصنیف میں ایک ہی متن کے دو مختلف

معنی لیے گئے ہوں تو آخری تعبیر صحیح تسلیم ہونی چاہیے۔ جبکہ دو کتب  
ایسی ہوں کہ ایک ہی مضمون کے متعلق ہوں اور ان میں سے اول میں  
دو الفاظ یا عبارات ایسے آئے ہوں کہ ایک ہی مضمون کے متعلق ہوں اور  
ان میں سے اول میں دو الفاظ یا عبارات ایسے آئے ہوں جن میں صرف ایک  
کا اعادہ دوسری میں کیا گیا ہو تو دوسری لفظ یا عبارت خارج کر دینی چاہیے  
اس لیے کہ وہ اول صورتوں سے متعلق نہیں ہو سکتے جو دوسری کتاب  
میں مذکور ہیں۔ بہت ہی ہائی کورٹ کا مسئلہ قاعدہ یہ ہے کہ جس مقام پر تائید کثرت  
ہو یا واضح نہ ہو عدالت کو تعبیر میں تیسرے کہا کی امداد دینی چاہیے اور اس طرح تعبیر  
کرنی چاہیے کہ دو وزن ایک معقول حد تک ایک دوسری سے موافق  
ہو جاوے۔ جبکہ عام اسم تین برابر اہم ہوں اور دو یا زیادہ مضائقہ  
اسم تین میں اختلاف ہو تو عدالت ان میں سے کوئی ہی انتخاب کر سکتی  
ہے۔

(۴) خارج از ذہن قدیم زمانہ کے رواجات۔

اس کے متعلق ملاحظہ ہو آئینہ۔ یہ غیر تحریری قانون ہیں۔

(۵) فیصلجات عدالتی۔ حکومت برطانیہ کے قیام کے زمانہ سے  
فیصلجات انگریزی نہ صرف ہندوؤں کے لیے قانون کا ایک ذریعہ بن گئے ہیں  
بلکہ تغیر و تبدل کے ایک خاص آلہ ہیں اور یہ عمل حکومت برطانیہ بمطابق  
نہو اسے قانون تو ہے ملاحظہ ہو مقبول باب ۸ صفحہ ۸۴ فرمان رواج مقدر  
قانون سے واقف ہو اس کا فرض ہے کہ ذاتہ ضائع اور گروہ اور خاندان

کے قانون کو دریافت کرے اور اُس کے مطابق ہر ایک کی سنجیدہ عمل میں لائے۔“

(۶) قوانین نافذہ۔ (الف) قانون مکرر ازدواج بیوہ (ایکٹ نمبر ۵۶ء) جس کے نفاذ سے سابقہ شوہر کے انتقال کے بعد ہر قوم و ملت کی بیوہ شادی کر سکتی ہے اور ایسی شادی سے جو اولاد پیدا ہو جائے اور صحیح النسب شمار کی جاتی ہے۔

(ب) ایکٹ آزادی مذہب (نمبر ۳۱ بابت ۱۸۵۷ء) جس کے نفاذ سے ذات سے باہر ہونا کسی وجہ بھی حق وراثت ذائل نہیں کرتا۔

(ج) ایکٹ نابالغان۔ (نمبر ۹ بابت ۱۸۵۷ء) جس کے نفاذ سے بالغ ہونے کی عمر بالعموم ۸ سال کی مقرر کر دی گئی ہے

(د) ایکٹ وصیت اہل ہندو۔ (نمبر ۵ بابت ۱۸۵۷ء) جس کے نفاذ سے بنگال اور بمبئی میں وصیتوں کی تکمیل و جوازی کے لیے چند ضوابط مقرر ہیں۔

(ه) قانون ولایت (نمبر ۳۱ بابت ۱۸۵۷ء) مطابق قانون ولایت سرکار عالی نشان ۵ بابت ۱۸۵۷ء جس کے نفاذ سے آخری اختیار تقرر ولی خانہ شاہ وقت کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔

(و) ویسی عیسائیوں کے انفساخ ازدواج کا قانون۔ (نمبر ۲۱ بابت ۱۸۵۷ء) جس کے نفاذ سے ایک ہندو بیوی یا شوہر کے مذہب تبدیل کر دینے سے پہلے کی شادی کا تعلق منقطع نہیں ہو جاتا۔ لیکن ہندو شوہر یا بیوی جو عیسائی ہو گئے ہوں ازدواج فسخ کر سکتے ہیں



اگر ہومی یا شوہر جو ہنوز ہندو مذہب میں ہو مباشرت سے انکار کرے۔  
 (۲) پوران۔ اکثر ہندو قانون کے متعلق جن کا حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً کالک  
 اور دستن پوران۔ مہا بھارت کا بھی شمار پوران میں ہے۔ محمود صاحب حج کی رائے  
 ہو کہ پوران کا نمبر طحاظِ اہمیت شرقی اور استرقیوں کے درمیان ہے یا ان دونوں  
 رواج۔ ہر پہلو سے ہندوؤں کے قانون کی بنا رواج قرار دیا جاسکتی ہے۔ اگر  
 رواج ثابت ہو جائے تو اُس مذہب عام قانون منسوخ سمجھا جاتا ہو مگر جو کچھ کہ اُس  
 حد سے خارج ہوتا ہے وہ قانون ہی کے تابع ہوتا ہے۔ منو نے کہا ہے۔  
 ”خارج از دھرم زمانہ کا رواج قانون الہی ہے“ اس قدر دھرم میں رکھنا چاہئے  
 کہ ایک خاندان اپنی ذات کے لیے رواج نہیں بنا سکتا اور نہ چند اشخاص  
 کسی باہمی معاہدہ کے ذریعہ سے عام قانون ملک کے خلاف کوئی رواج  
 بنا سکتے ہیں۔ یہ دریافت ہونا ضروری ہے کہ آیا خاندان نے اُس کو بجز  
 اختیار کیا ہے یا کم از کم یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اُس خاص فرقہ میں ایک بڑا  
 گروہ اُس کا پابند ہے۔

رواج ملک کے ساتھ نہیں چلتا ہے اور باریثوت اُس شخص پر ہے  
 جو ایسا بیان کرے۔ رواج محض عمل سے جڑا شے ہے۔ اُس کے  
 جواز کے لیے یہ شرط لازمی نہیں ہے کہ عدالت نے اُسے تسلیم کیا ہو کسی  
 خاص قاعدہ کو اختیار کرنے کے متعلق اشخاص کے مابین معاہدہ ہونے سے  
 کوئی ایسا نیا رواج پیدا نہیں ہو جاتا جو دوسروں پر قابلِ پابندی ہو۔ رواج  
 دو قسم کا ہوتا ہے۔ کل آپار اور ویس آپار۔ کل آپار سے انحراف کیا جاسکتا ہے

مگر دیس آپجاریں اس وجہ سے فرق نہیں آسکتا کہ بعض اشخاص نے اس کی پابندی چھوڑ دی ہے۔

کاتیاں۔ کسی ملک کا خاص قانون جو خارج از ذہن زمانہ سے رائج ہوا اور جو تیدا اور استمرتی کے متضاد نہ ہو رواج مقامی کہلاتا ہے۔

نارو۔ جبکہ اسمرتیوں میں اختلاف ہو تجویز عقل پر مبنی ہونی چاہیے۔ رواج ایک قوی چیز ہے اور اس سے پاک قانون منسوخ ہو جاتا ہے۔

لوازمات رواج۔ ایسے رواج کا جو عام قانون ملک میں ترمیم کرے یہ لازمی اجڑا ہن کہ وہ (الف) قدیم ہو (ب) مستقل اور معین ہو (ج) مسلسل جاری رہا ہو (د) اگرچہ خارج از ذہن زمانہ کا نہ ہو۔ (و) خلاف تہذیب نہ ہو۔ (و) خلاف عقل نہ ہو (و) مصلحت عامہ کے خلاف نہ ہو۔

رواج کی عظمت۔ عدالتین اور مجالس وضع قوانین پورا نفاذ رواج کو دیتی ہیں۔ تمام ایکٹ ہائے حال میں جن کے ذریعہ سے قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے رواج کا حوالہ لینے کی ہدایت پائی جاتی ہے۔ عدم تسلسل رواج اس کی عدم موجودگی کی کسی ایک تمثیل سے ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ رواج کو نا ثابت قرار دینے کے لیے متحقق اعداد تسلسل ثابت ہونا چاہیے۔ ایک ایسی جاگیر کی وراثت کے متعلق جو اس خاندان کی کامل ملکیت نہ ہو خاندانی رواج پیش نہیں کیا جاتا۔ ثبوت رواج۔ حسب ذیل قواعد کسی رواج منسوبہ کے اثبات کے متعلق

۱۵ اگلے ۱۸۱

۱۵ انڈین کیسز ۲۴-۱۴- انڈین کیسز ۳۲۲-۳- انڈین کیسز ۲۰۶-۲۰۹

۳۶ گلتے ۵۹

۲۶ آباد ۲۱۶

خلاصاً تحریر کئے جاسکتے ہیں (۱) شہادت ایسی ہونی چاہیے جس سے رسم کی نیت اور سلسل ثابت ہو اور اُن لوگوں کا جو اُس رواج پر عمل کرتے ہوں یہہ اعتقاد ولی ثابت ہو کہ وہ قانون کی پابندی کر رہے ہیں۔ یہہ سب شہادت سے اخذ کیا جاسکتا ہے (۲) اس قسم کی شہادت پیش ہوں۔ اُن افعال کا تسلیم کرنا۔ ہدالتوں کے فیصلد جات یا پچھوئی تائیدی رائے۔ تجربہ کار اشخاص کے بیانات اس امر کے متعلق کہ ایسے افعال قانوناً جائز تھے۔ (۳) رولج میں معین ہونا چاہیے تاکہ اُس کا اطلاق کسی خاص واقعہ میں واضح۔ متحقق۔ اور معقول ہو سکے۔ ایسی صورت میں دفعات ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ قانون شہاد ہند مطابق ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ یا ۱۵ قانون شہادت سرکار عالی حیدر آباد کوہن غاید ہوتے ہیں۔ مگر متوفی اشخاص کا بیان غیر متعلق ہوگا اگر وجود رواج واقعہ تحقیق ہو۔

### تمیلات

ایسا رواج جس کے ذریعہ سے کوئی عورت بغیر طلاق یا اپنی ذات کو جہانہ ادا کئے بغیر شادی کر لینے کی مجاز ہو خلاف تہذیب ہے یہ  
(۲) رواج جس کی رو سے ایک بیوہ تبنی نہ لے سکتی ہو باوی النظر میں نامناسب ہے نیز اس صورت کے جب یہہ ثابت ہو کہ اُس ذات پر ایسا رواج مستحکم طور پر موثر ہو گیا ہے یہ  
(۳) بہن کا بیٹا یا بیٹی کے بیٹے کو تبنی لینے کا رواج کاروار کے سار سوت

مین جائز خیال کیا گیا ہے یہ

(۴) ماسی زادی مامون زاد بہن کے ساتھ شادی سارسوت اور پرتہو اور چند دوسری اقوام دکہن مین رواج جائز ہے۔

(۵) مندرکی واسیون مین لڑکی کو بغرض کار شنیعہ مقبلی لینا درست نہیں ہے۔  
رواج خلاف تہذیب نہ ہونا چاہیے۔

(۶) جینیون مین لاو لیدیوہ کا بلا حصول رضامندی شوہر یا بزرگ خاندان مقبلی لینا غلط نہیں ہے یہ

(۷) کسی قوم مین ایسا رواج جس کی بنا پر کوئی ذات سے باہر بلانوش دیئے ہوئے خارج کیا جاسکتا ہو صحیح نہیں ہے یہ

(۸) کسی ذات کا ایسا رواج جس کی رو سے فریقین برضامندی یا بشرط ادائی اخراجات شادی طرفین طلاق دے سکتے اور مکرر ازواج کر سکتے ہوں خراب ہے یہ

(۹) ایسا رواج جس کی رو سے غیر صحیح النسب اولاد جو زنا سے پیدا ہوتی ہو وارث قرار پا سکتی ہو برا ہے یہ

(۱۰) ایسا رواج جس کی رو سے لڑکیاں وراثت سے محروم قرار دی گئی ہوں برا نہیں ہے۔

۲۲۹ مدراس ۲۱ مدراس ۲۲۹ مدراس ویکل فروش ہاقتہ (۱۹۱۳ء)

۱۰ مدراس ۱۳۳-۲۳ مدراس ۱۷۱-۲۳ بیٹی ۲۲

۲ بیٹی ۱۲۰ و ۸۰ الہ آباد ۳۸۷

۱۲ بیٹی لارپور ۱۲۰

۲۷ کلکتہ ۳۷۹

۱۷ مدراس ۴۷۹

۱۱ بیٹی ہائیکورٹ ۲۴۹

(۱۱) ایسا رواج جس کی رو سے کوئی عورت اپنے خاوند کو چھوڑ کر اسکی حیات بلا حصول رضا مندی شادی کر سکتی ہو نا جاتر ہے۔ اس لیے کہ منشا قانون کے منافی ہے۔

(۱۲) ایسا رواج جس کی رو سے ایک چھوٹے ہندو خاندان میں جائیداد خاندانی صرف اولاد اکبر کو ملتی ہو اور دوسرے بیٹے صرف گزار پانے کے مستحق ہوں قابل استدلال نہیں ہو سکتا۔ اور رواج جٹھانسی ثابت کرنے کے لیے اس کا مستقل اور معین ہونا قوی شہادت سے ثابت ہونا چاہیے۔

(۱۳) ایسا رواج جسکی رو سے طوائف کی کوئی خاص جماعت مجاز ہو کہ جملہ آمدنی تنہا ان کے اختیار میں رہے بڑا ہے۔

دہرم شاستر کا اطلاق کن پر ہوتا ہے۔ دہرم شاستر کا تعلق ذات سے ہے اور تمام ہندوؤں سے متعلق ہے۔ مگر اس کا اثر ایسے شخص پر نہیں ہوتا (الف) جو کسی مقامی یا ذاتی قانون کا تابع ہو اور جس سے عام قانون دہرم شاستر میں ترمیم ہوتی ہو یا (ب) جو کسی خاص رواج کے تابع ہو اور وہ رواج عام طور سے عدالتوں میں تسلیم کیا گیا ہو یا (ج) جس نے ہندو مذہب کو ماننا چھوڑ دیا ہو اور کسی دوسری قوم یا فرقہ کے رواجات کی پابندی کرتا ہو۔ اس کے علاوہ دہرم شاستر کا ان فرقوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو عام اصول دہرم شاستر مانتے ہوں اگرچہ تمام مذہبی باتوں کو تسلیم نہ کرتے ہوں۔ مثلاً جین سکھ وغیرہ۔ ان کے علاوہ دہرم شاستر کا اطلاق حسب ذیل

۱۵۰ بی بی ہائی کورٹ ۲۲

۱۲۴ بی بی ہائی کورٹ ۱۲۴

۱۵۰ بی بی ہائی کورٹ ۱۲۴ (پریوی کونسل) ۳ اٹھین کیسز ۲۰۰۰۔ ۱۵۰ ادراس ۱۶۸ اراخ ۱۵۱ ادراس ۳۵۶

فراق پر ہی ہوتا ہے۔

(الف) خوبے۔ ان پر وراثت اور ترکہ کے معاملات میں جب تک کوئی رسم قوی شہادت سے خلاف میں ثابت نہ ہو دہر شاستر پر عمل ہوتا ہے اور تمام حقوق و ذمہ داریاں جو دہر شاستر کی رو سے پیدا ہوتی ہیں خوبون کو حاصل اور ان پر عائد ہوتی ہیں یہ اگر ان میں کسی ایسے رواج کے وجود کا ادعا کیا جائے جو دہر شاستر کے منافی ہو تو باریثوت انہیں شخص ہوتا ہے جو ادعا کرے۔ اور ثبوت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ یہ واقع ہو جاو کہ یہ ایک عام رواج ہے۔ اور خوبے بالعموم اور بکثرت اس رواج کو تسلیم کرتے ہیں مگر محض قوم کے سربراہ اور وہ اشخاص کی اظہار رائے کافی نہیں ہے۔ نظائرون کا حوالہ ہی ہونا چاہیے۔ ایک غیر منقسمہ خوخہ شریک خاندان کی حیوہ نان نفقہ کی مستحق ہوتی ہے یہ دیکھنا چاہیے کہ دہر شاستر کے کون قواعد خوبون نے اختیار کئے ہیں اور کون چھوڑ دیئے ہیں۔ بانی گورٹ صیغہ ابتدائی نے بمقدمہ جان محمد عبداللہ داتو وغیرہ بنام داتو جعفر وغیرہ مقدمہ نمبری ۱۰۲۱ بابۃ سلالہ یہ طے کیا ہے کہ طریقہ وراثت میں دہر شاستر کا اطلاق صرف مکسویہ اور جداگانہ جائیداد پر محدود ہے۔ دہر شاستر کا قانون متعلق خاندان مشترکہ اور تقسیم کا اطلاق خوبون اور مہینوں پر نہیں

۱۲۵ بی بی ہائیگورٹ ۲۸۱-۱۳ بی بی ۵۳۴-۳ کلکتہ ۶۹۴-

۱۲۵ بی بی ۲۹-۸۵ بی بی ۱۲۵ بی بی ہائیگورٹ ۲۹۴-

۱۲۵ بی بی ۳۴-۱۳ بی بی ۵۳۱-۱۲۵ بی بی ۲۹-۸۵-

۱۲۵ انڈین کمینسٹر ۱۲۴ و ۱۵۶ و ۱۵۸-

ہو سکتا ہے۔

(ب) کچھی ممین۔ ان کی بھی خوجون کی سی حالت ہے۔ مینون مین جن پر کہ دہرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے اولاد باپ کی جائداد پر قابض ہو سکتی ہے۔ اور اس کا اہتمام کر کے قرضہ وغیرہ ادا کر سکتی ہے۔ اور اس پر کوئی جوابدہی عدالت کی جانب سے عائد نہیں ہو سکتی۔

(ج) سننی پورے ساکن گجرات۔ یہ بھی معاملات وراثت اور ترکہ مین دہرم شاستر کے تابع ہیں۔  
(د) مولا سلیم گریسے۔ ان کی بھی حالت معاملات وراثت اور ترکہ مین وہی ہے۔

(ه) نو مسلم۔ عام طور سے ان پر بھی دہرم شاستر کا اطلاق ہوتا ہے جب تک کہ کوئی خاص متحکم رواج خلاف من ثابت نہ کیا جائے۔ اور ایسے ثبوت کا بار اس پر ہوتا ہے جو ادا کرے۔ مگر اس کا اطلاق معاملات وراثت اور ترکہ تک محدود ہے۔ تبدیل مذہب کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جملہ جائداد جو بیٹے اور باپ کے پاس مشترکہ قبضہ مین ہو باپ کے تبدیل مذہب کرنے سے بیٹے کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ مگر وہ جائداد جو بعد تبدیل مذہب

۱۔ انڈین کیسز جلد ۲۲ حصہ ۲ صفحہ ۱۹۵

۲۔ ۱۲ بیٹی ۱۸۹۔ ۳۰ بیٹی ۲۶۰۔ ۷ بیٹی لارپورٹر ۴۴۔ ۵ بیٹی لارپورٹر ۱۰۱۰۔

۳۔ ۲۰ بیٹی ۵۳۔

۴۔ ۲۰ بیٹی ۲۶۰۔

۵۔ ۲۹ الہ آباد ۴۸۱

۶۔ ۲۰ بیٹی ۱۸۱

۷۔ ۱۰ مورزا انڈین اپیلز ۵۳۴۔ خلافت ۲۰ بیٹی ۵۳

حاصل ہو اُس کی وراثت شرع شریف کی رو سے ہوگی۔  
 جین۔ یعنی ویش قوم کے ہیں اور مرتد ہندو مذہب کے ہیں۔ اُن پر عام  
 قانون ہندو و جنمی ذاتوں کا متعلق ہوتا ہے۔ جب تک کہ اس کے خلاف  
 ثابت نہ کیا جائے۔ ان میں چار ذاتیں ہوتی ہیں۔ پارمار۔ اوشس وال۔  
 اگر وال۔ کھنڈیل وال۔ یہ لوگ ویدوں کو الہام تسلیم نہیں کرتے اور نہ  
 شرادہ کرتے ہیں جو ہندو مذہب کا ضروری جزو ہے۔ جب تک خلاف میں  
 ثابت نہ ہو اُس مقام کا قانون جہاں جین ساکن ہوں اُن سے متعلق ہوگا۔  
 سکھ۔ جب تک رواج خلاف میں ثابت نہ ہو دہرم شاستر کا ان پر اطلاق  
 ہوتا ہے۔

لنگایت۔ یہہ شودر قرار دیئے گئے ہیں۔

کرستان ہندو۔ ایسے ہندو جنہوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا ہو  
 معاملات وراثت میں قانون وراثت ہند ایکٹ ۱۰ باب ۱۶۷ کے تابع  
 ہیں۔ قبل نفاذ قانون ایسے ہندوؤں کو اختیار تھا خواہ وہ دہرم شاستر کی  
 پابندی کریں یا عیسائی مذہب کی ہے۔ اب اس امر کی شہادت نہیں پیش کی جاتی  
 کہ اُن میں دہرم شاستر مروج ہے۔ لہٰذا قانون وراثت مذکورہ بالا سے اُن

۱۹۲۳ء بمبئی ۱۵۷-۶ انڈین کیسٹر ۲۷۲-۱۰۱ کلکتہ ۱۱-۳ انڈین کیسٹر ۸۰۹-۱۵۷ کلکتہ

۱۹۲۴ء کلکتہ ۵۱۸-۲۳ بمبئی ۲۵۷

۱۹۲۳ء بمبئی ۲۷۲-۶ بمبئی ۵۲۳

۱۹۲۳ء کلکتہ ۱۱

۱۹۲۵ء مدراس ۲۰۹-۹ مدراس ۴۱۶-۱۹ بمبئی

۱۹۲۵ء موزر انڈین اپیل ۱۹۵



حقوق پر اثر نہیں ہوتا ہے جو قبل نفاذ قانون حاصل ہو چکے ہوں۔ اور ان حقوق کی وراثت کے متعلق بھی دیکھا جائے گا کہ بعد تبدیل مذہب کس رواج کی پابندی اس شخص نے پسند کی ہے۔

باشندگان یورپ کی غیر صحیح النسب اولاد۔ ان پر بھی قانون وراثت ہند مذکورہ بالا کا اطلاق ہوتا ہے۔ قبل نفاذ قانون کے یہ دیکھا جاتا تھا کہ اولاد نے کس مذہب کے رواج کی پابندی اختیار کی ہے۔ بصورت اس کے کہ ہندو مذہب پر عمل کرنا پسند کیا ہو تو دہرم شاستر کا اطلاق ان پر ہوتا تھا۔

نوٹ۔ صورتہائے مذکورہ بالا میں جبکہ غیر اقوام پر دہرم شاستر کا اطلاق بتلایا گیا ہے وہ معاملات وراثت اور ترکہ پر محدود ہے۔ دیگر معاملات کے متعلق اگر دہرم شاستر اس کے فرقہ کے کسی خاص رواج متعلقہ کے خلاف ہو دہرم شاستر کی امداد نہیں لیجا سکتی۔ مگر جبکہ خاندان میں ہندوئی اور مسلمانی ہر دو مراسم مروج ہوں تو دہرم شاستر کا اطلاق ہوگا۔ اور جب اس امر کا صحیح اندازہ نہ کیا جاسکتا ہو کہ بعض فرقہ جات ہندو ہیں یا مسلمان تو معاملات شادی اور وراثت کے بارہ میں قواعد اصول عدل و انصاف یا رواج مروجہ پر عمل ہونا چاہیے۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ ہندو جو ہندو مذہب

۸۵۵ مورزاٹین اپریل ۲۰۰۰ (پریوی کونسل)۔

۱۵۲۹ بی بی ۵۳۹۔

۱۵۳۰ بی بی لارپورٹر ۵۸۔

۱۵۳۴ آکھ آباد ۳۲۳۔

۲۰۵۵ مدراس لاجریل ۲۹۔

کو اختیار کرے ہندو ہی رہتا ہے۔ اور دہرم شاستر کا اطلاق ایسے ہندوؤں پر بھی ہوگا جنہوں نے ہندو طریقہ خورد و نوش اور مراسم کو ترک کر دیا ہو۔  
غیر ملکی خاندان۔ ہندوستان کے کسی ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلے جانے سے اس قانون مقامی پر اثر نہیں پڑتا ہے جس کے تابع وہ خاندان پہلے رہا ہو۔ ہندوستان میں قانون مقامی کوئی چیز نہیں ہے دہرم شاستر ذاتی قانون ہے اور تبادلہ سکونت سے اس پر اثر نہیں پڑتا ہے۔ تاہم یہ قیاس کہ خاندان اپنے قدیم وطن کے قانون کا تابع ہے ایسی قوی شہادت سے تردید ہو سکتا ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ اس نے اپنے جدید مقام سکونت کا قانون اختیار کر لیا ہے۔ اور بارثولٹ اس شخص پر موتا ہے جو اس کا ادا کرے۔

## باب دوم شادی

اغراض شادی۔ اقسام شادی۔ پسندیدہ و ناپسندیدہ نکاح مختلف اقسام اولاد۔ شادی و سگانی میں فرق۔ خلاف ورزی سگانی کے نتائج۔ جائز شادی کے لوازمات۔ شادی کرنے کا اختیار

۳۰۵ کلکتہ ۹۹۹-۳۱ کلکتہ ۱۱-۳۳۰- ۱۲۵۷ مورز انڈین اپریل ۸۱ وہ کلکتہ دیکھی نوٹر ۳۵۳

۲۹ کلکتہ ۳۳۲ (پریوی کونسل) ۱۳ انڈین کیسز ۹۹-۱۷ انڈین کیسز ۲۵۷

۳۱۷ الہ آباد ۴۷-۲۹ کلکتہ ۴۳۳-۴۳۳ بی بی ۵۵۳-۱۷ کلکتہ دیکھی نوٹر ۱۰۲

خاندان غیر منقسمہ میں شریک خاندان کی شادی۔ امر واقعی۔  
طلاق۔ حقوق زوجہ و زوج۔ علیحدگی کے وجوہات۔ قانون ازدواج  
ثانی بیوہ۔ ازدواج ثانی بیوہ۔ ازدواج ثانی لمجاظر و اج کی تمثیلات۔  
زوجہ کا حین حیات زوج ازدواج ثانی کرنا۔ بیوہ کے حقوق  
وراثت پر ازدواج ثانی کا اثر۔

اغراض شادی - شادی سے غرض یہ ہے کہ اولاد پیدا ہو اور مذہبی  
 مراسم بطریق مناسب ادا ہو سکیں۔ شادی سے زوجہ اپنے زوج کے گو تر  
 کی ہو جاتی ہے۔ زوج اور زوجہ مذہبی مراسم مذہبی قابلیت اور دنیوی مقصودات  
 کے استفادہ میں ایک دوسرے کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ ان میں کبھی  
 علیحدگی نہیں ہو سکتی۔ ہندوؤں میں شادی ایک فرض مذہبی ہے جس کا حکم  
 شاستر میں ہے۔ دیگر مذاہب اسلام وغیرہ کی طرح ہندوؤں میں شادی محض  
 معاہدہ نہیں ہے بلکہ ہندوؤں میں دس سنکار یعنی متبرک بنانے کے مراسم  
 ہوتے ہیں جو محل کی ناپاکی کو دور کرنے اور کلن دوخا بنانے کے لیے ضروری  
 قرار دیئے گئے ہیں۔ منجملہ ان سنکاروں کے شادی ایک ہے۔ حال کے  
 ایک مقدمہ میں چندوار کر صاحب جج بمبئی نے ایک طویل طویل تجویز کے ذریعہ  
 سے یہ قرار دیا ہے کہ شادی ایک مذہبی رسم ہے اور اس لیے ضرورت

شاستری ہے جسٹس موٹو سوامی ایر نے ہندو شادی کے مراسم کی تین تقسیمیں کی  
ہیں اول وگدا انتم یعنی وعدہ دینے کا (۲) کنیان گدا انتم لڑکی کو واقعی دیدینا  
(۳) شادی کی رسم جس کا آغاز لڑکی کا ہاتھ پکڑنے سے ہوتا ہے جسکو  
پانی گرتھم کہتے ہیں اور جس کی تکمیل ساتوین پھیرے سے ہوتی ہے جس کو  
سپت پدھی کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ہم اندر اس صفحہ ۳۱۶ عبارت مندرجہ  
۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ٹکٹا چار لونام رنگا چارو) اور جگیند چندر گہوش صاحب اپنی مشہور  
تالیف دھرم شاستر میں ہندو شادی کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ آئندہ  
یورپین شادی ہے یعنی پہلے دو جزوین یورپین طرز موجود ہے اور آخری  
جزوین ہندوانی طرز پایا جاتا ہے (ملاحظہ ہو ہندو لا مؤلفہ گہوش صاحب  
صفحہ ۵۹۳)۔ مگر اس میں بھی یہ قرار پایا گیا ہے کہ ایسے قرضہ کی ادائیگی جو  
نابالغ کی شادی کے لیے لیا جاوے اس پر واجب ہے بشرطیکہ رستم  
مصارف نامالغ کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

## اتمام شادی

شاستر میں آٹھ قسم کی شادی تسلیم کی گئی ہیں منجملہ اُن کے باستثناء دو کے  
باقی سب متروک ہیں۔ اول چار اقسام پسندیدہ ہیں باقی ناپسندیدہ۔  
پسندیدہ اور ناپسندیدہ شادی میں جو فرق کیا گیا ہے وہ استری دہن کے  
تقیم کے معاملہ میں اہم ہے۔ اگر شادی پسندیدہ طریقہ پر ہوئی ہو تو استری  
دہن اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند اور پسندون کو ملے گی اور اگر  
پسندیدہ طریقہ سے نہ ہوئی ہو تو اُس عورت کے بھائی بہن مان وغیرہ یعنی

اُس کے والدین کے فائدہ ان کو حاصل ہوگی۔

(۱) برہما۔ اس طریقہ شادی میں یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کا باپ ایسے شخص کو دعوت دیتا اور مہمان نوازی کرتا ہے کہ جو دیدن کا عالم ہوتا ہے اور اُس کو اپنی دختر کو ایک سادہ لباس پہنا کر دیتا ہے۔ یہ قسم شادی لازمی طور سے برہمنوں تک محدود نہیں ہے۔ اس طریقہ شادی میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسی رقم کی ادائیگی جو رواج کی رو سے جائز ہے مثلاً پامے دی موڈ پو یا پگو دابل زوجہ نہیں کہلائے گی۔ اگر روپیہ ادا کر دیا گیا ہے تو اُس کے بازیافت کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ دیو۔ اس قسم کی شادی میں باپ اپنی بیٹی کو لباس شادی پہنا کر بوقت ہونے پر کارگرزاد کو سپرد کرتا ہے۔

(۲) ارشا۔ اس قسم کی شادی میں دو لہے کی جانب سے دلہن کے باپ کو دیدن کے مقررہ مقاصد کے لئے ایک یا دو گائین دینی پٹنی ہیں۔ (۴) پرچاپتی۔ اس قسم شادی میں باپ اپنی بیٹی کو بڑی تعظیم کے ساتھ یہ کہہ کر دیتا ہے کہ ”تم دونوں کو مذہبی و دنیوی فرائض سنجی انجام دینے میں خدا کامیاب کرے“

(۵) آس۔ اس قسم کی شادی میں لڑکی والے کو نقد رقم بدل میں ملتی ہے اگر باپ یا دوسرے رشتہ دار کو جو لڑکی کی شادی کرے کوئی مالی فائدہ شادی سے نہ ہو تو شادی اس طریقہ کی نہ کہلائے گی۔ اور آس طریقہ شادی ہر ذات سے متعلق ہے۔ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ محض اس وجہ سے کہ

بدل لیا گیا ہے شادی کا لعدم نہیں ہو جاتی۔ مگر بدل دینے کا معاہدہ خلاف فیہ  
مصلحت عامہ ہونے کی وجہ سے عدالتہائے قانون میں نفاذ نہیں پاسکتا۔  
وجہ یہ ہے کہ اگر ایسے دعاوی جائز رکھے جائیں تو والدین و دیگر ولیوں کو  
اس امر کی ترغیب ہوگی اور وہ بچی کی راحت و خوشی کے خیال کو چھوڑ کر  
دوسرے خیالات سے شادی کر لے لگ جائیگا۔ ایسا معاہدہ قابل نفاذ نہیں  
ہے۔ اگرچہ کسی ذات میں ایسا رواج بھی ہوتا ہے اس کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔  
گجراتیوں میں ایک یہ رواج ہے کہ دو لہے سے لہ لیا جاتا ہے۔ مگر یہ وہ  
رقم ہے جو دلہن کے لیے علیحدہ جمع کر دی جاتی ہے پس اگر نابالغ لڑکی کو  
لے لے اس کا باپ ایسی رقم حاصل کرے تو اس وجہ سے شادی اسٹمر  
طریقہ کی نہ قرار پائے گی۔ اسٹمر شادی وہ ہے جس میں دلہن کے ماں باپ  
اپنے لیے بدل زر نقد حاصل کریں۔ اور اگرچہ شادی ہر جم طریقہ سے ہی ہوتی  
ہو ایسی صورت میں اسٹمر طریقہ کی کہلائے گی۔ نقص ماں باپ کے جوڑ کی شادی  
میں دیتے ہیں اپنے لیے زر نقد حاصل کرنے میں ہے۔ متوفرا تے میں  
اسٹمر رسم کبھی انجام نہ دینی چاہئیں۔ اگر رقم دی جا چکی ہو تو اسکی بازیافت  
کا دعویٰ نہیں ہو سکتا جبکہ کسی قوم میں اسٹمر طریقہ شادی زمانہ حال تک مروج  
رہی ہو تو عدالت خلات قیاس نہیں کر سکتی ہے۔

۱۳۵۱ اور اس ۳۸۸۳ء آباد ۴۹۵۵ء خ ۴۸۱۱ اور اس ۲۳۵۵ بی ۵۸۱۱ آباد ۲۳۵۵

۱۳۵۵ بی ۱۲۶ اور ۲۲۱ بی ۲۵۸ ۲۵۸ آباد ۲۹۸۵

۱۳۵۵ آباد لاہور ۱۵۹

۱۳۵۵ بی ۳۳۳ ۱۴۸۱ آباد ۹۴۴

۱۳۵۵ بی ۱۸۸۴ (صفحہ ۲۰۷)

۱۳۵۶ اور اس ۱۸۳۰

گندہ ضرور۔ یہ وہ قسم شادی ہے جس میں عشق کی وجہ سے تعلق پیدا ہوتا ہے خواہ وہ عشق محض خواہشات تک محدود ہو یا گہر گہری سستی کرنے کے لیے ہو۔ گندہ شادی چترپون میں رائج ہے۔ اور آذربائیسٹان اور تھیراکے راجاؤں میں جائز ہے۔ متوکے قول کے مطابق ہر ذات کو اس طریقہ شادی کی اجازت ہے (متو)

باب سوم صفحہ ۲۳

(۷) راکشش۔ یہ وہ طریقہ شادی ہے جس میں کنواری یعنی ناکتھالر کی جگہ میں یا یون ہی بھگالائی جاتی ہے۔

(۸) پشاج آخری اور بدترین طریقہ شادی ہے جس میں فریب اور مخالطہ دہی سے بیوی حاصل ہوتی ہے۔

اعلیٰ تین ذاتوں میں فی زمانہ صرف برہم شادی مروج ہے۔ اس طریقہ شادی کا بھی رواج ہے۔ اور اکثر مقامات پر عام طور سے مروج ہے مگر اس میں برہمن بھی یہی طریقہ مروج ہے۔ ادنیٰ ذاتوں میں اگرچہ خیال یہی ہوتا ہے کہ شادی اس طریقہ پر انجام پاتی ہے۔ مگر پسندیدہ طریقہ شادی ان کے لیے ممنوع نہیں ہے۔ گندہ طریقہ شادی اگرچہ بنگال صدر عدالت نے قرار دیا تھا مگر الہ آباد ہائیکورٹ نے اس کو محض ایک مستقل زنا کاری تجویز کیا ہے۔ اور یہ ثابت ہونے پر کہ

۱۷ دیکل رپورٹ ۱۰۴ = ۱۴ مورڈائٹین اپریل ۳۶۷۔

۳۵ دیکل رپورٹ صفحہ ۱۱۶ ۲۵ دیکل رپورٹ ۴۰۴۔

۸ بی بی ہائیکورٹ ۲۴۴ ۲۵ بی بی ۹۰ دہ بی بی لارپورٹ ۲۴۴ خ ۱۹ بی بی ۶۳۱۔

۲۵ بی بی ۹۔

۳۵ الہ آباد ۷۳۷۔ ۲۴ مدراس لاجرئل ۲۷۱۔

یہ طریقہ عرصہ سے متروک ہو گیا ہے عدالت اس کی جوازی کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ مگر رسم ہون کی انجام دہی اس کے لیے لازمی ہے۔ بادی النظر میں قیاس یہی ہوتا ہے کہ ہر بند و شادی برہم طریقہ سے انجام پائی ہے اگرچہ اس قیاس کی تردید شہادت سے ہو سکتی ہے لیکن خاص خاص اقوام میں اس قیاس کو احتیاط سے متعلق کرنا چاہیے مثلاً کناریون کے متعلق جہاں کہ یواہ ہوم یا سیت پدی کی رسم نہیں ہوتی تھے

اقسام اولاد۔ اولاد چودہ قسم کی تسلیم کی گئی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان اقسام سے مراد وہ مختلف طریقہ ہیں جن سے اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر فی زمانہ بجز آدھہ و نکاح و قرابا کے دیگر اقسام متروک ہیں۔

(۱) آرتا۔ یہ نام اُس صحیح النسب بیٹے کا ہے جو معمولی شادی سے پیدا ہوا ہو۔ (۲) پتر کا پتر اُس بیٹے کو کہتے ہیں جو ایسی دختر سے پیدا ہو جسکی شادی کرتے وقت بوجہ اولاد ذکر نہ ہونے کے باپ نے یہ اقرار کر لیا ہو کہ پہلی اولاد ذکر اُس کی ہوگی۔ (۳) چھپتیرج وہ اولاد کہلاتی ہے جو کسی ایسے رشتہ دار سے پیدا ہو جو اُس شخص کے حکم سے جسکی اولاد ہے اُس کی بیوی کے ساتھ دہلی کرے۔ (۴) گدہج وہ اولاد کہلاتی ہے جو خفیہ تولد ہوئی ہو۔ (۵) کینا وہ اولاد کہلاتی ہے جو عورت اپنے ساتھ شادی کے وقت لائی ہو۔ (۶) پتر بہاؤ وہ اولاد ہے جو ایسی عورت سے پیدا ہوئی ہو جسکی ازدواج ثانی ہو۔ (۷) وکاب وہ اولاد کہلاتی ہے جو حقیقی والدین دوسری



کو تہنی دیتے ہیں۔ (۸) کرتی تک وہ اولاد ہے جو خرید کی گئی ہو۔ (۹) کرتی کر ترا جو بوجہ یتیم ہونے کے اپنی خوشی سے آگیا ہو۔ (۱۱) سویم دست وہ اولاد کہلاتی ہے جو بوجہ انتقال یا غفلت والدین اپنے کو خود تہنی دیتے (۱۱) شہر ہوا۔ وہ اولاد کہلاتی ہے جو ایسی بیوی سے پیدا ہو جو بوقت شادی حاملہ ہو۔ (۱۲) آیا ودھا وہ اولاد کہلاتی ہے جسے اُس کے والدین نے نکال دیا ہو اور محافظ نے بطور بیٹے کے اُسے رکھا ہو۔ (۱۳) نشا وہ اولاد کہلاتی ہے جو دو جہتی سند کو شو در عورت سے پیدا ہو۔ (۱۴) پراسو طو لقت سے پیدا ہوئی اولاد کو کہتے ہیں۔ غور طلب امر یہ ہے کہ اول الذکر چھ قسم (۱۵) وہ ہیں جن میں واقعی قانونی باپ سے تعلق خون رہا ہے یا کم از کم ایسے تعلق کے وجود کا قوی شبہ ہے۔ آخر الذکر چھ صورتوں میں یہ تعلق یا تو مطلقاً رہا ہی نہیں یا اگر رہا ہے تو اتفاقاً۔

نیوگ۔ یہ قدیم زمانہ میں طریقہ تھا جس کے ذریعہ سے لاولد بیوہ اولاد حاصل کر سکتی تھی۔ فی الحقیقت یہ طریقہ شتیرج بیٹا حاصل کرنے کی وسیع شکل ہے۔ فرق یہ ہے کہ نیوگ کا تعلق اُس وقت بائرنہیں سمجھا جاتا تھا جبکہ اولاد موجود ہو۔ اور بجز اُس حد تک کہ قیام حل ہو جائے قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ اور بیوہ ضرور شوہر کے بہائی اور اُس کے نہ ہونے کی صورت میں قریبی پسند کے سوائے کسی اور سے مباشرت نہیں کر سکتی تھی۔

کتب اصلی۔ منو (۱) منجلہ بارہ قسم اولاد کی جن کو منو نے بتلایا ہے پھر رشتہ دار اور ورثہ ہوتے ہیں۔ اور بقیہ چھ بجز باپ کے اور کسی کے ورثہ ہونہیں سکتے مگر رشتہ دار ہوتے ہیں۔ (۲) زمانہ شادی میں خود کی پیدا کی ہوئی اولاد یا بطور مستدرکہ باپ اپنی بیوی سے کسی دوسرے کے ذریعہ سے پیدا کرانی ہوئی

یا ایسی اولاد جو اُس کو دی گئی ہو یا بیاہی ہوئی یا بتنی اولاد۔ مخفی پیدائش سے اولاد یا ایسی اولاد جس کے حقیقی باپ کا پتہ نہ ہو یا جسکو باپ نے نکال دیا ہو یہی چھ رشتہ دار اور ورثہ ہیں۔ (۳) نوجوان ناکتہ عورت کی اولاد۔ حاملہ دلہن کی اولاد یا خرید کی ہوئی اولاد یا ایسی عورت سے اولاد جسکی دوسری شادی ہوئی ہو اور ایسی اولاد جو خود آگئی ہو اور شودر عورت سے اولاد۔ یہ چھ رشتہ دار ہوتے ہیں مگر یکجہریوں کے وارث نہیں ہوتے۔

**یجنہا و لک۔** اس میں حسب ذیل اولاد کا شمار کیا گیا ہے۔ اولاً اپنی اولاد مقرر کی ہوئی بیٹی کی اولاد۔ دوسرے رشتہ دار کے ذریعہ سے اپنی بیوی سے پیدا شدہ اولاد۔ خرید کی ہوئی اولاد۔ یا بتنی اولاد۔ حاملہ دلہن کی اولاد۔ اور گھر سے نکالی ہوئی اولاد ہیں۔ ان میں سے کسی یا قبل اولاد کی عدم بین اولاد یا بعد پندوسے سکتی ہے اور وراثت کی دعویٰ کر سکتی ہے۔

**شادی اور سگائی میں فرق۔** سگائی لڑکی کی شادی کرنے کا ایک اقرار ہے۔ یہ شادی کے قبل ہوتا ہے۔ یہ فی الواقع شادی نہیں ہے اس میں اور شادی میں یہ فرق ہے کہ یہ فسخ ہو سکتی ہے مگر شادی فسخ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سگائی کے بعد لڑکا فوت ہو جائے تو لڑکی کی شادی دوسرے لڑکے کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ شادی کی تکمیل اُس وقت ہو جاتی ہے جبکہ دولہا اور دلہن ساٹ پھیرے یعنی سیت پدی ہون کے گرد پھر لیٹے ہیں۔ ہندوؤں میں شادی سے منار تولید نسل ہے۔ موروثی قرعے روحانی اور دنیوی میباق کرنے کے لیے اور مراسم پند وغیرہ ادا کرنے

کے لئے ضروری ہے ورنہ مورث دوزخ میں جاتے ہیں اور معاملات شادی عام طور سے فریقین کے والدین طے کرنے میں بہتچون کو کوئی دخل نہیں ہو۔ اور یہی صورت نگینی کی بھی ہے۔ پس کوئی ایسی شرط صریح تسلیم نہیں کیا جاسکتی جس سے کہ معاہدہ کی تکمیل کا انحصار لڑکی کی رضا مندی پر ہونے پر ہو۔ لیکن لڑکی کو خواہ مخواہ ایسے لڑکے کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور نہ کرنا چاہئے جسے وہ پسند نہ کرتی ہو یا جو حدود ار ضیٰ عدالتہائے ہند کے باہر ساکن ہو۔

خلافت ورزی سگانی کے نتائج۔ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک بار شادی مکمل ہو جاتی ہے وہ ناقابل انقضائے ہو جاتی ہے۔ شادی کے عین وقت سے عورت کی ذات کا قانونی ولی شوہر ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ کس عمر کا ہو اُن پر یہ فرض ہوتا ہے کہ ساتھ رہیں۔ بصورت اس کے کہ اُن میں سے کوئی ایسے فراغت کی خلافت ورزی کرے اور ساتھ رہنے سے انکار کر دے تو دوسرا شخص نفاذ حقوق زناشوی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ مگر سگانی جو کہ محض قمار ہے دوسرے معاہدات کی طرح خلافت ورزی کی صورت میں شخص متضرر کو حق دعویٰ عطا کرتی ہے۔ عام طور سے فریق معاہدہ کے لئے دو چارہ کار بتلائے گئے ہیں۔ اول تعمیل مختص۔ دوم دعویٰ تہرجہ۔ قانون دادرسی خاص میں ذکر ہے کہ تعمیل مختص ایسے معاہدہ کی جائز نہیں ہے کہ جس میں تکمیل معاہدہ فریقین کی رضا مندی پر منحصر ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شادی کرنے کے معاہدہ کی تعمیل مختص کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ اور تنہا چارہ کار جو شخص متضرر کو حاصل ہے وہ دعویٰ تہرجہ دلایا نے کا ہے۔ ایسے دعوے میں والدین

یہہ کہہ کر بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ وہ تو شادی کرنے کو تیار ہیں مگر لڑکی نہیں مانتی ہے۔ ایسی صورت میں لڑکی کے والدین کو وہ زیورات بھی واپس کر دینے چاہئے جو لڑکے کی جانب سے بیوی کو استعمال کی غرض سے دیئے گئے ہوں۔ وہ تمام اخراجات جو ایسے معاہدہ کی وجہ سے عائد ہوئے ہوں قابل وصول ہوتے ہیں۔ بجز اس صورت کے جبکہ معاہدہ کی تعمیل شخص متضرر کی غفلت سے ہوتی ہو۔

جائز شادی کے لوازمات (۱) دو لہا اسی ذات کا ہونا چاہئے۔ مختلف ذاتوں میں شادی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً راجپوت لڑکا اور برہمن لڑکی یا برہمن لڑکی اور شودر لڑکے میں۔ ایک ہی ذات کی مختلف شاخوں میں شادی اکثر ممنوع نہیں ہے اور اکثر ممنوع ہے۔ رواج پر مدار ہے۔ شودرون میں ایک ہی ذات کی مختلف شاخوں میں اگر شادی ہو تو وہ ناجائز نہیں ہے۔ لنگائیت شودر میں۔ ایک شودر مندو نے ایک عیسائی عورت کے ساتھ شادی کی جو مندو ہو گئی تھی تجویز ہوئی کہ شادی جائز ہے۔ دیش اور کاستہ میں ضلع پٹن میں رواجاً شادی جائز ہے۔

ممنوع۔ دو جہنی ذات والے مرد کے لیے پہلی شادی میں اسی قوم کی عورت پسندیدہ ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کے لیے جو کہ دوسری کرنا چاہتے ہوں

۱۵ ۲۱ بیٹی ۲۳۔ اکلک ۱۰۵۔ ۶۳ بیٹی ۶۴۔ ۲۲ بیٹی ۶۵۔ ۱۱ بیٹی ۱۲۔

۱۵ ۲۳ بیٹی لارپور ۱۲۸۔ ۱۰۔ الہ آباد لاجنرل ۱۹۱۔ ۱۶ انڈین کیئر ۲۲۲۔ ۱۴ بیٹی لارپور ۵۴۔

۲۲ بیٹی ۲۴۴

۵۵ ۵ اکلک ۷۰۸

۵۵ ۷ اکلک ویکلی ٹوٹس ۶۱۲۔

۵۵ ۵ انڈین کیئر ۲۲۲۔

ترتیب وار عین مابعد کی ذات کی عورتیں مرجع ہیں صرف شوہر عورت شوہر کی بیوی ہونی چاہیئے۔ شوہر عورت اور ولش عورت ولش ذات مرد کی بیوی ہونی چاہیئے۔ یہ دونوں اور چھتری عورت چھتری مرد کی ہونی چاہیئے۔ یہ تینوں اور برہمن عورت برہمن مرد کی ہونی چاہیئے۔

(۲) عورت اسی خاندان کی نہ ہونی چاہیئے یعنی اسی گوتہ یا پردہ کی نہ ہونی چاہیئے لیکن شوہر و نین اس کا لحاظ لازمی نہیں ہے۔ اگر گوتہ ایک ہی ہو تو شادی ناجائز ہے۔ بجز اس کے کہ رواج خلاف میں ہو۔ اس طرح اگر پردہ ہی ایک ہی ہوں تو شادی ناجائز ہے۔ پردہ سے مراد وہ متنی وری ہیں جن کے نام سے ہر ایک گوتہ کو رسوخ ہے۔

(الف) ایک ہی گوتہ اور پردہ کی لڑکی شادی کے قابل نہیں ہوتی۔

(ب) نہ ایسی لڑکی شادی کے قابل ہوتی ہے جو ان کی پسند ہو۔

(ج) بواہی اور ماحی کی بیٹی بھی قابل شادی نہیں ہیں۔

مان میں سوتیلی ماں اس قاعدہ کے لئے شریک ہے۔ ایسی لڑکی جو گوتہ سے جدا ہو گئی ہو شادی کے لائق ہوتی ہے۔

منو۔ ایسی لڑکی جو نہ مان کی پسند ہو اور نہ شوہر کی گوتہ کی ہو دو جنی ذات کے اشخاص کے لئے پسندیدہ ہے اور اتحاد زن و شوہر کے لئے مفید۔

(۳) رشتہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس سے تعلق حرام ہو یعنی درودہ بھندہ نہ ہونا چاہیئے۔ دوسری الفاظ میں ایسی رشتہ داری میں شادی منع ہی نہیں

لڑکی اور لڑکا باپ اور بیٹی کی طرح ہون مثلاً سالی کی بیٹی یا چچی کی بہن کے ساتھ شادی منع ہے۔  
 منو۔ وہ شخص جو اپنی بوا کی بیٹی۔ ماسی یا ماما کی بیٹی سے ازدواج کرے  
 اُس کو پراچھت (کفارہ) کرنا چاہیے۔ عقلمند آدمی کو ان میں سے کسی کے  
 ساتھ اس وجہ سے شادی نہ کرنی چاہیے کہ وہ سپنڈمین۔ جو اُن کے  
 ساتھ شادی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔ ایسی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا  
 جائز ہے جس سے کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جو شادی کے لیے ناموزون ہو۔  
 ایسا رشتہ جس سے میان بیوی باپ اور بیٹی معلوم ہوں شادی کیلئے  
 ناموزون ہے۔

دہم، ضروری رسم نکیت پدی تکمیل پانی چاہیے۔ اس میں دو لہا کو ہوم  
 کی آگ کے گرد سات پھیرے کر کے پڑھتے ہیں اور آخری پھیرا ہو جانے  
 پر شادی تکمیل پا جاتی ہے۔ اسمرتیوں میں یہہ تھریر ہے کہ دو جنمی ذات  
 والوں کے لئے ہوم ضروری ہے اور شادی اُس وقت تکمیل پاتی ہے  
 جبکہ ساتواں پھیرا ختم ہوتا ہے اور اُس کے بعد سے بیوی اپنے شوہر  
 کے گوتر میں آ جاتی ہے اور مرنے چرنے کی سوتک دور دھمی (نایاکیان)  
 اُس سے اسی طرح متعلق ہونے لگتی ہیں اور نہ ہی مراسم اور خاندان  
 میں یگانیت پیدا ہوتی ہے۔ دوسری ذاتوں میں جس میں یہہ مراسم  
 ضروری قرار نہیں دیئے گئے ہیں۔ بواہ ہوم یا سپندی کی رسم انجام ہو  
 سے شادی ناجائز نہیں قرار پاتی اور نہ ان مراسم کی انجام دہی بڑی عیب کی

کا انحصار ہے۔ بیواؤں کے ازدواج ثانی کی تکمیل کے لیے بھی مراسم کی ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے۔ دو برگن یعنی رسم گونا ایسا جڑو شادی نہیں ہو جس کی ادائیگی کے بغیر شادی تکمیل پذیر نہ ہو سکے اور ناندی مکہ سہراہ رسم وطن کی ادائیگی تکمیل شادی کے لیے لازمی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا امورات لوازمات میں سے ہیں۔ ان کی عدم تکمیل کی صورت میں نقص مسئلہ امر واقعی سے رفع نہیں ہو سکتا۔ مثلاً راجیوت اور برہمن لڑکی میں شادی ناجائز ہوگی اگرچہ شادی اور لحاظ سے مکمل ہوگئی ہو اس طرح سے بہن کی بیٹی یا ماسی کی بیٹی یا ماما کی بیٹی کے ساتھ شادی ناجائز ہوگی۔ بجز اس صورت کے جبکہ ایسا رواج اس خاص فرقہ میں تسلیم کیا گیا ہو اس سوال کا تصفیہ کہ آیا مراسم کے لحاظ سے شادی تکمیل ہوگئی ہو ایک واقعہ کی صورت میں اس دوسرے سوال کے لحاظ سے ہونا چاہیے یعنی ہم کہ فریقین متعلقہ میں کون مراسم مرتجح ہیں۔ ان عام مراسم کے ترک ہوئے پر یہ قیاس پیدا ہوگا کہ شادی جائز طور پر عمل میں نہیں آئی۔ اگرچہ بزمانہ حیض مراسم شادی کی ادائیگی ہندوؤں میں مناسب نہیں تصور ہوتی ہے تاہم شادی محض اسوجہ سے کالعدم قرار نہیں پاسکتی ہے شوہر کی قابلیت۔ اگرچہ دہرم شاستر وینن لڑکے کی شادی کیے کیلئے

۱۔ مدراس لٹائنس ۸۳-۲۰ مدراس لاجریل ۴۹-۲ ڈائین کیسٹر ۴۲-

۲۔ ۱۹ کلکتہ ۹۱-۸ مدراس ۴۲۰-

۳۔ ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۹-

۴۔ ۹ مدراس ۶۶-۱۰ بمبئی ۳۰-۱۲ کلکتہ ۱۲۰-۱۳ ڈائین کیسٹر ۸۵-

اُس وقت تک ہدایت نہیں ہے جب تک کہ وہ ۲۱ یا ۲۹ سال کا نہ ہو جائے تاہم کہیں صراحتاً یہ بھی ذکر نہیں ہے کہ نابالغ کی شادی کا لعدم ہوگی یا نہ ہوگا۔ نابالغی ہند سے بھی نابالغ ہند کی شادی کا معاہدہ کرنے پر اثر نہیں پڑتا۔ مین صاحب یون بیان کرتے ہیں کہ چونکہ ہندوؤں میں شادی ایک فرض کا انجام دینا ہے اس لیے رضا مندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ رضا مندی اس وجہ سے ظاہر نہ ہو سکتی ہو کہ اُس میں قابلیت نہ ہو۔ یا اسوجہ سے کہ وہ نابالغ ہو۔ پس ایک فاطر العقل یا مجنون کی بھی شادی کا لعدم نہ ہوگی۔ مگر گوش صاحب کا یہ خیال ہے اور صحیح خیال ہے کہ دلہن کو بطور سہیلینا اور نیزم اسم مذہبی میں شریک ہونا فاطر العقل سے غیر ممکن ہے اور اس لیے اُس کی شادی بالکل کا لعدم ہے۔ یہہٹے پایا ہے کہ گونگے بہرے اندھے یا ایسے اشخاص جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوں جبکہ علاج غیر ممکن ہو شادی کر سکتے ہیں اور وہ قانوناً جائز ہوگی مگر وہ حقوق زن و شو کا نفاذ نہیں کر سکتے مگر ہماری گوشائیں شادی کر سکتے ہیں۔ اگر تکمیل شادی سے قبل ناقابلیت عدالت کو ظاہر ہو جائے تو ایسی صورتوں میں عدالت فریقین کو معاہدہ کی تکمیل سے بچا سکتی ہے مگر جب کہ شادی ایک بار تکمیل پا جائے تو وہ ناجائز نہ ہوگی۔ فاطر العقل کے ساتھ بھی شادی ناجائز نہیں ہوتی ہے۔ ہندو مرد ایک بیوی کی زندگی میں دوسری شادی کرتے سے ممنوع نہیں ہے مگر برہمن اور آریہ سماج کے عقیدہ کے



مطابق ایسا نہیں ہو سکتا۔ بھٹا جاری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ عین کے ساتھ شادی کا عدم قرار پانی چاہئے۔ اگرچہ شاسترون میں اجازت ہے (ملاحظہ ہو بھٹا جاری کا مکتبہ ہندو لاطین سوئم صفحہ ۱۶۲)

لڑکی کی شادی کرنے کا اختیار۔ لڑکی پیدا ہوتے ہی اس کی شادی کرنا فرض اور حق پیدا ہو جاتا ہے چونکہ شادی ایک مذہبی رسم ہے۔ اس لیے شادی کرنا والدین پر شاستر ایک فرض قانونی گردانا گیا ہے۔ مگر اگر فیصلہ عدالتی خلافت میں ہیں۔ یہ سوال صرف در اس ہائیکورٹ میں پیدا ہوا تھا اور کسی ہائیکورٹ میں پیدا نہیں ہوا ہے۔ خاندان غیر منقسم میں اقربا جنگو شوہر تلاش کرنے کا اقتدار حاصل ہے تشریب وار حسب ذیل ہیں۔

(۱) باپ (۲) دادا (۳) بھائی (۴) چچا (۵) چچا زاد بھائی (۶) مان یاں کے نہ ہونے کی صورت میں دور کے رشتہ دار شادی تجویز کر سکتے ہیں اور جب کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو خود لڑکی اپنی شادی کر سکتی ہے۔ لیکن اگر خاندان منقسم ہو تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مان کو بھائی یا چچا پر ترجیح ہے۔ مگر چچا مان کی رضامندی اور استرنا سے شادی تجویز کر سکتا ہے۔ ایک مقدمہ میں جس کے واقعات یہ تھے کہ دادا اور چچا نے ایک ہندو یتیم لڑکی کو چھوڑ دیا تھا یہ تجویز ہوئی کہ لڑکی کا مانوں شادی کر سکتا ہے یہ رشتہ دار لڑکی کے گیارہویں برس پورا کرنے کے قبل شادی کر سکتے ہیں ورنہ اس عمر کے بعد وہ خود شوہر تلاش کر سکتی ہے مگر عام طور پر باپ

۱۷ بجٹی لارپورٹر ۵۸-۲۸ بجٹی ۵۹- ۱۱ بجٹی ۲۴-۱۴ در اس ۳۱۶-

۱۳ بجٹی کیئر ۹۸-۲۲ در اس ناہنرل ۳۹-

۱۴ بجٹی لارپورٹر ۶۶-

کی رضامندی ضروری ہے۔ بجز اُس صورت کے کہ اُس نے لڑکی کو چھوڑ دیا ہو۔ مگر ان رشتہ داروں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لڑکی کو کسی ایسے مرد کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کریں جس کو وہ پسند نہ کرتی ہو۔ عدالت کو اختیار ہے کہ ولی کے شوہر تلاش کرنے کے حق کو مشروط کر دے اور یہ اُس صورت میں بھی جائز ہے جبکہ ولی باپ ہو۔ مگر اس اختیار کا استعمال صرف اُس حالت میں کیا جانا چاہیے جب کہ باپ کی جانب سے اہم مضامین کی اور خلاف فطرت پدیری عمل ہوا ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر شادی فی الواقع انجام پاگئی ہو تو محض اس وجہ سے کہ اُن رشتہ داروں کی رضامندی حاصل نہیں کی گئی تھی جن کو حق مرجع اپنے بارے میں حاصل تھا شادی کا بعد م نہ ہوگی۔ بلکہ مسئلہ امر واقعی کا اطلاق ہوگا اور شادی جائز ہوگی۔ جہاں کہیں کتاب میں شادی کرنے کی قابلیت کے متعلق اشخاص مذکور ہیں وہاں عبارت ہدایتی ہے نہ کہ حکمیہ۔

یہ سبب اولک۔ باپ۔ دادا۔ بہائی۔ پدیری ذکور رشتہ دار یعنی پسند وغیرہ اور مان لڑکی کو شادی میں دین گے۔ بشرطیکہ دینے والا صحیح عقل ہو۔ اول کی عدم موجودگی میں دوم اور اس کی عدم موجودگی میں سوم وغیرہ وغیرہ۔

بدھیا نہ۔ ہر آدمی کو اپنی بیٹی کی شادی کرنی چاہیے باپ کے نہ ہونے کی صورت میں دوسرے پدیری رشتہ دار اور اُن کے بعد نانا۔ ماما۔ اور اس میں ایک وقت یہ طے ہوا تھا کہ لڑکی کی شادی کرنا باپ پر

فرض مذہبی نہیں ہے۔ پس جو قرضہ اخراجات شادی کے لئے لیا جائے وہ ضرورت خاندانی شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے خلاف مذہبی بین قانون ہے۔ اور مدراس میں بھی لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد مراحم گروہ پرش اور رتودرشن کے اخراجات ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ اور وہ قانوناً خاندان پر موثر ہوتے ہیں۔ چونکہ شادی ایک مذہبی کام ہے اس لئے اس میں فریقین یا ان کے والدین کی رضامندی کوئی جزو اہم نہیں ہے۔ یہ ایک ناقابل الفسخ فعل ہوتا ہے۔ چونکہ کم سنی میں لڑکی کی شادی اسمرتیوں میں واجب قرار دی گئی ہے اور اس عمر میں لڑکی خود انتخاب شوہر نہیں کر سکتی ہے۔ اس لئے فرض ابتداءً باپ پر عائد کیا گیا ہے۔ ایسی نابالغ کی شادی جو بہ نگرانی کورٹ آف وارڈز ہو بلا رضامندی کورٹ نہیں کی جاسکتی ہے اور اکثر ممالک کے کورٹ آف وارڈز کے دستور العمل میں خلاف مذہبی حکم کے لئے سزا مقرر ہوئی ہے (ملاحظہ ہو قانون کورٹ آف وارڈز اور اس میں) منو بیان کرتے ہیں کہ باپ سے باز پرس ہونی چاہیے اگر وہ اپنی بیٹی کی سن بلوغیت پر پہنچنے کے بعد شادی نہ کرے۔ اگر باپ غفلت کرتا ہے تو دوسرے رشتہ داروں کو فرض ادا کرنا چاہیے۔ ایک مقدمہ میں جبکہ باپ نے بیوی ادب بیٹی کو چھوڑ دیا تھا تجویز ہوئی کہ ماں بیٹی کی شادی بلا استصواب باپ کے کر سکتی ہے۔ لیکن کسی اور صورت میں معاہدہ شادی

۱۵۶۲ مدراس ۵۰۹ - انڈین کمینر جلد ۲۴ - ۸۵۴

۱۵۶۲ مدراس ۴۹۷ -

۱۵۶۲ اصول مندرجہ انڈین کمینر جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ -

باپ کی رضامندی بغیر قابل پابندی نہ ہوگا۔ مانا تا سوتیلی ماں پر حق مرجع رکھتا ہوں اور یہائی کو مان پر ترجیح ہے۔

مسئلہ امروا قی۔ اس اصول کا منشا یہ ہے کہ کسی کام کی انجام دہی میں اگر کوئی بے ضابطگیان واقع ہوئی ہیں تو وہ جائز قرار دی جائیں۔ یہ مسئلہ اصول معدلت انصاف و نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اور اس پر اس وقت عمل کیا جاتا ہے جبکہ تفاوت کو دور کرنے کا منشا ہو۔ اس کا اطلاق ان حالتوں پر محدود ہے جن کے لیے کوئی حکمیہ امتناع نہیں ہے۔ اور جہاں جبر یا تمسیر عمل میں نہیں آیا ہے اس کا اطلاق اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ شادی بلا ان رشتہ داروں کی رضامندی کے انجام دی گئی ہو جن کو لڑکی کی شادی کرنے کا حق مرجع حاصل ہو۔ عدالتوں کا یہ رجحان رہا ہے کہ اس مسئلہ کا اطلاق وسیع ہو حتیٰ کہ ایسی شادی جائز قرار دی گئی جس کی تکمیل عدالت دیوانی نے ذریعہ حکم امتناعی منع کی تھی جو کچھ کہ لازمی ہے وہ یہ ہے کہ شادی کرنے والے شخص نے لڑکی کے فوائد کو ملحوظ خاطر رکھا ہو اور عام مراسم شادی انجام پا چکے ہوں۔ وغایا جبر نہ ہوئی چاہیے اور کوئی قانونی امر مانع نہ ہو۔ اس مسئلہ کا اطلاق تبہیت۔ انتقال اور پرورش بیوگان وغیرہ پر بھی ہوتا ہے۔

۵۳ء دیکنی رپورٹر ۳۱-۳

۱۲ مئی ۱۱۰-

۳۳ مئی ۲۷-۱۹ مئی ۶۵۸ خ ۲۵ مئی ۵۳۷-۲۴ مئی ۳۹۷ء موافق ۱۴ الہ آباد

۱۸ انڈین کیسز ۹۲۷-

۲۲ مئی ۵۰۹-

۱۴ مدرس ۳۱۶-

۱۰ مئی ۳۰-۱۲ کلکتہ ۱۴-۱۹ الہ آباد صفحہ ۵۱۵-

حال میں بھیجی کے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی کہ محض عدالت دیوانی کو احکام کی اطاعت نہ کرنے سے یا اُن کو درستہ داروں کے حق مرجح پر لحاظ نہ کرنے سے شادی کا عدم نہیں ہو جاتی جب تک کہ جبر و غاٹا ثابت نہ ہو۔ مگر گو شادی جائز ہے تاہم وہ اشخاص جو لڑکی کو حراست جائز ہی بھگالیا جائیں مجموعہ تعزیرات دفعہ ۱۲۳ کے تحت مستوجب سزا ہوں گے۔

شادی کے متعلق قیاس۔ (الف) جب کہ رشتہ ازدواج کا وجود ثابت ہو جائے قیاس یہ ہوگا کہ وہ رشتہ قائم ہے اور اُس کو انفساخ کا باثبوت اُس کے ذمہ ہوگا جو ایسا اڈا کرے۔

(ب) اعلیٰ ذاتوں میں قیاس یہ ہوتا ہے کہ شادی پسندیدہ طریقہ میں ہوئی ہے جب تک کہ اُس کے خلاف ثابت نہ کیا جائے۔  
(ج) جبکہ شادی فی الواقعہ انجام پائی ہو قیاس یہ ہوتا ہے کہ مراسم شادی کا حقہ عمل میں آئے۔

(د) دفعہ ۱۱۲ قانون شہادت ہند میں جو قیاس مندرج ہے وہ یہ ہے کہ لڑکے کی ولایت تسلیم کیجاوے گی۔ اگر وہ انفساخ شادی سواندرون ۸۰ بم بیدا ہوا ہو۔ اور مان کی کو دوسری شادی نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ قیاس صرف شادی شدہ اشخاص کے بچوں سے متعلق ہے۔ یہ قیاس اُس وقت بھی قائم رہے گا جبکہ عورت اپنے مرد کے انتقال کے چند ہی روز پہلے رہنے

۱۵ بی بی لارپور ۹۵۔

۱۵ بی بی ۸۱۲۔

۱۵ کلکتہ ۱۳۰۔ ۱۲ بی بی ۵۱۲۔

۱۵ بی بی ۱۱۳۔ ۲۵ بی بی ۳۶۶۔

۱۵ مدراس ۳۲۔

آئی ہو اور اُس کی وفات تک اُس کے ساتھ رہی ہو اور شوہر سخت بیمار ہو۔  
(۵) دوسرے شاستر کی رو سے محض مسلسل وطی کے ثبوت سے قانونی شادی کا قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے۔

طلاق۔ ہندوؤں میں طلاق جائز نہیں ہے مگر اسٹیل صاحب اپنی کتاب  
دو قانون اور رواج اقوام ہندو میں صفحہ ۶۸ تا ۱۶۹ تحریر فرماتے ہیں کہ جب کہ  
زوج غنیم ہو یا جب زوج اور زوجہ میں متواتر نزاع رہتی ہو یا جب شادی  
بے قاعدہ طریقہ سے عمل میں آئی ہو یا جب باہمی رضامندی سے زوج اپنی  
زوجہ کی چوڑی پوڑ ڈالے اور چھوڑ چکی لکھدے ایسی صورت میں طلاق  
کی اجازت ہے۔ مگر ادنیٰ ذاتوں یعنی شودروں میں روا جاس کا وجود پایا  
ہے۔ قوم کے پنج طلاق دینے کے مجاز ہوتے ہیں۔ عام وجوہات جن کی  
بنائے طلاق دیا جاسکتا ہے حسب ذیل ہیں۔

(۱) عادتاً بیوی کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔ (۲) خاوند کا نام دہونا۔  
(۳) فریقین میں ہمیشہ جھگڑا رہنا۔ (۴) باہمی رضامندی۔ رضامندی کے لئے  
لازمی ہے کہ خاوند کی رضامندی ضرور حاصل کی جاوے ورنہ طلاق کا حکم  
ہوگا۔

اول تین ذاتوں میں اگرچہ طلاق جائز نہیں ہے تاہم اُس کے بجائے  
تیگ کا قاعدہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ طلاق سے شادی منسوخ ہو جاتی ہے  
اور بیوی دوسرے سے شادی کر سکتی ہے مگر تیگ کا اثر صرف استیقتد

ہوتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ بیوی نان و نفقہ کی مستحق ہوتی ہے مگر دوسری شادی نہیں کر سکتی۔

ولایت نفاذ حقوق زن و شو خواوند بیوی کی ذات کا قانونی ولی ہوتا ہے۔ مگر اس میں ایک استثناء اُس حالت کے لئے قرار دیا گیا ہے جبکہ ایسا رواج ہو کہ بیوی بلوغیت کے زمانہ تک اپنے والدین کے ساتھ رہے۔ عورت پر فرض ہے کہ اپنے مرد کے پاس رہے خواہ وہ کہیں بھی رہے اور خواوند پر فرض ہے کہ اُس کی پرورش کرے اور یہہ فرائض محض اخلاقی نہیں ہیں بلکہ اس کا حکم دہرم شاستر میں ہے۔ کوئی ایسا اقرار جو خواوند شادی کے قبل کرے کہ وہ کبھی بیوی کو اُس کے باپ کے گھر سے نہ بلا دیگا حق طلبی زوجہ پر موثر نہیں اور نہ ایسا اقرار قبل شادی جائز ہے جس میں یہہ معاہدہ ہو کہ آئندہ انہیں علیحدگی ہو جاوے گی اور حقوق زناشوی کے نفاذ کا دعویٰ نہیں کیا جاوے گا۔ اُس حالت میں جبکہ بیوی نابالغ ہو طلبی زوجہ کا دعویٰ ہو سکتا ہے اور خواوند اُسے اپنے پاس رہنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ لیکن اُس صورت میں دعویٰ نہیں ہو سکتا جبکہ علیحدگی کسی اقرار نامہ کی بنا پر یہہ با این مہہ مرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اچھی طرح رکھے۔ اگرچہ مرد دوسری شادی کرنے سے ممنوع نہیں ہے تاہم یہہ اُس پر لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ عادتاً بدسلوکی نہ کرے اور نہ کسی ایسی فاحشہ عورت کو گھر میں لاکر رکھے کہ جس سے ذات باہر ہونے اور آبروریزی کا احتمال ہو۔ بیوی پر بھی یہہ فرض ہے کہ پاکدامن

رہو اور اپنی خواہندگی کی اطاعت کرے۔ اگر بیوی کا کسی دوسرے شخص سے ناجائز  
تعلق ہو تو خاوند کو اختیار ہے کہ اس کو گھر سے نکال دے اور معمولی نان نفقہ  
دیا کرے۔ خاوند کے مقدمہ طلب زوجہ کو نا ثابت قرار دینے کے لیے یہ  
لازمی ہے کہ بیوی پر ایسا جرم متعلقہ از دواج ثابت کرے جس کی بنا پر اسکو  
عدالت علیحدگی کی ڈگری عطا کر سکے۔ محض یہ امر کہ شوہر ذات باہر ہے قابل  
استدلال نہیں ہو سکتا اور نہ ایسی ڈگری دی جاسکتی ہے جو اس کے ذات

میں آنے پر مشروط ہو۔  
(نوٹ) مال کے ایک مقدمہ میں پنجاب میں صریحاً حالات احکام دہرم  
بہم تجویز ہوئی ہے کہ عورت کو اختیار حاصل ہے کہ بعد بالغ ہونے کو ہم خانگی  
سے انکار کرے۔

وجوہات موجب علیحدگی۔ (۱) تبدیل مذہب۔ جب کوئی فریق مذہب تبدیل  
کر دے اُس حالت میں علیحدگی کی اجازت ہے۔ دہرم شاستر میں جو شخص  
مذہب تبدیل کرتا ہے وہ منشاء قانون میں فوت خیال کیا جاتا ہے مگر اس  
سے شادی منع نہیں ہو جاتی۔ دہرم شاستر میں ایسا حکم نہیں ہے کہ مرد جبکہ  
فرائض قانونی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ ایک ہندو خاوند کو حق حاصل ہے  
کہ اپنی ایسی بیوی کی حراست کا دعویٰ کرے جو مسلمان ہو گئی ہو۔ اور محض عورت  
کا مذہب اسلام قبول کر لینے سے مرد کے حقوق پر اثر نہیں پڑتا۔ اس حالت

۱۷۵ اٹمین کیس نمبر ۲۵-۱۱ اٹمین کیس نمبر ۸۷۷

۱۸۷۵ اٹمین کیس نمبر ۲۶۹

۱۷۷۷ اٹمین کیس نمبر ۹۹

۱۷۷۷ اٹمین کیس نمبر ۶۱۷

۱۷۷۷ اٹمین کیس نمبر ۸۳



میں جبکہ کوئی فریق عیسائی ہو گیا ہو تو وہ شخص جو عیسائی ہو جائے دوسرے سے دریافت کر سکتا ہے کہ آیا وہ مباشرت کے لیے تیار ہے کہ نہیں اور آخر الذکر صورت میں عدالت حسب ایکٹ ۲۱ باب ۸۶ شادی منسوخ قرار دیگی۔

قانونی بے رحمی۔ بے رحمی کو وجہ موجب قرار دینے کے لیے یہ ثابت ہونا چاہیے کہ مرد اس نوعیت کی سختی کا مرتکب ہوا ہے جس سے عورت کی صحت و عافیت میں خلل کا اندیشہ ہے اور یہ عذر بیوی کی جانب سے طلب زوجہ کے دعوے میں ہو سکتا ہے جس کی بنا پر شوہر کا دعویٰ ساقط قرار دیا جائے گا یا کم از کم اُس پر شرائط عائد کئے جائیں گے۔ مگر حسب ذیل حالتیں غلطی کے لیے وجہ موجب منظور نہ ہوں گی۔

(الف) جبکہ خاوند محض کم سمجھ یا فاجر لقلچل ہو اور ہم بستری کبھی عمل میں نہ آئی ہو۔  
(ب) جبکہ اُس نے دوسری شادی کر لی ہو اور کوئی دوسری وجہ

مخالفت نہ ہو۔

(ج) جبکہ اُس نے داشتہ رکھی ہو مگر یہ صورت اُس وقت قابل اعتراض

ہے جبکہ داشتہ مسلمان ہو یا سکونت مکان میں رکھی جاوے۔

(د) جبکہ بیوی بد شکل ہو اور کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جسکی وجہ سے

خاوند مباشرت نہ کر سکتا ہو۔ وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں میں شادی محض مباشرت کے لیے نہیں ہوتی۔

۱۹ کلکتہ ۱۸۸۷ء۔ ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء۔ ۱۳ الہ آباد ۱۲۶۔ ۶ مئی ۱۹۶۹ء۔

۱۰ مئی ۱۹۳۰ء۔ ۲۱ مئی ۱۹۶۰ء۔ ۲۸ کلکتہ ۱۹۵۱ء۔ ۱۳ الہ آباد ۱۲۶۔

۱۴ صدر لینڈ ویلی ریورٹر ۱۹۵۱ء۔ ۲۱ مئی ۱۹۶۰ء۔

بیوی کے بدشکل ہونے کے متعلق مرد شکایت کر سکتا ہے نہ کہ بیوی خود علحدگی کے لیے اپنی جانب سے اُس کو ایک وجہ قرار دے لیکن یہ امر کہ خود مدعی جو کہ حقوق زناشوی کا دعویٰ کر رہا ہے کسی وبائی یا خطرناک بیماری میں مبتلا ہے مانع سماعت دعویٰ ہے۔

(د) خراج از ذات ہونا کوئی صورت نہیں ہے اور ایسی ڈگری عطا نہیں کیجا سکتی ہے جو ذات میں آنے پر مشروط ہو۔

کثرت ازدواج اور ازدواج ثانی۔ ہندو شوہر جس قدر بیویاں چاہے ایک وقت میں کر سکتا ہے۔ مگر ہندو بیوی اپنے پہلے خاوند کے حین حیات دوسری شادی نہیں کر سکتی اگرچہ وہ اپنے شوہر سے علحدہ رہتی ہو یا اُس نے دوسرا مذہب قبول کر لیا ہو۔ بجز اس صورت کی جبکہ وہ شوہر قوم کی ہوجن میں طلاق کی اجازت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دہرم شاستر میں کثرت ازدواج کے خلاف احکام ہیں مگر یہ احکام ہدایتی ہیں نہ کہ حکمیہ پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہندو شوہر کسی جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ مگر بیوی ہو سکتی ہے اگر دوسری شادی کر لے۔

بیوہ کا ازدواج ثانی کرنا۔ شودرون میں رواج کی رو سے ازدواج ثانی کا وجود پایا جاتا ہے مگر تین اعلیٰ ذاتوں میں ایسا رواج نہیں ہے۔ اگرچہ فی زمانہ چند شادیاں ہوئی ہیں۔ واضعان قانون نے یہ طے کر دیا ہے کہ اعلیٰ ذات کی بیوہ ہی جائز شادی اپنے مرد کے انتقال کے بعد کر سکتی

ہے۔ ملاحظہ ہو قانون ازدواج ثانی بیوگان ہندو ایکٹ ۱۸۵۶ء۔ ایکٹ  
ہذا کا اطلاق یہہ طے کیا گیا ہے کہ شودرون پر یہی ہے۔ مگر الہ آباد ہائی کورٹ نے  
اس کے خلاف طے کیا ہے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ یہہ قانون ان اشخاص کو  
حقوق زائل کرنے کے لئے نہیں نافذ ہوا ہے جو راجا دوسری شادی  
ایکٹ ۱۸۵۶ء کے نفاذ کے قبل سے کر سکتے تھے۔ قانون محولہ بالا کے حسب ذیل  
دفعات تحریر کئے جاتے ہیں۔ ان دفعات کی رو سے استحقاق بیوگان  
محدود کئے گئے ہیں۔

(الف) دفعہ ۲ قانون محولہ میں یہہ درج ہے کہ ازدواج ثانی سے پہلے  
خاوند کی جملہ جائیداد میں جو حقوق بیوہ کو حاصل ہوتے ہیں زائل ہو جاتے ہیں۔  
اور وراثت مابعد پر عود کرتے ہیں۔

(ب) دفعہ ۳ قانون محولہ کی رو سے اطفال خاوند متوفی کے لئے ذریعہ  
عدالت دیوانی برہنہ درخواست اقرار باولی مقرر ہو سکتا ہے۔

یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اپنے پہلے خاوند کے خاندان کے موجودہ  
حقوق میں بیوہ کا حق ازدواج ثانی سے زائل ہو جاتا ہے مگر حقوق آئندہ پر  
اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا نیز جو حقوق زائل ہونا بتلائے گئے ہیں وہ وہی ہیں  
جو اس کو بحیثیت بیوہ حاصل ہوئے ہوں نہ کہ قطعی استحقاق جو اس کو دوسرے

۱۵۲ بیسی ۳۲۱ (حاصلہ کاغذ) ۱۲ کلکتہ ۶۸۹-۲۳ کلکتہ ۵۸۹-۴۴ کلکتہ دہلی نوٹس ۳۴۶  
۱۱ الہ آباد ۳۳۳-۲۰ الہ آباد ۶۷۴-۴-۱۳ الہ آباد ۱۶۱-۷۱ الہ آباد لاہور ۷۷-۳۰-۳۰

۴۰۲-۲۳ بیسی ۳۲۱-۱ مدراس ۲۴۴-۲

۷۵ بیسی ہائیکورٹ ۲۵۵-

## رشتہ داروں سے محل ہونے کی تمثیل

ایک ہندو اپنی وفات کے بعد ورثاؤں میں اپنی بیوہ سماء ہندہ اور فرزند سمسئی زید اور ایک دختر سماء حمیدہ چھوڑتا ہے سماء ہندہ دوسری شادی کرتی ہے اور عین اُس کے بعد زید مر جاتا ہے۔ زید کے انتقال پر ہندہ بحیثیت وارث اپنے بیٹے کی جائیداد کا دعویٰ کرتی ہے۔ دختر سماء حمیدہ عذر دار ہوتی ہے ایسی صورت میں دعویٰ ہندہ قابل ڈگری ہے۔

جہاں کہ رواجاً ازدواج ثانی کی بیوہ کو اجازت ہے قانوناً ایسی بیوہ کو اپنے نئے شوہر کے خاندان میں وہی استحقاق حاصل ہیں جو کہ دوسری بیوہ کو ہوتے ہیں۔

عورتوں کے معاہدات۔ ہندو عورت محض ہندو ہونے کی وجہ سے معاہدہ کرنے سے ناقابل قرار نہیں دی گئی ہے۔ ایسے قرضوں کی ادائیگی کے لیے جو کہ اُس نے اپنے شوہر کی شرکت سے لے لی ہوں اُس کا استری میں ذمہ دار ہے نہ کہ وہ بذات خود۔ اگر اپنی بیوگی کے زمانہ میں وہ قرضہ لیوے تو اپنی ذات سے ذمہ دار ہوگی اور یہہ امر کہ اُس نے ازدواج ثانی کر لیا ہے غیر مؤثر ہے۔ شوہر صرف اُن قرضوں کا ذمہ دار ہوگا جو عورت از ضرورت یا لاقی کے لیے لیا ہو یا جبکہ اُس کے نام پر عورت صراحۃً یا کتاہینے کی مجاز ہو۔

۱۵۶ بمبئی ۳۸۸-۳۸ مدراس ۴۲۵-۲۹ بمبئی ۹۱-۲۸ مدراس ۴۲۵

۱۵۷ بمبئی ۱۲-۳ مدراس ۲۶۲-۲۵ بمبئی ۶۴

۱۵۸ بمبئی ۴۰

جبکہ بیان بیوی ساتھ رہتے ہوں قیاس ہی ہوتا ہے کہ بیوی مختار مجاز ہو۔  
مگر یہ قیاس اس صورت میں قائم نہیں رہتا جبکہ بیوی عمداً بلا کسی وجہ موجب کے  
خاوند سے علیحدہ ہو گئی ہو اگرچہ قرعہ ضرورت کے لیے ہی لیا گیا ہو۔

## باب سوم

دلایت - دم دوپت

قانون ہنود کی رو سے سن بلوغیت - قانون موضوعہ کی رو سے  
اسمین کس قدر تبدیلی ہوئی - شرائط ایکٹ سن بلوغ (ایکٹ ۱۸۶۵ء)  
نابالغ اولاد اور نابالغ بیوی کی دلایت کے متعلق احکام قانون ہنود -  
باپ یا اور نابالغ کی تبدیلی مذہب کا اثر - اختیارات ولی کی  
نابالغ کی جائداد پر وسعت - کہاں تک وہ اپنے ولی کے فعل  
اور اپنے خود فعل کا پابند ہو سکتا ہے - قانون دم دوپت کہاں  
راج ہے - کن جماعتوں میں - ہن پر اس کا اطلاق -  
زمانہ نابالغی - قانون ہنود کی قدیم کتابوں کے موافق ہندو اپنی سولہویں سال

کے اختتام پر سن بلوغ کو پہنچتا ہے۔ قانون بنگال میں اس کا معیار صرف پندرہویں سال کے پورے ہونے پر رکھا گیا ہے۔ مگر قانون بلوغیت نہایت ۱۸۷۷ء کے اُس کو منسوخ کر دیا ہے۔ نابالغ جو کورٹ آف وارڈز کے زیر نگران ہو یا جس کے لیے یا جس کی جائداد کے لیے کورٹ آف جسٹس نے کسی شخص کو ولی مقرر کیا ہو وہ اُس وقت بالغ سمجھا جاتا ہے جبکہ اُس نے اپنی عمر کا اکیسواں سال پورا کیا ہو اور نہ کہ اس کے قبل (دفعہ ۳ ایکٹ سن بلوغ) اور تمام دوسرے ہنود اٹھارہویں سال کے اختتام پر بالغ منظور ہو سکتے ہیں اور اس کے قبل نہیں۔ یہ قانون کسی شخص کی اہلیت پر اسور ذیل کے کرنے پر موثر نہ ہوگا۔

(الف، شادی۔ (ب، جہیز راج) طلاق۔ (د، تمنیت۔ (۵، اور نہ اُس شخص کی اہلیت پر جو ۲۔ جون ۱۸۷۷ء کے قبل بموجب اُس قانون کے جبکہ وہ تابع تھا اور جو اُس وقت نافذ رہا ہوسن بلوغ کو پہنچا ہو موثر ہوگا۔ دفعہ ۱ ایکٹ ہند کی رو سے یہ مستثنیٰ ہے۔

اشخاص جو ولی ہو سکتے ہیں۔ قانون ہنود کی رو سے نابالغ کی ولایت بادشاہ کو بطور ولی ملک کے حاصل ہے۔ ضرورتاً یہ فرض لڑکے کے وقتہ داء کر تقویض ہوتا ہے کتابوں سے بھی یہ امر تسلیم شدہ ہے۔

مثنو۔ بادشاہ کو نابالغ کی جائداد کی حفاظت جو راتنا ملتی ہے اُس وقت تک کرنی چاہیے جب تک وہ اپنے استاد کے مکان سے واپس نہ آجائے یا وہ اپنے زمانہ نابالغی کو ختم نہ کر چکا ہو۔

بودھیانہ۔ بادشاہ کو چاہیے کہ اُن کے حصوں کی حفاظت باحیاط تمام کرے اگر دسے بوجہ نابالغی اپنے کاروبار کا انتظام نہ کر سکتے ہوں۔

اس طرح پر بادشاہ اپنی رعایا کا اعلیٰ ترین محافظ ہے اور یہ حق تقرری کا اس کی جانب سے عدالتوں کو جو ولی مقرر کر سکتی ہیں تفویض ہوا ہے کسی معاہدہ مابین فریقین سے کوئی اثر اس اختیار پر نہیں پڑ سکتا۔ اپنے خانگی اقتدارات کو لحاظ سے بادشاہ اس اختیار کو خانگی اشخاص کے سپرد کرتا ہے۔ ذیل کے رشتہ دار اعلیٰ الترتیب ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں نابالغ بچے کی ذات کی نگرانی کے مستحق ہیں۔ باپ۔ مان۔ بہائی۔ قریب تر پدری رشتہ دار۔ مادر می رشتہ دار۔ پدری رشتہ داروں کو مادر می رشتہ داروں پر ترجیح ہے (۱) باپ اپنے بچوں کا ولی قدرتی ہے اور اس کا حق اس وقت زائل ہو جاتا ہے جب (الف) وہ اپنے لڑکے کو تنہا میں دیتا ہے۔ (ب) یا جبکہ وہ سنیا سی ہو جائے یا پاگل ہو جائے (ج) یا جبکہ اس کی بے رحمی کی وجہ سے نابالغ کا اس کے پاس رہنا خطرناک ہو۔ (د) یا جبکہ اس کا مکان لڑکے کے رہنے کے لیے قرب و جوار کی خرابی سے نامناسب ہو۔ اس کا حق صرف اس وجہ سے زائل نہیں ہو جاتا (الف) کہ وہ مدخولہ عورت رکھتا ہو یا کہ (ب) اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے دوسرا مذہب اختیار کیا ہے یہ اس لیے کہ باپ کے مذہب سے اس کی ذات اور خاندان کے قانون معین ہوتے ہیں اور بادی النظر میں باپ

۱۹۵۹ بی بی لارپورٹر ۹۱۳۔

۱۹۵۳ بی بی ۲۵۳۔

۱۹۵۴ مدراس لاجزلی ۲۰۲۔ دہرم شاستر

۱۹۵۳ بی بی ۱۔ ۵ بی بی لارپورٹر ۹۱۳۔

مؤلفہ اشرف صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۸۵۔

۱۹۵۵ دیکل پورٹر ۲۳۵۔ ۲۵ بی بی ۵۵۵۔

۱۹۵۷ مدراس ۲۹۔

یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ معین کرے کہ اُس کا نابالغ بچہ کس مذہب میں تربیت پاوے۔ وہ اپنا مذہب تبدیل کرنے سے اپنے بچوں کی نگرانی کے حق سے محروم نہیں ہو جاتا۔ بشرطیکہ اُس میں غیر اخلاقی واقعات جس سے کہ بچے کی حفاظت میں ضرورت پہنچے موجود نہ ہوں (۳) یا کہ وہ اپنی نابالغ لڑکی کی ضعیف آدمی کے ساتھ شادی کر لے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (۴) یا یہ کہ وہ ایک مرتبہ جیل بھیجا گیا تھا اور لڑکی کے لیے شوہر نہیں تلاش کر سکا۔ عدالت شاذ و نادر واقعات میں مداخلت کرے گی۔ باپ بذریعہ وصیت زبانی حق ولایت کو منتقل کر سکتا ہے لیکن مان کو ایسا اختیار حاصل نہیں ہے اور وہ مان کے علاوہ کسی شخص کو ہی اپنے نابالغ بچوں کا ولی مقرر کر سکتا ہے۔

مان - وہ اپنے بچوں کی ذات کی ولی ہو سکتی ہے خواہ بچے صلیبی ہوں یا متنبی ہوں۔ اگرچہ وہ خود نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ اُس کا درجہ باپ کے بعد ہے اور پدری رشتہ دار شوہر پر اُس کا حق ترجیح ہے۔ خاندان غیر منقسمہ میں شوہر کا پس ماندگان بیشک خاندانی جائیداد کے قبضہ کے مستحق ہوتے ہیں مگر اس سے

۱۵۱۱ الہ آباد ۵۴۹ - ۲۸ الہ آباد ۲۳۳ -

۱۲ ایم سی ۱۱۰ -

۵۵ ۲ کلکتہ ۸۸۱ - ۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۷۹ -

۵۷ ۷ ویکلی رپورٹر ۷۳ - ۱۷ ادراس ویکلی نوٹس ۵۳۸ - بابہ ۱۱۱ -

۵۷ ۷ لارپورٹ ۵۴۲ -

۵۷ ۱۷ ادراس لائٹس ۵۷ - ۱۰ - ۲۸ الہ آباد ۴۳۳ - ۱۰ ویکلی رپورٹر ۴۲۰ -





بہائی - پدری رشتہ دار - رشتہ دار مادری - اگر والدین کا انتقال ہو گیا ہو تو قریب تر ذکور رشتہ دار ولی مقرر کئے جانے چاہئیں - رشتہ دار ان پدری کو مادری رشتہ داروں پر ترجیح ہے - نابالغ کے ولی کے انتخاب کرنے میں عدالت کو نابالغ کے نفع اور بیہودگی کا خاص لحاظ رکھنا چاہیئے نابالغ کے ولایت کے لیے رشتہ داروں کا دعویٰ والدین کے دعوے سے ایک مختلف بنیاد پر قائم ہوتا ہے - قریب تر پدری رشتہ داروں کو لڑکے کے والدین کے فوت ہو جانے کی صورت میں ولی ہونے کا کوئی قانونی حق حاصل نہیں ہے - باپ مان یا دوسرے ایسے ولی کی عدم موجودگی میں جس کا تقرر باپ کی جانب سے ہوا ہو نابالغ کے ولی کے انتخاب کا اختیار عدالت کو ہے اس لیے کہ عدالت سلطان وقت کی قائم مقام ہوتی ہے -

نابالغ بیوہ کے ولی - اس کے شوہر متوفی کے رشتہ دار اس کے پدری رشتہ داروں کے مقابلہ میں اس کے ولی ہونے کے مستحق ہیں لیکن ایک متفقہ مین بیہ طے ہو چکا ہے کہ نابالغ بیوہ کی مان اس کی بڑی بہاوج کے مقابلہ میں اس کی ولی ہونے کی مستحق ہے - احاطہ بھئی مین قریب تر ذکور رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں اس ایک پیشتر کے مقدمہ میں اپنی لڑکی کے نابالغ بیوہ کی ولی قرار دی گئی ہے -

۱۵۳۲ بیٹی ۵۰ -

۱۵۴۲ کلکتہ وکیل ڈنس ۱۹۱ - ۱۳ الہ آباد ۸۰ - ۳۲ بیٹی ۵۰ -

۱۵۴۷ کلکتہ ۵۸۴ -

۱۵۴۷ کلکتہ ۵۸۴ -

۱۵۴۷ مدراس صفحہ ۶۷ - ۱۹ مدراس ۴۶۱ -

غیر صحیح النسب بچہ کا دلی۔ مان غیر صحیح النسب بچہ کی ولی قدرتی ہے۔ بشرطیکہ  
 اُس نے حق حفاظت قانونی کو اپنے عمل سے زائل نہ کر دیا ہو۔ مثلاً بچہ دوسرے  
 کے یہاں پرورش پانے کے لیے علیحدہ کر لیا گیا ہو یا وہ آوارہ زندگی بسر کرتی ہو  
 ہندو خاندان اجمالی میں جائداد کا دلی۔ اندر سے قانون متاکشرا  
 ہندو خاندان اجمالی کے شریک نابالغ کی جائداد کا جس کی علیحدہ جائداد نہیں  
 ہے ولی نہیں مقرر ہو سکتا۔ تقرر ولی سے منشا تقسیم ملحوظ ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت  
 تک یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ جائداد کا کون سا حصہ شریک خاندان نابالغ کا ہے  
 اور اسی طرح جب صرف ایک شریک نابالغ ہو اور بقیہ شریک بالغ ہوں تو  
 ولی مقرر نہیں ہوتا مگر ایسے نابالغ کی ذات کا دلی عدالت مقرر کر سکتی ہے۔ لیکن  
 جب ہندو خاندان اجمالی میں ایسے شریک شامل ہوں جو کل نابالغ ہوں اور  
 ایک گروہ کی شکل میں ہوں تو ایسی صورت میں عدالت گروہ کا بطور کل کے  
 ایک ولی مقرر کر سکتی ہے۔ بہر کیف جب اُس گروہ میں سے کوئی ایک  
 سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اُس شخص کی ولایت جس کو عدالت نے ولی مقرر  
 کیا ہے ختم ہو جاتی ہے اور عدالت پر خاندان اجمالی کی جائداد بالغ لڑکے  
 کو واپس دینا لازم آتا ہے گو کہ دوسرے حصہ دار نابالغ ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۵۷۸ بیٹی بالی کدھٹ صفحہ ۴۱ - ۱۸ اندر اس ۹۷ -

۱۵۷۹ کلکتہ ۳۱ - ۲۰ الہ آباد ۲۰ - ۵ بیٹی لار پور ۸۰۹ - ۲۵ الہ آباد صفحہ ۴۰۷ - ۱۹ بیٹی

۳۰۴ - ۱۷ الہ آباد ۵۹۲ - ۳ بیٹی ۳۳۱ -

۱۵۷۵ انڈین کینر ۸۸۷ - ۱۵ انڈین کینر ۳۲۲ - ۱۱۸۸ -

۱۵۷۳ بیٹی ۲۵۹ - ۳۰ بیٹی ۱۵۲ -

نابالغ کی خواہشات۔ خود نابالغ نہ تو اپنا مذہب تبدیل کر سکتا ہے (اور نہ اس وقت تک اپنے باپ کو چھوڑ سکتا ہے جب تک کہ سن بلوغ کو نہ پہنچے۔ ایسی صورت میں نابالغ کی خواہشات قابل لحاظ نہیں ہو سکتیں۔ زمانہ اختیار پدری نابالغ کی اٹھارہ سال کی عمر تک قائم رہتا ہے خواہ وہ معقول انصاف اور اختیار تیزی کے استعمال کرنے کے قابل ہو۔

نابالغ کی نگرانی کا حق۔ ولی کو نابالغ کی ذات کی نگرانی کا قطعی حق حاصل ہے اور بجز وجہ وجہ مجھے کے نابالغ کی خواہش پر ہی محروم نہیں کیا جاسکتا۔ والدین یا خود نابالغ کے مذہب تبدیل کر دینے کی حالت میں البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

حق کب زائل ہو جاتا ہے۔ ولایت بمنزلہ حق نہیں ہے بلکہ بمنزلہ فرض ہے۔ اس میں نابالغ کی یہودی تنہا ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔ پس وہ شخص جو اپنے افعال اور چلن کی وجہ سے ناقابل ہو جائے علحدہ کر دیا جاتا ہے مثلاً باپ اپنے لڑکے کو تثنیت میں دینے سے محروم ہو جاتا ہے۔

لیکن مان دوسری شادی کرنے سے محروم نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو دفعہ (۳۹) ایکٹ ولایت و نابالغان باب ۱۹۹ء۔

اختیارات ولی جن کی پابندی نابالغ پر لازم ہے۔ نابالغ اپنے ولی کے کاموں کا جو اس کی جائداد کے انتظام میں نیک نیکی سے اس کے نفع کے لیے کئے گئے ہوں پابند ہے لیکن وہ اس وقت پابند نہ ہوگا جب وہ اس کے نفع کے لیے نہ ہوں۔ بجز اس کے کہ وہ ان کو بالغ ہونے پر جائز قرار دے۔

۱۹۹۱ء اور اس ۱۹۹۱ء ۱۴ موز انٹرن ایل ۳۰۹۔ ۱۵ مئی ۱۔

۱۵ مئی ۱۰ (۲۴ مئی ۸۹ء تیز کیا گیا)۔ ۸ مئی ۱۱۹۔

محافظ کے وہ تمام کام جن کو نابالغ اگر وہ بالغ ہوتا خود کرتا قائم رکھے جائیں گے جبکہ اُس کے محافظ نے اُس کے لئے انجام دیئے ہوں۔ مگر یہ اختیار عام صورتوں میں جائداد کے منتقل کرنے پر جو اُس کے سپرد ہو محدود ہے۔ وہ نابالغ کو معاوضہ بالذات سے پابند نہیں کر سکتا نابالغ اپنے ولی کی خیانت کا ذمہ دار نہیں ہے لیکن وہ بشرط ضرورت ولی پر نقصان۔ فریب۔ اور افغانی کی ناش کر سکتا ہے۔ اگر ولی نے خیانت کی ہے تو ہندو خاندان اجمالی کی جائداد میں نابالغ کا حصہ مواخذہ دار نہیں ہے۔ ولی نابالغ کے قرضہ کے متعلق صرف اُس حد تک ذمہ دار ہے جس قدر کہ جائداد اُس کے قبضہ میں ہو۔ مان کو بحیثیت ولی نابالغ منتظم خاندان سے زیادہ اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ اگر مان بجانب نابالغ تعلیم کروائے تو تقسیم جائزہ فونی ہونے کی صورت میں نابالغ پر واجب التعلیل ہے اور جائزہ ہونے کی صورت میں نابالغ بالغ ہونے پر اُس سے رجوع کر سکتا ہے۔

**اقرار صحت قرضہ۔** اس مسئلہ کے متعلق کہ ولی کو کس حد تک یہ اختیار حاصل ہے کہ ذریعہ اقرار صحت قرضہ نابالغ کو پابند کرے ہائی کورٹوں میں

۱۷۷۷ بیٹی ۷۶۔

۱۷۷۷ امور زائین پیل ۸۹۔ ۲۰ الہ آباد ۲۰۹۔ ۱۱ بیٹی ۵۵۱۔ ۳۳ کلکتہ ۸۹۲۔

۱۷۷۷ بیٹی لارڈ ۱۲۲۔ ۲۸ بیٹی ۳۳۰۔

۱۷۷۷ ۳ ویکلی ریپورٹر ۱۳۔

۱۷۷۷ ۲۰ بیٹی ۶۸۶۔ ۲ بیٹی ۳۳۳۔

۱۷۷۷ ۱۹ بیٹی ۵۹۳۔ ۱۰ اٹوین کیسز ۲۲۱۔

اختلاف ہے۔ اصل امر غور طلب یہ ہے کہ آیا وہ قانون میعاد سماعت  
ہند کی دفعہ ۱۹ بہ مطابق دفعہ ۱۹ قانون میعاد سماعت سرکار عالی کے لئے  
مختار مجاز ہے۔ مگر اس ہائی کورٹ نے اس کا حق تسلیم کیا ہے لیکن  
کلکتہ اور الہ آباد ہائی کورٹ اس کے خلاف بین بین میں ایک مرتبہ یہ طے  
ہو گیا تھا کہ ولی کو ایسا اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ دائن کو از سر نو توسیع  
دے لیکن اب اجلاس کامل (فل سنج) نے یہ طے کر دیا ہے کہ ولی جو  
بموجب ایکٹ ۸۸ باب ۱۹۹ مقرر کیا گیا ہو توسیع میعاد کی غرض سے اقرار پر  
دستخط کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ ولی کا فعل نابالغ کی جائیداد  
کے تحفظ یا نفع کے لئے کیا گیا تھا لیکن ایسا اقرار نابالغ کی ذات پر کوئی  
مواخذہ عائد نہیں کر سکتا۔

تجدید قرضہ۔ کل ہائی کورٹ اس امر کے تسلیم کرنے میں متفق رائے ہیں کہ  
وہ اس کی تجدید نہیں کر سکتا۔

جائیداد کا بیع کرنا۔ ولی کو بحیثیت منتظم واقعی جائیداد نابالغ یعنی دوسرے  
الفاظ میں جبکہ وہ عدالت سے ولی نہ مقرر ہوا ہو اختیار ہے کہ عند الضرورت  
نابالغ کی جائیداد بیع کر ڈالے۔ اور وہ صرف اس کو منتقل یا موقوف کر سکتا ہے

۱۸ مدراس ۴۵۶-۲۶ مدراس ۳۳۰-۲۷ مدراس ۲۴۳-

۳۵ کلکتہ ۲۹۲-۱۸ مدراس ۴۵۶ (۶۱۹۰۴) الہ آباد کی نوٹس ۱۳۷-۲۶ کلکتہ ۵۱-

۲۶ الہ آباد ۵۹-۲۵ بمبئی ۶۱-خ ۴۴ بمبئی لارپورٹر ۸۱۲-۲۶ بمبئی

۲۵ بمبئی لارپورٹر ۸۱۲-۲۰ الہ آباد ۲۰۹

۲۰ بمبئی صفحہ ۱۶-۱۶ انڈین کیسز ۷۶-

بشرطیکہ ایسا کرنا جائداد کے فائدہ کے لیے ہو۔ ضرورت کے کہتے ہیں یہ امر ہر واقعہ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ مثلاً نابالغ کے باپ کی تجہیز و تکفیر ہے لیکن اُس وقت ایسی صورت میں اُس شخص کا جو نابالغ کی جائداد سے لین دین کرے فرض ہے کہ جائداد کی حالت اور روپیہ لینے کے فرض اور ضرورت کو دریافت کرے۔

عدالتی کارروائی۔ نابالغ اُس ڈگری کا پابند ہوگا جس میں اُس کی جناب سے پوری طور سے پیروی کی گئی ہو اور اسبطرح سے اُن صلاحات جات اور دست برداری کا جو دلی نے مناسب طریقہ سے کئے ہوں پابند ہوتا ہے لیکن وہ منسوخ کئے جائیں گے اگر وہ نابالغ کے حق میں سخت مضرت رسان اور مبنی بر فریب ثابت ہوں اور جب تک وہ منسوخ نہ ہو جائیں اُن کی پابندی لازم ہے۔ کارروائی تنسیخ زمانہ نابالغی کے اختتام سے ایک سال کے اندر آغاز ہونی چاہیے۔ اسی طریقہ سے وہ فیصلہ ناشی کا بھی پابند ہوگا بشرطیکہ سپردگی بہ ثالثی خاندان کے فائدہ کے لئے منظم خاندان کی جانب سے عمل میں آئی ہو۔

نابالغ کی اپنے افعال کی بابت ذمہ داری۔ یہ دہر مشابہت کے تابع نہیں ہے بلکہ اس سے قوانین موضوعہ سرکار متعلق ہیں۔

۱۷۹ کلکتہ ۷۹- ۲۵ کلکتہ ۵۸۵- ۲۱ کلکتہ ۸۲- ۱۴۵۲ بمبئی ۵۶۲-

۱۲ بمبئی ۱۸- ۲۳ الہ آباد صفحہ ۴۵۹- ۲۶ بمبئی ۳۳۳- ۲۶ بمبئی ۳۲۶-

۱۷۹ کلکتہ ۳۴۷-

۲۴ بمبئی ۵۴۷-

۲۷ بمبئی ۲۸۷-

کالعدم ہے لیکن وہ اُس فعل بجا کا جو اُس سے سرزد ہونہ وار ہوگا۔ سات برس کی عمر تک وہ کسی جرم کا سزاوار نہیں ہے۔ اس عمر کو پہنچنے کے بعد اگر وہ نوعیت فعل کو سمجھنے لگا ہو تو سزاوار ہوگا۔ اگر نابالغ سن بلوغ پر پہنچنے کے بعد ولی سابق کے حق میں فارغ خطی لکھ دے تو وہ ناجائز ہوگی اگر واقعات سے نابالغ کی پوری دورانیشی اور ولی کی معقول نیک نیتی نہ ظاہر ہو۔ کیونکہ فریقین میں تعلقات کی وجہ سے کاروبار یا معاملت مستحبہ خیال کئے جاتے ہیں برنار نابالغ کسی فعل پر اعتراض صرف نابالغ ہی خود کر سکتا ہے۔ وہ اشخاص جو اُس سے معاملت کرتے ہیں ہمیشہ پابند ہیں حالانکہ وہ خود پابند نہیں ہو سکتا لیکن نابالغ اُس شخص کے فعل کا جس نے جائداد پر قابض ہونے کے وقت جسکا نابالغ حقیقتاً مستحق ہے کوئی ایسا فعل کیا جس کے کرنے کا اقرار اپنی جانب سے کرتا ہے پابند نہیں ہو۔ اسی طرح پر معاہدہ تقسیم جو حصہ دار کے نابالغی کے زمانہ میں ہوا ہو اُس کے نابالغ ہونے پر منسوخ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر دے کہ وہ ایسا کار سے نہیں کیا گیا یا اُس کے حق میں مضرت رسان ہے۔

اصول عدالت۔ اگر نابالغ اپنی نابالغی کے زمانہ کے بیع نامہ یا رہن کو منسوخ کرنا چاہے تو پابندی شرائط کے لیے اور منتقل الیہ کے

۳۰۵ کلکتہ ۳۳۹ (پریوی کونسل) ۲۶ د ال آباد ۴۴۷۔

۳۰۵ ۱۳ بیبی ۶۱

۳۰۵ ۱۲ بیبی ۵۰۔ ۱۸ بیبی ۲۵۹

۳۰۵ کلکتہ ۴۳۸۔



حق میں انصاف کرنے کے لئے مجبور کیا جاسکتا ہے۔ یعنی واپسی زر ثمن کیلئے جبکہ اُس کی جائداد کو اُس سے نفع پہنچا ہو یا یہ کہ برقیام بار قرضہ جائداد پر قابض قرار دیا جائے۔

قانون دم و دپت۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سود کا زیادہ بقایا کسی ایک وقت میں اہل رقم سے زیادہ وصول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چند مقامات میں جہاں کہ ایکٹ سود نمبر ۳۳ باب ۳۵ کا عملہ آمد ہے وہاں اس قانون کا عملہ آمد نہیں ہوتا مالک محروسہ سرکار عالی میں فریضہ رو بکار مدار الہام نشان دیوانی ۱۳۵ مورخہ ۸۔ صفر ۱۲۸۸ مطبوعہ گشتیات دیوانی طبع آخر صفحہ ۲۰۴ اصل رقم

قرضہ سے سود زیادہ نہ دلایا جائے گا۔ اسلئے یہاں اصول دم و دپت کو استعمال کی چندان ضرورت نہیں ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رو بکار زیادہ ہر سال کے اسی اصول پر مبنی ہے۔ سوال یہ ہے کہ شکل سود ایک وقت میں کس قدر وصول کیا جاسکتا ہے۔ پس اگر زر رہن باقی ہو اور تہوڑا تہوڑا اگر سود وقتاً فوقتاً ادا کیا جاتا ہو تو اُس تعداد کی جو سود کی نسبت کلاً وصول کی جاتی ہے کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ سوال اکثر سید ہوتا ہے کہ کس قدر بقایا سود کی تعداد قانون دم و دپت کے اغراض کے لیے مانی جاسکتی ہے۔ اگر زر اہل میں کچھ ادائی ہو چکی ہو تو اس اصول اطلاق کیلئے زراصل سے مراد ابتدائی رقم نہوگی بلکہ جو بعد سنہائی رقومات ادا شدہ باقی بچے۔ اس کے برعکس صورت تو زمین مثلاً جبکہ ایک مدت تک سود ادا نہ کیا گیا ہو اور ایک جدید و ستاویر بغرض تصفیہ قرضہ سابق کے لکھی جاوے یعنی اہل و سود ملا کر (سود و رسود اگر ایسا ہو)

تو قانون دم دپت کے اغراض کے لئے ایسی دستاویز کی سندرجہ رستم  
زر اصل شمار ہوگی اور نہ کہ بقایا اس غیر ادا شدہ زر اصل کا جو حقیقتاً کسی سابقہ  
دستاویز کی رو سے قرض دیا گیا ہو نہ تو قانون ہندو کی کتابوں اور نہ ان کی  
شرحوں اور نہ رواج اور نہ ضابطہ فیصلہ جات سے سود کا زر اصل قرار دینا  
منع ہے۔

منہو۔ روپیہ کے لین دین میں سود جبکہ یکیشٹ ادا کیا جائے (نہ کہ اقساط سے)  
زر اصل سے المضاعف نہ ہونا چاہیئے۔ غلہ۔ بیل۔ اون یا مال اور بار بردار  
کے جانور پر سود زر اصل کے پانچ گنا سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ قانون  
دم دپت ان حقوق سے متعلق نہ ہوگا جو پہلے پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ صرف  
حقوق آئندہ کو محدود کرتا ہے۔ ہندو قرضدار کے خلاف اس سود کا مقدمہ  
جو حقیقتاً واجب الادا ہے صرف اس وجہ سے کہ زر اصل جو قرض دیا گیا تھا  
ادا ہو گیا ہے مانع نہیں ہے۔ لیکن تب محض یہ امر کہ سود بموجب قانون  
میعاد سماعت اندرون ۱۲ سال حاصل کیا جاسکتا ہے۔ عدالت کو اس قرض  
بقایا سود جو زر اصل سے بڑھ جائے نہ دلانے سے منع نہیں کر سکتا یہ قاعدہ  
اس رقم سے متعلق نہیں ہے جو کسی عدالت دیوانی کی کسی دگر کی اجرا  
میں وصول طلب ہو۔

### تمثیلات

(۱) ایک ہندو بکرنامی بھٹی کا رہنے والا بر بنارو دستاویز زید کا پانچ سو روپیہ

۳۰۵ بی ۳۰۵

۳۰۹ بی ۳۰۹

۱۵ بی ۶۳-۲۲ کلکتہ ۸۹۹-

۳۵ بی ۳۱۲-۹ بی ۲۳۳-

کا قرض دار ہے۔ شرح سو پچاس فی صدی ہے۔ اُس تاریخ سے تین سال ختم ہونے کے پیشتر زید نے بکر سے اقرار صحت قرضہ کیلئے کہا۔ بکر نے انکار کیا زید نے بکر پر بارہ سو پچاس روپیہ دلا پانے کی نالش رجوع کر دی۔ اس سے قاعدہ دم دوت متعلق ہے زید ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں پاسکتا۔

(۲) ایک ہندو زید نامی بکر کا ایک ہزار روپیہ کا قرض دار ہے۔ زید نے مبلغ دو سو روپیہ اصل میں ادا کیا۔ زید اس کا سو نہ ادا کر سکا اور تعداد واجبہ اس سے روپیہ اس مطالبہ کے حاصل کرنے کے لئے بکر نے نالش رجوع کر دی۔ مبلغ دو سو روپیہ ادا ہو چکے ہیں اب بغرض قانون دم دوت زراصل آٹھ سو متصور ہوگا۔ بکر صرف مبلغ سولہ سو روپیہ پاسکتا ہے۔

(۳) زید ایک ہندو بر بنار دستانہ مبلغ چار سو روپیہ کا قرض دار ہے دو برس تک وہ سو نہ ادا کر سکا۔ بکر کے سخت تقاضے پر زید نے مبلغ سماعہ روپیہ کا جدید کہاتہ جاری کر دیا۔ اس کے بعد زید واجب الادا سو نہ ادا کر سکا جسکی وجہ سے کل رقم واجب الادا نو سو روپیہ ہو گئی۔ اُس مقدمہ میں جسکو بکر نے روپیہ دلا پانے کے لئے دائر کیا زید قانون دم دوت کا عذر کرتا ہے۔ مبلغ سماعہ روپیہ دستانہ زرقی سماعہ جدید میں درج ہونے کی وجہ سے قانون دم دوت کے لئے زراصل ہی شمار ہوگا۔ بکر کل رقم مدعو یہ پاسکتا ہے۔ یہ کہان سے متعلق ہے۔ اس کا استعمال کہان ہوتا ہے۔

یہ کہان رائج ہے۔ سرٹیکٹی پریڈنسی اور بنگال ہائیکورٹ صیغہ ابتدائی دیوانی اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں بطور قانون مروجہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ مدراس۔ الہ آباد اور بنگال و پنجاب کے مفصل میں رائج نہیں ہے۔ مدراس میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ قاعدہ جہاں تک کہ رہن سے جو قانون انتقال جائیداد کے تابع ہیں متعلق ہے منسوخ کیا جاتا ہے۔ وہاں قانون سود نافذ ہے۔ اس کا اطلاق ان مقدمات پر جہاں قرضدار ہندو ہو اور اس کے نفع کے لئے ہو محدود ہے۔ اگر ہندو قرض دار اپنے قرضہ کو کسی مسلمان پر منتقل کرے تو آخر الذکر اس قاعدہ سے استفادہ کا مستحق نہیں ہے۔ اس طرح ہر اگر اصلی قرض دار کوئی مسلمان ہو تو وہ قرضہ کو ہندو پر منتقل کر کے اپنے دائرہ کو دہو کا نہیں دے سکتا۔ پس ایسی صورت میں ہر دو یعنی اصل قرض دار اور قرض دار حال ہندو ہونے چاہئیں یہ کہہ جاتا ہے کہ یہ امر بھی ضروری ہے کہ دائرہ ہندو ہو۔

معاملات رہن پر اطلاق۔ جیسا کہ ایک پرانے مقدمہ میں طے ہو چکا ہے کہ معاملات رہن اس قانون کے اسی طرح تابع ہیں جس طرح معمولی قرضہ جات۔ جہاں رہن بالقض ہو اور منافع سود میں شمار ہوتا ہو اس جگہ اس قانون کا اطلاق نہیں ہے۔ لیکن جہاں یہ زرمنافعہ و ستادیز کی شرائط کے بموجب زرمین کے صرف ایک جزو میں مقرر ہوتا ہو تو ایسے رہن کے

۱۸۵۷ء ۲۱-۲۲-۲۳ بی بی ۲۱-۲۲ بی بی ۲۱-۲۲

۱۸۵۷ء ۲۱-۲۲-۲۳ بی بی ۲۱-۲۲ بی بی ۲۱-۲۲

۱۸۵۷ء ۲۱-۲۲-۲۳ بی بی ۲۱-۲۲

۱۸۵۷ء ۲۱-۲۲-۲۳ بی بی ۲۱-۲۲

۱۸۵۷ء ۲۱-۲۲-۲۳ بی بی ۲۱-۲۲

حساب کتاب سے عام قاعدہ متعلق ہوتا ہے یہی رائے رائے و جج کی ہے کہ ان کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔ اس قاعدہ کے نفاذ کی حد تک کوئی دوسری حساب و کتاب کی نہ ہونی چاہیے کیونکہ اُن صورتوں میں جہاں زر لگان اور منافع مقررین قابلین کو ملتا ہے اور اس کا حساب روان رہتا ہے۔ یہہ قاعدہ قانون اگر کوئی ایسی صریح شرط نہ ہو کہ زر لگان اور منافع سود کے جزو مقررہ کے حوض میں لیے جائیں متاثر نہ ہو گا۔

سود - دہرم شاستر میں قانون متاکشرا کی رو سے ہر معاہدہ قمر منہ کے ساتھ اگر اُس میں سود دینے کا وعدہ نہ ہو یہہ شرط ملحق سمجھی جاتی ہے کہ رقم عند الطلب بدیتی سے ادا نہ کرنے کی صورت میں نقصان کی تلافی قرضہ پر ہوگی۔ مگر اس میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ دہرم شاستر کا اطلاق ادائی سود غیر کی صورتوں میں نہیں ہوتا اور سود اُس وقت تک واجب الوصول نہیں ہوتا جب تک کہ قانون سود کی کوئی صورت واقع نہ ہو۔

## باب چہارم

### تبئیت

اغراض و نوعیت تبئیت - اسناد متعلقہ مسئلہ تبئیت - لوازمات

تبنیت جائز۔ تبنی کون لے سکتا ہے۔ عورتوں کا تبنی لینا۔  
بیوہ کا تبنی لینا۔ جبکہ دو بیوائیں ہوں۔ ناکتخدا عورت کا تبنی لینا۔  
کون تبنی دے سکتا ہے۔ کون تبنی لیا جاسکتا ہے۔ اکلوتے  
بیٹے کا تبنی لینا۔ عمر کی قید۔ ضروری مراسم۔ دست ہوم۔ ناجائز  
بنانے والے واقعات۔ بیوہ کا اختیار تبنی لینے کے متعلق۔  
خاندان منقسمہ وغیرہ منقسمہ میں کس حد تک تبنی لینے والی  
بیوہ کی وجہ تحریک پر بحث کر سکتی ہے۔ مسئلہ امر واقعی کا  
تبنیت پر اطلاق۔ دوی موشیا نا فرزند۔ ایسے اقرار کا جواز  
جو تبنیت کے قبل کیا جائے۔ جائز تبنیت کے نتائج صلیبی  
کے بعد کو پیدا ہونے کی صورت میں تبنی بیٹے کا حصہ۔ ناجائز  
تبنیت کا اثر۔ امر مانع تقریر مخالف۔ بیوہ کی جانب سے تبنی  
نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر۔ نامزدہ لڑکا تبنی لینے کے لیے  
نہ لینے کی صورت میں بیوہ کا حق۔ تبنی بیٹے کا تبنی مان کے  
انتقالات پر اعتراض کرنے کا حق۔ کریم تبنیت اور اسکی خصوصیات

الام تم تنبیت۔ جین سکھ اور گوسایون میں تنبیت۔ مقدمات  
تنبیت۔ میعاد سماعت۔ رجسٹری۔ اسٹامپ۔ رسوم۔

اغراض تنبیت۔ تنبی لینے سے اصل غرض روحانی منفعت ہے۔ ایسی  
تعبیر یوں کیجاتی ہے کہ ہندوؤں میں ابتدا سے خاندان کا قائم رکھنا ایک  
ضرورت قدرتی خیال کیجاتی تھی اور یہ ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ  
ہندوؤں کے مذہب میں بیٹا نہولنے کی صورت میں عقیبی میں بڑا تھا تکلیف  
اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ تعبیر لفظ پتر سے صاف ہو جاتی ہے۔ سنسکرت میں  
پتر بیٹے کو کہتے ہیں۔ اور پوت دونوں کو۔ ویدوں میں تحریر ہے کہ اس شخص  
کو بہشت نہیں ملتا جس کے فرزند نہ ہو (ملاحظہ ہو ہندو لاماؤلفہ ہٹاچاری طبع  
سوم صفحہ ۳۶) پس جب کہ کوئی برہمن انتقال کرتا ہے اُس کے پند اور  
پانی اور دوسرے مراسم کے لئے بیٹے کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا بیان  
کیا جاتا ہے کہ اس رسم کا آغاز عقیدہ برہمنی سے ہوا ہے مگر یہ کہاں تک  
صحیح ہے تصفیہ طلب ہے۔ اس لئے کہ تنبیت کی رسم اُن ذاتوں میں  
پہی مروج ہے۔ جن میں سزاوہ وغیرہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ یہ استحقاق تہی  
تاثر رکھتا ہے۔ مگر فی زمانہ محض دنیوی فوائد کے لئے اس پر عمل درآمد  
ہے۔ یعنی بقایائے خاندان اور نام کی غرض سے۔

بدنیا نہ۔ وہ شخص تنبی میٹا کہلاتا ہے جس کو اُس کے باپ اور مان نے  
پاکسی ایک نے دیا ہو اور بجائے بیٹے کے لیا گیا ہو۔

وہک طریقہ تنبیت کی ابتدا۔ ابتداً تنبی بیٹے کو ادنیٰ درجہ دیا گیا

تھا۔ یعنی بیٹوں کے اقسام کی ترتیب میں اُس کا نمبر چھٹا رکھا گیا تھا۔ لیکن بعد ازاں جبکہ دوسری اقسام کے بیٹوں کی وقعت جاتی رہی تبتی بیٹوں کا خیال بڑھتا گیا۔ یہ لحاظ رکھا جاتا تھا کہ حتیٰ الوسع وہ مانند صلبی بیٹے کے معلوم ہو۔ اسی وجہ سے وہ قواعد مرتب ہوئے ہیں جو چانک کے حسب ذیل اشلوک پر مبنی ہیں۔ ”وہ بیٹے کا عکس ہوتا ہے“

کتب مستند متعلقہ تنہیت۔ بہت ہی میں وہ ہوا ریمو کہا مستند کتاب شمار ہوتی ہے اور مالک محروسہ سرکار عالی کے اصلاح مرہٹواری میں بھی یہی کتاب مستند ہے۔ (ملاحظہ ہو محبوب النظر بابۃ ۳۲۱ صفحہ ۳۲۱ حصہ عدالت دیوانی صفحہ ۲۳۲) اس کے علاوہ دوسری کتب جو اس بارہ میں پسند کی گئی ہیں وکٹ چندرکا۔ وکٹ میاٹا اور ویرمٹرو دیارمین۔

جائز تنہیت کے لوازمات۔ (۱) لینے کی قابلیت۔ (۲) دین کی قابلیت۔ (۳) تبتی ہونے کی قابلیت۔ (۴) دینا اور لینا اور ضروری مراسم کی ادائی۔

کون تبتی لے سکتا ہے۔ تبتی لینے کا وقت اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ اولاد سے یا پوس ہو جائے۔ بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں تبتی لینا غیر ضروری نہیں ہے بلکہ ناجائز ہی ہے۔ تبتی ہمیشہ ذکر کرتے ہیں اور انہیں پر یہ فرض عائد ہے۔ مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ مرد اثاثہ کو تبتی لینے کی اجازت عطا کرے یا اختیار تفویض کرے۔ (اور ایسی اجازت خواہ اپنے حیات تبتی لینے کے لئے دے یا اپنے مرنے کے بعد کے لئے) پس اگر یہ تبتی لیدے تو وہ تنہیت منجانب اُس کے شوہر کے ہوگی۔ یہ بات لازمی ہے کہ تبتی لینے والا ہندو مذہب کا پیروں والا ہے۔



ذکور میں حسب ذیل اشخاص تنبی لے سکتے ہیں۔

(۱) ایسا مرد جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔ مگر بہن چاری صاحب کی رائے ہے کہ ایسا شخص صرف اسی حالت میں مجاز ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ شادی کرنے کی مقدرت نہ رکھتا تھا۔ (۲) وہ جس کی بیوی مر گئی ہو۔ (۳) وہ جو مرض جذام ہو۔ مگر اُس صورت کے جب یہ ثابت ہو کہ بیماری ایسی تھی کہ وہ تنبی لینے کے قابل نہ تھا۔ (۴) بیوقوف تنبی لے سکتا ہے۔ (۵) ایسا شخص جس کی بیوی وقت تنبیت حالمہ ہو تنبی لے سکتا ہے۔ محض اسوجہ کہ ممکن ہے بعد کو ٹرکا پیدا ہو تنبیت ناجائز نہیں ہو جاتی۔ (۶) نابالغ تنبی لے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ عقل سلیم کو پہنچ گیا ہو۔ اور وہ اپنی بیوہ کو تنبیت کی اجازت دے سکتا ہے۔ بہن چاری صاحب کا قول ہے کہ نابالغ اُس وقت تنبی لے سکتا ہے جب اُس میں بلحاظ واقعات و ثبوتی اولاد پیدا کرنے کی طاقت آگئی ہو۔ (۷) ایسا شخص تنبی لے سکتا ہے جو بوجہ کسی ناقابلیت کے محروم الارث قرار دیا گیا ہو۔ مگر ایسا میٹا بھی محروم الارث رہتا ہے۔ مگر شہر قوم کے جہان بقول تریپلین صاحب تنبی وارث ہوتا

۱۲ مئی ۳۲۹ - ۴۷ مدراس ہائی کورٹ ۲۷۰ - ہندو لا مولفہ بہن چاری طبع سوئم صفحہ ۳۲۸ -

۲۷ مدراس ہائی کورٹ ۳۶۷ - ۱۲ الہ آباد ۳۲۸ بھفہ ۳۵۲ - ۱۲ مئی ۳۲۹ -

۲۸ کلکتہ ۱۶۸ - ۲۲ کلکتہ ۸۴۳ -

۱۳ مئی ۱۰۵ - ۲۹ الہ آباد ۳۱۰ - ۳ مدراس ۱۸۰ -

۱۵ دیکری ریورٹ ۵۴۸ - ۱۵ مئی ۵۶۵ - کلکتہ ۲۸۹ -

۲۷ ہندو لا مولفہ بہن چاری صاحب صفحہ ۳۲۹ -

ہے (صفحہ ۱۱۰) اُس کو صرف گزارہ کا حق حاصل ہے۔ (ملاحظہ ہو اسٹیل صفحہ ۳۳۔  
 مین فقرہ ۱۱ طبع ہفتم)۔ (۸) ایسا شخص جس کو اولاد ہو مگر اُس اولاد میں کوئی  
 نقائص محروم الوث قرار دینے کے ہوں تو تنبی لے سکتا ہے۔ دوسرے  
 الفاظ میں صرف دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اولاد موجودہ قانوناً فوت ہے پس  
 (۹) اگر صلبی اولاد ذات باہر ہو تو دہرم شاستر کی رو سے باپ تنبی لے سکتا  
 ہے۔ مگر چونکہ ذات باہر ہونے سے بموجب ایکٹ (۱) بابتہ ۱۸۵۷ء حق در  
 زائل نہیں ہوتا۔ اس لیے تنبی ایسا اسی صورت میں کامل جائداد کا مالک  
 نہیں ہوگا۔ مگر یہ لازم ہے کہ تنبی لینے والا اسی حالت میں ہو کہ وہ غریبی  
 مراسم ادا کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ مثلاً وہ صحیح العقل ہو۔ اور اب ناجائز  
 اُس پر عمل میں نہ آیا ہو۔ (۱۰) گوسامین تنبی لے سکتے ہیں۔ (۱۱) گریہا ذات  
 کا شخص تنبی لے سکتا ہے۔ (۱۲) سونک کے زمانہ میں تنبی نہیں لیا جاتا۔  
 (۱۳) اگر نابالغ زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہو اور وہ تنبی لیا جائے تو کورٹ  
 کی منظوری لازمی ہے۔ لیکن وطن دار کے لئے ایسی اجازت کی ضرورت  
 نہیں ہے۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں اجازت لازمی ہے۔ (ملاحظہ ہو

۱۔ ہندو لا مولفہ گلاب چند سرکار طبع سوئم صفحہ ۲۶ ہندو لا مولفہ اسٹریٹج صاحب جلد ۱ صفحہ ۷۷  
 نمبر ۱ موزر انڈین اپیلز ۴۲۹۔

۲۔ مین صاحب طبع ہفتم صفحہ ۱۳۷۔ ہندو لا مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۰۶۔

۳۔ ۲۷ مئی ۹۷ء۔ ۱۳ داکس ۱۸۹۔ ۲۷ مئی ۴۲۲ (پروپی کونسل)۔

۴۔ ۹ موزر انڈین اپیل ۵۰۶۔ ۱۳ داکس ۲۱۴۔

۵۔ ۲۷ مئی ۷۵۔

گشتی انعام محکمہ صدر المہام مال نشان (۴) بابتہ ۱۲۸۹ء۔ عظم العطیات صفحہ ۵۸۹)۔  
 اناث کا تہنی لینے کا حق۔ (۱) بیوی تہنی بلا شوہر کی رضا مندی کے نہیں  
 لے سکتی اور تہنی اپنے خاوند ہی کے لئے لیتی ہے نہ کہ اپنے لئے۔ صرف  
 متہلا میں اپنے لئے لے سکتی ہے۔ شوہر کا حق قطعی ہوتا ہے۔  
 ولیسٹ۔ عورت کو اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر تہنی دینا چاہیے  
 اور نہ لینا چاہیے۔

(۲) بیوہ۔ بھی اپنے متوفی خاوند کے واسطے تہنی لیتی ہے اور ایسا تہنی  
 لینے میں صرف وہ اس اختیار کو استعمال میں لاتی ہے جو اس کو شوہر نے  
 تفویض کیا ہوتا ہے۔ نابالغ بیوہ تہنی لے سکتی ہے اور یہ امر کہ اس کا  
 شوہر وقت وفات نابالغ تھا بالغ نہیں ہو سکتا ہے۔ سار سوت برہمن کی بیوہ  
 تہنی لے سکتی ہے۔ اور شودرون میں سوت کا کے زمانہ میں بھی جائز ہے مگر  
 اس امر کے متعلق اجازت شوہر کی قسم کی ہونی چاہیے مختلف آراء ہیں۔  
 بنگالہ اور بنارس میں صریحی رضا مندی شوہر کی ضرورت ہے۔ متہلا کے  
 رو سے بوقت تہنیت رضا مندی شوہر ہونی چاہیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ  
 بیوہ اپنے شوہر کے لئے متہلا کے قانون کی رو سے تہنی کہی نہیں لے سکتی  
 مدراس اور پنجاب میں قریب ترین سپنڈرشتہ داروں کی اجازت کافی مقصور  
 کی گئی ہے۔ اور یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ متوفی شوہر کے قائم مقام ہیں  
 بہت ہی میں شوہر کی رضا مندی جب تک کہ خاص صریحی مخالفت ثابت نہ ہو

اجازت شوہری منہا موجود خیال کر لی جاتی ہے۔ اور ایسی معنوی اجازت کو استعمال کا حق محض اس وجہ سے کہ بوقت انتقال شوہر علیحدگی تھی۔ یا بوقت تنہی لینے کے اُس نے بال نہیں منڈوائے تھے۔ یا یہ کہ تنہی بیٹا عمر میں اُس سے بڑا ہے زائل نہیں ہو جاتا۔ جنکینس صاحب چیف جسٹس نے تنہی کے متعلق اس بارہ میں یوں رائے ظاہر کی ہے کہ بیوہ کا حق تنہیت فطرتی ہے نہ کہ محض تفویض شدہ یعنی وہ حق ہے جس سے بیوہ بوجہ بیوی ہونے کے مستفید ہوتی ہے۔ اگرچہ مانند دیگر اختیارات کے یہ حق بھی شوہر کے حکم کی اطاعت کے تابع ہے۔

پس تنہی میں جب تک خاص طریقہ سے شوہر نے لفظاً یا عملاً یہ خواہش ظاہر نہ کی ہو کہ بیوہ تنہی نہ لے بیوہ کو تنہی لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔  
گو ترج سنیڈ کی بیوہ کو تنہی لینے کا حق۔ ایسی بیوہ جو چریت گو ترج سنیڈ کسی رکن خاندان کی جائداد کی قابض ہو جائز تنہی نہیں لے سکتی۔  
دو بیوہ موجود ہونے کی صورت میں حق تنہیت۔ دو بیوہ میں ایک ساتھ دو تنہی نہیں لے سکتیں۔ مگر پہلا چارمی صاحب اور گو پال چندر سرکار کی رائے ہے کہ ایسا جائز ہے اور فیصلہ جاست صیح نہیں ہیں۔ بیوہ اولیٰ کو بیوہ ثانی پر حق ترجیح حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کو بیوہ ثانی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۷ ۲۳ بیٹی ۲۵۰ خلافت ۲۹ بیٹی ۴۱۰۔

۵۷ ۱۱ بیٹی ۳۸۱ ۲۲ بیٹی ۵۹۰۔

۵۷ ۲ بیٹی ۲۸۸ ۳۲ بیٹی ۴۹۹ ۲۶ بیٹی ۵۲۶۔

۵۷ ۲۳ بیٹی ۷۸۹۔

۵۷ ۱۹ کلکتہ ۵۱۳ ۳۸ کلکتہ ۶۹۴ سنج سندولا مولفہ بٹا چاری طبع سوئم صفحہ ۳۴۴۔ سندولا

مولفہ سرکار طبع سوئم صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷۔

بیوہ ثانی بلا رضا مندی بیوہ اولیٰ بوجہ دگی بیوہ اولیٰ تبتی نہیں کر سکتی۔ بیشک اس وقت لے سکتی ہے جبکہ (الف) خاص اختیار بیوہ ثانی کو تبتی لینے کا دیا گیا ہو۔ (ب) بیوہ اولیٰ اپنے حق کو استعمال میں نہ لانا چاہتی ہو۔ (ج) بیوہ اولیٰ بدچلن ہو گئی ہو۔ (د) بیوہ اولیٰ کو خاص طریقہ سے شوہر نے منع کر دیا ہو۔ رضا مندی علماً ہو یا صریحاً یا معناً محض عین وقت پر موجود ہونا بمنزلہ رضا مندی شمار نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ امر واقعی کا اس صورت میں اطلاق نہیں ہو سکتا جب کہ بیوہ ثانی نے واقعات بالا میں تبتی لے لیا ہو۔ بیوہ اولیٰ کو بیوہ ثانی کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اجازت طلب کیجاوے تو بیوہ ثانی کا فرض منصبی ہے کہ رضا مندی کا اظہار کرے۔ اگر بیوہ اولیٰ اس نیت سے تبتی لے کہ دیگر بیوگان شوہر کی جائداد میں حصہ سے محروم رہیں تو ایسی تنبیت ناجائز نہیں ہے۔

جبکہ عام اختیار ایک تبتی کی وفات پر دوسرے کو لینے کا دیا گیا ہو تو اس کے خواہ مخواہ یہہ معنی نہیں ہوتے کہ صرف دوسری تبتی لینے جائیں۔ بلکہ الفاظ کے معنی وسیع لیے جائیں گے اور بشرط ضرورت زیادہ تبتی بھی لینے جاسکتے ہیں (رانی دہرم کنور بنام بلونت سنگہ ۱۶ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۷۵ (۱۹۶۵) پریوی کونسل ۳۴۱-۳۴۲ الہ آباد صفحہ ۳۹۸) اگر دو بیواؤں کو بالاشتراك

۱۳۵ بی بی ۱۶-۱۲ کلکتہ ۶۸۶-ہندو لامولفہ اسٹیج جصاصفہ ۹۱-۵۴ ۲۹ بی بی ۲۰۰-

۵۴ بی بی ہائیکورٹ ۱۸۱-۱۳ بی بی ۱۶- ۲۸ مر اس ۳۱۵-

۵۴ ۲۸ بی بی ۲۰۶-۲۸ مر اس ۳۸۵-۲۲ بی بی ۱۶۶-

اختیار تبنتی لینے کا عطا کیا جائے تو ناجائز نہیں ہے اور ایسے اختیار کو ایک بیوہ دوسرے کے انتقال کے بعد استعمال کر سکتی ہے۔ اگر اجازت علیحدہ علیحدہ دی گئی ہو تو بیوہ اولی کے انکار کرنے کی صورت میں بیوہ ثانی تبنتی لے سکتی ہے۔ مگر یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر ایک بار کسی ذکور وارث کو حق تو ریش حاصل ہو جائے اور اس ذکور کے ذریعہ سے اصل مورث کی بیوہ اوّل میں سے کوئی بیوہ وارث ہو تو گو وہ بیوہ ثانی ہی کیون نہ ہو اُنکی موجودگی میں دوسری بیوہ اوّل کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اور ایسی بیوہ کا یہ حق اُس صورت میں بھی سوند نہیں ہوتا جب کہ شوہر نے دوسری بیوہ کو خاص طریقہ سے اختیار دیا ہو۔

## تمثیل

مثلاً اگر مورث ایک فرزند اور دو بیوہ چھوڑ کر مرے اور فرزند بیوہ ثانی کے نطفہ سے ہو اور وہ فرزند موجودگی ہر دو بیوگان فوت ہو جاوے و بیوہ ثانی حیثیت والدہ وارث جائداد ہو تو بیوہ اولی کو کوئی حق تبنت باقی نہیں رہتا۔ اور بیوہ اولی بلا استرضائی بیوہ ثانی تبنتی نہیں لے سکتی۔  
خاندان مشترکہ اور منقسمہ میں بیوہ کا تبنتی لینا۔ ہم اوصاف بیان کر آئے ہیں کہ بیوہ تبنتی اپنے شوہر متوفی کے لئے لیتی ہے۔ اور سرسری طور سے

۱۷۹۷ء اس ۲۳-۲۴

۱۸۵۷ء کلکتہ ۲۶-۳۸ و ۳۹-۴۰ اس ۱۷۳-۱۷۴ خلافت ۲۲ کلکتہ ۵۶۵-

۱۸۵۷ء بمبئی ۲۶-۲۷ کلکتہ ۵۶۵-۵۶۶ کلکتہ وکیل نوش ۷۹۵-

۱۸۵۷ء بمبئی ۱۶-۱۷ الہ آباد ۱۶۷ و ۲۶ الہ آباد ۲۰۰-

اس مسئلہ پر پہلی بحث کی تھی کہ رخصتا مندی شوہر سے کیا مطلب ہے۔ اب ہم واضح طور سے اسی مسئلہ آخر الذکر پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر شوہر مر جائے اور صریحی اجازت تنہیت مذکور ہو تو ایسی صورت میں بیوہ کو تنہی لینے کے متعلق کیا حق رہتا ہے۔ جو مختلف آراء اس مسئلہ کے متعلق پیدا ہوئی ہیں وہ ویشٹ جی کے اس اشلوک کے مختلف تفسیر پر مبنی ہیں۔ عورت کو بیادینے لینے کی اجازت نہیں ہے بھجور برہما مندی اپنے خاوند کے۔

بہیمی (الف) خاندان منقسمہ بہیمی ہانی کورٹ نے اشلوک مذکورہ بالا کے معنی وسیع لیے ہیں۔ یعنی اس ہانی کورٹ کے مطابق حصول اجازت کے متعلق حکم صرف شوہر کی زندگی تک محدود ہے۔ یعنی شوہر کی زندگی میں بیوی بلا اس کی اجازت کے تنہی نہیں لے سکتی۔ مگر بعد انتقال شوہر اس کو اختیار ہے۔ یہ تجویز ہوئی کہ مرہوٹاری میں ہندو بیوہ بلا اجازت خاوند اور بلارہ مندی عزیز متوفی تنہی لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسے نیک نیتی سے محض مذہبی مراسم کے ادا کرنے کی غرض سے لیا ہو۔ اور کوئی مفہوم بد نہ ہو۔ اور گجرات میں بھی یہ قاعدہ عام ہے بھجور اس کے کہ کسی خاص مقام یا ذات کا رواج خلاف میں ہو۔ بہیمی ہانی کورٹ نے یہ مزید طر کیا ہے بیوہ کا تنہی لینے کا حق فطرتی ہے نہ کہ تفویض شدہ اور اس کا اختیار سیاسی

۱۔ بہیمی ہانی کورٹ۔

۲۔ بہیمی ہانی کورٹ ۸۱۔ ۱۴ بہیمی ۸۶۔

۳۔ ۱۵ بہیمی ۵۶۔

وسیع ہے جیسا کہ اُس کے خاوند کا تھا۔ گجرات اور مرہٹواری میں اس بارہ میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے (ملاحظہ ہو ۱۵ بہنی ۵۶۵)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہنی ہائی کورٹ کی رو سے بیوہ کو تبینیت کے متعلق اختیار معنوی حاصل رہتا ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہی کیون نہ مرا ہو۔ بیوہ کی وجہ تحریک موثر نہیں ہو سکتی۔

جبکہ بیوہ تبنی لیتی ہے قیاس قانونی یہ ہوتا ہے کہ اُس نے نیک نیتی سے اپنا فرض انجام دیا ہے۔ اور بار ثبوت اُس شخص پر ہوتا ہے جو تبنی تبینیت کا دعویٰ کرے۔ اگر بیوہ اولیٰ شخص اس غرض سے تبنی لے کہ بیوہ ثانی کا حق مارا جائے تو ایسی تبینیت ناجائز نہیں سمجھی۔ (ب) اگر بیوہ خاندان غیر منقسمہ کی ہو تو اُس کے تبنی لینے سے بظاہر حقوق شریکار خاندان زائل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہونے کی صورت میں متونی کی جائداد کے شریکار ہی مالک ہوتے ہیں۔ اور یہ حق انکو بعد انتقال متونی حاصل ہوتا ہے۔ پس خاندان غیر منقسمہ میں بیوہ اُس وقت تبنی لے سکتی ہے جب (الف) شوہر متونی نے صریح اجازت دی ہو۔ (ب) یا جب غیر منقسمہ شریکار خاندان نے رضامندی

۲۳ بہنی ۷۸۹ - ۲۳ بہنی ۲۵۰ - ہندو لاؤفٹ بہنیا چاری حصہ چہارم باب

نیم طبع سوئم

۲۲ بہنی ۱۹۹ - ۲۲ بہنی ۵۵۸ (جلد کاملہ) - ادراس ۱۷۴ - گرتروید قیاس کے متعلق

۲۲ بہنی ۲۰۶ - ۲۸ مدر اس ۳۱۵

۸ انڈین کیسز ۶۲

۶ بہنی لار بورڈ ۲۵۹ - ۲۶ بہنی ۵۱



عطا کی ہو۔

ایسی صورت میں تبنی بیٹا بعد تینیت شوہر کے غیر منقسمہ شرکار کیساتھ جائداد خاندانی کا شریک متصور ہوتا ہے۔

صورت دوم کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ بزرگ خاندان نے رضا مندی دے دی ہو اور دوسرے شرکار کی رضا مندی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اگر خسر راضی ہو جائے اور بیوہ تبنی لے لے تو تینیت محض اس وجہ سے کالعدم نہیں ہوتی کہ شوہر متوفی کو بہائیوں نے رضا مندی نہیں دی۔ اور بیوہ کا انتشار تینیت سے اُن کے حقوق زائل کرنے کا تھا۔

خاندان غیر منقسمہ میں شرکار سے اجازت حاصل کرنے کی شرط جو رکھی گئی ہے وہ اس خیال پر مبنی ہے کہ بیوہ شرکار کے نان و نفقہ کی محتاج ہوتی ہے۔ اگرچہ بیوہ تمام شرکار کے اس نفقہ کے لئے محتاج بنائی گئی ہے۔ اور اگرچہ ایک شریک یعنی تبنی کے دخل ہونے سے جملہ شرکار موجودہ کے حقوق پر اثر پڑتا ہے۔ تاہم بزرگ خاندان منظم خاندان ہونے کا اصول معاملہ تینیت سے متعلق کیا گیا ہے۔ پس متوفی خاوند کی اجازت کافی رکھی گئی ہے۔ اور اُس کے فوت ہو جانے کی صورت میں بہائیوں کی اجازت۔ ایسی اجازت جو خسر اپنی بیوہ کو تبنی لینے کے متعلق دے۔ وہ اُس کی زندگی کے بعد

موثر نہیں رہتی۔ جس کے وفات کے بعد بیوہ اُس کی اجازت کی بناء پر تہنی نہیں لے سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا جائز رکھا جائے تو وہ لوگ وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔ جن کو حق وراثت حاصل ہو جاتا ہے۔ منو اور مہا کشر امین عورت کا تہنی لینے کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے۔ ویسٹ مین خاوند کی رضامندی سے تہنی لینا جائز بتلایا گیا ہے۔ نند پٹ نے ویسٹ کی عبارت کا اعادہ کیا ہے اور تعبیر یہ کی ہے کہ چونکہ اجازت شوہری شرط ہے اس لیے بیوہ تہنی نہیں لے سکتی۔ نیل کننگھم ویسٹ کا حوالہ دیتے ہیں اور اجازت شوہری لازمی قرار دیتے ہیں۔ مگر بیوہ کی صورت میں ایسی اجازت ضروری نہیں بتلاتے۔ بلکہ اُس کی جگہ عزیزوں کی رضامندی کافی ہے۔ ویرمٹر ویا اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اگر شوہر انتقال کر جائے تو بیوہ کو اُن کو گونگی استرضاء حاصل کرنی چاہیئے۔ جن کی وہ نفقہ کے لیے محتاج ہوتی ہو۔ مدراس اور پنجاب۔ ان ممالک میں اجازت شوہری جب کہ شوہر زندہ ہو اور قریبی سیندوں کی اجازت بعد انتقال شوہر کافی خیال کی گئی ہے۔ بمقدمہ رام ناتھ پرپوی کونسل نے یہہ قرار دیا ہے کہ وراڈ ملک میں ہندو بیوہ کو اپنے شوہر کی صریحی اجازت حاصل کرنیکی ضرورت نہیں ہے بشرطیکہ اُس کے قریبی عزیز ایسی اجازت دیوں۔ اسی تجویز کی نتیجہ بمقدمات برہامپور و گنٹور کی گئی ہے۔ مگر رضامندی

متذکرہ کے لیے یہ لازمی نہیں ہے کہ جملہ سنڈون کی جانب سے ہو بلکہ صرف قریبی عزیزوں کی کافی ہے۔ قریبی عزیزوں سے مراد وہ ورثاء مابعد ہیں جو جائیداد میں حق دعویٰ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر خاندان غیر منقسم ہے تو اجازت محصلہ اسی خاندان کے ارکان کی ہونی چاہیے نہ کہ کسی منقسمہ غریب کی اور جب کہ ورثاء عودی ایک سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کثرت کی اجازت حاصل ہو جانے پر قیاس یہ ہو گا کہ سب کی رضامندی بطریق صحیح حاصل ہو گئی ہے۔ رضامندی بطریق جائز حاصل ہونی چاہیے نہ کہ رشوت و سحر اور نہ مشروطیہ شرط۔ مگر محض اس شتم کی وجہ سے تنبیت ناجائز نہیں قرار دیا جاسکتی۔ رضامندی فریب سے نہ حاصل کی گئی ہو۔ اگر ایسا ہو گا تو رضامندی کا عدم قرار پائے گی۔ خاندان منقسمہ میں یعنی جبکہ وہ اپنے شوہر کی جائیداد کی وارث قرار پائی ہو جملہ عزیزوں کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ اگر خسر زندہ ہو تو محض اُس کی رضامندی کافی ہوگی۔ اُس کی عدم موجودگی میں جملہ دوسرے قریبی منقسمہ سنڈون کی رضامندی ضروری ہوگی۔ اور اگر صرف ایک ہی سنڈ کی رضامندی سے دوسرے سنڈون سے درخواست کے بغیر تکمیل عمل میں آئے تو تنبیت ناجائز ہوگی اگرچہ صورت واقعہ ایسی ہو کہ دوسرے سنڈ درخواست کرنے پر رضامندی نہ دیتے۔ بہر کیف حصول رضامندی کی شہادت ایسی ہونی چاہیے جس سے یہ ظاہر ہو کہ تنبیت کا عمل بیوہ نے اپنی زندگی

۱۲۳ مدراس ۲۸۶ء

۱۱۱ مدراس لا جنرل ۲۰ء

۱۲۵ مدراس ۴۵۰ء

۱۲۶ مدراس ۶۲۷ء ۳۰۰ مدراس ۵۰ (پرووی کونسل)

۱۲۷ مدراس ۳۹۷ء

۱۲۸ مدراس ۴۱۲ء ۳۰۰ مدراس ۵۰ (پرووی کونسل)

فرائض کے جائز اور نیک نیتی کے ساتھ انجام دہی میں کیا ہے اور نہ کہ محض اپنے نفس کے لیے۔ رشتہ داروں کی اجازت جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے بیوہ پر اس لیے لازمی رکھی گئی ہے کہ ہندوؤں کے خیال کے مطابق عورت کسی فعل کے انجام دینے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ ظاہر اور عمل درآمد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی مذکورہ حامل کرنے کا منشاء یہ ہے کہ ورثہ رما بعد کے حقوق جن پر تبیین کا اثر پڑتا ہو محفوظ رہیں۔ اگر بیوہ اولیٰ سپنڈون کی اجازت لیے مگر بیوہ ثانی کی اجازت حاصل کئے بغیر تبیین لے تو تبیین ناجائز ہوگی۔ محض موجودگی بوقت ادائی رسم اور اعتراض نہ کرنا رمضان کی حد تک نہیں پہنچتا۔

بنگال اور بنارس یہاں کے خیال کے مطابق شوہر کی صریحی اجازت ہونی چاہیے۔ ایسی اجازت نہ اس وجہ سے مستحب کی جائے گی کہ صریحی ممانعت نہیں ہے اور نہ شوہر کے عزیزوں کی رضامندی اس کی قائم مقام ہو سکتی ہے۔ امر واقعی کے مسئلہ کا اطلاق ایسی تبیین پر نہیں ہوتا۔ مگر حال میں کلکتہ کے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کی اجازت صریحی کے بغیر تبیین لے سکتی ہے۔

متہدلا۔ اس کی رو سے وراثت کا قانون قابل تسلیم ہے۔ اگر تبیین وراثت طریقہ سے ہوئی ہو تو بوقت تبیین شوہر کی اجازت لازمی ہے نتیجہ اس کا

۲۸۵ مدراس ۳۱۵

۱۲ مورزا ندین اپریل ۱۲۷۱

۲۵۵ دیکل رپورٹ ۲۳-۱۴ کلکتہ ۲۰۱

۲۲ مئی ۵۱

۱۴۵ کلکتہ ۲۰۱ میں یہ غیر تصفیہ شدہ چھوڑا گیا ہو ۲۰ کلکتہ ۹۰-۷۰ کلکتہ دیکل نوٹس ۸۶

یہ ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے لیے متبنی نہیں لے سکتی۔ پس اُن حصص یعنی بہار میں کرترا طریقہ تینیت مرقع ہے جسکی رو سے بیوہ متبنی اپنے لیے لے سکتی ہے۔

خلاصہ۔ بہتھی۔ بیوہ کو جب تک صریحی مانعت نہ ہو قدرتی حق متبنی لینے کا حامل ہے۔

مدرس۔ قریبی سپنڈون کی اجازت کافی ہے۔

کلکتہ اور بنارس۔ شوہر کی صریحی اجازت لازمی ہے۔

متہلما۔ بیوہ و تک طریقہ میں متبنی نہیں لے سکتی۔

بیوہ پر متبنی لینا فرض نہیں ہے۔ بیوہ کا یہ حق ہے نہ کہ اُس پر فرض ہے۔ یعنی اس وجہ سے کہ شوہر نے اُس کو متبنی لینے کے لیے کہا ہے وہ متبنی لینے پر مجبور نہیں کیجا سکتی۔ اگرچہ مذہبی اغراض کے انجام کے لیے بھی ضرورت ہو۔ اگر کوئی صریحی مانعت نہ ہو تو وہ ایسے اختیار کو کسی وقت استعمال کر سکتی ہے۔ اگر اُس کی جانب سے انکار کیا جاوے تو اُس سے اُس کے حق نان و نفقہ پرائر نہیں پڑتا جب تک کہ خلاف میں کوئی حکم ہو ایسے اختیار کے استعمال کے لیے کوئی وقت معین نہیں ہے۔

اختیار مشترکہ۔ مگر صرف بیوہ اپنے شوہر کے لیے متبنی لے سکتی ہے شوہر اس اختیار کو کسی اور کو تفویض نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ اُس کے ساتھ کسی اور کو حیثیت شرک متبنی گیرندہ شامل کر سکتا ہے۔ اگر وصیت میں

لے ۷ دیکلی رپورٹر ۵۰۰-۸ دیکلی رپورٹر ۱۵۵- لے ۷ کلکتہ ۲۸۸-

لے ۷۸ الد آباد ۷۴ (رپوی کوئل) ۷ بیبی ۵۸- لے ۷۵ کلکتہ ۶۶۲- لے ۷۶ کلکتہ ۹۹۶-

بیوہ ہو کر بتنی لینے کی ہدایت ہو تب ہی تنبیت اُس بیوہ کے شوہر کے لئے ہو سکتی ہے نہ کہ موصی کے لئے یہ

بیوہ بتنی لے کر دوسروں کو محصلہ استحقاق سے کن صورتوں میں محروم کر سکتی ہے یہ

(۱) جب کہ تنبیت آخری ذکور قابض کے لئے ہو اور اُس قابض کو استحصال کامل حاصل ہوں۔ ایسی صورت میں بتنی بیٹے کے وجود سے ہر ایسی شخص کا حق زائل ہو جائے گا جس کو وراثتاً اُس سے کم درجہ حاصل ہو۔

(۲) جب کہ آخری ذکور قابض کے لئے تنبیت عمل میں نہ آئی ہو بلکہ کسی قابض ماقبل کی بیوہ کی جانب سے عمل میں آئی ہو تو اگر تنبیت اور صورتوں میں جائز ہو صرف بیوہ ہی کے حق پر موثر ہوگی۔ اور بتنی کو صرف بیوہ ہی کا حق حاصل ہوگا۔

(۳) کسی صورت میں تنبیت سے ایسے شخص کا حق زائل نہیں ہو سکتا جس کو جامداد کسی دوسرے شخص کے وارث ہونے کی حیثیت سے ملی ہو۔ بتنی لینے والی بیوہ آخری ذکور قابض کے بیوہ ہونی چاہیئے۔ ایسی بیوہ ہونے کی حالت میں ہی وہ تنبیت سے دوسروں کے محصلہ استحقاق کو زائل نہیں کر سکتی۔ مگر محض حق زائل ہونے کے قاعدہ سے بتنی لینے کے استحقاق کا وجود صادق نہیں آتا یعنی محض یہ امر کہ کسی بیوہ کے تنبیت لینے سے صرف اُسی کا حق جامداد زائل ہوگا اس بات کے

ثبوت کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ تینیتی لینے کی مجاز ہے بلکہ وہ آخری ذکور قابض کی بیوہ نہ ہو۔ اس عام قاعدہ سے مان کا حق مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مگر یہ اس صورت میں جب کہ مان بیٹے کی وارث قرار پائے اور بیٹا لا ولد فوت ہو اور اس کی بیوی اس کے قبل مر گئی ہو مگر وادی کی صورت میں یہ استثناء نہیں ہے۔ جب کہ بوقت انتقال ذکور اس کی بیوہ حیثیت مالک وارث جائداد ہو تو بیوہ کو اپنی جائداد شوہر کی من حیث مصلہ حاصل ہوتا ہے۔ اور تینیت کے ذریعہ کوئی نیا وارث اس طرح نہیں کھڑا کیا جاسکتا کہ بیوہ اپنے حق سے محروم ہو جائے بلکہ جبکہ جائداد میں حق بیٹے کی بیوی کو حاصل ہو جائے تو ایسی صورت میں اگرچہ خسر اپنی حین حیا کسی دستاویز کے ذریعہ اپنی بیوہ کو یعنی اپنے بیٹے کی مان کو اختیار دیا ہو وہ اختیار کالعدم ہو گا۔

بمبئی۔ بمقدماتہ روپ چند بنام رکما بائی سندرجہ ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۱۱۴۔ یہ سبجوزیر ہوئی تھی کہ جب جائداد میں بیوہ کا حق قائم ہو جائے اس حالت میں اس کو اختیار حاصل ہے کہ ورثائے عودی کے بلا رضامندی تینیتی لے۔ لیکن جب کہ جائداد میں حق علاوہ بیوہ کے اور کسی کو حاصل ہوتا ہو اور تینیت سے ان اشخاص کے حقوق زائل ہوتے ہوں تو ایسی صورت میں انصاف اس امر کا مقتضی ہے کہ ان کی

۲۶ بمبئی ۵۲۶ (جلہ کاملہ)۔ ۳۳ کلکتہ ۱۳۰۶۔ ۳۲ بمبئی ۴۹۹۔

۱۰۵۷ مورزا ندین اپیلز ۲۷۹۔

۵۷۸ کلکتہ ۳۰۲۔ ۷۷ اس ۴۰۱ (پریوی کونسل)۔ ۱۱۶ اندین اپیلز ۲۷۹۔ ۵ بمبئی ہائی کورٹ ۱۱۴۔

رضامندی حاصل کر لیجائے۔ اور عدالت نے اس عام قاعدہ پر یہ اضافہ کیا ہے کہ اگرچہ بیوہ کو اجازت شوہر کی متبنی لینے کے متعلق حاصل ہوتا ہے ایسی تنہیت سے ایسے شوہر کے یکجہ می رشتہ داروں کے حقوق محصلہ زائل نہیں ہو سکتے جو کسی دوسرے شخص کے وارث ہونے کی حیثیت سے سستی قرار پائے ہوں اور وہ دوسرا شخص مالک رہا ہو۔ پس ایک مقدمہ میں جب کہ باپ فرزند کے حین حیات میں فوت ہو جائے کی وجہ سے فرزند مالک جامداد ہوا تھا اور اس وجہ سے اس کی وفات پر اس کی بیوہ کو استحقاق حاصل ہوا تھا یہم تجویز ہوئی کہ ساس اپنے شوہر کی اجازت کو عمل میں لا کر بیوہ کے حقوق محصلہ کو زائل نہیں کر سکتی۔ یہ برخلاف اس کے جب واقعات ایسے ہوں کہ باپ کے حین حیات بیٹا مر گیا ہو تو باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کے حقوق محصلہ اس کی بیوہ تنہیت عمل میں لا کر زائل نہیں کر سکتی۔

کلامتہ۔ یہاں وہی قاعدہ مرقع ہے جو بیٹی کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ پس اگر کوئی یکجہ می رشتہ دار وارث قرار پایا ہو اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی وفات کے بعد ایسا لڑکا جس کو بیوہ نے متبنی لیا ہو اس یکجہ می رشتہ دار کا وارث شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۱۷۴۳ء - ۱۷۴۴ء - ۱۷۴۵ء - ۱۷۴۶ء - ۱۷۴۷ء

۱۷۴۸ء - ۱۷۴۹ء - ۱۷۵۰ء

۱۷۵۱ء - ۱۷۵۲ء - ۱۷۵۳ء - ۱۷۵۴ء - ۱۷۵۵ء

۱۷۵۶ء - ۱۷۵۷ء - ۱۷۵۸ء - ۱۷۵۹ء - ۱۷۶۰ء





(۳) جبکہ تبئیت اس فریق کی رضا مندی سے عمل میں آئی ہو جو وارث جائداد ہوا ہو۔ ایسی صورت میں رضا مندی کی وجہ سے تبئیت جائز قرار دی گئی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں تبئیت کا اثر ان ورثاؤں کو خلاف پڑے گا مگر جب وہ خود راضی ہیں ناجوازی باقی نہیں رہی۔ مگر اکثر مقدمات میں اب یہ طے ہو چکا ہے کہ رضا مندی جوازی تبئیت کے لئے لازمی نہیں ہے۔ اسلئے اب قانون یہ ہے کہ مدراس اور بمبئی میں حقداروں کی رضا مندی کے اظہار سے ایک کا عدم تبئیت جائز نہیں قرار دیا جاسکتی۔ ٹریولکین صاحب اپنی تالیف ہندو لا صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں "اگر یہ تسلیم ہی کیا جائے کہ رضا مندی حق زائل کر سکتی ہے۔ تاہم ان صورتوں میں تفریق کرنی چاہئے جبکہ رضا مندی کا اظہار کرنے والا مالک حقیقت کامل کا ہوا اور جب کہ محدود حقیقت کا مالک ہو۔ آخر الذکر صورت میں ورثائے عودی کے استحقاق پر اثر نہ پڑے گا۔" کس کی رضا مندی حامل ہونی چاہئے اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہاں پر صرف اسی قدر کہنا مناسب ہے کہ رضا مندی متذکرہ بالا صرف ان اشخاص سے حامل ہونا چاہئے جو مشترک ہوں اور جائداد خاندان مشترکہ میں کسی قسم کا حق رکھتے ہوں۔

(۴) جبکہ عمل یا تسلیم باسکوت سے سقم رفع ہو جائے مگر اس صورت میں عمل یا تسلیم باسکوت ظاہر ظہور اور سمجھ کر بعد غور و احتیاط کافی عمل میں آئی ہو محض

۱۷ بی ۳۸۹-۲۳ بی ۳۲۷-۲۳ بی ۲۵۰-۲۸ بی ۴۶۱-۴۸ اندھین کبستر ۳۸۹-

۳۱ بی ۳۱۹-غ ۲ بی لا پور ڈر ۶۳۳-۱۱ بی ۳۸۱-۱۸ مدراس ۱۴۵-

۲۹ بی ۴۰۶-۲۲ بی ۵۵۱-

شخص مقابل کا وقت تنیت حاضر رہنا کافی نہیں ہوا کرتا ہے۔ بمقدمہ باسیلو بنام رام چندر متذکرہ بالا چونکہ ایک لڑکی نابالغہ تھی اور وہ اپنی رضامندی اس طرح ظاہر نہیں کر سکتی تھی کہ اُس کے حقوق محصلہ زائل ہو جاوین۔ یہہ تجویز ہوئی کہ رضامندی کافی نہیں ہے۔

(۵) جب کہ مدراس ویبئی مین مشترکہ خاندان کی بیوہ اپنے خسر کی اجازت سے بتنی لے لیکن راضی ہونے والا خسر تنیت کے وقوع کے وقت زندہ ہونا چاہیے۔ بعد وفات ایسی اجازت مفید نہیں ہو سکتی ہے۔

(۶) جب کہ متوفی شریک خاندان کی بیوہ اپنے شوہر کی اجازت سے بتنی لے اور اس طرح دیگر شرکار کے حقوق محصلہ کو زائل کرے۔ یہہ اس اصول پر مبنی ہے کہ اگر بتنی بوقت وفات پدر زندہ ہوتا تو اُس کو بہائیوں کے مقابلہ میں بہترین حق حاصل ہوتا ہے۔

دادی کا بتنی لینا۔ جو استثنائمان کے لئے رکھا گیا ہے اُس کی توسیع دادی کی صورت میں نہیں کی گئی ہے۔ حال کے مقدمہ مین بیبئی ہائیکورٹ کے جلسہ کاملہ نے یہ طے کیا ہے کہ اگر پوتانا کتنا فوت ہووے اور اسکی وارث دادی ہووے۔ تو ایسی صورت مین دادی کو اختیار بتنی لینے کا نہیں ہے اگرچہ ایسی تنیت سے بجز اُس کے ذاتی استحقاق کے دوسروں کے حقوق محصلہ زائل نہیں ہوتے ہیں۔ بیبئی کے اس مقدمہ مین اپیلانٹ

۲۹ بیبئی ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۵ و ۲۳ بیبئی ۲۵۰ - ۱۵ بیبئی ۱۱۰۔

۳۱ بیبئی ۳۷۳ - ۱ مدراس ۶۹ - ۲ انڈین کیئر ۳۸۶۔

۲۶ بیبئی ۵۲۶ (جلسہ کاملہ) - ۳۳ ملکتہ ۱۳۰۶۔

کے کونسل نے یہ بحث کی کہ بیوہ اُس صورت میں بتنی نہیں لے سکتی جب کہ دوسرے وارث کو شوہر کی جائیداد میں حق حاصل ہو گیا ہو۔ اور بیوہ کے بتنی لینے کے اختیار پر صرف یہی ایک شرط لگائی گئی ہے۔ مگر چند واکر صاحب جج نے اس خیال کی تائید نہ کی اور یہ تجویز کی کہ یہ بحث قانون کے منشاء کے متخالف ہے اور اگر یہ جائز رکھا جائے تو مطلب یہ نکلتا ہے کہ بیوہ کو کامل حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ صرف یہ حقوق اُس وقت تک ملتوی رہتے ہیں جب تک کہ دوسرے کسی وارث کو جائیداد میں حق حاصل نہ ہو جائے اور فوراً جب کہ اُس کو خود حق حاصل ہو گیا اُس کے کامل حقوق تازہ ہو جاتے ہیں۔

ناکٹخہ عورت کی جانب سے بتنی لیا جانا۔ عام طور سے ایسی عورت جسکی شادی نہ ہوئی ہو بتنی نہیں لے سکتی چونکہ بتنی لینے سے شوہر کا وجود قیاس کر لیا جاتا ہے کیونکہ بتنی صرف شوہر کا قائم مقام ہوتا ہے۔ بہی ہائیکورٹ نے اس اصول کی بنا پر طے کیا کہ نائیکن جائز طریقہ سے لڑکی بتنی نہیں لے سکتی۔ مگر در اس ہائی کورٹ میں اس اصول کی نتیجہ نہیں کی گئی ہے۔ اور وہاں یہ طے پایا ہے کہ نائیکن کا بتنی لینا جائز ہے۔ بہی ہائی کورٹ نے بعد ازاں یہ طے کیا کہ ایسی مریاں جو دیول سے حیثیت منتظم تعلق رکھتی ہوں لڑکی بتنی لے سکتی ہیں۔ کیونکہ عدالت مجاز نہیں ہے کہ ایسے انسٹیٹیوشن کے متعلقہ اوقات میں دست اندازی کرے۔ پس نظیر ہذا میں

فیصلہ مندرجہ پہلی جلد ۴۴ محولہ بالا منسوخ نہیں ہوتا۔ اور عام قاعدہ یہ مستنبط ہوتا ہے کہ لڑکی کا تہنی لیا جانا اُس صورت میں جائز ہے جبکہ دیول سے متعلق ہو اور رواج قدیم ہو مگر اُس صورت میں جائز نہیں ہے جبکہ نہ کاری اور کسب کی غرض سے ہو۔ بہر صورت وقت تہنیت ایسی نیت کا وجود نہایت ہونا چاہیے۔ یہہہ دیکھنے کے لئے کہ آیا ایسی صورت میں تہنیت جائز ہے یا نہیں معیار یہہہ ہے کہ آیا اُس لڑکی کی مان جس نے اپنی بیٹی کو تہنی دیا ہے سخت دفعہ ۳۷۲ مجموعہ تعزیرات ہند مستوجب سزا ہو سکتی ہے۔ اگر ہو سکتی ہے تہنیت ناجائز ہے۔

طوائف کا تہنی لینا۔ ایک ہندو طوائف اپنے لئے تہنی نہیں لے سکتی۔ اور ایسی تہنیت سے لڑکے کو کوئی حقوق حاصل نہیں ہو سکتے۔ ناپاکی کا اثر۔ ایک ناپاک بیوہ عورت تہنی نہیں لے سکتی اگرچہ اُس کو خاوند کی اجازت بھی ہو۔ اس کی وجہ یہہہ ہے کہ آوارہ زندگی سے ضروری مراسم ادا کرنے کی قابلیت جاتی رہتی ہے۔ لیکن یہہہ نا قابلیت پر اپ (کفارہ) سے دور ہو سکتی ہے۔

نا بالغ بیوہ۔ اگر اُس کو باضابطہ اجازت حاصل ہو چکی ہو تو وہ اپنی خاوند کے لئے تہنی لے سکتی ہے۔ اور نا بالغی کوئی سقم نہیں ہے۔ کیونکہ

۱۲۵۷ مدراس ۲۷۳ بصفہ ۲۷۶۔

۲۳۵ مدراس لاجرٹل ۲۹۳۔

۳۶۵۷ کلکتہ ۸۲۲۔ ۳ انڈین کیسز ۹۶۹۔

۲۶۵۷ بیٹی ۲۹۱۔

۵۵ بنگال لارپورٹ ۱۴۔ ۵ کلکتہ ۷۷۶۔ ۲۲ کلکتہ ۳۴۷۔ مگر ٹریولین صاحب نے اقبال کیا ہے کہ چونکہ تہنیت شوہر کے لئے ہوتی ہے نہ کہ خود بیوی کی ذات کیلئے اسلئے یہ خالی نہ سختی نہیں ہے کہ عورت کے تصور پر شوہر تہنیت سے محروم کیا جائے۔

یہ فعل اُس کے خاوند کا فعل ہے۔ لیکن یہی مین جہلاً (بالغ) ہو نیکی  
قبل متبنی نہیں لے سکتی۔ کیونکہ وہاں یہ اُس کا ذاتی فعل قرار دیا گیا ہے  
جس کے نفاذ کے لئے شوہر کی اجازت لازمی نہیں قرار دی گئی ہے۔  
نابالغ شوہر اپنی نابالغ بیوی کو تثبیت کی اجازت دے سکتا ہے۔

ایسی بیوہ جس نے سر نہ منڈوایا ہو۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ ایسے  
اشخاص جو ناپاکی مین ہوں دو جہمی ذاتوں مین متبنی نہیں لے سکتے۔ اس  
اقول پر اگر ایسی بیوہ متبنی لے جس نے سر کے بال نہ منڈوائے ہوں  
عموماً تثبیت ناجائز ہوگی۔ مگر درحالیہ کہ تثبیت کے دیگر لوازمات تکمیل پا گئے  
ہوں تو یہ سقم رفع ہو جائے گا اور محض اس کی وجہ سے تثبیت ناجائز  
نہ ہو جاوے گی۔

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس سوال کے متعلق پُرآنون کا حوالہ مستند  
نہیں ہے۔ اور کسی تسمرتی مین اس کے متعلق مستند حوالہ نہیں پایا جاتا ہے۔  
اس لئے عدالتوں کو رواج مقامی اور عل فرقہ کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہوگا۔  
متبنی کون دے سکتا ہے۔ دوسرے شاستر کی رو سے دینا صحیح ہونا چاہیے  
اور سچ والدین کے دوسرے اجاز نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر اس صورت مین جبکہ  
یتیم بچہ کو اُس کے بڑے بھائی نے تثبیت مین دیدیا ہو تو تثبیت بہ اطلاق  
مسئلہ امر واقعی جائز قرار پاوے گی۔ باپ کو مرجع حق حاصل ہے کہ وہ اپنے

۱۵۵ بیہی ۵۶۵۔

۱۸ اکلثہ ۶۹

۱۲ بیہی ہائیکورٹ ۳۶۲ بعضہ ۳۷۶۔

۱۱ بیہی ۳۸۱ - ۲۲ بیہی ۵۹۵۔

۷۷ اٹھین کیسٹر ۲۲۷۔

بیٹے کو دیدے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کی یا خود بیٹے کی  
 رضا مندی حاصل کرے۔ اگرچہ بیوی کی رضا مندی عام طور سے حاصل  
 کر لی جاتی ہے۔ مان کو تنہی دینے میں محدود و حتیٰ حاصل ہے۔ یعنی یہ کہ اگر  
 شوہر زندہ ہو تو اُس کی رضا مندی سے یا ایسی صورتوں میں جن میں رضا مندی  
 مستحب ہوتی ہوئے صرف تنہی لینے کی حالت میں بیوی کو شوہر کی اجازت لینا  
 چاہیئے۔ لڑکا تنہیت میں دینے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔  
 اگر شوہر رضا مندی دینے کے قابل نہ ہو یعنی واقعتاً یا قانوناً فوت ہو تو  
 وہ خود بیٹے کو تنہی دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ صراحتاً منع نہ کی گئی ہو۔ میکلیں  
 صاحب جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ اگر حالت ایسی ہو کہ شوہر اجازت دینے  
 کے قابل نہ رہا ہو مثلاً فوت ہو گیا ہو تو شوہر کی صرحی اجازت نہ ہونے کی  
 صورت میں بیوہ اپنا بیٹا تنہیت میں دے سکتی ہے اور اُن کا استدلال  
 شاکر اور متو پر ہے۔ یہہ رضا مندی بیچر والدین کے دوسرا نہیں دیکھتا۔  
 اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ یتیم تنہی نہیں لیا جاسکتا۔ سو تلی مان اپنے سوتیلے  
 بیٹے کو تنہی نہیں دے سکتی۔ اور نہ دادا یا بہائی تنہی دے سکتا ہے۔  
 مگر بنگال میں بیوہ متوفی شوہر کی رضا مندی کے بغیر بھی تنہی دے سکتی ہے۔

۷۵ ۲ بیٹی صفحہ ۳۷۷۔

۷۵ ۱۱ بیٹی ہائیکورٹ ۹۹۔

۷۵ ۱۱ مدراس ۴۳۔ خ ۴۲ بیٹی ۲۴۹۔ ۱۸ مدراس ۵۱۔ ۱۴ الد آباد ۶۷۔

۷۵ ۶ بیٹی ہائیکورٹ ۸۳۔

۷۵ ۴۰ کلکتہ ۹۶۵۔

۷۵ ۱۰ بیٹی ہائیکورٹ ۲۴۱۔ ۲ کلکتہ وکیل نوش ۱۵۴۔

۷۵ ۱۶ مدراس ۳۸۴۔

۷۵ ۲۹ کلکتہ ۹۶۹۔

۷۵ ۱۰ بیٹی ہائیکورٹ ۲۶۶۔

یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ مضمون مذکورہ بالا اجازت قانونی تک محدود ہے اگر اجازت یعنی رضا مندی کسی والدین کی حامل ہو گئی ہو تو عمل لینے کا کوئی دوسرا حصہ وار بھی انجام دے سکتا ہے۔

عمل تنہیت تفویض ہونا۔ اگر اُس بیٹے کی مان جو تنہی لیا گیا ہے تنہیت کے مراسم کی ادائی کے وقت جو اُس کی رضا مندی سے ادا ہو رہی ہو موجود نہ ہو سکے یا کسی وجہ سے دینے کا فعل انجام نہ دے سکتی ہو تو تنہیت اس وجہ سے ناجائز نہو جائے گی کہ دوسرے رشتہ دار نے اُس فعل کی تکمیل کی ہے۔ اسی طرح بڑا بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے عہد کی ایفا میں تنہیت میں دے سکتا ہے۔ یا جب باپ ضابطہ رضا مندی عطا کر چکا ہو مگر وقت تنہیت بوجہ بیماری حاضری نہ ہو سکا ہو تو بھائی کا تنہی دینا جائز ہے۔

مرتد باپ۔ اگرچہ کوئی شخص مذہب اسلام قبول کر لے تاہم وہ اپنے ہندو بیٹے کو تنہیت میں دیتے جانے کی اجازت دے سکتا ہے۔ یہ قانون نافذہ کی رو سے دوسری شادی کرنے پر بیوہ کا اپنے پہلی شادی کے سچون پر حق حضانت ضائع ہو جاتا ہے لیکن باپ کے متعلق ایسا کوئی قانون نہیں ہے۔ مزید برآں ایکٹ ۲۱ بابتہ ۱۸۵۷ء کے نفاذ سے

۱۸۵۷ء بمبئی ہائی کورٹ ۲۲۴ - ۲۲ بمبئی ۵۹۰ - ۷ مدراس ۵۸ - ۲۱ مدراس ۲۹۷ -

۱۸۵۷ء بمبئی ۲۲۵ -

۱۸۵۷ء مدراس ۵۴۸ -

۱۸۵۷ء بمبئی ۵۱ - ۳۰ کلکتہ ۹۹۹ -



مذہب تبدیل کر لینے سے باپ کے حقوق پر اثر نہیں پڑتا مگر یہ شرط ہے کہ ہوگا کہ آیا اس صورت میں جب کہ فریقین دو جہنی ذات کے ہوں اور دت ہو م تنبیت کی جوازی کے لئے لازمی جزو ہو تو باپ جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو تنبی دینے کا مجاز باقی نہ رہے گا۔ اس مسئلہ کے متعلق ٹریوٹلین صاحب کی رائے ہے کہ ایکٹ ۲۱ مذکورہ بالا ایسی صورت سے متعلق نہیں ہو سکتا جہاں حقوق کسی قانون سے زائل نہیں بلکہ خود فریق نے عہد آ بالا راہہ زائل کئے ہوں۔ یعنی ایسے حقوق اختیار کر لئے ہوں جو حقوق سابقہ کے مخالف ہوں فیصلہ محولہ بالا حق حضانت پر مبنی ہے۔ (ملاحظہ ہو ہندو لا مولفہ ٹریوٹلین صفحہ ۱۳۷ اور ۱۳۸)۔

کوڑہی تنبیت میں اپنے بیٹے کو دے سکتا ہے۔ وہ تنبیہ دینے کی اجازت دے سکتا ہے اور دوسرے کو ایسی اجازت دینے کا حق تفویض کر سکتا ہے جو کہ عام اصول دہرم شاستر کے مطابق ہے۔<sup>۱</sup> مان جس نے دوسری شادی کر لی ہو۔ دوسری شادی کر لینے سے خواہ مخواہ عورت کا اپنے شوہر اولیٰ کی اولاد کو تنبیت میں دینے کا حق ضائع نہیں ہو جاتا اور ایکٹ ازدواج مکرر بابتہ ۱۸۵۷ء کا بھی یہ منشا نہیں پایا جاتا۔<sup>۲</sup>

مشروط رضامندی۔ والدین کو اختیار حاصل ہے کہ مشروط رضامندی

۱۔ ویکی رپورٹر ۱۸۶۳ء صفحہ ۱۷۳۔

۲۔ ۱۰۵۷ بی بی ہائی کورٹ ۲۶۸-۲۵ کلکتہ ۶۶۹۔

۳۔ ۳۳ بی بی ۱۰۷ انڈین کیسز ۶۵۹-خ ۲۴ بی بی ۸۹۔

ظاہر کریں۔ یہی صورت میں اگر شرائط کی تکمیل نہ ہو تو تہنیت ناجائز قرار پائیگی۔  
 اجازت گورنمنٹ۔ گورنمنٹ کی اجازت تہنیت کے جواز کے لیے شرط  
 مقدم نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وطن دار یا زمین داروں کو بھی کوئی ایسی اجازت  
 حاصل کرنا لازمی نہیں بلکہ اگر محالک محروسہ نظام حیدر آباد میں ذریعہ گشتی انعام  
 محکمہ صدر الہام مال نشان (۳) بابتہ سلسلہ مرعاش داران کے لیے تہنیت  
 کی منظوری سرکار سے حاصل کرنا لازمی رکھا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے  
 اجرانی معاش سے تعلق ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی سے حقوق سرکاری  
 موثر ہوتے ہیں۔

کون تہنی لینا جاسکتا ہے۔ نارو۔ اولاً سپنڈ کے بیٹے کو لینا چاہیے  
 اور اس کی عدم موجودگی میں ایک ہی گوتر والے کو لینا چاہیے اور اگر  
 بھی سہ دست نہ ہونے کی صورت میں کوئی بھی تہنی لینا جاسکتا ہے۔  
 سلسلہ۔ ایسے دو جسمی شخص کو جس کے اولاد نہ ہو چاہیے کہ وہ  
 کسی ایسے لڑکے کو تہنی لے جو سپنڈ ہو یا اسی گوتر کا ہو۔ ایک ہی گوتر میں  
 لڑکا سہ دست نہ ہونے کی صورت میں اسے دوسرے گوتر سے تہنی لینا  
 چاہیے بجز نواسہ بہانجہ اور خالہ کے بیٹے کے۔

لوازمات۔ (الف) جس لڑکے کو تہنی لینا ہے وہ گیندہ ہی کی ذات  
 کا ہونا چاہیے۔ یہ ضرورت نہیں ہے کہ وہ قریب ترین سپنڈ ہو اس سلسلہ

۱۔ بی بی ۳۷۷۔

۲۔ بی بی ہائی کورٹ ۲۶۔ ۷۔ بی بی ۷۵۰۔ ۳۔ کلکتہ ۵۸۷۔ (ریپروی کونسل) ۲۳۔ بی بی

۲۲۹۔ ۱۴۔ الہ آباد صفحہ ۶۷۔

کے متعلق جو ہدایات دین وہ محض اختیاری ہیں نہ کہ حکمیہ۔ ہر ہونڈ سب کا بیٹا تبئتی لینا جائز ہے۔

(ب) جو متبئی لینے والے کو ہودہ ذکر ہونا چاہیے نہ کہ اناٹ۔ پارسن صاحب جسٹس نے اس مقدمہ میں جب ذیل تحریر کیا ہے ”ہمارے روبرو ایک میاں سناؤ سنکار کو ساتھ ساتھ حوالہ لڑکی کی تبئیت جائز ہونے کے متعلق دیا گیا ہے۔ ان حوالوں سے اس مسئلہ کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ لڑکی کا متبئی لینا تبئیت کے لوازم اور غایت کے تناقص ہے۔ صرف بیٹوں کی اس عرض سے ضرورت ہوتی ہے کہ ذکر اشخاص اس قرضہ سے ادا ہو جائیں جو ان کے بزرگوں کا ان کے اوپر ہے۔ لڑکی کی تبئیت کا سترتی میں ہی کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔ صرف بعض جگہ پرائون میں ایسے واقعات کا ذکر ہے۔ جگنا تہہ کا قول ہے کہ صرف ذکر متبئی لینے جاسکتے ہیں اور عورت متبئی نہیں لی جاسکتی۔ ہماری رائے میں آخر الذکر کتاب مستند ہے اور قابل پابندی ہے۔

(ج) ویتیم نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ذاک طریقہ تبئیت کا اہم جزو یہ ہے والدین بیٹے کو دین اور یتیم کے والدین نہ ہونے کی وجہ سے یہ جزو پورا نہیں ہوتا ہے اور نہ اختیارات و وسروں کو تفویض کرنا قانوناً جائز ہے اور نہ خود بیٹا اپنے کو متبئی دیکتا ہے۔

۱۰۵۴ بی بی ہائیکورٹ ۷۹۹

۱۰۵۵ بی بی ۸-۶ بی بی ہائیکورٹ ۷۹۹

۱۰۵۶ بی بی ہائیکورٹ ۸۳

۱۰۵۷ بی بی ۶۹۰

۱۰۵۸ بی بی ہائیکورٹ ۲۶۸

(د) جسکو مبتنی لینا ہو اُس کے اور مبتنی گیر زندہ کے مابین ایسا رشتہ ہونا چاہیے کہ اگر اُس کی ماں کی شادی نہ ہوئی ہوتی تو مبتنی گیر زندہ اُس کے ساتھ قانوناً جائز شادی کر سکتا۔ اس قاعدہ کا اطلاق اول تین دو جنہی و اتون پر ہو رہا ہے۔  
 سے متعلق نہیں ہے۔ الہ آباد کی باگل قوم پر اس کا اطلاق نہیں ہے لیکن اس قاعدہ کا برعکس صحیح نہیں ہے یعنی اُس صورت میں قاعدہ ہذا کا اطلاق نہیں ہو سکتا جب کہ بیوہ جو مبتنی لے رہی ہے اُس کے اور لڑکے کے اصلی باپ کے مابین ایسا رشتہ ہو کہ شادی نہ ہو سکے تھے شادی جائز ہونے سے مراد یہ ہے کہ قبل شادی ہونے کے ایسا رشتہ قائم ہو سکتا ہو۔ مگر یہ قاعدہ امتناعی صرف نواسہ اور بہانجہ اور خالہ کے بیٹے پر محدود ہے۔ اس امر سے کہ دینے اور لینے والے کے تین شاخون کے منجملہ دو شاخین ایک ہی میں تبینیت ناجائز نہیں ہو سکتی۔ مگر بہنا چاری صاحب کی رائے ہو کہ تبینیت کے انتخاب کے لئے یہ معیار صحیح نہیں ہے کہ بتنی گیر غرضہ اور وہندہ کے مابین شادی شاستر آجائز ہو بلکہ یہ ہے کہ اُس کے مابین نیوگ جائز ہو۔ ملاحظہ ہو ہندو لا مولفہ بہنا چاری صاحب طبع سوئم صفحہ ۴۴۱۔  
 نواسہ اس لئے مبتنی نہیں لیا جاسکتا کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔ ایسی تبینیت حرام و ناجائز ہوگی اور مسئلہ امر واقعی سے

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷ - ۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷ - ۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷ - ۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷ - ۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷ - ۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

۱۵۱۵ الہ آباد ۱۷

اُس کی تائید نہیں ہو سکتی مگر رواج ثابت ہونے کی صورت میں جائز ہے۔  
 مولف کی رائے میں ہنوز یہ مسئلہ محض طلب ہے۔ اس لیے کہ بمقدور ہوگا  
 مندرجہ ۲۱ الہ آباد ۴۱۲ پر یوی کونسل نے حقیقتاً جلسہ کا مکہ الہ آباد ہائیکورٹ  
 کے فیصلہ کو محض اس بنا پر منسوخ کیا ہے کہ ایک سلسلہ نظائر کا ایسی تہنیت  
 کے خلاف ہے اور عدالتہائے ہند ایسے سلسلے نظائر سے طے شدہ  
 امر میں رد و بدل نہیں کر سکتیں اس سے واضح ہے کہ جلسہ کاملہ کی رائے  
 متعلق اصول مسئلہ ایک حد تک صحیح اور قابل تسلیم ہے۔ تاکثر کی رو سے  
 ایسی تہنیت جائز ہے پس اُن ممالک میں جہاں تاکثر اتہا مروج ہو اور  
 تہنیت کے متعلق اسی پر عمل ہو مثلاً حصہ بنارس وہاں ایسی تہنیت جائز  
 ہوگی۔ دکن میں چونکہ تہنیت کے متعلق دتک میمانساؤ دتک چندر کا تسلیم  
 کی جاتی ہیں اس لیے ان مقامات میں ایسی تہنیت ناجائز ہوگی۔ ملاحظہ  
 ہو گلوزر لکچرز بہ مسئلہ تہنیت مرتبہ ڈاکٹر جالی صاحب صفحہ ۱۶۳ و ۱۶۴۔ کتاب  
 سرکار صفحہ ۳۱۳۔ ہندو لا مولفہ گہوش صاحب صفحہ ۵۳۲۔  
 مستثنیٰ اے شودر۔ کنارہ کے ہنسریک برہمن زمین اور لنگاریت مستثنیٰ میں۔  
 بہا سجا۔ ان ہی وجوہات پر بہا سجا تہنیت نہیں لیا جاسکتا۔

۱۷۲ بی بی ۲۹۸۔ ۲۱ الہ آباد ۴۱۲ (پر یوی کونسل)۔ ۷۶ گلکٹ ۷۸۰۔

۱۷۸ الہ آباد ۳۱۹۔ ۷۶ گلکٹ ۳۷۹۔ ۳۱۹۔ ۹ و ۱۲ اس ۴۴۔ ۱۲ الہ آباد ۵۳۰۔

۱۷۳ بی بی ۲۷۳۔

۱۷۵ الہ آباد ۵ (پر یوی کونسل)۔ خ ۱۶ اڈین اپریل ۱۱۶۔ ۲۹ الہ آباد ۵۲۰۔ ۳۱ گلکٹ ۷۹

۳۳ گلکٹ ۱۰۷۹۔

مستثنیٰ۔ شودر۔ یعنی کے کاڑواڑ کے برہمن ملے ممالک متحدہ اگر وہ داودہ کے  
بورے برہمن اور کالستہ مستثنیٰ نہیں۔

خالہ کا بیٹا متبنی نہیں لیا جاسکتا۔ قدیم کتب میں ایسی تنبیت قانوناً ماضوی  
طور سے ممنوع قرار دی گئی ہیں اور نظائر عدالتی اس مسئلہ کے متعلق اس قدر  
طے ہو گئے ہیں کہ اب عدالت کو دست اندازی کرنا جائز نہیں ہے۔ مدراس  
کے شودرون میں جائز رکھا گیا ہے۔

بہائی متبنی نہیں لیا جاسکتا۔ سوتیلا بہائی غالباً لیا جاسکتا ہے لیکن مدراس  
بہائی کورٹ نے اس کے خلاف طے کیا ہے۔  
بہتیجا متبنی لیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سے چچا کا بیٹا چچا کا پوتا اور امونڈ  
بہائی متبنی لیا جاسکتا ہے۔

شاکشرا کی رُو سے بھی مومانی یا خالہ کی بیٹی کا بیٹا متبنی لیا جاسکتا ہے۔ سالی کا  
بیٹا متبنی لیا جاسکتا ہے۔ سالے کا پوتا اور سالی کا لڑکا بھی متبنی لیا جاسکتا ہے۔  
یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ان سب میں اس اصول کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر  
متبنی لینے والے مرد اور متبنی کی مان کے مابین کوئی ایسا رشتہ نہ ہو کہ اگر لڑکا

۱۵۴۱ الہ آباد ۵۳۔

۱۵۴۲ بیٹی لارپور ۱۴۔

۱۵۴۳ کلکتہ ۶۸۸۔ ح ۱۱۲ الہ آباد ۳۳۸۔

۱۵۴۴ الہ آباد ۴۱۲ (پریوی کونسل)۔ ۳۴ بیٹی ۴۹۱ بعضی ۴۹۵۔

۱۵۴۵ مدراس ۱۵۔

۱۵۴۶ مدراس ۶۴۔

۱۵۴۷ مدراس ۴۸۵۔

۱۵۴۸ مدراس ۳۴۹۔ ۶ کلکتہ ۴۴۔

۱۵۴۹ الہ آباد ۴۱۴۔

۱۵۵۰ بیٹی ۹۴۲۔ ۲۴ الہ آباد ۴۱۴۔

ازدواج باہمی ہوتا تو حرام ہوتا مگر اس کو برعکس صحیح نہیں ہوسا طح ساتہنی لیا جاسکتا ہے  
مگر ہٹنا چاری صاحب اس کے خلاف میں کیونکہ داماد اور ساس میں نیوگ تعلق  
نہیں ہو سکتا یعنی یہ نہیں دیکھا جاتا کہ متہنی لینے والی عورت اور متہنی کے  
اصلی باپ میں کوئی ایسا تعلق تو نہیں ہے کہ ان کا ازدواج باہمی شاستر  
حرام ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ بتیت خاوند کے لئے ہوتی ہے نہ کہ متہنی لینے والی  
بیوہ کے لئے۔ علاوہ برین اس آخری اصول کا ذکر صرف دیکھت میماند میں  
آیا ہے اور وہ ان ہی اس کی پابندی اختیار کی رکھی گئی ہے۔ اور  
متاکشرا اور میوگھا کی اصلی کتابوں کی شرحوں میں اور نیز عمرتیدن میں  
ایسی مخالفت کا کہیں ذکر نہیں ہے

(۵) وہ اس قابل ہونا چاہیے کہ مذہبی مراسم کر یا کر مدامد کر سکے کیونکہ  
بتیت کا منشا یہی ہے۔

(۶) شادی شدہ لڑکے کو متہنی لینا اور عمر کی قید دہرم شاستر میں  
متہنی لینے جانے کے لئے کوئی عمر کی قید مقرر نہیں ہے۔ لیکن شارچرین نے  
یہ قرار دیا ہے کہ بعض مراسم متہنی گیرندہ کے خاندان میں انجام پانا چاہیے  
دوجہنی ذاتوں میں لڑکا ایسا ہونا چاہیے جس کے اصلی خاندان میں رسم  
زنا ربندی لڑکین منسکار نہ ہوا ہو۔ شودرون میں اتنا ہی کافی ہے کہ لڑکے  
کی شادی اصلی خاندان میں رہتے ہوئے نہ ہوئی ہو مگر یہ نقص امدوئی  
سے رفع ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ متہنی لڑکا متہنی گیرندہ سے عمر میں کم

ان قیود کے متعلق حسب ذیل دو محتمل رائے ہیں۔

(۱) مدراس - بنگال و بنارس - ان ممالک میں رسم زنا پر بندی (پہن) نہ ہونے کی قید قائم رکھی گئی ہے۔ صرف استثناءً ان صورتوں کے لئے ہیں جبکہ لڑکا متبنی گیر نہ ہو۔ اگر لڑکے کی شادی ہو گئی ہو تو تعینیت ہر صورت میں ناجائز ہے۔ مگر جبکہ شادی ہوئی ہو تو گو عمر چالیس سال کی کیوں نہ ہو متبنی لیا جاسکتا ہے۔

(۲) یہی و پنجاب۔ ان ممالک میں عمر اور زنا ربندی کی قید کے متعلق احکام پر اپنی قرار دیئے گئے ہیں نہ کہ ٹھکیہ۔ اور امر واقعی سے ایسے نقائص رفع ہو سکتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ تنہا کے وقت لڑکے کی شادی ہو چکی تھی۔ یا لڑکا متبنی گیر نہ بیوہ سے عمر میں کم نہ تھا تنہا نہ جانا نہیں ہو جاتی۔ ایسا شخص بھی تہنی لیا جاسکتا ہے جسکی شادی ہو گئی ہو اور اس کے اولاد بھی موجود ہو۔ ریڈ کے صاحب جج کی بھی یہی رائے ہے جو جینی ہی اسی قاعدہ متاکثر کے پابند ہیں جب رواج خلاف میں

قومی شہادت سے ثابت نہ ہو۔ اس کے قبل یہہ طے ہوا ہے کہ جینوں میں تثنیت محض دنیوی اغراض کے لیے ہوتی ہے اس لیے اُن کے یہاں شادی شدہ مرد متبنی کیا جاسکتا ہے۔ یہہ قاعدہ کہ متبنی لینے والا لڑکھو

۱۳۸-۱۳۹ مدراس ۱۲۸-۱۲۹ آباو ۲۵۳-۲۵۴ ۱۲۶ لغاتہ ۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵

۳۵۳۱ مایر اس ۱۲۸-۶ مدراس ۴۳- ۳۵۳۲ مدراس ۳۸۴-

۳۵ مدراس ۱۶۸-۹ مدراس ۴۳- ۳۸ مدراس ۳۸-  
 ۲۵ سبئی ۲۵۱-خ ۲۹ بکشی ۴۱۰-۱۰ بکشی ۸۰- ۳۲۵ آباد ۲۴۴=۳ اکلاته و کبی نوش قلمه  
 (بر روی کونش)

۲۹۵۵-۱۹۶۴-۲۹۵۵



عمر میں بڑا ہونا چاہیے وگرنہ تک محدود ہے اور اثاثہ پر حاوی نہیں ہے۔  
 وراثت چند ریکامین و مباحث کے ساتھ لکھا ہے کہ دو جینی ذائقہ  
 میں تنیت زنا ربندی کے رسم سے قبل ہونی چاہیے اور شور و رون میں  
 شادی کے قبل۔ مدراس ہائیکورٹ نے اس اصول کو صحیح قرار دیا تھا  
 وہ تجویز بعد از ان دو سرے فیصلہ سے منسوخ کی گئی۔ جب ایک بار  
 تنیت ہو جائے تو وہ منسوخ نہیں کیجا سکتی جیسا کہ صاحب جج نے  
 تحریر کیا ہے کہ اگر متبنی صحیح شخص نہیں ہے تو اس کا گناہ دینے اور لینے  
 کے سر پر آئے گا مگر تنیت قائم رہے گی۔

(ز) تنیت اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتی ہے کہ متبنی اپنے  
 اصلی خاندان میں اولاد اکبر تہایا اکلوٹا بیٹا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں  
 ہے کہ کتب میں اولاد اکبر کو متبنی دینا ممنوع تحریر ہے مگر یہ احکام نص  
 ہدایتی میں نہ کہ محکمہ اور اس لیے اگر تنیت وقوع میں آجائے تو امر واقعی  
 کے مسئلہ کی بنا پر تنیت جائز رہے گی۔

اکلوٹے بیٹے کی تنیت۔ اس کے متعلق بہت کچھ اختلاف آرا  
 ہے مگر یہ اختلاف حال کے پریمی کونسل کی دو تجاویز سے ایک گونہ  
 رفع ہو گیا ہے۔ ذیل میں ہم اس مسئلہ کی تواریخ درج کرتے ہیں۔  
 بنگال۔ یہاں صرف دو نظائر اس مسئلہ کے متعلق ملے پائی ہیں اور ان

۱۵۳ مدراس ہائیکورٹ ۲۸ منسوخ بدیعہ ۹ مدراس ۱۴۸۔ ۱۵۴ بھئی ہائی کورٹ ۱۹۱۔

۱۵۵ بھئی ۲۲۵۔ ۱۵۶ بھئی ۲۲۱۔ ۱۵۷ لارڈ پورٹر ۱۰۴۔ ۱۵۸ کلکتہ ۳۶۵۔

۱۵۹ مدراس ۳۹۶۔ ۱۶۰ الہ آباد ۶۱۳۔

دونوں مین اکھوتے بیٹے کی تنبیت شودر قوم مین بھی ناجائز قرار دی گئی ہو۔  
یہ امر مشتبہ ہے کہ پریوی کونسل کا حال کا فیصلہ بوجہ اس کے کہ وہ متاثر  
پر مبنی ہے اس ملک پر کہاں تک حاوی ہوگا کیونکہ یہاں دایا بہاگ  
مروج ہے۔

مدراس۔ امر واقعی کے اصول کی بنا پر ایسی تنبیت ہمیشہ کے لئے جائز  
رکھی گئی ہے جبکہ شوہر نے کوئی صریحی مخالفت نہ کی ہو۔

الہ آباد۔ اوائل مین ایک مقدمہ مین جلسہ کاملہ سے یہ طے ہوا کہ ایسی  
تنبیت عمل مین آجانے کے بعد ناجائز نہیں ہو سکتی اور یہی رائے بقدر  
مندرجہ الہ آباد ۱۴ صفحہ ۷۷ قائم رکھی گئی ہے اور پریوی کونسل سے بھی  
ہائی کورٹ کی رائے بحال رہی۔

بمبئی۔ اولاً بمبئی ہائی کورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۶ مین یہ طے ہوا تھا کہ بیوہ  
بلا اجازت اپنے خاوند کے اکھوتے بیٹے کو متبئی دے سکتی ہے۔ مگر  
بمقدمہ مندرجہ بمبئی ہائی کورٹ صفحہ ۳۶۴ اس رائے سے اختلاف کیا  
گیا ہے اور یہ بھی طے پایا ہے کہ بیوہ کو ایسا اختیار حاصل نہ تھا۔ مگر اس  
امر کا تصفیہ نہ ہوا کہ آیا خود باپ اپنے اکھوتے بیٹے کو متبئی دے سکتا ہے  
بمقدمہ وامن بنام کرشنا جی مندرجہ ۴۴ بمبئی ۲۴۹ یہ مسئلہ طے کیا گیا اور  
ایسی تنبیت ناجائز قرار دی گئی۔ چونکہ اکھوتے بیٹے کی تنبیت ناجائز ہے

۱۵ بمبئی لارپورٹر ۲۲۱-۳ کلکتہ ۴۳-۴۴

۱۶ اندراس ہائی کورٹ ۴۵-۱۱ اندراس ۴۳-۱۸ مدراس ۵۳-۲۲ مدراس ۳۹-۳۹

۱۷ الہ آباد ۱۶۴ (جلسہ کاملہ) ۱۸ الہ آباد ۶۷

اس لیے اس امر سے کہ دوسری اولاد اصلی باپ کے بعد از ان پیدا ہوئی تنہیت جائز نہیں ہو جاتی۔ مگر یہ صرف دو جنبی ذاتوں کے لیے ہے۔ دکن کے اضلاع میں لنگائیوں میں یہی اکلوتے بیٹے کی تنہیت جائز قرار پائی ہے۔ بمقدمہ جن لال بنام رام جینار مندرجہ ۲۴ بمبئی ۳۶ بتنا بعت فیصلہ پر دی گئی کو نسل بمقدمہ گر لنگ سامی یہ تھیفہ ہوا کہ میو کہا کی رو سے اکلوتے بیٹے کی تنہیت ناجائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح بمقدمہ مندرجہ ۲۵ بمبئی ۵۳ جس میں فریقین شورو تھے یہ طے کیا گیا کہ گر لنگ سامی کے مقدمہ سے اب جواز تنہیت اکلوتے بیٹے کی تسلیم کی گئی ہے اور بیوہ کو اختیارات ضمنی اس طرح مبتنی دینے کے حال میں جب تک صریحی مانعت شوہری ثابت نہ کی جاوے، اگر صریحی مانعت شوہر ثابت نہ کی جاوے تو ضمنی اختیار بیوہ تسلیم کیا جاوے گا۔

ضروری مراسم۔ (الف) فی الواقعہ لڑکے کو دینا اور لینا لازمی جزو ہے۔ محض ظاہری لینا و دینا بذریعہ دستاویزات کافی نہیں ہے اگر جائز طریقہ سے دینا اور لینا وقوع میں آجائے تو نہ واقعہ تنہیت کی ضرورت ہونے کی ضرورت ہے اور نہ کسی دوسری قسم کی تحریری شہادت کی ضرورت ہے۔

(ب) دت مہوم کرنا۔ دینے اور لینے کی رسم کے بعد دت مہوم کی رسم ہو

۱۹۵۲ بمبئی ۲۲۸

۱۹۵۸ بمبئی ۶۵۸

۲۳۵۴ بمبئی ۶۸۹

۲۵۵۴ بمبئی ۵۳۷

۱۵۵۴ بمبئی لاہور پورٹ ۸۲۲-۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۲۳۵-۶ کلکتہ ۳۸۱

مگر اس رسم کے ادا نہ ہونے سے خواہ مخواہ تثنیت ناجائز نہیں ہو جاتی۔  
دو جنمی ذاتوں میں یہ ایک ضروری رسم قرار دی گئی ہے مگر شعور و نمین  
ایسا نہیں ہے۔

ولیمسٹ۔ وہ جسکی خواہش متبئی لینے کی ہو اس کا فرض ہے کہ اپنے  
غریبوں کو جمع کرے۔ بادشاہ وقت کو اپنے ارادہ کی اطلاع دی۔ وسط  
مکان میں ہون کرے اور بطور بیٹے کے دور کا نہیں بلکہ نزدیک سے  
نزدیک رشتہ دار متبئی لے۔

مدرس اس پنجاب۔ یہاں برہمنوں کے لیے بھی اس کی ضرورت نہیں قرار  
دی گئی ہے یہ سمجھنا ہوتی ہے کہ اس کی ضرورت اس حالت میں نہیں  
ہے جب کہ متبئی لینے والا باپ اور متبئی بیٹا ایک ہی گوتہ کے ہوں شعور و  
نمین یہ طے پایا ہے کہ دت ہوم ایسا جزو نہیں ہے جسکے بغیر کام نہ چل سکے  
مگر مدرس میں ابھی یہ مسئلہ مشتبہ ہے۔

الہ آباد۔ بمقدمہ آتمارام بنام مادہ ۱۶۹ الہ آباد ۲۷۹ جو کہ ۲۴ مئی ۱۸۸۱  
میں تسلیم کیا گیا ہے یہ طے پایا کہ دت ہوم یا کوئی دوسری مذہبی رسم  
ایسی ضروری نہیں ہے کہ بغیر اس کی ادائی کے ہتھیے کی تثنیت کی  
جواز میں خلل واقع ہو جائے۔

بمبئی۔ یہاں دت ہوم ضروری رسم ہے۔ بمقدمہ راؤ جی بنام لکشمی بانی

۱۷۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔

۱۷۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔

۱۷۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔ ۱۶۵۔

۱۱ مئی ۳۸ فارن صاحب جج نے شبہہ ظاہر کیا کہ آیا اس رسم کی ادائی کے بغیر برہمنوں میں تنبیت جائز ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہینتیا متنی لیا جاوے یہہ رسم لازمی نہیں ہے بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ دینے اور قبول کرنے کی شہادت قابل اطمینان موجود ہو اور اگر دیگر واقعات سے مثلاً قابض جائداد ہونے سے تاخیر ہوتی ہو تو اس رسم کی ادائی کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

بنگال - ایک پیرانے مقدمہ میں یہہ تجویز ہوئی تھی کہ "پتسٹ جگ" دو جنمی ذاتوں میں دہاک طریقہ تنبیت کے لئے لازمی جزو ہے۔ خود دونوں میں اس رسم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس صورت میں تنبیت مکمل نہ خیال کیجاوے گی جبکہ مراسم کی ادائی عمدہ چوڑی گئی ہو کیونکہ اسی صورت میں یہہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ فی الواقع رضامندی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

پنجاب - پنجاب میں اور جین مذہب میں کسی رسم کی ادائی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ معاملہ محض اغراض دنیوی کے لئے ہوتا ہے۔ تنبیت ناجائز کرنے والے واقعات۔ جبکہ لوازمات متذکرہ بالا کی تکمیل ہو جائے لڑکے کو متنبی ہونے کی شان حاصل ہو جاتی ہے یہہ امر کہ

۱۵ مئی ۲۱۸ -

۱۱ بنگال لارپورٹر ۱۷۲ - ۱۶ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۱۷۹ -

۲۱ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۲۸۵ - ۱۵ اگلست ۲۵۲ -

۸۵ الہ آباد ۳۱۹ -

اصلی باپ نے اپنا لڑکا متبنی دینے کے عوض کچھ رقم متبنی گیرندہ سے حاصل کی تثبیت کو ناجائز نہیں کر دیتا۔ اگرچہ ایسے بدل کا لینا خلاف قانون اور مصلحت عامہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لڑکے کا دینا اور لینا ایک شے ہے دیگر ہے جسکو ناجائز اقرار اور ادائی بدل ناجائز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ثبوت تثبیت۔ تثبیت کے وقوع کا مسئلہ ایک امر واقعہ ہے جس کی صحت ہر موقع کے حالات پر منحصر ہے۔ ایک مقدمہ میں برپوی کونسل سے تثبیت اس بنا پر غیر مشتبہ قرار دی گئی کہ لڑکا تثبیت کے متعلق اغراض کا حساب نہ پیش کر سکا اور نہ طرز عمل وقوع تثبیت کی تائید میں تھا۔ جبکہ شہادت میں اختلاف ہو تو اس بات پر لحاظ کیا جاتا ہے کہ تثبیت منسوب اور متبنی گیرندہ کی وفات کے درمیان فریقین کا طرز عمل کیا رہا۔ یہ امر کہ اصلی خاندان میں بوقت تقسیم لڑکے کے حقوق فرو گذاشت کئے گئے اور متبنی باپ کا نام اسکول رجسٹر میں بطور ولی و پدر متبنی درج رہا تو تثبیت کے اثبات کی قوی شہادت ہے۔

مسئلہ امرواقعی۔ قدیم کتب میں تثبیت کی جوازی پر بہت سے قیود عائد کئے گئے ہیں مگر حال کے فیصلہ جات میں ان قیود بے ضابطہ کو دور کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اگر حسب ذیل لوازمات کا وجود ثابت ہو جائے تو تثبیت جائز ہے۔ (۱) دینے کی قابلیت۔ (۲) لینے کی قابلیت۔ (۳) لڑکا جس کی قابلیت۔ دیگر لوازمات کے متعلق یہ طے پایا ہے کہ ہدایات مندرجہ تحت

محض ہدایتی ہیں نہ کہ حکمیہ اس لیے اُن پر مسئلہ امرواحی کا اطلاق ہوتا ہے۔  
اس مسئلہ کا اطلاق اُن لوازمات تک محدود ہے جو طریقہ کار ردائی پر  
ولایت کرتے ہیں اور جن سے نفس واقعہ پر اثر نہیں پڑتا۔ دوسرے  
الفاظ میں لوازمات متعلقہ تنہیت کی دو تقسیم ہو سکتی ہیں۔

اول جو محض طریقہ عمل سے متعلق ہیں۔ دوم جو نفس واقعہ تنہیت سے  
تعلق رکھتے ہیں اور مسئلہ ہذا کا اطلاق صورت اول پر محدود ہے۔ ذیل میں  
مختلف واقعات جن میں اُس کا اطلاق ہونا چاہیے یا نہ ہونا چاہیے درج ہیں  
ذیل کی صورتوں میں مسئلہ ہذا کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) اکلوتے بیٹے کا متبنی لینا۔ (۲) اولاد اکبر کا متبنی لینا۔ (۳) خاندان میں  
قابل لڑکا ہوتے ہوئے ایک شخص اجنب کو متبنی لینا۔ (۴) بغیر مال موٹا  
ہوئی بیوہ کا متبنی لینا۔ (۵) بیوہ کا ایسے لڑکے کو متبنی لینا جو اُس سے عمر میں  
کم نہ ہو۔ (۶) دت ہو م کی رسم ادا کئے بغیر متبنی لینا۔

حسب ذیل صورتوں پر مسئلہ ہذا کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

(۱) زوجہ ذاتون مین نوآسہ یا بہانجہ کو متبنی لینا (ملاحظہ ہو اصل مضمون متذکرہ  
مابقی) (۲) بیوہ اولیٰ کی اجازت کے بغیر بیوہ ثانی کا متبنی لینا۔ بلا اجازت ضروری  
کے متبنی لینا۔

یہ مسئلہ صرف بنگال ہی میں رائج نہیں ہے بلکہ تمام ممالک میں تسلیم کیا جاتا  
ہے۔ یہ مسئلہ دہرم شناستر کے کسی قاعدہ پر مبنی نہیں بلکہ اصولِ مہدلت اور

الصفات سے انڈیکیا گیا ہے۔

دوئم اوشیانہ نا بیٹا۔ یہ اُس فرزند کو کہتے ہیں کہ جس کا تعلق دو باپ سے ہو۔ اس طرح سے کہ متبنی لیتے وقت یہ شرط صریح کر لی جاتی ہے کہ اصلی خاندان کا رشتہ قائم رہے گا۔ اس کے دو اقسام ہیں۔ تبتہ دوئم اوشیانہ اور انتہہ دوئم اوشیانہ فرزند یہ صورت اُس وقت واقع ہوتی ہے جبکہ ایک بہائی کے اکلوتے بیٹے کو دوسرا اولاد بہائی گو دے۔ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر کسی شخص اجنب کے بیٹے کو دو بہائی بالاشتراك متبنی الین تو وہ حالت دوئم اوشیانہ کی نہیں ہوتی۔ مگر کتاب چندرکامین اس کے خلاف تحریر ہے ملاحظہ ہو باب (۲) صفحہ ۲۸۔ یہ طریقہ دہاردار کے لٹکایت خواہ بہائی مشترکہ ہوں یا نہ ہوں اور ساحل ملیبار کے مجبوری برہمنوں میں پایا جاتا ہے۔ اور الہ آباد اور بنگالہ میں مروج ہے۔ دہرم شاستر میں اس طریقہ تنبیت کی اجازت درج ہے مگر اس پر عمل عموماً اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ دتک طریقہ تنبیت کے مانند نہ ہی وقت نہیں رکھتے صرف بہائی بلکہ اُن کی بیوگان بھی ایسا متبنی لے سکتی ہیں۔ شرائط اور شکل اس طریقہ تنبیت کی دتک طریقہ تنبیت کی ایسی ہیں۔ یہ طریقہ تنبیت منقسمہ وغیر منقسمہ بہائیوں میں یکساں طریقہ سے رائج ہے اور اس کی تمیز کسی رسم کے ادا ہونے پر نہیں ہے بلکہ اُس کا دار و مدار ایسے معاہدہ کے اوپر ہوتا ہے جو بوقت

۱۱ اور اس ۱۵۔ ۲۱ مئی ۱۰۵۔ ۱۹ مئی ۱۹۵۵۔ ۱۲ دیکل رپورٹ ۲۹۔ ۳ کلکتہ ۵۸۷۔

۲۵ مئی ۱۹۵۵۔

۲۵ مئی ۱۹۵۵۔

۲۱ مئی ۱۰۵۔ ۱۹ مئی ۱۹۵۵۔



وقوع تنہیت اصل اور متبئی باپ کے درمیان منعقد ہو۔ اصلی مان کا حق وراثت محض اس تنہیت کی وجہ سے ذائل نہیں ہو جاتا۔ دوئم ادوشیانما بیٹا ہر دو باپ کی جائیداد سے ترکہ پاتا ہے۔ لیکن اُس صورت میں جب اصلی متبئی باپ کے من بعد اولاد پیدا ہو اُس کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اصلی باپ کی جائیداد میں اُسے حصہ اور دوسری بیٹی کے حصہ ملتا ہے اور متبئی باپ کی جائیداد میں اُس کو حصہ اور دوسرے کو حصہ ملتا ہے یعنی عام طور سے ایسی صورت میں جس قدر حصہ متبئی باپ کی جائیداد میں متبئی کے لئے مقرر ہے اُس کا نصف اُسے ملتا ہے۔ لیکن اگر دونوں باپ کے صلیبی اولاد پیدا ہو جائے تو دوئم ادوشیانما کسی باپ کو پنڈ نہیں دیتا ہے بلکہ اپنے متبئی گیرندہ باپ کے صحیح النسب اولاد کے حصہ کا ایک راج پاتا ہے۔

میو کھا کی رو سے اگر کسی باپ کے بھی کوئی اور اولاد پیدا ہو جائے تو دوئم ادوشیانما بیٹے کے حقوق اصلی خاندان میں ذائل ہو جاتے ہیں۔ تنہیت مشروط ایسی اقرار کا جواز جو تنہیت کے قبل کیا جائے۔ اب ہم ایسے معاہدات کے جواز پر بحث کرتے ہیں جو متبئی گیرندہ اور متبئی کے ولی کے مابین قرار پائیں۔ اصول یہ ہے کہ جب باو ادائی مراسم و تکمیل لوازمات تنہیت وقوع میں آجاتی ہے تب وہ قانوناً قابل اجرائی اور قطعی ہو جاتی ہے۔ شرط ماضی یا مابعد پر اُس کا نفاذ منحصر نہیں کیا جاسکتا۔

وجہ یہ ہے کہ تنبیت مذہبی اصول پر مبنی ہے اور ایسے شرائط جائز رکھنے سے کسی صورت میں اس کا تیقن نہیں ہو سکتا اور فریقین کا منشا مفسود ہو جاتا ہے۔ ایسا معاہدہ جائز ہو سکتا ہے جس کا اثر استفادہ جائد اور پر محدود ہو اور اُس سے روحانی فوائد پر کوئی مضرت نہ پڑے۔ مثلاً ایسا اقرار اگرچہ وہ خود متنبی اور متنبی گیر نہ کے درمیان قرار پایا ہو قابل نفاذ نہیں ہے جس میں بیٹے نے یہ اقرار کیا ہو کہ وہ اپنے حق وراثت سے دست بردار ہوتا ہے۔ تنبیت اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتی کہ اصلی باپ نے متنبی اور دیگر کے عوض میں کچھ رقم حاصل کر لی ہو کہ ایسا عمل مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تنبیت میں لینا اور دینا اس ناجائز اقرار سے ایک شے علیحدہ ہے اور ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا اقرار بیٹے کو کس حد تک پابند کرے گا۔

مقدمات بمبئی۔ ایک مقدمہ میں ایک ہندو بیوہ نے جنے اپنے خاوند کی جائداد ترکہ میں پائی تھی اس شرط پر متنبی لینے کا وعدہ کیا کہ اپنے حین حیات وہ جائداد کی مالک رہے گی۔ صرف لڑکے کی تعلیم اور پرورش اُس کے ذمہ رہے گی اور اس اقرار کے اعتماد پر اُس نے لڑکا متنبی لیا۔ یہ تجویز ہوئی کہ ایسا اقرار بیٹے پر واجب التعمیل ہے اور اُس کے حق ملکیت پر متنبی مان کے حقوق کا بار ہے گا۔ اس میں یہ بھی طے پایا تھا کہ متنبی دینے کے متعلق باپ کا اختیار محض ایک ولی کے اختیار کے مساوی نہیں ہے بلکہ ایک

مالک مطلق کے اقتدار کے برابر ہے۔ حال کے ایک مقدمہ میں جس میں فریقین لنگایت قوم کے تھے متبئی باپ نے تبینیت کے وقت اپنی جائداد کا ایک جزو اپنے بیٹوں کو ہبہ کر دیا اور تبینیت نامہ اور ہبہ نامہ اُسی روز تکمیل پایا اور ہر ایک میں دوسرے کا حوالہ تھا۔ یہ طے پایا کہ ایسا ہبہ متبئی بیٹے پر واجب التعمیل ہے۔ اس وجہ سے کہ اُس کا قدرتی باپ فریق کارروا تھا۔ حال کے ایک مقدمہ میں جنکسن صاحب چیف جسٹس نے یہ تجویز کی کہ متبئی بیٹا اُس اقرار کا پابند نہیں ہو سکتا۔ جو کہ اُس کی متبئی مان اور اصلی والدین کے مابین وقت تبینیت ہوا ہوا اور جس کی رُو سے اصلی والدین کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اُس جائداد غیر منقولہ میں جو کہ اُس کو جراثیت متبئی ایٹا ملنی چاہیے تھی تصورات کر سکیں۔

الہ آباد۔ ایک مقدمہ میں دستاویز تبینیت میں یہ شرط تحریر تھی کہ متبئی مان اپنی زندگی بہر جائداد کی مالک رہے گی اور بعد وفات متبئی بیٹے کو کامل حقوق حاصل ہوں گے۔ یہ تجویز ہوئی کہ متبئی اقرار انڈا کا پابند ہے اور شرط مندرجہ سے بیوہ کو عام منتظم کا اختیار حاصل ہے۔

مدرس۔ یہاں عام طور سے اگر متبئی نابالغ ہو تو وہ اُن شرائط کا جو وقت تبینیت بیوہ متبئی گیرندہ نے عائد کئے ہوں اور جو اُس کے اصلی باپ نے منظور کیا ہو پابند نہیں کیا جاسکتا۔ مگر متبئی باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وقت تبینیت

حلہ ۱۹ بمبئی ۲۲۸-۲۲ بمبئی ۲۰۵-۱۵ بمبئی لارپورٹر ۳۲۶-۳

حلہ ۱۱۳ الہ آباد ۳۹۱-۱۶ مدرس ۴۰۰-جو تجویز مقدمہ ۱۶ اکلمتہ

۵۵۶ پرووی کوئل کی ضمنی عبارت پر مبنی تھی۔

شرائط عائد کرے۔ اور اگر نابالغ متبنی کے اصلی والدین اپنی رضا مندی ظاہر کر دیں تو شرائط موعودہ کی پابندی اُس پر لازم ہوگی۔  
 کلمتہ۔ اگر لڑکے کے والدین وقت تنہیت بیوہ سے یہہ اقرار کر لیں کہ وہ حین حیات قابض جائیداد رہے گی اور ان ہی شرائط کے ساتھ تنہیت عمل میں آئے تو متبنی بیٹے پر وہ اقرار قابل پابندی ہوگا۔  
 جائز تنہیت کے نتائج اور واقعات متعلقہ۔ متبنی جانے کے بعد لڑکا اپنے خاندان سے متبنی لینے والے کے خاندان میں منتقل ہو جاتا ہے اور اصلی خاندان میں اُس کے جملہ حقوق وراثت زائل ہو جاتے ہیں۔ در اس ہائیکورٹ کی رو سے باہمی وراثت کے لیے اپنے پیدائشی خاندان سے قطعاً ملحدہ ہو جاتا ہے اور اُس کے اصلی باپ کو اُس کے متبنی خاندان کے ورثائے عودی پر حق وراثت میں ترجیح حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مگر صرف وہی اس طرح منتقل ہوتا ہے یعنی اگر کوئی ایسا شخص متبنی لیا جائے جس کی شادی ہو گئی ہو تو اُس کی اولاد کا نہ گوارا جاتا ہے اور نہ اصلی خاندان میں حق وراثت زائل ہوتا ہے۔ مگر باوجود تنہیت ہو چکا اغراض شادی کے لیے اثرات رشتہ داری قائم رہتے ہیں۔ اور متبنی پر اصلی باپ کے قرضہ کی ادائیگی نہیں ہے وہ خاندان متبنی گمیرندہ میں

۴۵۱ مدراس ۱۶۰-۱۲ مدراس ۲۹۰-

۳۵۲ آئین کینیر ۳۷-۲۷ مدراس ۵۷۷-خ ۱۶ کلمتہ ۵۵۶-

۳۵۳ مدراس ۳۹۴-

۳۵۴ بی بی ۶۶۹-

ہم جدی رشتہ داروں کا بھی وارث ہوتا ہے۔ وہ اپنے مبتنی باپ کی بیوی کے خاندان کا بھی وارث ہو سکتا ہے اور ایسی جائیداد کا وراثتاً مالک ہو سکتا ہے جو اُس کی مبتنی مان نے اپنے باپ سے ترکہ میں پائی ہوئے اگر کسی خاندان میں ایک ہی رکن پس ماندہ ہو اور وہ دوسرے خاندان میں مبتنی جائے تو اس وجہ سے اصلی خاندان کی جائیداد میں اُس کا حق زائل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ وہ جائیداد اُس کو قطعاً حاصل ہو گئی ہو۔ لیکن ایسا کوئی معاہدہ معنوی تصور نہیں کیا جاسکتا کہ بیٹا دینے کے عوض مبتنی گیرندہ نے یہہ اقرار لڑکے کے اصلی باپ سے کر لیا ہے کہ وہ وصیت نہ کرے گا۔ متاکثر اکی رُو سے مبتنی بیٹے کو باپ کی موروثی جائیداد میں عین بعد وقوع تنبیت استحقاق حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی حیثیت صُلبی فرزند کی ہوتی ہے۔

مبتنی مان کسے کہتے ہیں۔ جبکہ کوئی شخص کسی لڑکے کو مبتنی اپنے نام سے لیتا ہے تو اُس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اُس کی بیوی لڑکے کی مبتنی مان ہوتی۔ مگر جبکہ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو یہہ نتیجہ ہمیشہ صوابی نہیں آتا۔ اگر وہ تنہا کسی لڑکے کو مبتنی لیتا ہے تو اُس کی تمام بیویاں مبتنی مان ہوتی ہیں۔ اور یہی صورت اُس حالت کے لیے بھی ہے جبکہ وہ اپنی تمام بیویوں کو وقت تنبیت شریک کرے۔ مگر جس صورت میں کہ صرف

۱۵۱ الہ آباد ۲۵۵-۲۵۶ کلکتہ

۸۵ اٹھین اپریل ۲۲۶-

۱۲ کلکتہ دہلی نوٹس ۶۶۸-

۲۹ مدراس ۴۳۷-

۲۳ مدراس ۱-۲۶ مدراس ۱۰۴-

ایک ہی بیوی شریک ہو صرف وہی متبنی مان ہوتی ہے اور دوسری بیوی  
سپنتی مانتا شریک بیوی مان (کہلاتی ہے۔

نا جائز تینیت کا اثر۔ بقول متو اگر تینیت اس وجہ سے ناجائز قرار پائے  
کہ وہ مناسب طریقہ سے عمل میں نہیں آئی تو متبنی بیٹا متبنی گیرندہ خاندان  
سے صرف گزارہ اور اخراجات شادی کا مستحق ہوتا ہے۔ بہن بیٹی میں یہہ  
طے پایا ہے کہ ایسی حالت میں متبنی کے حقوق جو اس کو اصلی خاندان  
میں حاصل ہوتے ہیں بدستور قائم رہتے ہیں مگر نکال میں اس کے خلاف  
طے ہوا ہے اور وہ ان ایسی حالت میں اصلی خاندان میں متبنی واپس  
نہیں لیا جاسکتا۔ میں صاحب حسب ذیل قواعد اس بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔  
(۱) جبکہ جائز طور سے رسم اگر اور اسقام رہ گئے ہوں تو وہ اصلی خاندان  
دینے اور لینے کی ادائیگی میں عود نہیں کر سکتا باوجود اس کے کہ اس کو کل  
استحقاق متبنی بیٹے کے حاصل نہ ہوں روہ متبنی  
خاندان سے گزارہ کا مستحق ہو سکتا ہے۔

(۲) جبکہ جائز طور سے رسم دینے اور لینے کی ادائیگی  
پائی ہو تو وہ اصلی خاندان میں عود نہیں کر سکتا۔ مگر  
بہن چاری صاحب کی رائے اس کے خلاف ہے  
ان کے بموجب ایسی صورتیں بھی متبنی کے حقوق  
اصلی خاندان میں زائل نہیں ہوتے۔ ہندو لاکھ

بہشتا چارمی جلد سوم صفحہ ۴۵۶۔ اگر رسم زنا رہنبدی  
اصلی خاندان میں انجام پائی ہو تو وہ عود کر سکتا ہے  
مگر ایسی حالت میں مبتنی خاندان میں اُسے حق گزار  
حاصل نہیں ہوتا۔

مگر اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جائداد کسی خاص شخص  
کو ہبہ کرے اور اُس شخص میں وہ صفات نہ پائے جائیں تو کیا ایسا شخص  
باوجود وہ اوصاف نہ رکھنے کے ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے دعویٰ کر سکتا  
ہے مثلاً زید اپنی وصیت میں یہہ ہدایت کرتا ہے کہ اُس کی بیوی سہمی بکر  
کو متبنی لے۔ اور اُسی وصیت کے ذریعہ سے بکر کو بہ حیثیت متبنی جائداد  
منتقل کرنا سخر کر رہا ہے۔ اگر وہ لڑکا متبنی نہ لیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا  
ہے کہ آیا بکر وصیت کی بنا پر زید کی جائداد پانے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔  
پریوی کونسل نے یہہ طے کیا ہے کہ اس سوال کا جواب اُس مفہوم پر  
منحصر ہے جو مضمون وصیت نامہ سے اخذ کیا جاسکے یعنی اگر الفاظ سہ  
محض شناخت مویوب لہ مراد ہو تو لڑکے کو ایسے دعوے کا حق حاصل  
ہے۔ اور اگر الفاظ مستعملہ سے ہبہ کرنے کی وجہ تحریک معلوم ہوتی ہو تو لڑکو  
ایسا حق حاصل نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اُسے حیثیت متبنی کی حاصل نہیں ہوئی اور  
وقع تنبیت شرط مقدم ہے۔ مزید برآں یہہ پابند نہیں ہے کہ متبنی ضرور لڑکا  
متبنی کے اصلی باپ سچے کا کیسے ہی شرائط قائم کرے۔ اگر تنبیت عمل میں نہ آئے  
یا ناجائز قرار پائے اور شناخت ایسی ہو کہ اُس سے بخوبی تمیز ہو سکے تو

۱۹ مئی ۲۴۱ (پریوی کونسل)۔ ۹ کلکتہ دیکلی نوٹس ۳۰۹۔ ۲۴ کلکتہ ۵۸۹۔ ۱۲ مئی ۲۰۲۔

۱۹ اڈین اپریل ۱۰۸۔ ۱۳۱ الہ آباد ۳۳۹۔ ۲۴ مدراس ۲۱۴۔

موسوب لہ جائز دباؤ موسوب پائے گا اور عدم وقوع یا ناجائز ہی تثنیت مزیل حق ہوگی۔

تثنیت جو ناجائز دباؤ وغیرہ کی وجہ سے عمل میں آئے۔ ایسی تثنیت کا عدم نہیں ہوتی ہے صرف ممکن الانقضاء ہوتی ہے اور بشرطیکہ کسی شخص غیر کے حقوق پر اثر نہ پڑے اگر وہ بعد کو تسلیم کر لیجائے تو جائز ہو جاتی ہے۔ بیوہ کا اپنے شوہر متوفی کا مردہ اٹھانے میں اس غرض سے مزاحم ہونا کہ وہ مزاحمت کنندہ کو مبتنی لیلے فعل ناجائز ہے اور دبا ناجائز کی حد تک پہنچتا ہے۔ جبکہ تثنیت میں لڑکا دینے کا وعدہ اس شرط پر کیا جائے کہ اہلی والدین کو سالانہ گزارہ دیا جاوے ایسا معاہدہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے مبتنی بیٹے کی ذات و جائزہ کا نقصان مقصود ہے جو خلاف اصول و ہر مشاشر ہے۔ مگر اصلی باپ کو اس کے بدل میں کہ اُس نے اپنا لڑکا تثنیتی دیا رقم دینے سے تثنیت ناجائز نہیں ہو جاتی۔ حال کے ایک مقدمہ میں بمبئی ہائی کورٹ نے یہ طے کیا ہے کہ بیوہ مبتنی گیرندہ کو اصلی باپ کی جانب سے روپیہ دینا بمنزلہ رشوت ہے۔

مبتنی فرزند اور اس فرزند کے حصص۔ جبکہ مبتنی گیرندہ کے فرزند وقت تثنیت موجود ہو تو اس کو کوئی مبتنی جائز نہ ہوگا۔ مگر اکثر ایسا واقعہ ہوتا ہے

۲۹۵ مدراس ۲۳۷۔ ٹریوکیلین صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳۔ مدراس ویکی نوٹس باب ۱۹۱ صفحہ ۷۸۵۔

۲۹۵ مدراس ۲۱۴۔ سرکار صفحہ ۲۵۵۔ ۲۳۱۔

۲۱ ویکی رپورٹر ۳۸۱۔ ۲۲ بمبئی ۱۹۹ بصفحہ ۲۰۶۔

۲۹۵ مدراس ۱۶۱۔ ۸۵۵ انڈین کیسز ۶۲۔



کہ اگرچہ اُس کے اُس وقت کوئی بیٹا نہ ہو مگر بعد کو پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو فون بیٹوں میں باپ کی جائداد کس مناسبت سے تقسیم ہونی چاہیئے۔

ولیمسٹن نے یوں استخراج کیا ہے کہ جب کوئی متبنی لے لیا گیا ہو اور بعد کو صحیح النسب اولاد پیدا ہو تو متبنی بیٹے کو پہلے حصہ ملتا ہے لفظ ایک کی تعبیر مختلف علماء نے مختلف طریقہ سے کی ہے مگر اس تعبیر کا اطلاق صرف دو جنسی اقوام تک محدود ہے۔

بنگالہ۔ سمرتی چندرکا میں عبارت پڑھی ہے اور اس لیے بنگالہ میں متبنی بیٹا کل جائداد کا ایک ثالث پاتا ہے۔ جائداد کے تین حصے کئے جاتے ہیں۔ بمقدّمہ بر بہدر راتھ نامیشور پانڈو اس تعبیر کے متعلق ایک بسیط بحث ہوئی ہے اور اُس میں حوالہ دیا گیا ہے کہ باب (۱۰) فقرہ (۱۳) کا دیا گیا ہے۔ اگر دو آرسا فرزند ہوں تو اُس وقت جائداد پانچ حصص میں تقسیم ہوگی اور متبنی فرزند کو ایک حصہ ملے گا۔ مگر قانون متاکشرا مروجہ بنگالہ کی رو سے متبنی فرزند کو ایک ربع ملے گا۔

بنارس۔ یہاں عبارت کا انتشار یہ ہے کہ متبنی بیٹا جائداد کا ایک حصہ پاتا ہے اور آرسا اور متبنی فرزند کے حصہ تین اور ایک کی مناسبت سے ہوتے ہیں۔ اگر دو آرسا فرزند ہوں تو جملہ جائداد سات حصص میں تقسیم ہوگی

۱۔ اکلتہ لاجزل ۳۸۸۔

۲۔ دہرم شاستر مولفہ سیکٹائن جلد ۱ صفحہ ۷۰۔

۳۔ قانون تنبیت مولفہ سرکار صفحہ ۳۹۸۔ ہندو فیملی لا مولفہ ٹریولین صاحب صفحہ ۱۸۹۔

اور متبنی بیٹے کو ایک حصہ ملے گا۔

بکلی یعنی چہار اسٹم۔ یہاں اُس عبارت کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ متبنی بیٹے کو آرتسا بیٹے کا ایک ربع ملتا ہے۔ یعنی یہ کہ جائداد پانچ حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اور اگر دو آرتسا فرزند ہوں تو جائداد نو حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے اور متبنی فرزند کو ایک حصہ ملے گا۔

مدرس یعنی ملک در اوڑ۔ مدرس میں کنبی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ اگر جائداد ناقابل تقسیم ہو تو وہ کلیتاً آرتسا فرزند پر منتقل ہوتی ہے۔ شور و شور وون میں صلبی اور متبنی فرزند مساوی حصہ پاتے ہیں۔ جینوں میں دو جہنی اقوام کے موافق تقسیم ہوتی ہے۔

بیوہ کا متبنی نہ لینے کے متعلق اقرار کا اثر۔ ایسا اقرار نہ فریقین معاہدہ اور نہ اُن کے ورثاء پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ اگر باوجود ایسے اقرار کے تنبیت وقوع میں آئے تو وہ جائز ہے جس حد تک متبنی فرزند کا تعلق ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ فریق معاہدہ نہیں ہوتا ہے۔

فرزند نامزدہ کی صورت میں بیوہ کا حق۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ کنبی لینے کا اختیار جب عطا کر دیا گیا ہو تو اُس کی نقل سختی کے ساتھ ہونی چاہیے اور اُس میں نہ کوئی تبدیلی کرنی چاہیے اور نہ اُس کے وسیع معنی لینے چاہیے۔

۱۰۰۔ ہندو لا مولفہ سیکلنٹن جلد ۱ صفحہ ۷۔ ۱۰۱۔ ایشیائی ۱۰۰۔

۱۰۲۔ مدرس ہائیکورٹ نمبر ۴۴ ٹریوٹیلین صفحہ ۱۹۔ ۱۰۳۔ ٹریوٹیلین صفحہ ۱۹۔

۱۰۴۔ مدرس ۳۵۳۔ مدرس ۲۵۳ لصفہ ۴۴۔ مدرس ۹۴۔ ٹریوٹیلین صفحہ ۱۹۔

۱۰۵۔ مدرس ۳۵۳۔ مدرس ۲۵۳ لصفہ ۴۴۔ مدرس ۹۴۔ ٹریوٹیلین صفحہ ۱۹۔

ٹریوٹلین صاحب اپنی تصنیف ہندو فیملی لائن بصفحہ ۱۱۸ تحریر کرتے ہیں کہ بچہ  
 مہارٹھ کے دوسرے مقامات میں بیوہ نامزدہ لڑکے کے سوائے دوسرا  
 لڑکا تہنیت میں نہیں لے سکتی اس لیے کہ اس شاخ کی رُو سے شوہر کی  
 صریحی اجازت کے بغیر متبنی لینا جائز ہے۔ اور اگر نامزدہ لڑکے کے سوائے  
 دوسرا لڑکا متبنی لیا جاوے تو منسوخ نہیں ہے۔ یہی میں یہ تجویز ہوتی  
 ہے کہ اگر بچہ جس کو متوفی شوہر کی تہنیت کے لیے نامزد کیا ہو مر جائے  
 یا اس کے والدین دینے سے انکار کریں یا کسی اور وجہ سے حاصل  
 نہ ہو سکتا ہو ایسی صورت میں اجازت تہنیت کے مفہوم میں کسی دوسرے  
 بچے کو متبنی لینا شامل ہو جاتا ہے۔ عام قیاس یہ ہوتا ہے کہ شوہر کی بھی  
 خواہش تھی کہ متبنی لیا جائے اور خاص بچہ نامزد کر دینے سے اس کا یہی  
 منشا تھا کہ اس بچہ کو ترجیح ہونی چاہیے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر بغرض  
 تہنیت بیوہ کا کوئی بچہ انتخاب کرنا بعض اشخاص کی رضا مندی پر منحصر ہو  
 اور ایسی ہدایت اس کے شوہر کی ہو تو وہ بلا حصول ایسی اجازت کے  
 متبنی نہیں لے سکتی۔ اگر کوئی بچہ نامزد نہ کیا گیا ہو اور نہ بیوی کا انتخاب  
 محدود کیا گیا ہو تو پہلا متبنی بیٹا مر جانے کی صورت میں دوسرا متبنی لیا جاسکتا  
 ہے۔ اجازت شوہر کی ایک لڑکا متبنی لینے پر ختم نہیں ہو جاتی۔ شوہر کی  
 نیت پر خاص طریقہ سے غور کرنا چاہیے۔ اگر کوئی خاص ہدایات اس نے  
 اپنی بیوہ کو بغرض عمل دیئے ہوں تو ان کی پابندی سختی کے ساتھ کرنی  
 چاہیے۔ اگر کوئی ایسی ہدایات نہ دیئے گئے ہوں مگر صرف عام ارادہ اس امر کا

ظاہر کیا گیا ہو کہ لینے سے اُس کا نام قائم رہے ایسی صورت میں جہاں تک ممکن ہو نیت کی تکمیل کرنی چاہیے۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں شوہر نے بیہ ہدایت دی تھی کہ اُس کی بیوہ منتظم جائداد کے نیک مشورے و رائے سے متنبی لے بیوہ نے ایک لڑکا متنبی لینے کی غرض سے منتظم جائداد کو بذریعہ ٹیپ رجسٹری خط تحریر کیا جو منتظم جائداد نے لینے سے انکار کیا۔ تجویز ہوئی کہ ہدایت بالا شرط مقدمہ جوازی تنہیت کی نہ تھی اور منتظم جائداد کا مشورہ حاصل کئے بغیر عمل میں آنے سے وہ ناجائز نہ ہوگی۔ اسی طرح ایک مقدمہ میں شوہر نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے بھائی کے بیٹوں میں سے کسی کو متنبی لینا یا اگر ممکن نہ ہو تو کسی قریبی عزیز کو متنبی لینا تاکہ جھگڑے نہ پیدا ہوں۔ غیر شخص کو متنبی لینے کو جھگڑے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ تجویز ہوئی کہ موصی کا منشا یہ نہ تھا کہ غیر شخص کی تنہیت اُس کے بھائی کی رضامندی پر مشروط ہے۔

متنبی لینے کی اجازت۔ جب تک خاص الفاظ سے صرف ایک ہی متنبی لینے پر اختیار بیوہ محدود نہ کیا گیا ہو اور صرف عام اختیار تنہیت کا دیا گیا ہو۔ تجویز ہوئی کہ پہلے متنبی لڑکے کے فوت ہو جانے کی صورت میں دوسرا متنبی لیا جاسکتا ہے۔ اگر بیہ ہدایت ہو کہ بیوہ اُس حالت میں متنبی لے جب اُس کے لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو جائے اور وقت انتقال شوہر بیوہ حاملہ ہو اور لڑکی پیدا ہو تو بیوہ متنبی نہیں لے سکتی۔ اس کی وجہ بقول ٹریولکین صاحب

لے ۲۹ مدر اس ۳۸۲۔ پریوی کونسل۔ ۲۶ مدر اس ۱۸۱۔

لے ۲ مدر اس لائانس ۳۴۰۔

لے ۸۵ اکلک ۳۸۵۔

لے ۴۵ اڈین کیسٹر ۲۲۴۔

یہ ہے کہ جب وہ شرط جس پر استعمال اختیار مبنی ہو عمل میں نہ آئے تو اختیار پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو ہندو فیملی لا" مولفہ ٹریو پلین صاحب صفحہ ۱۱۷۔ اگر شوہر نے یہ ہدایت دی ہو کہ سبلی بیٹے کی موجودگی میں متبنی لیا جائے تو یہ ہدایت خلاف قانون ہے اور ناجائز ہونے کی وجہ سے سبلی بیٹے کی وفات پر بھی وہ متبنی لینے کی مجاز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تینیت یا اختیار تینیت ناجائز ہو تو کسی واقعہ مابعد سے یہ سقم رفع نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو ہندو فیملی لا" مولفہ ٹریو پلین صاحب صفحہ ۱۱۷۔ اگر متبنی لینے کے اختیار کے استعمال کی اس صورت میں ہدایت ہو جبکہ بیوی اور بیٹے میں نزاع پیدا ہو تو ایسا اختیار صحیح نہیں ہے کیونکہ تینیت اگر عمل میں آجائے تو ناجائز ہوگی اور ایسی حالات میں جبکہ شرائط خلاف تہذیب یا ناممکن النوع یا خلاف قانون ہوں تو متبنی لینے کا اختیار ناقابل نفاذ ہے۔" ہندو فیملی لا" مولفہ ٹریو پلین صاحب صفحہ ۱۱۷۔

نا جائز تینیت کی صورت میں امر مانع تقریر مخالف۔ دفعہ ۱۱۷ قانون شہادت ہند مطابق دفعہ ۹۲ قانون شہادت سرکار عالی میں درج ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے فعل یا بیان سے دوسرے شخص کو کسی امر کی نسبت یہہ باور کرایا ہو یا باور کرنے دیا ہو کہ وہ صحیح ہے اور اسی اعتبار پر اس شخص نے عمل کیا ہو تو شخص اول الذکر یا اس کا قائم مقام حقیقت کی صداقت سے انکار کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ محض یہہ امر کہ وہ شخص جو جواری تینیت پر معترض ہے وقت تینیت موجود تھا اور اس نے تسلیم یا سکوت کیا یعنی رسم کو بلا اعتراض انجام ہو جانے دیا ہو یا امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہیں رکھتا۔ ایسے عمل سے دوسرے شخص اپنے قانونی حقوق کو متعلق

و دعویٰ کرنے سے ممنوع نہیں ہے۔ یہم اثر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ فی الواقعہ تحریک کی گئی ہو یا خلاف بیانی ہو۔ صرف اُن ہی صورتوں میں وہ ایسے حقوق کے اظہار سے ممنوع ہے جب حالات معاملہ کو متناقص ہوں اور حالات خود اُسی کے پیدا کئے ہوئے ہوں۔ اس کے اطلاق کے لیے دو امور ثابت ہونے چاہئیں۔ (۱) یہم کہ متبی خاندان کی جانب سے ایک عرصہ سے یہی طریقہ عمل رہا ہے۔ اور (۲) متبی بیمنے کی حالت اصلی خاندان میں اس طرح تبدیل ہو گئی ہے کہ وہ پھر اپنے اصلی خاندان میں واپس نہیں لیا جاسکتا۔ ٹریولین صاحب اپنی تصنیف ہندو فیملی لائین صفحہ ۷۶ تحریر کرتے ہیں کہ اصول امرانغ تقریر مخالف کو اس طرح محدود کرنا خلاف منشا دفعہ (۱۱۵) قانون شہادت ہے۔ امرانغ تقریر مخالف صرف ذات تک محدود ہے۔ اُس کا ایسے شخص پر اثر نہیں پڑتا جو بلا توسط حقیقت رکھتا ہو۔ اور شخص ممنوع کے افعال کا پابند نہ ہو۔ خلاف بیانی امرانغ تقریر مخالف کا اثر رکھتی ہے مگر اُس کے لیے لازمی ہے کہ خلاف بیانی متعلق واقعہ ہو نہ کہ متعلق قانون۔ محض غلط قانونی رائے کا اظہار شعراں کے کہ تبیت قانوناً جائز ہے بیان کنندہ کو صحیح قانون پر استدلال کرنے سے ممنوع نہیں کر سکتا۔ ذیل میں بعض صورتیں ایسی واقعات کی بیان کی جاتی ہیں۔ جبکہ اصول امرانغ تقریر مخالف کا موثر ہونا مستحوز کیا گیا ہے۔

۱۱ مئی ہائی کورٹ ۱۹۰۱ء - ۱۱ مئی ۳۸ء -

۲۲ مئی

۲۵ مئی ۲۵۰ - ۱۸ مئی ۱۴۵ - ۱۶ مئی ۳۹ - ۱۶ مئی ۳۸ء -

۱۹ مئی رپورٹر ۱۳ -

۱۴ مئی ۲۰۱ -

(۱) جبکہ ہندو بیوہ نے بانٹھارا اجازت شوہر ہی ایک لڑکے کا متبنی لے لیا اور بطور متبنی لڑکے کے اُس کی پرورش کی اور اُنسی لڑکے سے اپنے شوہر کا مشرادہ وغیرہ کروایا مگر بعد ازاں اُس کی تنہیت سے انکار کیا اور یہ حجت کی کہ بوجہ اس کے کہ اُس نے اپنے شوہر سے اجازت حاصل نہیں کی تھی ناجائز ہے۔ تجویز ہوئی کہ بیوہ ایسا بیان کرنے سے منع ہے۔

(۲) اسی طرح اگرچہ کوئی جملہ واقعات سے پوری طرح سے واقف ہووے بغیر یا غلطی سے عمل کرتا رہا ہو تو وہ بعد ازاں تنہیت کی جوازی سے انکار کرنے سے منع ہے۔

(۳) جبکہ مدعی علیہ فی الواقع مدعی کے خاندان میں متبنی آیا تھا مگر اسکی تنہیت قانوناً ناجائز نہ تھی۔ یہ تجویز ہوئی کہ عمل اتنے عرصہ پہلے کہ اب مدعی کا خاندان تنہیت مدعی علیہ سے انکار نہیں کر سکتا۔

حسب ذیل صورتوں میں مسئلہ امرائع تقریر مخالف غیر موثر قرار دیا گیا ہے۔

(۱) جبکہ کوئی ایسے واقعات ثابت نہیں کئے گئے جن سے یہ ظاہر ہو تاکہ مدعی نے اپنے کو متبنی سمجھ کر اپنی حالت تبدیل کر دی ہے۔ تجویز ہوئی کہ اس مسئلہ کا اطلاق نہ ہوگا۔

(۲) جبکہ متبنی فرزند کو کسی غیر صحیح واقعہ کو صحیح تصور کرنے پر ترغیب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اُس نے صرف مسئلہ اور صحیح واقعات سے نتیجہ اخذ کیا تھا۔ تجویز ہوئی کہ اس مسئلہ کا اطلاق نہ ہوگا۔

(۳) جبکہ مدعی نے بحیثیت متبنی مدعی علیہ نالش رجوع کی۔ اور یہ ثابت ہو کہ مدعی علیہ مراسم تنبیت کی ادائی کے بعد ایک عرصہ تک اس کو بحیثیت متبنی رکھتا رہا اور بعد کو مدعی علیہ نے اس بنا پر مدعی کی تنبیت سے انکار کیا کہ بوقت تنبیت اس کی شادی ہو گئی تھی۔ تجویز یہ ہوتی کہ مدعی علیہ انکار کرنے سے ممنوع نہیں ہے۔ اور اس کا طرز عمل امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہیں رکھتا۔

متبنی مان کے انتقالات میں متبنی بیٹے کا حق اعتراض۔ یہ پہلے دو عنوان میں تقسیم ہو سکتا ہے۔

(الف) ایسے انتقالات جو قبل تنبیت عمل میں آویں۔

(ب) ایسے انتقالات جو بعد تنبیت عمل میں آویں۔

صورت اول الذکر میں ہمیں اور مدر اس ہائیکورٹ میں اختلاف ہے بموجب رائے مدر اس ہائی کورٹ اگر بیوہ اپنے خاوند کی جائداد غیر منقولہ منتقل کر دے اور اس کے بعد متبنی لے تو ایسا متبنی تاحیات بیوہ جائداد کے دلایا نے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اس کو استحقاق تالیخ تنبیت کے بعد سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر انتقال غرض جائز کے لیے ہو تو تنبیت سے منتقل الیہ کا حق زائل نہیں ہو جاتا۔ اور متبنی اگر فرزند صرف بقیہ جائداد کا مالک ہوتا ہے۔ اگر انتقال غرض جائز کے لیے نہ ہو تو ایسی صورت میں جائداد منتقل شدہ جملہ میراث سے علاحدہ ہو کر تاحیات بیوہ منتقل الیہ کے قبضہ میں رہتی ہے۔ اور بقیہ جائداد تنبیت کے وقت سے ہی متبنی فرزند کو حاصل



ہو جاتی ہے۔ اور اس وجہ سے کہ بیوہ کی بوقت انتقال پہنچت ہو کہ وہ متبنی  
 لینے والی ہے اس طرح متبنی کا حق زائل ہو جائیگا۔ انتقال کی جوازی میں  
 فرق نہیں آتا یہ بیٹی میں اس کے خلاف رائے قائم ہوئی ہے۔ وہاں  
 یہ طے ہوا ہے کہ اگر انتقال ناجائز یا غیر ضروری عرض کے لئے ہو تو  
 متبنی فرزند حین حیات بیوہ بھی جائداد منتقل شدہ کے دلایا نے کا دعویٰ  
 دائر کر سکتا ہے یہ بیٹی کے ہائی کورٹ کی تجویز اس اصول پر مبنی ہے  
 کہ مدعی عین تنہیت کے وقوع کے بعد جائداد کا مالک ہو جاتا ہے اور  
 متبنی باپ کے وارث ہونے کی حیثیت سے بیوہ کے انتقال پر اعتراض  
 کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ بیوہ کے اختیارات انتقال محدود ہیں۔ اور  
 جو قیود بیوہ کے اختیار متعلق انتقال پر لگائے گئے ہیں وہ اس کی حقیقت  
 سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور اس لئے ان قیود کا اثر و شمار مابعد کی تنہیت  
 حقیقت پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔ صورت آخر الذکر میں انتقال محض ناجائز  
 ہے اور اس عام اصول کی بنیاد پر کہ بموجودگی فرزند بیوہ کو کوئی حق انتقال  
 جائداد شوہری حامل نہیں ہے متبنی جائداد منتقل شدہ کے دلایا نے کا  
 دعویٰ دائر کر سکتا ہے۔

کر تر ماتنہیت۔ یہ طریقہ تنہیت صرف ان ہی مقامات پر مروج ہے  
 جو مشہلہ قانون کے تابع ہیں۔ مثلاً بہار اور ملتان میں۔ اس طریقہ تنہیت میں  
 عورت اپنے خاوند کے حیات میں یا بعد وفات بلا اجازت متبنی کر سکتی ہے

خاوند اور بیوی بالاشتر اک متبنی لے سکتے ہیں۔ اور اس صورت میں لڑکا مرد والدین کا فرزند کہلائے گا۔ یا مرد ایک اپنے لیے علحدہ علحدہ متبنی لین اور اس صورت میں لڑکا صرف اسی والدین کا فرزند کہلاتا ہے جو متبنی لیتا ہے اور دوسرے کا کر یا کم بشرطہ نہ کرے گا اور نہ مرد کی جائداد کے مشترک وارث ہوں گے۔ اگر بیوی اپنے شوہر کی اجازت سے ہی متبنی لے تاں لڑکا اسی کا بیٹا رہتا ہے۔ اس طریقہ تنبیت میں عمر و رسم داری وغیرہ کے متعلق کوئی قیود نہیں ہیں۔ صرف اسی قدر ضرورت ہوتی ہے کہ فریقین ایک ہی قوم کے ہوں حقیقی بہائی۔ بہانجہ نواسہ وغیرہ سب متبنی ہو سکتے ہیں۔ باپ خود لڑکے کی رضامندی بغیر متبنی نہیں دے سکتا۔ اور اس لیے یہ لازمی ہو کہ لڑکا بالغ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی رضامندی ظاہر کر سکے۔ ٹریولین صاحب اپنی تصنیف "ہندو فیملی لا" میں بیان کرتے ہیں کہ والدین کی رضامندی بھی اگر وہ زندہ ہوں ضروری ہے دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس طریقہ تنبیت میں متبنی لڑکا متبنی خاندان کا رکن اس طرح نہیں ہو جاتا کہ بجز متبنی باپ کے دوسرے رشتہ داروں کا وارث ہو سکے۔ وہ صرف اپنے متبنی والدین کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور اصلی خاندان سے اس کا تعلق کسی غرض کے لیے منقطع نہیں ہوتا ہے وہ مرد و خاندان میں وارث ہو سکتا ہے۔ یہ طریقہ تنبیت بہار میں اسوجہ سے

۱۔ ہندو لاؤلف ٹریولین جلد ۱ ص ۱۱۱۔ ۱۵۷ دی کلی رپورٹر ۱۷۹ صفحہ ۱۸۰۔

۲۔ ہندو فیملی لاؤلف ٹریولین صاحب جلد ۱ ص ۸۷ دی کلی رپورٹر ۱۵۵۔

۳۔ سدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۵۰۰۔

راج ہے کہ وہاں فتاک تنہیت کے لئے شوہر کی موجودگی لازمی ہے پس وہاں بیوہ فتاک طریقہ تنہیت کی رو سے متبنی نہیں لے سکتی۔ اور اس طریقہ تنہیت سے یہ سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

خاص لوازمات کرتا طریقہ تنہیت حسب ذیل ہیں۔

(۱) متبنی گیرندہ لا ولد ہونا چاہیئے۔

(۲) متبنی اسی قوم کا ہونا چاہیئے۔

(۳) متبنی بیٹے کی رعنا سندی حاصل کرنا چاہیئے۔

(۴) وہ لڑکا معمر ہونا چاہیئے۔

فتاک اور کرتا طریقہ تنہیت میں فرق۔

فتاک۔ ۱) اپنی واقعی دینا اور لینا کر تیرہ یا۔ (۱) ضروری نہیں ہے۔

ضروری ہے اور رسم ضرور ادا ہونا چاہیئے۔

(۲) لڑکے کو صرف والدین دیکھتے ہیں

نہ خود لڑکے کی رعنا سندی ضروری نہیں

(۳) پہلی خاندان کی رشتہ داری جہاں کہ وراثت سے متعلق ہو قطع ہو جاتی ہے۔

(۴) وہ متبنی خاندان کے نسب سے اور وارث نہیں ہو سکتا ہے۔ صرف

متبنی گیرندہ والدین کا وارث ہوتا ہے۔

(۵) بعض حالات میں عمر کی قید ہے اور یہ ضروری رکھا گیا ہے کہ زمانہ بندی

(۵) شادی شدہ مرد بھی ہو سکتا ہے۔

کی رسم اصل خاندان میں ادا نہ ہوتی ہو۔

(۶) بیوہ صرف اپنے لیے متبنی نہیں لے سکتی۔

(۶) بیوہ لے سکتی ہے۔

طریقہ الاتم۔ یہ طریقہ دکن کے بعض اضلاع میں اور وہ بھی صرف ریڈی توام ساکن بلاری۔ کڈاپہ۔ تنور کرنول میں مروج ہے یہ اس کی رو سے لاولد خسر اپنے داماد کو اپنا بیٹا کر کے رکھتا ہے۔ یہ امر کہ ایک سے زیادہ دختر میں غیر متعلق ہے۔ الاتم داماد رکھنا اس امر کا مانع نہیں ہے کہ بعد کو کوئی لڑکا دیک طریقہ سے متبنی لیا جائے۔ مگر ترماتنہیت کی طرح الاتم داماد کے بھی حقوق اصلی خاندان سے زائل نہیں ہوتے۔ تیر اس کی حالت وراثت کی غرض کیلئے دیک متبنی سے بہتر ہوتی ہے۔ یعنی وہ بمنزلہ اصلی بیٹے کے ہوتا ہے۔ اور اگر اولاد خسر کے بعد کو پیدا ہو تو صلبی فرزند کے مساوی حصہ پاتا ہے۔ اگر وہ لاولد بھی فوت ہو اور وقت وفات متبنی گیرندہ کی صلبی اولاد کے ساتھ رہتا ہو تو اس کا حصہ اصلی خاندان کے رشتہ داروں کو ملیگا۔ یہ کہ متبنی گیرندہ کی دوسری اولاد کو حقوق پس ماندگی حاصل ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تنہیت سے ان کو حیثیت شرکاء حاصل نہیں ہوتی۔ اگرچہ کہ وہ محض داماد ہوتا ہے تاہم اس کو خوشدامن اور سالی پر ترجیح ہو کر متبنی گیرندہ باپ کی جائداد ملتی ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ خاندانی جائداد جس طرح چاہے تصرف میں لائے اس کی اولاد

۹۵ مدراس ۱۱۳ ص ۱۱۵۔

۹۵ مدراس ۲۷۲۔

۹۵ مدراس ۲۸۷۔ ۹۵ مدراس ۲۷۲۔

۹۵ مدراس ۲۷۷۔

۹۵ مدراس ۱۱۳۔

۹۵ مدراس ۲۷۲۔

کو سیدائش سے کوئی حق جائداد میں حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ سوال کہ آیا الا تم طریقہ تبتی بیٹا تقسیم کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ نہیں رواج پر منحصر ہے۔

جینون میں تنبیت جب تک خلاف دین کوئی رواج ثابت نہ ہو عام قواعد دہرم شاستر جو تین دو جنی ذاتوں سے متعلق ہے جینون پر بھی حاوی ہو بجز صورتہائے مذکورہ ذیل کے۔

جینی ہوم پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں۔ اس لیے دت ہوم ضروری نہیں ہے صرف دینا اور لینا کافی ہوتا ہے۔ ان کے یہاں نواسہ اور بہا سنجہ تبتی ہو سکتا ہے۔ اور بیوہ بلا اجازت شوہر کی بیوی لے سکتی ہے۔ غالباً اس کی یہی وجہ ہے کہ جینون میں تنبیت محض دنیوی اغراض کے لیے ہو ا کرتی ہے شادی شدہ مرد بھی تبتی لیا جاسکتا ہے۔ ایسا شخص بھی تبتی لیا جاسکتا ہے جو با اولاد ہو۔

سکھہ - تنبیت مذہبی رسم نہیں قرار دی گئی ہے۔ یہ لوگ کسی رسم کو انجام نہیں دیتے ہیں۔ نواسہ اور دوسرے رشتہ دار جن کی تنبیت تک طریقہ تنبیت کی رو سے ناجائز ہے ان کے یہاں مرقع ہے۔ بیوہ مطابق رواج دکن کے اپنے شوہر کی صریحی اجازت پر یا اپنے شوہر کے عزیزوں کی اجازت پر تبتی لے سکتی ہے۔

۱۵۲ مدراس ۲۲۶

۱۵۳ مدراس ہائیکورٹ ۲۵

۱۵۴ الہ آباد ۲۸۸

۱۵۵ الہ آباد ۳۱۹

۱۵۶ الہ آباد ۲۹۵ - ۳۰ الہ آباد ۱۹۷ - ۳۲ الہ آباد ۱۴۷ (پریوی کونسل)۔

۱۵۷ پنجاب وکیل رپورٹر ۴۶۶

گوسائین۔ گوسائین اور ان کے چیلے کے مابین تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ اور اگرچہ چیلہ بنانے میں بعض مراسم تنہیت کی نقل کیجاتی ہے تاہم چیلہ علما متنبیٰ فرزند نہیں ہوتا۔ گرنہاری گوسائین میں شخص اجنب کو جو متنبیٰ لیا گیا ہو وراثت کے معاملہ میں صلیبی فرزند پر ترجیح ہوتی ہے۔ اگر متنبیٰ نہ ہو تو صلیبی اولاد کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ لہذا گایت۔ ان کے یہاں حسب رواج اکلوتے بیٹے کی تنہیت جائز ہے۔ خواہ بھائی منقسم ہوں یا مشترک۔

مقدمات تنہیت کے لیے میعاد۔ مقدمات استقراری کے لیے جن میں اثبات یا تنہیت کی استدعا ہو چھ سال کی میعاد ہے (مد ۱۱۹ میعاد سماعت سرکار عظمت مدار مطابق مد ۱۰۴ و ۱۰۵ قانون میعاد سماعت سرکار عالی) مگر جب تنہیت کی بنا پر جائداد غیر منقولہ کے دلاپانے کا دعویٰ ہو تو بارہ سال کی میعاد شمار ہوگی۔ مگر بھئی و مدراس میں یہ طے ہوا ہے کہ جب سوال یہ ہو کہ تنہیت ثابت ہے یا نہیں تو بلا لحاظ اور امورات کے چھ ہی سال میعاد شمار ہوگی۔

ورثاء عودی کی جانب سے تنہیت کی نالیش۔ اگر چیکہ محدود و قابض کے انتقال کے مقدمات متعلقہ میں وراثت عین مابعد وراثت بعید کو قائم مقام نہیں ہو سکتے ہیں۔ تاہم تنہیت کی نالشات عین وراثت عین مابعد

۱۹۵۷ء بمبئی ۳۲۸-

۱۹۵۷ء بمبئی لاہور پور ۱۱۴-

۱۹۵۷ء لاہور آباد ۱۹۵-۲۵ کلاکتہ ۳۵۴-

۱۹۵۷ء بمبئی ۱۰۵-

۱۹۵۷ء بمبئی ۳۶۰-۲۶ بمبئی ۹۱۳-

ورثاء بعید کا قائم مقام تصور کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ مقدمہ تحقیقات کافی کے بعد تصفیہ پائے یہی قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے۔ جبکہ کسی وارث بعید کو بلحاظ واقعات تنسیخ تنہیت کے نالاش کی اجازت دہائی ہو۔  
 رسوم اسٹامپ۔ تنسیخ یا اثبات تنہیت کیسی دوسرے استقراری دیگر متعلق تنہیت کے لئے دس روپیہ کا مہور کافی ہے اور دستاویز اجازت تنہیت کے لئے دس روپیہ کا اسٹامپ کافی ہے۔

## پانچم

### خاندان مشترکہ

خاندان مشترکہ کی تعریف۔ خاندان مشترکہ کے لوازمات دہرم شاستر میں اشتراک خاندان کا قیاس۔ اشتراک مختلف اقسام کی جائداد۔ جائداد خاندان مشترکہ۔ جائداد موروثی اور جائداد مکسویہ۔ خاندانی جائداد کے متعلق مقدمات میں شرکار کے حقوق منظم کی حیثیت و اقتدارات اور ذمہ داریاں۔

ہندو خاندان مشترکہ کی تعریف۔ ہندو خاندان مشترکہ ایک بہت وسیع اور معنی دار فقرہ ہے۔ یہ فقرہ اُن اشخاص پر بھی مشتمل ہے جو شرکار ہوں اس فقرہ میں وہ تمامی اشخاص شامل ہوتے ہیں جو ایک عام مورث کے نسل سے ہوں بشرطیکہ خاندان میں تقسیم نہ ہوئی ہو اور نہ ارکان موجودہ اور نہ اُن کے مورث کبھی خاندان سے خواہ ذریعہ تقسیم خواہ بوجہ ثنیت یا ازدواج علیحدہ ہوئے ہوں۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس زمرہ کے تمامی اشخاص قبضہ پانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں۔ بعض صرف گزارہ پاسکتے ہیں۔ شادی شدہ لڑکیاں خاندان مشترکہ کی رکن نہیں ہوتیں اور نہ کنکھا لڑکیاں ہوتی ہیں۔ معاملہ شراکت میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ شراکت کسی ایک رکن کی وفات پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر ہندو خاندان مشترکہ قانونی اغراض کے لئے باوجود وفات چند ارکین اپنی حالت میں قائم رہتا ہے۔ ذکور ارکان خاندان کو جملہ استحقاق شراک کے حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی وہ جائیداد مشترکہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اُس پر اپنے دیون کا بار عائد کر سکتے ہیں۔ تقسیم کر سکتے ہیں وغیرہ۔ اثاثہ ارکین کے حقوق محدود اور مشروط بہ ضرورت ہیں۔ اُن کو صرف اخراجات شادی و گزارہ کا حق حاصل ہے۔ بہن کی شادی کے اخراجات کی کفیل ایسی جائیداد جو بہائی کے قبضہ میں ہو اسی طرح ہوتی ہے جس طرح گزارہ کے اخراجات کی۔ فقرہ خاندان مشترکہ میں ہندو شراکت شامل ہے اور اُس کی صرف ایک قسم ہے۔ ہندو شراکت میں صرف حسب ذیل افراد شامل ہوتے ہیں۔ (۱) عام مورث اعلیٰ اگر وہ زندہ ہو اور اُنکی نسل میں تین پشت تک کے ذکور و نسا اور (۲) غیر منقسمہ ہم جدی رشتہ دار جو قابض آخری کے

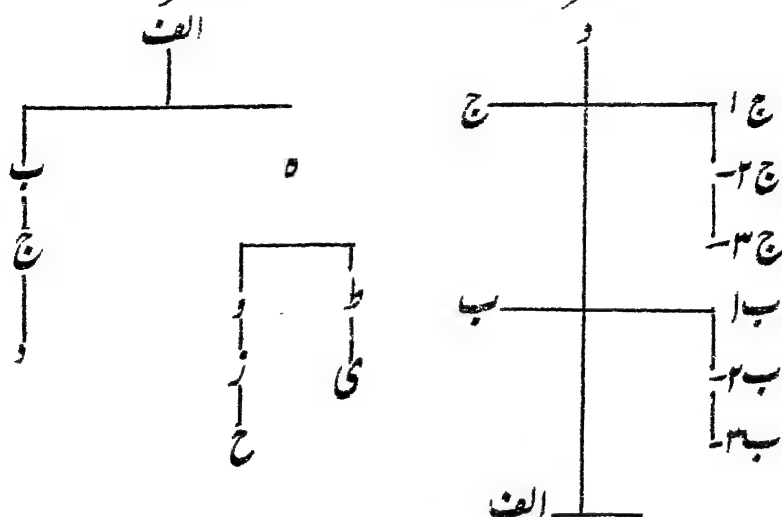


مورث کے شریک کی نسل ذکور میں سے ہوں۔

نقشہ ذیل سے صراحت ہوگی۔

نقشہ نمبر (۳) (اولاد)

نقشہ نمبر (۱) (مورثان)



نقشہ نمبر ۳

خاندان مشترکہ	
امات	ذکور
	شرکار

شرکار ۳ درجہ تک کے ذکور میں۔

وہ تمام ذکور جن کا تعلق الف سے یا اُس کے تین راست ذکور بزرگان سے نقشہ نمبر ۱ میں ظاہر ہوتا ہے الف کے شرکار میں۔ نقشہ (۲) میں ح شریک الف یا د نہیں کہا جاسکتا ہے۔ نقشہ نمبر ۳ سے شرکار خاندان کی حد معلوم ہوتی ہے۔

یہ بہ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہ قاعدہ نہیں ہے کہ مورث اعلیٰ یا حاصل کنندہ جائیداد سے جو بھی پشت سے دور کا وارث تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ آخری ذکور قابض سے باغی کا رشتہ چاہے پشت سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔

ہندو خاندان مشترکہ اور شریک کاشتکاران۔ ہندو خاندان مشترکہ اور شریک کاشت میں بعض امور امت کے متعلق مشابہت ہے اور بعض کے متعلق اختلاف ہے۔ یہ دونوں آپس میں مشابہ اس امر میں ہیں کہ ہر شریک کو دوسرے کی طرح جملہ جائیداد مشترکہ پر حقوق مساوی حاصل ہوتے ہیں اور اس کے افعال تمام شریکوں کے فائدہ کے لیے ہوتے ہیں اور ایک حصہ دار کی وفات پر دوسرے کو حقوق پسماندگی حاصل ہوتے ہیں۔

فرق اس امر میں ہے کہ شریک کاشت دستاویز سے عمل میں آتی ہے مگر ہندو خاندان مشترکہ میں حق شرکت پیدائش ہی سے ظہور میں آجاتا ہے۔ شریک کاشت انتقال یا اضافہ سے منسوخ ہو جاتی ہے اور حصہ شریک ہوتا ہے۔ اشتراک خاندان برخلاف اس کے باوجود انتقال یا اضافہ اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اور کسی رکن کی وفات یا پیدائش سے شریک موجودہ کے حصہ میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے۔ تیسرے خاندان مشترکہ میں ہر شریک کی بیوہ نان و نفقہ کی مستحق ہوتی ہے مگر شریک کاشت میں

ایسی بیوہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے یہ  
خاندان مشترکہ و شراکت - شراکت کسی شریک کی وفات پر فسخ ہو جاتی  
ہے مگر خاندان مشترکہ قائم رہتا ہے - خاندان مشترکہ کا ہر شریک تمام آمدنی  
خاندان سے مستفید ہو سکتا ہے مگر شریک کو ٹھکی اپنے حصہ کی رقم سے لیا  
نہیں پاسکتا - خاندان مشترکہ کا انتظام اکبر الخاندان سمیت منتظم کرتا ہے -  
شراکت کو ٹھکی میں جملہ شرکار کو کاروبار شراکتی میں متوجہ خاص و دلہی  
سے کام کرنا پڑتا ہے - شراکت میں اصول پس ماندگی رائج نہیں ہے -  
خاندان مشترکہ میں ایسا ہے -

اسی طرح خاندان مشترکہ یا عام شراکت میں بھی تمیز کرنا چاہیے - کاروبار  
خاندان مشترکہ کسی ایک رکن خاندان کی وفات سے فسخ نہیں ہو جاتا اور  
جملہ معاملات میں دہرم شاستر کا بھی لحاظ ہونا چاہیے - اگر ایسے کاروبار میں غیر  
اشخاص بھی شریک ہوں تو قانون معاہدہ پر عمل ہوگا - عام شراکت میں کوئی  
شریک وقت انقطاع تعلق تقسیم حساب کی خواہش کر سکتا ہے مگر کاروبار  
خاندان مشترکہ کے کسی شریک کو ایسا حق حاصل نہیں ہے - یعنی سب تقسیم  
کا دعویٰ کرے تو بغیر حساب قہمی نہیں ہو سکتی - محض یہ امر کہ کوئی ایک شریک خاندان  
تجارت کرتا ہے یہ قیاس پیدا نہیں کرتا کہ دیگر اراکین خاندان بھی شریک  
تجارت ہیں - یہ شہادت سے ثابت ہونا چاہیے -

۱۳۵۷ھ آگست ۲۵ - ۱۳۵۸ھ

۱۳۵۷ھ آگست ۲۵ - ۱۳۵۸ھ

۱۳۵۷ھ آگست ۲۵ - ۱۳۵۸ھ آگست ۲۵ - ۱۳۵۹ھ

۱۳۵۷ھ آگست ۲۵ - ۱۳۵۸ھ

ہندو خاندان مشترکہ کے لوازمات۔ ہندو خاندان مشترکہ کے لوازمات  
حسب ذیل بیان کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) اتحاد۔ (۲) مشترکہ جائیداد خاندانی۔ (۳) منتظم عام۔ (۴) متفقہ سکونت۔ (۵) ایک ہی مراسم مذہبی۔ (۶) ایک ہی مراسم کر یا کرم (میت)۔  
دھرم شاستر میں اشتراک خاندان کے متعلق قیاسات۔ (۱) دربارہ  
اطلاق و ہرم شاستر جبکہ فریقین ہندو نہ ہوں مگر ہندو سر زمین میں ساکن ہوں  
اور ہندوانی رواجات انہوں نے اختیار کر لیے ہوں اور حامل ہندو  
خاندانوں کے خورد و نوش و سکونت بالاشتراک ہو تو ان پر ہندو  
خاندان کے اشتراک کا اطلاق ہو گا۔ یہ کیا خاندان مشترکہ ہے کہ نہیں یہ  
ایک امر واقعہ ہے اس کے تصفیہ کے لیے عدالت کو امورات متذکرہ  
بالا کے وجود و عدم وجود پر غور کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ صورتیں تقسیم کیلئے  
شہادت قطعی نہیں ہیں۔ یہ صرف اسباب ظاہری ہیں اور ان پر ہمیشہ احتمال  
نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۲) دربارہ مکسوبات۔ ابتدائی حالت تمام خاندانوں کی مشترکہ قیاس  
کر لی گئی ہے۔ اور منقسمہ اور مکسوبہ ہونے کا بار ثبوت ان پر ہے جو ایسا  
ادعا کریں۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ خاندان مشترکہ کا کوئی رکن  
مکسوبہ جائیداد نہیں رکھ سکتا۔ خاندان مشترکہ کی تمامی جائیداد مشترکہ جائیداد

۱۳۵ انڈین کیسز ۲۳۴۔

۱۳۶ بی بی ۱۱ کیورٹ۔ ۱۹ ویکی رپورٹر ۱۲۵۔ خ ۶ بی بی ۲۲۵۔

۱۳۷ بی بی ۱۵۴۔

قیاس کر لی جاتی ہے اور جو شخص کسی خاص جائداد کو اپنی ذاتی بتلا دے  
اُس پر اُس کے ذاتی ہونے کا بار ثبوت عائد ہوتا ہے۔ اور یہی قیاس  
حالات اُس صورت سے متعلق ہوتے ہیں جبکہ خاندان مشترکہ ہو اور  
کوئی ایسی جائداد قدیم سے موجود ہو جس سے دیگر جائداد کا حاصل کرنا ممکن  
ہو۔ یہ قیاس اُس صورت میں بھی قائم رہتا ہے جبکہ جائداد محض ایک  
آراضی اقتادہ ہو۔ اور کسی ایک رکن نے اُس پر کاشت کی ہو  
(۳) دربارہ اس کے کہ کوئی شریک علیحدہ ہے۔ چونکہ قیاس قانونی  
اشتراک خاندان کی جانب ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی رکن کی  
جانب سے تقسیم کی ناش کے جواب میں علیحدگی اور انقسام آمدنی پر  
زور دے تو اُس صورت میں اُس کو یہ ثابت کرنا چاہیئے۔  
(۴) جائداد سے بالاشتراک مستفید ہونے کے بارہ میں۔ اگر جائداد  
سے جو ابتداء علیحدہ ہو چند ایسے اشخاص بالاشتراک مستفید ہوتے ہوں  
جو ایک مشترکہ خاندان کے رکن ہو سکتے ہوں تو یہ قیاس نہیں ہو سکتا  
کہ جائداد اس وجہ سے بعدہ مشترکہ ہو گئی ہے۔  
(۵) منتظم خاندان کے لیے ہونے دیوں۔ یہ قیاس قانونی نہیں ہے  
کہ ہر قرضہ جو منتظم خاندان نے لیا ہو ضرورت خاندانی ہی کے لیے لیا گیا تھا۔

۱۹ مدراس ۳۷۷۔

۲۲ بی بی ۲۵۲۔

۲۰ مدراس ۲۰۷۔

۱۸ بی بی ۵۲۰۔ ۳۱ کلکتہ ۳۴۴۔ ۲۸ مدراس ۲۲۹۔ ۲۷ بی بی ۱۵۷۔

(۶) جائداد مشترکہ کے وجود کے بارہ میں۔ یہ قیاس قانونی ہے کہ ہر ہندو خاندان خوردنوش و مراسم مذہبی کی ادائی میں مشترکہ ہے۔ مگر یہ قیاس قانونی نہیں ہے کہ ہر خاندان میں جائداد ضرور ہوتی ہے۔ جب تک کسی جائداد کا وجود ثابت نہ ہو یا مسلمہ نہ ہو جائداد مشترکہ ہونے کا ثبوت مدعی پر ہوتا ہے۔ مدعی کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جائداد مشترکہ پہلے سے تھی اور جائداد موروثی کا وجود و عدم وجود کسی رکن کی جائداد اس کی کسویہ ثابت کرنے کے لیے بہت اہم ہوا کرتا ہے۔ محض اس امر سے کہ خاندان مشترکہ ہے یہ قیاس پیدا نہیں ہو جاتا ہے کہ ارکان خاندان کی کسویہ جائداد مشترکہ ہے جب تک کہ خاندانی جائداد کا وجود ثابت نہ ہو۔

(۷) کسی شریک خاندان کا جائداد خرید کرنا۔ اگر خاندان مشترکہ ہونا اور جائداد موروثی کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو قیاس صرف یہی نہیں ہوتا ہے کہ خاندان مشترکہ ہے بلکہ ہر جائداد جو کسی رکن خاندان کے قبضہ میں ہو خاندانی و مشترکہ تصور ہوتی ہے جب تک کہ اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے اور کسی خاص جائداد کے بارہ میں اس قیاس کو محض یہ ظاہر کرنے سے تردید نہیں ہو سکتی کہ وہ جائداد کسی ایک رکن کے نام پر خریدی گئی ہے اور اس کے متعلق رسائد موجود ہیں۔ خاندان مشترکہ کے رہنے کی صورت میں اگر کوئی ایک رکن خاندان جائداد خرید کرے تو قیاس یہی ہو گا کہ سرمایہ مشترکہ سے اور سب کے فائدہ کی غرض سے

وہ جائداد خرید کی گئی ہے۔ مگر یہ قیاس اس وقت قائم نہیں رہتا جب یہ خاندان تابع قانون دایا بہاگ ہو۔ اس طرح خریدی ہوئی جائداد پر خاندان قرضہ کی ڈگری کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی جائداد مدعی علیہ نے اپنے نام سے خرید کی ہو اور وہ اس پر ایک عرصہ سے قابض ہو اور اس کا بیان ہو کہ وہ جائداد اس کی ذاتی ہے تو ایسی صورت میں مدعی کو راجہ حصہ کا دعویٰ ہے) یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ جائداد سرمایہ خاندان سے خرید ہوئی تھی اور اس کو مسلسل حصہ ملتا رہا ہے۔

(۸) جائداد موروثی ہونے کے بارہ میں جب کہ ایک ہندو اپنی جائداد کے متعلق وصیت کر جائے اور بعد ازاں دوسرے ارکان موصی کے خاندان کی اس جائداد کو موروثی بنا دین تو ایسی حالت میں جائداد موروثی ثابت کرنے کا بار مدعی پر ہوگا۔ دہرم شاستر میں ایسی حالت کے لئے کسی خاص نوعیت کی جانب قیاس نہیں ہے۔

(۹) اشتراک کے بارہ میں۔ اگر ایک رکن علیحدہ ہو جائے تو اس خواہ خواہ یہ قیاس پیدا نہیں ہوتا کہ عام تقسیم خاندان عمل میں آچکی ہے۔ اسی طرح اگر بعض شرکار علیحدہ ہو جائیں تو یہ قیاس نہیں ہو سکتا کہ باقی

۱۵۳ کلکتہ ۱۱-۳۱ الہ آباد ۴۷-۴۸

۱۵۴ اٹمپن اپریل ۲۳۷

۱۵۵ بمبئی ۳۶۷

۱۵۶ بمبئی ۱۲۲-۱۳ بمبئی ۵۸۳

۱۵۷ مدراس لائٹس ۷۵

آپس میں مشترک ہیں۔ اگر جزوی تقسیم تسلیم ہو تو قیاس یہی ہو گا کہ تقسیم کامل عمل میں آچکی ہے۔ اگر جزوی تقسیم کے بعد ایک رکن خاندان مشترکہ بعض جائیداد پر قابض ہو تو غیر منقسمہ جائیداد پر اُس کا قبضہ منجانب اُن تمام ارکان کے ہو گا۔ اگر حیکہ دے علیحدہ ہو گئے ہوں۔ اور یہہہ قیاس اُس وقت تک غالب نہ ہو گا جب تک کوئی ایسا امرو قوع میں نہ آوے جس سے اُس کا قبضہ مخالفانہ ثابت ہوئے ہندو خاندان میں بمقابلہ عہد ہائیون کو حقیقی ہائیون میں اشتراک کا قیاس قوی تر ہوتا ہے۔ اور جس قدر رشتہ مورث اعلیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہہہ قیاس کمزور ہوتا جاتا ہے محض ایک ساتھ بود و باش و خورد و نوش ہونے سے ملکیت مشترکہ کا قیاس پیدا نہیں ہو سکتا۔

محض اس وجہ سے کہ خسر و داماد ایک ساتھ رہتے ہیں جائیداد مشترکہ قیاس نہیں کیجا سکتی۔

(۱۱) قرضہ خاندانی کے بارہ میں۔ اُس صورت میں جبکہ مدعی کا خاندان مشترکہ تسلیم کر لیا جائے اور قرضہ متدعو یہ مدعی کی نوعیت کے متعلق کوئی شہادت صریحی موجود نہ ہو قیاس یہی ہو و گیا کہ وہ قرضہ خاندان کا ہو۔ (۱۲) دہرم شاستر کا یہہہ قیاس کہ خاندان اُس وقت تک مشترکہ رہتا ہے جب تک تقسیم ثابت نہ ہو اُس صورت سے متعلق نہیں ہو سکتا جبکہ



تقسیم عمل میں آچکی ہو۔ دوسرے ارکان کے مشترکہ یا منقسمہ ہونے کے متعلق ایسے حالات میں کوئی قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسی دستاویز پر کوئی ہندو دستخط بطور گواہ حاشیہ کر دے جس کے ذریعہ سے اُس کے باپ نے جائداد اپنے پوتے کو منتقل کر دی ہو اور جائداد مذکور اپنی مکسوبہ ظاہر کی ہو تو قیاس یہی ہوگا کہ جائداد باپ کی پیدا کر دہ ہے۔ جبکہ ایک خاندان کی جائداد جسکو تین شرکار مالک ہوں سرکار میں ایک علت میں منبٹ ہو اور من بعد صرف ایک شریک خاندان کے نام بحال ہو تو اگر وہ ہر سرکار بلا اشتراک رہتے ہوں اور ان کا نام جمیشت زمیندار اسٹیٹ درج ہو قیاس یہ ہوگا کہ وہ خاندان مشترکہ کی جائداد ہے۔

جائداد کے مختلف اقسام۔ دہرم شاستر کے لئے خاص دو تقسیم جو جائداد کی کیا سکتی ہیں۔ (۱) سوروٹی۔ (۲) مکسوبہ ذاتی ہیں۔ اگرچہ بعض معاملات میں منقولہ وغیرہ منقولہ میں بھی تفریق کیجاتی ہے مگر وراثت کے لئے اُس میں کوئی تغیر نہیں رکھا گیا ہے۔ اور اس لئے یہ تفریق کوئی ایسی اہم نہیں ہے۔ خاندان مشترکہ ہونے کی صورت میں جائداد جو مورثا سے حاصل ہوئی ہو یا سرمایہ مشترکہ سے ارکان خاندان نے حاصل کی ہو۔ یا ارکان نے علیحدہ حاصل کی ہو مگر عام سرمایہ میں ملا دی ہو ان سب صورتوں میں جائداد خاندان مشترکہ، کھلائی ہے۔

ان تین اصطلاحات میں یعنی (۱) جائداد مشترکہ۔ (۲) جائداد خاندان

اور (۳) مشترکہ جائداد موروثی میں بہت فرق ہے۔ جائداد مشترکہ میں مانند جائداد خاندان مشترکہ کے اصول پسماندگی نہیں پایا جاتا ہے۔ اور مشترکہ جائداد موروثی کے دو مطلب ہوتے ہیں اول یہ کہ جائداد خاندان مشترکہ کی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ وہ موروثی ہو۔ مشترکہ جائداد موروثی ہونے کے لیے یہ لازمی ہے کہ خاندان مشترکہ کی جائداد کا وجود ہو مگر اس کا برعکس صحیح نہیں ہے۔ پس جائداد خاندان مشترکہ کا وجود بلا کسی سرمایہ ماقبل کے ممکن ہے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ خاندان مشترکہ کی کچھ جائداد حاصل ہوئی ہے تو قیاس یہ ہوگا کہ تمامی جائداد موروثی ہے۔

جائداد موروثی۔ جائداد موروثی کے اقسام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ایسی جائداد جو اس کو اپنے باپ یا دوسرے مورث خاندان سے ترکہ میں ملی ہو بشرطیکہ مورث تین درجہ سے زیادہ دور کا نہ ہو۔ یہ فرضی نہیں ہے کہ ایسی جائداد مورث کے ہاتھ میں ہی موروثی ہو۔ مورث کی کمسو بہ جائداد بیٹے کے ہاتھ میں موروثی ہو جاتی ہے۔

(۲) ایسی جائداد جس کا وہ بوقت تقسیم جائداد موروثی مستحق قرار پاوے۔

(۳) وہ تمام جائداد جو جائداد متذکرہ فقرہ (۱) و (۲) بالامین اضافہ ہو اور وہ تمام جائداد جو کوئی شریک خاندان ایسی جائداد کی امداد سے حاصل کرے۔ ایسی تمام جائداد جو موروثی جائداد کی آمدنی سے خریدی گئی ہو موروثی ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ لڑکے کی پیدائش کے قبل یا بعد حاصل

کی گئی ہو۔ اگر موروثی اور مکسوب جائداد بلا تفریق کے ملا دی جائے تو ایسی جائداد جو ایسے اجتماع سے خرید کی جائے وہ بھی موروثی ہوگی۔

(۴) ایسی جائداد جو دو یا تین شریکار مشترکہ طور سے حاصل کرین ان کے مابین موروثی رہتی ہے مگر بعد تقسیم ان کے ورثہ کے لئے وہ مکسوب ہو جاتی ہے۔

(۵) ایسی جائداد موروثی جو خاندان کے قبضہ سے ایک مرتبہ نکل گئی ہو اور کسی رکن خاندان نے بازیافت کی ہو موروثی ہی رہتی ہے۔ مگر وہ حسب ذیل صورتوں میں مکسوب شمار ہوگی۔

(الف) جبکہ اُس کے بازیافت میں سرمایہ خاندان سے مدد لگائی ہو۔  
(ب) جبکہ قابضان ناجائز نے قبضہ مخالفانہ رکھا ہو۔

(ج) جبکہ شریکار خاندان باوجود نالاش رجوع کرنے کا موقع رکھتے ہوئے اُس سے دست بردار ہو گئے ہوں۔

(د) جبکہ نیک نیتی سے جائداد بازیافت کی گئی ہو اور نہ کہ خاندان مشترکہ کے استحقاق کو مخفی رکھ کر۔

اپرتی بندہ و سپرتی بندہ جائداد۔ دہرم شاستر کی رو سے بعض اقربا کو جائداد میں پیدائش سے حق حاصل ہو جاتا ہے اور بعض کو کسی خاص حالت کے وقوع میں آنے پر حق پیدا ہوتا ہے مثلاً باپ اور دادا کی موت فرزند ان فیہرگان کو بوجہ فرزند اور فیہرہ ہونے کے حاصل ہوتی ہے اور یہ حق پیدائش سے ظہور میں آ جاتا ہے۔ ایسے حق کی بنا پر ملی ہوئی جائداد

اپنی بندہ کہلاتی ہے۔ مگر والدین و چچا و برادر کو جائیداد صرف اسی حالت میں ملتی ہے جب اہل مالک لا ولد فوت ہو۔ اسی طرح فرزند کا وجود اور مالک کا زندہ رہنا وراثت کے مانع ہے۔ اس طرح کامیتر کہ سپرٹی بندہ جائیداد کہلاتا ہے۔ آخر الذکر وراثت قریبی وارث کی موجودگی کی وجہ سے محروم الارث ہو جاتے ہیں۔ اگر وراثت کا موقع آنے کے قبل ہی وہ فوت ہو جاوے تو اُس کے وراثت اُس کے قائم مقام کی حیثیت سے جائیداد کے دعویدار نہیں ہو سکتے۔ ٹریوٹلین صاحب اپنی تصنیف میں بیان کرتے ہیں کہ ان دو اقسام جائیداد میں وہی فرق ہے جو وارث قانونی و وارث بعید میں فرق ہے۔ یعنی آخر الذکر میں یہ ممکنات میں سے ہے کہ قریب تر رشتہ دار پیدا ہو جاوے۔ اور اول الذکر صورت میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ استری وین جائیداد میں اپنی بندہ و سپرٹی بندہ کی تفریق نہیں ہے۔

مکسوبہ جائیداد عام طور سے ذاتی و مکسوبہ جائیداد اُسے کہتے ہیں جو مشترکہ یا موروثی سرمایہ کی امداد سے حاصل نہ ہو مگر فیصلجات عدالتی نے یہ طے کر دیا ہے کہ اس اصطلاح میں وہ تمام اقسام کی جائیداد شامل ہیں جو موروثی نہیں مثلاً (۱) ایسی جائیداد جو کسی رکن نے سرمایہ خاندانی کی امداد کے بغیر اپنی جائیداد سے حاصل کی ہو مگر یہ اُس صورت پر حاوی نہیں ہے جبکہ کوئی ایک رکن جائیداد خاندانی میں محض ترقی دیتا و اضافہ کرتا ہو۔

(۲) ایسی جائیداد جو بطور تحائف حاصل ہوئی ہو مثلاً پیشکش و احباب

سے حاصل ہون یا بوقت شادی یا عطیہ ملین۔

(۳) ایسی جائداد جو اولاً خاندانی ہو اور قبضہ سے جاتی رہی ہو اور تقاضا کا قبضہ مخالفانہ ہو مگر کوئی رکن اُس کو بازیافت کرے۔

(۴) ایسی جائداد جو ذاتی علم و ہنر کی وجہ سے حاصل ہو۔ اس کے متعلق دہرم شاسترین تحریر ہے کہ معمولی آمدنی ہنر قابل تقسیم ہے جبکہ بخرج خاندان تعلیم دی گئی ہو۔ مگر جبکہ اشخاص جنب کی امداد سے ہنر مذکور حاصل ہوا ہو تو حالت برعکس ہوگی۔ مگر ایسی تعلیم سے مراد عام تعلیم نہیں ہے بلکہ وہ خاص شاخ علم جو کسی پیشہ کے لئے ضروری ہو اور جو خاص ذریعہ اُس آمدنی کا ہو۔ گوکہ عام تعلیم ایک ذریعہ اُس خاص شاخ و ہنر کا ہو اگر تا ہے۔

### تمیذات

(الف) ایسی جائداد جو ایک عہدہ دار سب جج نے حاصل کی تھی اس لئے ناقابل تقسیم قرار دی گئی کہ صرف ابتدائی تعلیم بخرج خاندان دی گئی تھی تعلیم قانون اُس لئے دوسری امداد سے حاصل کی تھی۔ ایسی جائداد اُس کی مکسوپ جائداد قرار دی گئی۔ یہی صورت اُس جائداد کی ہے جو انہی حالات میں پیشہ منشی کے ذریعہ سے حاصل ہوئے۔

(ب) یہی کیفیت ایک محرر عدالت کی مکسوپ جائداد کی ہے اگر اُس نے صرف ابتدائی تعلیم خاندان سے پائی ہو جب تک کہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ اُس نے اپنی مکسوپ جائداد خاندان میں ملا دی ایسی جائداد قابل تقسیم

نہیں ہو سکتی ہے

(ج) ایہی صورت اُس جامداد کی ہوتی ہے جو کسی ایک رکن نے ذریعہ تجارت صرف اپنی محنت و عقل سے حاصل کی ہو ہے

(د) یہی کیفیت اُس جامداد کی ہوتی ہے جو کسی ہندو ناچنے والی نے اپنے گھس سے حاصل کی ہو۔ اگر اُس نے خاندان کی آمدنی سے صرف معمولی تعلیم ناچ و گانے کی پائی ہو ہے

(ر) وکیل کی آمدنی جو دوران پیشہ حاصل ہو اُس وقت قابل تقسیم ہوگی جبکہ عام سرمایہ خاندان کی امداد سے اُس نے تعلیم حاصل کی ہو اور اس قدر آمدنی حاصل کرنے کو اہل بنا ہو ہے

(ه) وہ جملہ جامداد جو سپرتی بندہ ہو اور اُس میں حسب ذیل اقسام جامداد شامل ہوتی ہیں۔

(الف) جامداد جو کسی اثاث سے یا اُن کے ذریعہ سے وراثتاً ملی ہو مثلاً جو خسر یا نانا سے ملے یہ مدراس ہائیکورٹ کی رو سے یا خنداو لاک کی رو سے کمسوہ جامداد نہیں ایسی جامداد جو باپ یا مان یا نانا کے ذریعہ سے حاصل ہو شامل نہیں ہے۔

(ب) ایسی جامداد جو اُسے مورث سے حاصل ہوئی ہو جس کا تعلق

۱۵ بجٹی ۳۲۔ ۳۲ الہ آباد ۳۳۔ ۱۵ مدراس ۲۸۲ (پروی کونسل)۔ ۲۰ الہ آباد ۳۵۔

۱۵ مدراس ۳۲۰۔ خ ۱۱ مدراس ۳۱۳۔ ۶۵ بجٹی ہائیکورٹ صفحہ ۱۱۰۔ ۷ مدراس

ہائی کورٹ ۴۷۔ ۵۵ الہ آباد ۶۶۔ ۳ مدراس ۳۷۰۔

۱۷ مدراس ۳۸۲۔ ۱۰ بجٹی ہائیکورٹ ۴۴۴۔

تین پشت سے زیادہ کا ہو۔

(ج) جائداد جو شریک طالب علم سے ورثا ملے۔

(د) جائداد جو باپ سے ترکہ میں نہ ملی ہو بلکہ ذریعہ وصیت ملی ہو۔ مگر اگر اس میں یہ طے پایا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسی جائداد مکسوبہ خیال کیجئے بلکہ نوعیت جائداد کا دار و مدار الفاظ مستعملہ پر ہے۔ الہ آباد میں بھی کی رائے اتفاق کیا گیا ہے۔

(ه) جائداد جو ہم جدی رشتہ داروں سے ورثا حاصل ہو۔

(و) سچت منجملہ اس رقم کے جو باپ بیٹے کو غرض پرورش دے۔

(۶) بیٹہ زندگی یا دوسرے بیٹوں کی رقم جن کی اقساط متوفی اسند واپنی آمدنی سے دیتا رہا ہو یا دمی النظر میں مکسوبہ جائداد ہے۔

(۷) جائداد جو ایک ملازم سرکاری پیدا کرے اور اس لئے کوئی موروثی سرمایہ نہ پایا ہو۔

(۸) عطیات سلطانی۔ ایسی جائداد جو سلطان وقت کسی کو عطا کرے

خواہ ایسا عطیہ بالکل جدید ہو خواہ اس خاندان کی منجملہ جائداد ہو اور محدوداً اس رکن کو جائداد عطا ہوئی ہو مکسوبہ جائداد کہلائے گی۔ مگر جس صورت

۱۰۔ بیٹی ۵۲۸-۲۹ الہ آباد ۳۵۴-۵۴ مدراس ۴۲۹-۲۷

۱۱۔ بیٹی لارپور ۲۵۷-۳۲ مدراس ۸۸-

۱۲۔ ۲۹ مدراس ۱۲۱-۲۸ مدراس ۳۸۶-

۱۳۔ ۲۰ الہ آباد ۲۶۷-۲۴ کلکتہ ۸۲۸-

۱۴۔ ۹ مورزا ندین اپل ۵۳۹-۱۲ مورزا ندین اپل ۱-

میں کہ محض غلطی برخواست کی جائے تو جائداد مکسویہ نہ کہلائے گی۔  
صحیح طریقہ یہہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی جائداد مکسویہ ہے یا نہیں یہہ ہے  
یہہ غور کیا جائے کہ آیا وہ خاص جائداد خاندان کی امداد سے حاصل کی گئی  
یا ذاتی سرمایہ سے اور بار ثبوت اس پر ہوگا جو اس بیان سے آوے کہ  
جائداد مکسویہ ہے۔

جائداد مکسویہ جائداد علیحدہ۔ جائداد مکسویہ سے صرف یہی مطلب ہے  
کہ وہ جائداد سرمایہ خاندان کی امداد کے بغیر حاصل ہوئی ہے۔ ایک شخص اشتراک  
کی حالت میں یہی جائداد مکسویہ رکھ سکتا ہے۔ مگر فقرہ علیحدہ جائداد کا اس  
صورت میں استعمال ہوتا ہے جبکہ وہ شریک ان دوسرے شریک کے ساتھ  
نہ ہوں کے مقابلہ میں جائداد علیحدہ منظور ہوتی ہے۔ علیحدہ جائداد میں ایسی  
موروثی جائداد بھی شامل ہو سکتی ہے جو بوقت تقسیم کسی حصہ دار کو ملی ہو۔ یہ ممکن  
ہے کہ وہی جو بمقابلہ بہائیوں کے علیحدہ کہلاوے۔ بمقابلہ ورثہ دار کو موروثی  
ہو جاوے اور ایسی جائداد اگرچہ مورث کی غیر منقسمہ جائداد کہی جاسکتی ہے  
مگر اس کی مکسویہ نہیں ہو سکتی۔

### بار ثبوت

اگر موروثی جائداد خاندان کا وجود تسلیم کر لیا جائے تو جائداد ممتاز مکسویہ ثابت  
کرنے کا بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو ایسا ادعا کرے۔

۱۲ نکلتہ (پریوی کونسل)۔ ۱۳ مورزا ندین اپیل ۳۳۳۔

۱۳۵۳ سدر لینڈ ویلی رپورٹر ۶۱۔

۱۳۵۳ اندین کیفیر ۲۵۴۔

۱۳۵۴ آباد ۳۳۴ (پریوی کونسل)۔



ذیل میں جائداد مکسویہ کی چند تشیلات تحریر کی جاتی ہیں۔

(۱) جبکہ کوئی رکن خاندان مشترکہ اپنے مکان سے جدا ہو کر علیحدہ میراث سے جائداد حاصل کرے۔

(۲) جبکہ خاندان مشترکہ کا کوئی موروثی کاروبار ہو اور کوئی رکن خاندان اُس کاروبار سے اور خاندان سے علیحدہ ہو کر جائداد تنہا حاصل کرے اور علیحدہ رکھے تو یہ جائداد اُس کی مکسویہ کہلائے گی اور اُس پر دیون خاندان کا مواخذہ غائد نہ ہوگا۔

(۳) جبکہ سرکاری ملازم کوئی جائداد پیدا کرے اور اُس کے قبضہ میں کوئی جائداد موروثی نہ ہو تو ایسی جائداد پر اُسے کلیتاً اختیار تصرف حاصل ہوگا لیکن اگر وہ اپنی آمدنی علیحدہ نہ رکھے بلکہ دوسری آمدنی خاندان میں ملاوے سے توجہ جائداد ایسی آمدنی مشترکہ سے حاصل کی جائے گی مشترکہ ہو جائے گی۔ یہ بقاعدہ مندرجہ ۱۳ مدر اس لاجرٹل بصفہ ۶ یہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر ملازم سرکاری کے قبضہ میں جائداد خاندانی ہو تو اُس کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس جائداد کو وہ مکسویہ یا علیحدہ بتاتا ہے سرمایہ خاندان سے حاصل نہیں ہوئی ہے۔

(۴) جبکہ جائداد جو ایک شاخ خاندان کو عطا ہوئی تھی دوسری شاخ خاندان نے اپنے ذاتی روپیہ سے مکرر خرید کر لی اور اُس کی یہ نہایت نہ تھی کہ جائداد خاندانی میں ایسی جائداد ملا دی جائے۔ تجویز ہوئی کہ اس طرح

۱۹۵۷ء آبادی ۱۷۶-۱۷۶

۱۹۵۷ء پنجاب ریکارڈ ہاؤس لاہور۔

۱۹۵۷ء آبادی ۲۴۴-۲۴۴ پریوی کونسل، ممبئی

۱۹۵۷ء مدر اس ۳۸۶-

۱۹۵۷ء ممبئی ۱۰۶-

۲۵۷-

مکرر خرید کی ہوئی جائداد حاصل کنندہ کی مکسوبہ جائداد کہلا گئی۔ اور وہ کسی طرح دوسرے ارکان کے مابین تقسیم نہیں ہو سکتی۔

(۵) موروثی جائداد خاندان جو کوئی ایک شریک دوسرے شریک یا سرمایہ خاندان کی امداد کے بغیر حاصل کرے مکسوبہ جائداد ہو۔

(۶) لیکن جائداد مرہونہ کا انفکاک اس قاعدہ کے تحت نہیں آتا ہے۔

(۷) جبکہ جائداد موروثی جائداد مکسوبہ کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ تفریق کرنا ناممکن ہو تو جملہ جائداد مکسوبہ کہلا گئی۔

(۸) جبکہ ایک شخص کو تقسیم جائداد خاندانی سے ایسا حصہ ملا جو قیمت کامل مکفول تھا اور بعد ازاں اس شخص نے خود اپنے مکسوبہ سرمایہ سے بار لاہن ادا کیا۔ تجویز ہوئی کہ غیر مکفولہ جائداد موروثی ہے۔

(۹) جبکہ ایک شخص نے ایک فیکٹری میں ۳۹ حصہ موروثی جائدادی خرید کئے اور وہ چیرمین بھی مقرر ہوئے اور اس عہدہ کا کام انہوں نے دس سال تک بلا معاوضہ انجام دیا۔ جس کے بعد وہ منتظم ڈائرکٹر مقرر ہوئے اور اس وقت تک جس قدر سامان ان کے توسط سے بیچ ہوا تھا اس تمام پر انہیں کمیشن کمپنی کی جانب سے دیا گیا۔ تجویز ہوئی کہ یہ کمیشن ان کی جائداد مکسوبہ ہے۔ کیونکہ ایک عرصہ تک مفت کام کرنے کی وجہ حصہ داروں نے کمیشن دینا قبول کیا اور یہ زور جو باعث حصول کمیشن ہوا کسی طرح موروثی جائداد کے ذریعہ سے پیدا ہونا نہیں کہا جاسکتا ہے۔

(۹) ٹریولین صاحب عطیات سلطانی کے بارہ مین بیان کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ مکسوبہ جائداد شمار ہوگی خواہ وہ غیر شخص کو عطا کیجائے یا مالک سابقہ کے کسی عزیز کو۔ پھر اُن صورتوں کے کہ سند عطا سے یہ ظاہر ہو کہ عطیہ خاندان کے فائدہ کے لئے دیا گیا ہے یا یہ کہ معطلی لہ خاندان کا مین ہو یا جب رواج خاندان اُس کو تسلیم کرتا ہو یہ

(۱۰) جو جائداد مومن سے اور اثاثے وہ مکسوبہ کہلائے گی اور اگر ایک سے زیادہ وارث ہوں اور مشترکہ ہوں تو جائداد اُن کو بحیثیت مالکان مشترک حاصل ہوگی اور حقوق پسماندگی حاصل نہ ہوں گے۔ اس طرح ایسی جائداد جو ناما سے حاصل ہوئے اور نہ ایسی جائداد مین جو باپ کو اپنے ناما سے وراثتاً حاصل ہوئی ہو بیٹے کو پیدائش سے حق حاصل ہوتا ہے۔

(۱۱) جائداد ناقابل تقسیم جائداد شراکت نہیں ہوتی ہے کیونکہ رواج خاندان کی رو سے اُس کا قابض صرف ایک شخص ہوتا ہے یہ اس طرح بچت جو ایسی ذمہ داری کی آمدنی سے ہو جائداد شراکت نہ کہلاوے گی۔

(۱۲) جبکہ سرمایہ خاندان مشترکہ مین کسی ایک رکن نے اپنی ذاتی آمدنی سے ایک کثیر رقم دی ہو اور بوقت تقسیم اس ذاتی رقم کے معاوضہ مین اُسے ایک حصہ مہر یا دیا جائے تو ایسی رقم جو اسے اس طرح بوقت تقسیم

لہ ہندو فیملی لاوٹ ٹریولین صاحب مع ۲۵۹۔ ۵۷ کلکتہ لاجنل ۳۸۳۔ ۲۷ مدراس ۳۰۰۔

۱۲۹۵ لہ آباد ۶۶۔

۳۵ مدراس ۳۷۰۔

۳۱ بی پی ۳۷۳ (پروپی کوش)۔ ۱۲ مورز انڈین اپیل ۵۴۰۔ ۳ مدراس

حاصل ہو موروٹی سرمایہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔  
جائداد خاندان مشترکہ۔ یہ اُس جائداد کا نام ہے جو کسی خاندان  
کے ارکان و کور کے قبضہ مشترکہ میں ہو۔ ایسی جائداد میں دو یا دو سے زیادہ  
اشخاص کو حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے مفہوم میں حسب ذیل اقسام  
کی جائداد شامل ہوتی ہیں۔

(۱) موروٹی جائداد۔

(۲) جائداد جو ارکان مشترکہ سرمایہ یا مشترکہ محنت سے حاصل کریں۔  
ایسی جائداد جہاں تک ارکان سے تعلق ہے خاندان کی مشترکہ ہوتی ہے  
مگر وقت انقسام کے سبب ذاتی ہو جاتی ہے اور ایسے ارکان کی امداد کیلئے  
بھی جائداد کی یہی نوعیت رہتی ہے۔

جائداد جو باپ اور بیٹا مشترکہ محنت سے پیدا کریں مشترکہ جائداد کہلاتی  
ہے۔ گو کوئی وجود موروٹی جائداد کا نہ ہو۔ دایا بہاگ کی رو سے اگر باپ  
کی زمین پر بیٹا اپنے صرفہ سے عمارت تیار کرے تو وہ اس وجہ سے باپ  
کے ساتھ بالاشترک مکان میں مستحق نہیں ہو جاتا ہے۔

(۳) جائداد جو ابتداء کے سبب ذاتی ہو مگر عداً سرمایہ عام میں ملاوٹ ہو  
اور یہ ثبوت ہو کہ اُس جائداد پر اُس کے جداگانہ حقوق آئندہ قائم نہ رہیں گے  
پسماندہ گی۔ جائداد جو بہائی اپنے جدا داری سے وراثتاً حاصل کریں اُس کے  
تخصیص میں مانند سرمایہ مشترکہ پٹہ داران کے نہیں رہتی ہے اور نہ اُن میں ہوا ایک کی

وفات پر پیمانگی کے اصول منتقل ہوتی ہے یہ  
بالعموم مشترکہ پٹہ داری کا اصول دہر م شاستر میں نہیں پایا جاتا ہے بجز  
غیر منقسمہ خاندان کے اراکین کی شرکت کی صورت میں یہ  
ویکس - دولت جو علم - بہادری یا عزیزوں سے ملے تقسیم کے وقت  
اُس شخص کی ہوتی ہے جو اُسے حاصل کرتا ہے۔ دوسرے ورثائے شریک  
دعویٰ نہیں کر سکتے۔

منو - جبکہ ایک بہائی نے محنت یا سہنر سے دولت حاصل کی ہو اور سرمایہ  
پداری استعمال نہ کیا ہو تو وہ اپنی رضامندی کے بغیر اُس دولت کو دینے پر  
مجبور نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس نے اپنی محنت سے حاصل کی ہوتی ہے۔  
یا جتا و لک - ایسی جائیداد میں جو کسی شخص نے خود بلا امداد سرمایہ پداری  
حاصل کی ہو اور کسی چیز میں جو دوست نے دی ہو یا شادی میں ملی ہو کسی  
شریک وارث کا حصہ نہ ہوگا۔ وہ جو اپنی محنت سے اور اپنے خرچ سے ایسی  
جائداد موروثی کی مرست کرتا ہے جو ایک عرصہ سے خراب حالت میں ہو  
ایسی جائداد موروثی جو ایک عرصہ سے دوسروں کے قبضہ میں ہو کر حاصل  
کرتا ہے مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے شریک ورثاء میں اُسے تقسیم کرے  
بجز اس کے کہ وہ راضی ہو اور نہ ایسی جائداد جو اس نے علم کے ذریعہ سے  
حاصل کی ہو۔

نارو - بالعموم تین قسم کی جائداد تقسیم نہیں ہو سکتی۔ وہ جو بہادری سے حاصل

۱۵۷ اکٹہ ۳۳ - ۲۰ در اس ۲۰ - ۲۰ - ۲۲ در اس ۳۰ - ۵ در اس ۶۸ - ۲ پر یوی کونسل -

۱۵۸ اکٹہ ۶۰ - ۲۴ در اس ۶۰ - ۳۱ در اس ۲۵ -

کی گئی ہو۔ وہ جو بیوی کے عزیز دن سے حامل ہو اور وہ جو علم کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ اور وہ جو باپ یا دوسرے دوست کی مہربانی سے حاصل ہو۔  
برسرِ پستی۔ باپ کو ایسی جائیداد پر کامل اقتدار حاصل ہے جو داد اسے ورثہ میں حاصل ہوئی ہو۔ لیکن غیر اشخاص کے قبضہ میں آگئی ہو اور جسے باپ اپنی قوت بازو سے مکرر حاصل کرے اور جو وہ علم بہادری یا اسطرح حاصل کرے۔ وہ مجاز ہے خواہ ایسی جائیداد معرض تقسیم میں لائے یا نہ لائے۔ لیکن اسکی وفات کے بعد اس کے بیٹے مساوی حصص کے مستحق ہوں گے۔  
ذیل میں چند تشبیہات موروثی جائیداد کی درج کی جاتی ہیں۔

(۱) جبکہ ایک مقدمہ میں باپ اور بیٹے کے اقرار کی بنا پر باپ کی مکسوبہ جائیداد موروثی قرار دی گئی۔ تجویز ہوئی کہ بعد اقرار جو اضافہ جائیداد کو ہوا وہ بھی موروثی جائیداد ہے۔ مگر اس قاعدہ کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا ہے جو رواج کے تابع ہیں۔

(۲) اضافہ جو دریا کے کنارہ کے موضع میں ہو موروثی جائیداد ہے اگر موضع بھی موروثی ہو۔

(۳) مدراس اور بنگال ہائیکورٹ کی یہ رائے ہے کہ باپ کی مکسوبہ جائیداد جو بیٹے کو بذریعہ وصیت حاصل ہوئی ہو جب تک وصیت نامہ میں کوئی مخالف نیت ظاہر نہ ہو بغرض اولاد موروثی جائیداد قیاس کرنی چاہیے۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی رائے اس کے خلاف ہے۔ یہی ہائیکورٹ نے اس پر شبہ ظاہر کیا ہے۔

۱۹۲۱ء بمبئی ۳۲۹- ۱۲ پنجاب ریجنل ۱۹۱۱ء- ۱۹۲۱ء (۱) آباد ۲۰۲-۲۰۳

۱۹۲۵ء مدراس ۲۲۹- ۱۰ بمبئی ۵۲۸- ۲۹ (۱) آباد ۲۵۴- ۳۵۴ انڈین کیسز ۲۲۹-۲۳۰

(۴) جبکہ ایک شخص نے جس کے بیٹے اور پوتے تھے اپنی مکسوبہ جائیداد کی اپنے ایک بیٹے کے حق میں وصیت کی۔ ایسی جائیداد بعد انتقال موسیٰ لہ اور اُس کے بیٹوں کو مکسوبہ جائیداد رہتی ہے نہ کہ اُس کی موروثی جائیداد۔

(۵) اگر ایسی جائیداد کا مالک حسین توریت رواج خاندان کی رُو سے ہوتی ہو علحدہ جائیداد حاصل کرے اور اُس جائیداد کو نہ علحدہ کرے اور نہ بذریعہ وصیت منتقل کرے تو قیاس یہی ہوگا کہ اُس کا منشا یہی تھا کہ وہ جائیداد خاندانی میں شامل کر دی جائے۔ بشرطیکہ کوئی علامات نیت مختلف کے موجود نہ ہوں۔

(۶) جائیداد موروثی جو یہ حیثیت پسماندہ بہانی کو حاصل ہو تو وہ موروثی جائیداد کہلائے گی۔

(۷) جبکہ کچھ رقم شوہر کے باپ کو بیوی کے باپ نے وقت شادی دی اور اُس نے اُس رقم سے جائیداد خرید لی اور اُس جائیداد کے متعلق بطور خاندان مشترکہ کی جائیداد کے حل رہا تھا۔ تجویز ہوئی کہ شوہر اُسے جائیداد مکسوبہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس طرح جو رقم کسی رکن خاندان مشترکہ کو وقت شادی حاصل ہو جائیداد خاندانی نہیں کہلائے گی۔

(۸) اگر ناقابل تقسیم زمینداری کا مالک اپنے خاندان کی خورد و شن کے

کسی رکن کو کچھ جائداد بغرض پرورش عطا کرے تو ایسے عطیہ سے نوعیت جائداد میں فرق نہیں آتا یعنی جائداد عطیہ موروثی ہی رہتی ہے۔ یہ  
 بن شدہ۔ ہم یہ دیکھیں گے کہ منقولہ وغیرہ منقولہ جائداد کے مابین فرق اُن صورتوں  
 میں اہم ہے جب کہ یہ بحث ہو کہ آیا باپ یا تنظیم خاندان جائداد خاندان کو منتقل  
 کر سکتا ہے اور خاندان اُس انتقال کا پابند ہے۔ اس وقت ہم یہ بتلانا  
 چاہتے ہیں کہ لفظ بندہ سے کیا مراد ہے اور اُس کی کیا نوعیت ہے۔  
 یہ اُس قسم کی جائداد کا نام ہے جسے اراضی سے تعلق ہو۔ اور جو بطور  
 گذارہ بادشاہ وقت نے مقرر کیا ہو۔

چونکہ مرہٹہ سلطنت کے زمانہ میں اکثر دیوتاؤں کے لئے نقد عطیہ مقرر  
 تھا اور یہ ہدایت تھی کہ خاص صوبہ جات کی آمدنی سے وہ رقم ادا کی جاوے  
 سمیٹنی لائی کورٹ نے یہ طے کیا کہ وہ حق بندہ ہے خواہ ادائی رقم کا بار اراضی  
 پر ہو یا نہ ہو کیونکہ اراضی میں ایک قسم کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ  
 کہسویہ جائداد کے لوازمات۔ (۱) لڑکے و پوتے وغیرہ تقسیم پر مجبور  
 نہیں کر سکتے۔

(۲) مالک اپنی مرضی سے جائداد کو مہیا یا وصیت کر سکتا ہے۔ اور جسکو  
 چاہے دے سکتا ہے۔ مگر یہ خصوصیات صرف مالک جائداد کے لئے  
 ہیں۔ اگر مالک بغیر انتظام کئے ہوئے فوت ہو جاوے تو وہ تمام جائداد  
 خاندان مشترکہ کی ہو جاتی ہے۔ اور جبکہ اولاد اُس کو آپس میں تقسیم کر لین  
 تو اُن کی ادائیگے لئے وہ موروثی ہو جاتی ہے۔ اگر بیٹوں کو حصص باپ



کی وصیت کی رو سے حاصل ہوئے ہوں تو وہ موروثی نہیں رہتی بلکہ مکتوبہ ہو جاتی ہے اور وہ مقتدر نہیں کہ اس کے متعلق وصیت کریں یہ  
 شرکائے خاندان کے حقوق۔ اگر خاندان مشترکہ کی کوئی جائداد ہو  
 تو شرکائے کو حسب ذیل حقوق پیدائش کے وقت سے حاصل ہوتے ہیں۔  
 (۱) یہ کہ وہ مشترکہ جائداد پر مشترکہ قابض رہیں اور اس سے مشترکہ  
 مستفید ہوتے رہیں۔ مثلاً سب شرکائے مستحق ہیں کہ ان کی اور ان کے  
 متعلقین کی خاندان سے پرورش ہو اور مکان خاندانی میں دے سکونت  
 رکھ سکیں۔ اور بصورت ضرورت ایسے مشترکہ قبضہ کا تقاضا بذریعہ نالش  
 کر سکتے ہیں۔ ان کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ مراسم مذہبی از قسم زنا ریزی  
 شادی و شراہ کی انجام دہی کے لئے معقول و مناسب رقم دیجائے۔  
 (۲) یہ کہ جائداد مشترکہ پر اپنے دیون کا بار عائد کریں۔ دیون شریک  
 کے ذمہ ان ایسے رکن کا حصہ تشخیص علیحدہ کر کے بیع کر سکتے ہیں۔  
 (۳) اپنی مرضی پر جائداد خاندان مشترکہ کی تقسیم پر زور دے سکتے ہیں  
 مگر اس صورت کے کہ جائداد ناقابل تقسیم ہو۔ مگر اس صورت میں جبکہ کوئی  
 شریک جائداد خاندانی کے استفادہ سے منہج کر دیا گیا ہو یہ لازمی نہیں ہے  
 کہ شریک تقسیم کا دعویٰ کرے۔ بلکہ وہ حکم امتناعی کے لئے درخواست کر سکتا

۱۵۰ بمبئی ۲۲-۲۳ بمبئی ۲۱-۱۱۔ ۱۵۱ اندراس ہائیکورٹ ۴۵ شوباب و فقرہ (۱۰۸)

۱۵۲ ۲۶ بمبئی ۱۲۱-۱۲۳ کلکتہ ۱۲۰۱ مگر آخر الذکر نظیر حصہ داروں سے متعلق ہے۔

۱۵۳ قانون خاندان مشترکہ مولفہ ہٹا چاری صاحب صفحہ ۲۷۷۔

۱۵۴ بمبئی لارپور ٹر ۹۹۔

ہے۔ وہ اس امر کے استقرار کی نالش نہیں کر سکتا کہ اس کا حصہ تعین کیا جا  
اور نہ وہ ایک جزو جائداد بہ قبضہ شتر کا مکے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس طرح وہ  
خاندان مشترکہ کی جائداد کے منافع میں حصہ دلا پانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔  
اس لئے کہ تقسیم اس کا حصہ معین نہیں ہوتا ہے۔ جبکہ کسی شریک کو یہ معلوم  
ہو کہ شخص ثالث غیر شتر کی جائداد کی حیثیت سے جائداد خاندانی بقیل ڈگری  
ضبط ہونے والی ہے ایسی صورت میں اسے قبضہ دلا پانے یا اس امر کے  
استقرار کی نالش کا حق حاصل ہے کہ جائداد منصفانہ با یغائے ڈگری قرق  
نہیں ہو سکتی ہے۔

(۴) ہر شریک کے افعال پر تاکید رکھنا جہاں تک کہ ان کا اثر جائداد  
پر پڑتا ہو۔ یعنی ہر شریک کو حق حاصل ہے کہ یہ دیکھے کہ جائداد کا انتظام منظم  
خاندان مناسب طور سے کرتا ہے کہ نہیں۔ مگر منظم خاندان سے سابقہ  
اخراجات وغیرہ کے بارہ میں باز پرس نہیں ہو سکتی ہے۔

(۵) ہر ایسے دعاوی میں فریق بنایا جاوے جو جائداد خاندان کے  
بارہ میں دائر ہوں۔

(۶) اپنے حصہ کو بعض بدل قیمتیں منتقل کرے مگر بذریعہ وصیت یا  
ہب منتقل نہیں کر سکتا۔ مگر اس اور بھی ہائیکورٹ اس مسئلہ پر متفق ہیں مگر

۱۱ ہائیکورٹ ۶۹-۲۲ ویلی رپورٹر ۳۳-۲۲ ویلی رپورٹر ۳۹۳-

۳۵ انڈین کیسز ۹-۴۴ کلکتہ ۴۹۳ (پریوی کونسل)۔ ۶ کلکتہ ۳۹۷ (پریوی کونسل)۔

۳۵ انڈین کیسز ۵۳-۳۲ مدراس ۲۷۱-

۱۸۵ مدراس ۷۳-۱۵ ہائیکورٹ ۶۷۳-۴۲ ہائیکورٹ ۵۸۷-

بنگالہ۔ الہ آباد۔ پنجاب اس کے خلاف میں۔ ان کی رائے ہے کہ رضامندی دیگر شریک کی لازمی ہے۔ (دایا بہاگ کی رو سے منتقل کر سکتا ہے) اصل (۷) بصورت اس کے کہ اگر شریک لاولد فوت ہو حقوق پسماندگی حاصل ہوں کسی شریک کے فوت ہونے سے یا پیدا ہونے سے جملہ شریک کے حصص میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے۔

(۸) جائداد کے متعلق جملہ کیفیت اس کو ملتی ہے۔ اور اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ معاملات بیع یا رہن میں اس کی رائے لی جاوے۔ شریک کو یہ سب حقوق حل قائم ہونے کے وقت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی رہن نامہ بحق خاندان مشترکہ تکمیل پاوے تو وہ محض اس وجہ سے کالعدم نہیں ہو جاتا ہے کہ وہ کسی ایسے رکن خاندان کے نام ہوا تھا جو وقت تکمیل دستاویز نابالغ تھا۔

کسی شریک کی جانب سے دست برداری۔ اگر کوئی شریک جبکہ فرزند موجود ہو کچھ رقم لے کر دوسرے شریک کے مقابلہ میں اپنے حقوق سے دست بردار ہو جاوے اور فرزند نالاش کر کے بذریعہ تقسیم اپنا حصہ حاصل کرے تو ایسی صورت میں دوسرے کو جو بعد دست برداری پیدا ہوا اس جائداد میں کلیتہاً حق حاصل نہ ہوگا جو پہلے بیٹے کو قبل دست برداری حاصل ہوئی تھی۔ بنگال اور الہ آباد ہائیکورٹ کی رائے ہے کہ کوئی شریک جائداد

۱۵ انڈین کیس ۸۳-۶ الہ آباد لاجریل ۵-۵ مد اس لائٹس ۵۳-۶۰ الہ آباد

۳۲۵-۸ کلکتہ ۱۵۶-۶ کلکتہ ۱۳۶-

۳۰۵ الہ آباد ۶۳-

۳۳۵ بی بی ۶۶-

خاندان سے بحق ایک یا چند شرکار دست برداری نہیں کر سکتا۔ بیشک اگر جملہ شرکار کے حق میں دست برداری کیجاوے تو جائز ہے۔ لیکن مدراس اور بمبئی ہائیکورٹ کی رو سے ہر شریک مجاز ہے کہ خواہ چند کے حق میں یا جملہ شرکار کے حق میں اپنے حصہ سے دست بردار ہو۔

حق قبضہ۔ خاندان مشترکہ میں ہر شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی جزو جائداد مشترکہ پر قبضہ پاوے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ وہ تقسیم جائداد کا دعویٰ کرے۔ جبکہ اگرچہ شریک کا حق قبضہ بلا شرکت غیرے ثابت نہ ہو تاہم عدالت کا فریضہ ہے کہ مدعی کے استحقاق بحیثیت شریک پر غور کرے اور بصورت اس کے کہ یہ استحقاق ثابت ہو جائے اس کو قبضہ دوسروں کے ساتھ ملنا چاہیے گو اس کی استدعا صرف تنہا مقابلت کی ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر وہ اپنا تنہا حق مقابلت ثابت نہ کر سکا تو عام تقسیم کی ناکش کی اس کو ہدایت دی جاوے۔ کیونکہ اگر یہ جائز نہ کہا جاوے تو قانون کا منشا یہ ہوگا کہ اشخاص اجنب یا شرکار جو اس طرح اسے استفادہ جائداد سے محروم رکھتے ہیں مستحق ہیں کہ تقسیم جائداد پر تنہا قابض رہیں اور یہ عام قاعدہ دہرم شاستر کے خلاف ہے۔ دہرم شاستر کی رو سے کسی شریک کو بمقابلہ دیگر شرکار کے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی جزو جائداد پر تنہا قابض رہے اور ہر شریک کو قبضہ بلا شرکت کا حق حاصل ہے ایک شریک مالک تقسیم کا دعویٰ کئے بغیر مستحق ہے کہ جائداد مشترکہ کی آمدنی

سے جو دوسرے شتریک نے جمع کی ہو طلب کرے۔  
 مقدمات خاندان۔ بالعموم تمام ارکان خاندان ایسے مقدمات میں جنکا  
 تعلق خاندانِ شترکہ کی جائداد سے ہو فریق ہونا چاہئیں۔ مگر ایسے مقدمہ میں  
 جن کا اثر خاندانِ شترکہ پر پڑتا ہو ہر حالت میں سب کا فریق ہونا لازمی نہیں ہے  
 اس عام قاعدہ میں مستثنیٰ ہیں۔ یعنی (۱) جبکہ مقدمہ قابض ناجائز کو بے دخل  
 کرنے کے لیے ہو۔ (۲) جبکہ معاملہ لین دین کسی رکن خاندان نے اپنے  
 نام سے کیا ہو۔ اگرچہ اس سے مقصود خاندان کا فائدہ ہو مثلاً وہ صورتیں  
 جن میں قرضہ سرمایہ خاندان سے دیا جاوے اور تنسک ایک رکن کے  
 نام پر ہو۔ (۳) جبکہ معاہدہ کسی ایک رکن کے نام پر ہو ابوا اور اسکی ذات  
 کے متعلق ہو۔ از معاہدہ میں کوئی امر ایسا نہ ہو جس سے بادی النظر میں  
 یہ معلوم ہو تا ہو کہ مدعی منجانب خاندان عمل کر رہا ہے۔ (۴) جبکہ باپ قرضہ  
 سجاتی کے وصول کرنے کے لیے نالش دائر کرے کیونکہ یہ کوئی قیاس  
 لازمی نہیں ہے کہ دیگر شترکار باپ کے کاروبار کے رکن ہیں۔ (۵) جبکہ  
 مقدمہ بغرض دلاپانے ہر جہاں بابتہ نقصان ایسی جائداد کے ہو۔ جس میں اسکا  
 معین حصہ ہو۔ (۶) جبکہ دعویٰ کسی کو ایہ دار کو بیدخل کرنے کے لیے ہو۔  
 اور ایک شتریک جملہ دیگر شترکار کی رضا مندی سے جملہ جائداد پر تنہا قابض ہو۔

۱۷ مدراس لائٹس ۱۳۹۔

۲۰۵ بی بی ۴۳۵۔ ۲۲ مدراس ۳۲۶۔ ۱۲۷ الہ آباد ۳۶۱۔ ۳۲ الہ آباد ۱۸۳۔

۲۶۵ گلگتہ ۳۴۹۔

۳۱۱ بی بی۔

۹۵ سدر لینڈ ویلی رپورٹر ۲۷۹۔

(۷) جبکہ وہ منتظم ہو تو وہ حیثیت قائم مقام دعویٰ کر سکتا ہے۔ مگر اس آخر الذکر مسئلہ کے متعلق مختلف رائے ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں منتظم خاندان تنہا منجانب خاندان نامشات رجوع کرنے کا مجاز تھے۔ مگر اس میں اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے۔ مگر مقدمات تعمیل مختص معاہدہ بیچ میں جملہ شریکار کو فریق بنانا لازمی نہیں ہے۔ الہ آباد میں خاندانی کاروبار کے متعلق منتظم خاندان دوسرے ارکان کو زمرہ مدعیان یا مدعی علیہم شریک کہے ہوئے بغیر منجانب خاندان دعویٰ دائر نہیں کر سکتا۔ مگر اس صورت میں جبکہ معاہدہ اپنے نام سے کیا ہو وہ مجاز تھے۔ قبل نفاذ ضابطہ دیوانی یہ بھی لازمی نہیں ہے کہ مدعی منتظم خاندان عرضی دعویٰ میں اس امر کی صراحت کرے کہ وہ حیثیت منتظم خاندان دعویٰ کرتے ہیں۔

منتظم خاندان کے اقتدارات و ذمہ داریاں۔ منتظم کسے کہتے ہیں۔ ہندو خاندان مشترکہ کے کاروبار ایک شریک انجام دیتا ہے اُسے منتظم کہتے ہیں۔ عام طور سے ایسا شریک اکبر الخاندان ہو کر رہتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس کا تقرر دوسرے شریکار کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک ضرور کن خاندان کے افعال بھی خاندان پر واجب التعمیل ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ غیر اشخاص میں وہ منتظم مشہور رہا ہو۔ بالعموم باپ اگر زندہ ہو تو منتظم خاندان

۱۸۵۱ بمبئی ۱۳۱ - ۲۷ کلکتہ ۱۲۲ - ۴ کلکتہ دیکنی نوٹس ۲۳۷ -

۱۸۵۲ مدراس ۱۹۰ - ۵ مدراس لائٹس ۷۸ -

۱۸۵۳ الہ آباد ۸۳ -

۱۸۵۴ کلکتہ ۷۹ -

۱۸۵۵ مدراس ۱۹۰ -

۱۸۵۶ الہ آباد ۳۱۱ -

۱۸۵۷ بمبئی ۳۶۷ -

ہوا کرتا ہے۔ اُس کی وفات کے بعد اکبر الخاندان و کور رکن۔ یہ حکم و جرم شام کا ہے کہ ہندو خاندان مشترکہ کے جملہ معاملات و کاروبار میں منتظم خاندان قائم مقام ہوا کرتا ہے بشرطیکہ کارروائی خاندان کے فائدہ یا ضرورت کے لئے عمل میں آوے۔ دوسرے ارکان کو جب تک صریح اختیارات ثابت نہ کریں اسی حیثیت حاصل نہیں ہوتی ہے۔

مثنوی۔ جس طرح باپ اپنی اولاد کی پرورش کرتا ہے اسی طرح بڑے بھائی کو اپنے چھوٹے بھائیوں کی پرورش کرنا چاہیے۔ اور چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائی کے ساتھ اسطرح ادب سے پیش آنا چاہیے جس طرح بچہ کو اپنے باپ کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ جلد ۹ صفحہ ۱۰۵-۱۰۸۔

منتظم کی حیثیت۔ (الف) بالعموم وہ ایسے ارکان کا جو بالغ ہو گئے ہوں امین یا کارپرداز مقصور نہیں ہوتا ہے۔ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ تمامی شرکار جائداد کا انتظام کرتے ہیں اور منتظم صرف اُن کی جانب سے غیر اشخاص کے مقابلہ میں گفتگو کرنے والا ہوتا ہے۔ دایا بھاگ کی رو سے اُس کی حیثیت امین کی ہوتی ہے۔ اس لئے تا کثر اکی رو سے منتظم خاندان سے سابقہ معاملات کے متعلق باز پرس نہیں ہو سکتی مگر دایا بھاگ کی رو سے ہو سکتی ہے۔

(ب) اُس کو ارکان خاندان منتخب کرتے ہیں اور بوجہات موجبہ

۱۵۷، ۲۷، کلکتہ ۷۲۳۔

۱۵۷ مدراس لائٹس ۷۱۔ بھٹا چاری صفحہ ۲۰۹-۲۲۳۔

۱۵۷ ۳۲ بمبئی ۳۷-۵ انڈین کیسز ۹۲۲-۷ مدراس لائٹس ۱۶۵۔

۱۵۷ ۳۲ مدراس ۲۷۱-۳ انڈین کیسز ۸۷-۸۷ مدراس ۵۴۴۔

اُس کو برطرف کر سکتے ہیں۔ اور یہ تصور ہوتا ہے کہ خاندان کی جائداد کا انتظام ان ہی کو ہر ایات اور شرکت سے عمل میں آتا ہے۔ حتیٰ کہ بعد میں وہ اس کے حساب ہی نہیں طلب کر سکتے۔ مگر ممکن ہے کہ خاص واقعات ایسے ہوں جن کا نتیجہ یہ ہو کہ منتظم بزرگ شرکار کا بہن امین یا کارپرداز ہو جاوے اور شرکار کو یہ استحفاظی پیدا ہو کہ اُس سے حساب طلب کریں مثلاً جب چند بہن آپس میں یہ معاہدہ کریں کہ ایک عرصہ تک جائداد مشترک رہے اور ہر اور کلا انتظام کرتا رہے اور وقتاً فوقتاً حساب بنا کر منافع و آمدنی تقسیم کر لیا یا کرے (یعنی زچ) نابالغ شرکار کے مقابلہ میں منتظم عام طور سے امین ہوتا ہے۔ اور زمانہ امانت ختم ہونے پر یا کسی اور وقت جبکہ بالعموم حساب فہمی ہونی چاہیے اُس سے حساب طلب ہو سکتا ہے۔

(د) ہندو خاندان مشترکہ کا کرتا اکثر محض خاندان کی جانب سے کلام کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت ایسے کارکن کی نہیں ہوتی۔ جسے اختیارات بجانب خاندان تفویض ہوئے ہوں اور بقیہ خاندان کا امین ہو اور جوابدہ ہو۔ صرف نابالغ ارکان کے مقابلہ میں اس کی حیثیت امین کی ہوتی ہے۔ اور اُن کے حصہ کی حد تک بعد اختتام امانت وہ حساب فہمی کا ذمہ دار ہوتا ہے دیگر شرکار کے مقابلوں میں اُس کی حیثیت کارپرداز کی نہیں ہوتی۔

۹۵ صدر لینڈ ویکلی رپورٹر ۳۸۳۔

۹۶ ۲۲ مارچ ۱۹۶۰۔

۹۷ ۵ انڈین کیسز ۹۲۲۔ ۲۲ الہ آباد ۳۰۷۔ ۲۵ الہ آباد ۵۷۵۔ ۱۹۶۲۔ خ ۲۹ الہ آباد

۵۴۴۔



(۵) تعلق بمقابلہ کارپرداز یا شریک ہونے کے زیادہ تر ایسے کام ہیں جو منتظم کب علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ منتظم دوسرے شریک کار کی مرضی پر محض اس بنیاد پر علیحدہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی دوسرا شریک بہتر انتظام کر سکتا ہے وہ اسراف یا بدظیفی یا دماغی ناقابلیت یا کسی جرم کے ارتکاب میں سزا پانے کی بنیاد پر جسکی وجہ سے عدالت کی نگاہ میں اس کا تنظیم رہنا مناسب نہیں ہے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔

منتظم خاندان حساب نہیں کا کس حد تک ذمہ دار ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ منتظم خاندان محض اس وجہ سے کہ وہ منتظم ہے۔ دوسرے شریک کار کو حساب نہیں کرنے کا پابند نہیں ہے۔ بلحاظ اس امر کے کہ سند و خاندان مشترکہ اور شراکت میں کوئی مناسبت نہیں ہے غیر تقسیم خاندان کے ارکان وقت تقسیم سابقہ معاملات کا حساب طلب کرنے کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ صرف جائداد جو فی الواقع بوقت تقسیم موجود ہو اس کی تقسیم کر مستحق ہوتے ہیں۔ خاندان کا کرتا معاملات سابقہ و جائزہ ہونیکا ثبوت پہنچانے پر مجبور نہیں ہے۔ منتظم خاندان سے حساب نہیں میں یہ دیکھنا ہے کہ فی الواقع کیا صرف ہوا اور کیا باقی ہے۔ نہ یہ کہ کیا خرچہ ہوتا اگر ہوشیاری اور کفایت شعاری سے کام کیا جاتا ہے مگر یا وجود اس کے منتظم خاندان بوقت تقسیم حساب بتانے سے انکار نہیں کر سکتا۔ مابالغ ارکان

۲۸۵ بی بی ۲۸۱-

۱۳۵ کلکتہ ویل نوٹس ۳۰۹-۹ کلکتہ لاجرٹل ۱۳۳-

۱۳۵ بی بی ۵۶۱-۳ بی بی ۴۸-۵ بی بی ۵۸۹-۱۱ الہ آباد ۳۳۹-۳-خ-۷۷۶۴۴-

بوقت تقسیم حساب طلب کر سکتے ہیں۔ اور چونکہ بوجہ نابالغ ہونے کے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ دے انتظام پر راضی تھے بالغ ہونے پر دے منتظم کو ذمہ دار قرار دے سکتے ہیں۔ نہ صرف ایسے اقبال کا جو فریب کی حد تک پہنچتے ہیں بلکہ اس حالت میں بھی جبکہ انتظام بالکل بے احتیاطی سے کیا گیا ہو اور ان کے حقوق پر مضرت پڑا ہو۔ مگر ہر صورت میں قیاس یہی کیا جائے گا کہ جو جائیداد بوقت تقسیم موجود ہے اسی کی تقسیم ہونی چاہیے جب تک کہ خلاف میں ثابت نہ ہو بلکہ کوئی ایسا رکن جو مطلقاً خاندان سے خارج کر دیا گیا ہو منتظم خاندان سے حساب طلب کر سکتا ہے۔ مگر اگرچہ دہرم شاستری رو سے ہندو خاندان مشترکہ کا کوئی رکن کاروبار خاندان مشترکہ کے منافع کا حساب دریافت نہیں کر سکتا۔ اور نہ بعد تشخیص حساب اپنا حصہ طلب کر سکتا ہے تاہم ایسی صورت میں جبکہ کوئی رکن کا رخاۂ خاندان میں شریک ہونے سے منع کیا گیا ہو حکم امتناعی صادر ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اور ایسا رکن اس واصلات کا بھی مستحق ہو سکتا ہے جو اس کی علیحدگی کو زمانہ سے تقسیم کے وقت تک واجب نہ تھے۔ اگر منتظم کسی جائیداد کے وجود کو تسلیم کرے اور کسی رکن کے قبضہ میں وہ جائیداد ہونا نہ بتا دے تو ابتداءً وہی ذمہ دار ہوگا۔ اور اس پر فرض ہے کہ حساب دیوے سے پیش نتیجہ یہہ

۱۷۰۱ بمبئی ۲۷-۳۲ مدراس ۲۷۱-۳۱ انڈین کمینر ۲۴۱-

۱۷۰۲ کلکتہ ۲۷۳-۱۶ کلکتہ ۳۹۷- (پروی کونسل) ۳- انڈین کمینر ۹-

۱۷۰۳ بمبئی ۵۳۲-۳۲ کلکتہ ۱۱۸-

۱۷۰۴ بمبئی ۱۱۴-

۲۵۰۵ مدراس ۳۹۷- (پروی کونسل) ۲۶- مدراس ۵۴۴- (پروی کونسل) ۱۶- آہ آباد

۲۶۰۵- مدراس ۵۶۴-

ہوتا ہے کہ اگر غیر منقسمہ خاندان کا رکن تقسیم کا دعویٰ کرے اور وہ خاندان سے خارج نہ کیا گیا ہو تو جب تک کہ فریب یا خلاف بیانی ثابت نہ کیا جاسے اُسے یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ منتظم رکن سے سابقہ معاملات کا حساب دریافت کرے۔ جبکہ تقسیم کے دعوے میں مدعی عام حساب فہمی کی اشاعت کرے اور خاص بذات رقوم میں حصہ کا طلبگار اس بیان سے ہو کہ منتظم خاندان نے رقوم متنازعہ وصول کی ہیں تو ایسی رقم وصول شدہ نا ثابت قرار دینے کی صورت میں وہ عام حساب فہمی کا دعویٰ نہ کر سکے گا۔ یہ معاوضہ۔ جب تک کوئی خاص جائز اقرار ثابت نہ کیا جائے منتظم خاندان معاوضہ پانے کا مستحق نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جائد اور زیر انتظام کا بالاشترک مالک ہوتا ہے۔ یہ

منتظم خاندان کے افعال خاندان پر کس حد تک قابل پابندی ہوتے ہیں۔ اخراجات۔ منتظم خاندان مجاز ہے کہ کوئی کام جو خاندان کی بہبودی کے لیے ضروری ہو انجام دے۔ ایسے جملہ افعال جو نیک نیتی سے کئے جاوین خاندان پر واجب التعمیل ہوں گے۔ ضروری کام سے کیا مراد ہے اس کے متعلق یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس میں وہ تمام افعال شامل ہیں جو غیر منقسمہ خاندان کے وجود اور جائداد خاندان کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہوں۔ علاوہ بریں اُس میں نہ ہی مراسم اور شادی کے اخراجات معمولی بھی شامل ہیں۔ جب تک کہ خلاف میں

ثابت نہ کیا جائے قیاس یہی ہوتا ہے کہ منتظم کے افعال خاندان غیر منتظم کے فائدہ کے لیے ہیں۔ ضرورت خاندانی کے موجود ہونے پر منتظم خاندان مجاز ہے کہ جو بہتر طریقہ ہو اس پر عمل ہو۔ اس طرح اس کے اختیار کے استعمال پر کسی رکن کا رضامندی نہ ظاہر کرنا موثر نہیں ہو سکتا ہے۔ اس طرح محض یہ امر کہ وہ منتظم خاندان ہے اس کے افعال دیگر اراکین خاندان پر واجب التعمیل بنانے کے لیے کافی نہیں ہے۔

### تمثیلات

جائداد خاندان کی ترقی ہے جائداد خاندان کی حفاظت کے اخراجات۔ شریک خاندان کی اول شادی ہے۔ مگر ہر شریک کی دوسری شادی قانونی ضرورت نہیں ہے۔ بہر کیف اگر لڑکے کی شادی کے اخراجات کے لیے قرضہ لیا جاوے اور مصارف اس کی حیثیت سے زائد ہوئے ہوں تو ایسے قرضہ کی ادائیگی لڑکے پر واجب ہے۔

خارج المیعا دیون سے اقبال کرنا اور ان کو تازہ کرنا۔ ایسے دیون کو جو خارج المیعا ہو گئے ہوں منتظم خاندان تازہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو وہ صرف اسی کے مقابلہ میں قابل وصول ہوں گے۔ مگر وہ ایسے دیون سے اقبال کر سکتا ہے جو خارج المیعا نہ ہوں اور اسی طرح

۱۷۲ بیٹی لارپور ٹر ۱۷۲۔

۱۷۳ بیٹی لارپور ٹر ۵۸۔

۱۷۴ کلکتہ ۵۰۸۔

۱۷۵ مدراس ۳۳۹۔

۱۷۶ ۳۲ بیٹی ۸۱۔ ۷۶۷۔ ۲۶ مدراس ۲۰۶۔

۱۷۷ (۶۱۹۱۰) مدراس دیکنی نوٹس ۱۹۵۔

سیعا و مقررہ میں توسیع کرے۔ کیونکہ قانون میعاد سماعت کی دفعہ ۹ کے لئے وہ باضابطہ مختار ہے۔

ثالثی میں سپرد کرنا اور مقدمہ دائر کرنا۔ ہندو خاندان مشترکہ میں باپ حیثیت منتظم خاندان جائداد خاندان مشترکہ بغرض تقسیم سپرد ثالثی کر سکتا ہے اور فیصلہ ثالثی جو ایسی سپردگی کی بنا پر صادر ہوگا بیٹے پر قابل پابندی ہوگا۔ اگر باپ کسی مقدمہ متنازعہ میں نیک نیتی کے ساتھ صلح کرے تو ایسی صلح بادی النظر میں بیٹوں پر واجب التعمیل ہوگی۔ اگر کوئی ڈگری منتظم خاندان کے خلاف ایسے مقدمہ میں صادر ہو جس میں نابالغ افراد و خاندان بطور مدعی علیہم شریک نہ کئے گئے ہوں تو ایسی ڈگری نابالغان پر قابل پابندی نہ ہوگی۔ وے اس امر کے استقرار کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان کے حقوق پر ڈگری مذکور سے کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

قرض لینا اور جائداد منتقل کرنا۔ اگرچہ خاندان مشترکہ کی جائداد بادی النظر میں مشترکہ ہوتی ہے تاہم اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ کوئی فرد خاندان اپنی ذات کے لئے قرض نہ لے اور نہ یہہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایسا قرض مشترکہ ہے۔ اسی طرح یہہ قیاس قانونی بھی نہیں ہے۔

۱۷۱ بجٹی ۵۱۲ - ۸ مدراس ۴۵۶ - ۵ مدراس ۱۶۹ - ۱۳ مدراس ۱۸۹ - ۷ مدراس ۲۲۱

۲۰ بجٹی ۱۵۵ - ۵ انڈین کیسز ۴۸ - ۱۳۰ آباد ۲۲۲

۱۶۵۷ آباد ۲۳۱ - ۲۷ بجٹی ۲۸۷ - ۵۷ (۱۹۰۸) ۴ مدراس لائٹس ۲۸۸

۱۹ مدراس لاجرٹل ۴۰ - ۱۵۷ بجٹی ۱۳۰ - ۱۲ بجٹی ۸ - ۱۳۰ آباد ۲۵۹

۵۵ کلکتہ ۳۲۱ - ۲۱ بجٹی ۵۵ - ۵۵ بجٹی ۸۱ - ۸ بجٹی ۲۰

منتظم خاندان کا لیا ہوا قرض خاندانی قرضہ ہے۔ منتظم خاندان کے افعال خاندان پر قابل پابندی ہونے کے لئے محض یہ ثابت کرنا کافی نہیں ہے کہ وہ منتظم خاندان ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہونا چاہیے کہ افعال مذکور خاندان کے فائدہ یا ضرورت کے لئے انجام پائے تھے۔ اگر غیر منقسمہ چچا جائداد خاندانی بیع کرے تو بہتجا اس وقت تک ایسی بیع کا پابند نہ ہوگا جب تک انتقال کے لئے ضرورت ثابت نہ ہو۔ اول قاعدہ یہ ہے کہ اگر خاندانی ضرورت ہو تو منتظم کو اختیار ہے کہ حتی الوسع معتمدہ انتظام کرے۔ اور جبکہ وہ اس طرح انتظام کرے تو وہ انتظام محض اس وجہ سے کالعدم نہ ہوگا ورنہ گا کہ کوئی ایک رکن خاندان راضی نہیں ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ جبکہ رضامندی افراد خاندان حاصل نہ ہو حسب ذیل قواعد پر عمل ہوتا ہے۔

(الف) منتظم خاندان کو اپنا اختیار صرف وقت ضرورت استعمال کرنا چاہیے۔

(ب) ضرورت۔ ضرورت رفع کرنے کے ذرائع اور فوائد جن کو حاصل کرنے کا خیال ہو ان سب کا لحاظ کرنا چاہیے۔

(ج) دائن و مشتری کا فرض ہے کہ ضرورت قرضہ دریافت کرے۔

(د) اگر وہ فریق فریب ہو تو وہ اپنی غلطی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

۱۸۵۱ء بمبئی ۵۲-۲۹ کلکتہ ۵۶۵-۳۱ کلکتہ ۶۴۳-۲۸ مدراس ۲۹-۲۷ بمبئی ۱۵۷

۲۷ مدراس ۲۸

۷۷ بمبئی لارپور ٹرسٹ ۱۷۲

۷۷ بمبئی لارپور ٹرسٹ ۵۸-۶ انڈین کیئر ۱۹۱

(د) اگر وہ اس قدر دریافت کر لیتا ہے اور دیانت سے کام کرتا ہے تو فی الواقع وجود ضرورت معاملات کی جو ازمی کے لئے شرط مقدم نہیں ہے اگر وہ دیانت سے عمل کرے اور دہوکا کہا جاوے تو وہ نقصان برداشت کرنے کا مستوجب نہ ہوگا۔

(و) یہ فرض نہیں ہے کہ وہ یہہ بھی دیکھے کہ زرشن کس غرض میں خرچ ہوا ہے۔ اگر ایک جزو قرضہ جائز ضرورت میں صرف نہ کیا جائے تو اس سے دائن کے قرضہ وصول کرنے کے استحقاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

پس مشتری کو باند کرنے کے لئے یہہ دیکھنا چاہیے کہ آیا ضرورت خاندانی تھی یا یہہ کہ خریدار نیک نیت کو یقین تھا کہ ضرورت درپیش ہے۔ جبکہ منتظم خاندان نے ضروریات متذکرہ بالا کے رفع کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو تو وگرمی جو اس قرضہ کے دلاپانے کی منتظم کے خلاف صادر ہو تمام خاندان پر واجب التعمیل ہوگی۔ اسی طرح منتظم خاندان اثاثہ البیت عند الضرورت گروہ کہہ سکتا ہے۔ اگر وہ کاروبار خاندانی کرتا ہو۔ راہن یا مشتری کو اس قدر ثابت کر دینا چاہیے کہ خاندان کو مصارف روزمرہ یا تجارتی ضروریات کے لئے روپیہ کی از حد ضرورت تھی اور منتظم خاندان کو ان ہی ضروریات کے اظہار پر رقم قرض دی گئی تھی۔ اگر جملہ واقعات پر غور کرنے کے بعد

نہ (۱۹۱۰ء) مدراس ویکلی نوٹس ۳۸۴۔ ۵۳ بی بی لارپورٹر ۲۴۳۔

۵۳ بی بی ہائیکورٹ ۵۱۔ اکلکتہ ۴۷۰۔

۵۳ بی بی ۳۷۲۔

۳۔ کلکتہ ۷۳۸۔

یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکے کہ روپیہ وجوہات خاندانی کے لیے قرض لیا گیا تھا تو مدعی کے حق میں ڈگری صادر ہوگی باوجود اس کے کہ وہ خاص غرض جس کے لیے وہ خاص رقم دی گئی ہو مشتری نہ بتا سکتا ہو۔ اگر کوئی ڈگری منتظم خاندان کی ذات پر صادر ہوئی ہو تو باوجود اس کے کہ وہ اغراض خاندانی کے لیے جو اس سے کوئی بنا رہخصامت اس کے بہائی کے خلاف پیدا نہیں ہوتی۔ اگر انتقال برضامندی جملہ شرکار عمل میں آوے۔ تو وہ ہمیشہ خاندان پر واجب التعمیل ہوگا۔ رضامندی خواہ صریح ہو یا معنوی۔ رضامندی ظاہر کرنے والے شرکار کا معاملت انتقال میں شریک ہونا لازمی نہیں ہے تاہم اگر ایسے انتقال کے متعلق جو ضرورت خاندانی کی بنا پر ہو رضامندی بعد انتقال ظاہر کرنا کافی نہیں ہے۔

نظائر مشعر اس کے کہ منتظم کے مقابلہ میں مصدرہ ڈگری دوسرے ارکان پر کب واجب التسلیم ہے۔

(۱) ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی کہ اگر صدر رہن نامہ تکمیل کردہ صرف منتظم خاندان ہے تاہم تمام جائداد خاندانی اس رہن کی ذمہ دار ہے اور اس رہن کی ڈگری کی تعمیل میں تمام جائداد نیلام ہو سکتی ہے۔

۱۷۵ بجٹی ۸۰۸ - ۲۵ بجٹی ۲۵۲ - ۲۰۵۲ مدراس لاجریل ۳۰۸ - ۲۴ بجٹی لارپورٹ

۵۸۷ - ۲۰۵۲ کلکتہ ۳۸۹ - ۲۷ کلکتہ ۸۰ - ۳۳

کلکتہ ۹۹ - ۲۰۵۲ مدراس لاجریل ۳۷۱ - ۳۷۱

۵۷۵ - ۵۷۵ کلکتہ ۲۷۰ - ۲۷۰ بجٹی لارپورٹ ۸۱۱ - ۳۹ کلکتہ ۸۳ - ۵۷۵



(۲) جبکہ قرضہ منتظم خاندان کی ضروریات کے لئے ہووے تو دیگر اراکین خاندان ایسی ڈگری کے پابند ہوں گے جو اُس قرضہ کے بارہ مین صادر ہو اگر چیکہ وہ فریق مقدمہ نہ رہے ہوں۔  
(۳) اسی طرح اگر منتظم خاندان کے مقابلہ میں بہ تعمیل ڈگری کسی جائدا خاندانی کا بیع عمل میں آوے تو اگر یہ ثابت ہو کہ قرضہ ضرورت خاندانی کے لئے لیا گیا تھا اور تمامی جائدا خاندانی رہن ہوئی تھی تو دیگر شرکار کے حصہ بھی منتقل ہو جائیں گے۔

(۴) جبکہ منتظم مندو خاندان کے خلاف برپائے قرضہ ناش دائر ہو اور اُس کے حقوق و مرافق جائدا خاندانی میں بہ تعمیل ڈگری نیلام ہو جائیں تو عدالت کو یہہ دریافت کرنے کے لئے کیا حقیقت فی الواقعی منتقل ہوئی ہے حسب ذیل سوالات پر غور کرنا ہوگا۔

(۱) آیا قرضہ ایسا تھا کہ اُس کی بنا پر عام جائدا بیع ہو سکتی تھی۔  
(۲) آیا مشتری نے فی الواقعی تمام جائدا کا معاملہ کیا اور تمام جائدا خرید کی۔

(۵) جبکہ تجارت موروثی ہو نہ یہ کہ منتظم خاندان نے آغاز کی ہو اور دوسرے بالغ ارکان قرضہ پر اعتراض نہ کریں تو قرضہ بادی النظر میں بالغ ارکان خاندان پر واجب الادا ہوگا۔

(۶) جبکہ بمقابلہ قائم مقامان خاندان جائدا خاندانی کے مقابلہ میں

نان و نفقہ کی ڈگری صادر ہو تو اُس کی تعمیل بیٹوں پر کرانی جاسکتی ہے اگرچہ وہ فریق مقدمہ نہ ہوں۔

(۷) ایسی ڈگری کے متعلق جو منتظم خاندان کے حق میں یا مقابلہ میں صادر ہو یہہ قیاس ہوگا کہ وہ قائم مقام کی حیثیت سے صادر ہوئی ہے اور اس لئے تمام خاندان پر واجب التعمیل ہوگی یہ

(۸) دہرم شاستر کی رو سے ایک شریک کے مقابلہ میں مصدرہ ڈگری دوسرے شریک پر واجب التعمیل نہیں ہوا کرتی ہے جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کہ شخص اول الذکر منتظم خاندان ہے اور ڈگری قرضہ خاندانی کے لئے صادر ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ دوسرے شرکا کو طرز عمل سے یہہ پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔

ہیہ بنجاب منتظم خاندان۔ منتظم خاندان نابالغ شریک کا حصہ بچہ خاص اعراض کی تکمیل کے لئے یا ضروریات کی صورت میں ہیہ نہیں کر سکتا۔ منتظم خاندان نے اسٹیگ مل کے حصص جو جائداد خاندانی تھی اپنی غیر منقسم دختر کو ہیہہ کر دی۔ بچویر ہوئی کہ ایسا ہیہہ ناجائز ہے یہ

ایک مقدمہ میں جائداد خاندانی جسمین ایک رکن نابالغ تھا منتظم خاندان نے کسی پوجاری کو ہیہہ کر دی تو ایسا ہیہہ ناجائز قرار پایا یہہ کاروبار خاندانی۔ مدراس۔ یہاں یہہ ضروری نہیں ہے کہ کسی کاروبار

۵۷ ناگپور لارپورٹر ۱۸۱۔

۷۸ مدراس ۶۸۹۔

۵۷ ۱۸۵۷ بمبئی ۱۶۷۔ ۵۷ بمبئی لارپورٹر ۸۸۳۔

۷۷ ۱۱ بمبئی لارپورٹر ۱۱۳۵۔

۷۷ ۱۹ بمبئی ۸۰۳۔

میں جو کوئی ایک رکن چلایا ہو خاندان مشترکہ کے اراکین شریک کار متصور ہوں گے۔  
 ارکان خاندان کی ذمہ داری اُن کے حصہ جائداد خاندانی پر محدود ہے اور  
 ذاتی نہیں ہے۔

## باب ششم

### قرضہ

غیر اشخاص کے قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری کی وجہ سے بیٹا۔  
 معمولی شریک خاندان۔ شوہر اور باپ کی ذمہ داری دربارہ  
 ادائی قرضہ متعلق باپ۔ متوفی شریک منتظم۔ بیوی اور بیٹا۔  
 خاندانی جائداد کا ایسی ڈگری کی تعمیل میں جو باپ کے خلاف  
 صادر ہوئی ہو نیلام ہونے سے بیٹے کی حقیقت پر کب اثر پڑے گا۔  
 مسئلہ کہ قرضہ جائداد کے ساتھ ہے۔

غیر اشخاص کا قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری کی وجہ سے غیر اشخاص کا

قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری تین ذریعہ سے عائد ہوتی ہے۔

(۱) یہ فرض مذہبی ہے کہ مقروض کو اس کے قرضہ کے گناہ سوجایا جائے۔  
یہہ اس صورت سے متعلق ہے جبکہ مقروض اور قرضہ ادا کرنے والا باپ  
و بیٹا یا دادا و پوتا ہوں۔

(۲) اخلاقی فرض ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق جس کی جائیداد  
اس دوسرے شخص کو حاصل ہوئی ہو۔

(۳) قانونی فرض ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق جس نے  
اس دوسرے شخص کے کارندہ کی حیثیت سے قرضہ لیا ہو۔ (مین طبع ششم  
صفحہ ۳۷۶)۔

باپ کا قرضہ ادا کرنے کے متعلق بیٹے کی ذمہ داری بتا کثیر  
کتب۔ یا جنادک۔ اگر باپ کسی غیر ملک کو چلا گیا ہو یا حقیقتاً یا قانوناً فوت  
ہو گیا ہو یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جو ناقابل صحت ہو تو بیٹوں یا ان کے  
بیٹوں کو اس کا قرضہ ادا کرنا چاہیے۔ لیکن ایسا قرضہ باپ کا بیٹے کو ادا  
کرنا لازمی نہیں ہے جو اس پر شراب یا عیش یا جو سے مین عائد ہوا ہو یا  
جائیداد جراثمہ کے باقی ہو اور جسکی ادائیگی کا اس نے بلا غور کئے ہوئے وعدہ  
کر لیا ہو۔ و جنانیشور اپنی شرح مین بیان کرتے ہیں۔ خواہ بیٹوں اور  
پوتوں کو کوئی جائیداد اپنے بزرگوں کی حاصل ہو یا نہ ہو بزرگوں کے قرضہ کی ادائیگی  
لازمی ہے۔ بشرطیکہ خلاف قانون و اخلاق نہ ہو۔ لیکن صرف بیٹے ذمہ دار  
ہیں اور بیٹے نہ ہونے کی صورت میں پوتے۔ بیٹوں کو اصل معہ سود اپنے  
باپ کی طرح سے ادا کرنا چاہیے۔ لیکن پوتوں کو صرف اصل ادا کرنا فرض ہے  
سود کی ادائیگی پوتوں پر لازمی نہیں ہے۔

برہم چستی۔ اگر باپ زندہ نہ رہے سب سے اول اُس کے قرضہ کی ادائیگی عمل میں آنا چاہیے۔ اس کے بعد اپنا ذاتی قرضہ۔ لیکن اگر دادا کے کوئی قرضہ چھوڑا ہو تو اُس کی ادائیگی سب سے پہلے لازمی ہے۔

نارو۔ باپ پر اپنے بیٹے کے قرضہ کی ادائیگی لازمی نہیں ہے۔ لیکن بیٹے کو اپنے باپ کا ایسا قرضہ ادا کرنا چاہیے جو محبت اور غصہ کی وجہ یا شراب قمار بازی یا ضمانت کی وجہ سے عائد ہوا ہو۔

گوتم۔ ایسا روپیہ جو باپ پر بحیثیت ضامن عائد ہوتا ہو۔ قرضہ تجارتی۔ ایسا قرضہ جو شراب خواری یا قمار بازی کی وجہ سے عائد ہوا ہو۔ اور جرمانہ کے ذمہ دار مقروض کے بیٹے نہ ہوں گے۔

ویشنو۔ اگر قرضہ لینے والا مر جائے یا تارک الدنیا ہو جائے یا پھر سال تک لاپتہ رہے تو اُس کا قرضہ اُس کے بیٹوں یا پوتوں کو ادا کرنا پڑیگا۔ لیکن دود کے رشتہ دار اپنی مرضی کے خلاف مجبور نہیں ہو سکتے۔ متو۔ اگر عورت کا میٹا موجود ہو اور وہ اپنے کمانے والے بیٹے کو چھوڑ دے تو اُس بیٹے کو چاہیے کہ اُس کے استری دھن سے قرضہ کی ادائیگی میں لائے۔

بیٹے کی ذمہ داری کی ابتدائی تواریخ۔ باوجود اس کے کہ کتب دہرم شاستر میں تحریر ہے میٹا باپ کے قرضوں کا اُس وقت تک ذمہ دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُس کو جائیداد موروثی ہاتھ نہ لگے۔ اور اسی مسئلہ کے نفاذ کے لیے بھٹی ایکٹ ۱۹۲۹ء نافذ کیا گیا ہے۔ یہ تجویز

ہوئی ہے کہ ایسے مقدمات میں عدالت کو مدعی کے حق میں ڈگری صادر کر دینا چاہیئے۔ رہا یہ امر کہ متوفی کی کوئی جائداد مدعیہ کو بحیثیت قائم مقام ملی ہے یا نہیں اس کا تقضیہ بصیغہ تعمیل ہونا چاہیئے۔ لیکن اسکے ساتھ مدعی کا بھی یہ فرض ہے کہ ایسے واقعات ثابت کرے کہ جن سے بادی النظر میں یہ استنباط کیا جاسکتا ہو کہ کوئی جائداد مدعی علیہ کے ہاتھ آئی ہے یا آئی چاہیئے تھی اور محض یہ امر کہ مدعی علیہ نے صداقت نامہ وارثت حاصل کر لیا ہے جائداد پانے کا ثبوت نہیں ہے۔

باب کے دیون کی ادائیگی کی بیٹے پر ذمہ داری۔ بین صاحب لکھتے ہیں کہ ”خواہ جائداد موروثی ہو یا مکتوبہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور خواہ قرضہ متوفی کی جائداد کے مفید ہو یا غیر مفید بیٹے کا فرض ہے کہ قرضہ ادا کرے اور یہ فرض مذہبی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ قرضہ اغراض ناجائز کے لئے نہ ہو۔ یعنی دہرم شاستر کی رو سے لڑکا اپنے باپ کے قرضہ سے سبکدش ہونے کے لئے نوعیت جائداد نہیں دیکھی جاتی ہے۔ بلکہ نوعیت قرضہ۔ پس اگر جائداد خاندان ایسے قرضہ کی ادائیگی میں پیچ کی جائے تو بیٹوں کی حقیقت مشتری پر منتقل ہو جائے گی۔ بٹیا صرف ایسے قرضہ کا ذمہ دار ہے جو باپ نے جائز طور سے لیا ہو اور ایسے قرضہ کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں کی جاسکتی جو اس کی توہمات یا کمزوری کی وجہ سے عائد

۱۳ بجٹی ۶۵۳-۸ بجٹی ۲۲۰-

۱۵ مدراس ۳۹۷-۱ مدراس ۳۰۹-۶ اکلکٹہ ۴۵۷-

۱۵ اکلکٹہ ۱۴۸-۱۵ اکلکٹہ ۷۱۷-۱۲ مدراس ۳۰۹-

ہوے ہوں۔ لیکن شرعی پر یہ فرض نہیں ہے کہ باپ کے قرضہ کی بیٹے پر ذمہ داری عائد کرنے کے لئے یہ ثابت کرے کہ قرضہ خاندان کے قاعدہ کے لئے لیا گیا تھا۔ اتنا ہی کافی ہے کہ قرضہ ثابت کر دیا جائے اور تب بیٹے کو ثابت کرنا چاہیے کہ قرضہ نامناسب غرض کے لئے لیا گیا تھا اور اُس کی شہادت معین ہونی چاہیے۔ محض اس واقعہ کا اثبات کہ باپ ایک عیاش شخص تھا کافی نہیں ہے یہ

ایک مقدمہ میں باپ نے جو کہ خاندان مشترکہ کارکن تھا ناجائز اغراض کے لئے کچھ قرضہ لیا اور اُس کے بعد ایک دوسرے شخص سے اُس قرضہ کی ادائیگی کے لئے رقم اُدھار لی گئی۔ شخص آخر الذکر نے بیٹے سے اُس رقم کا دعویٰ کیا۔ تجویز ہوئی کہ بیٹے کو یہ حق حاصل ہے کہ باپ کے قرضہ کی ناجوازی کا عذر کرے۔ اگرچہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ جائداد موروثی میں اپنے بیٹے کا حق بھی سابقہ دیون کی ادائیگی میں منتقل کر دے تاہم اگر بیٹے کی حقیقت پہلے ہی سے قرق ہو تو ایسا انتقال عمل میں نہیں آسکتا۔ بیٹے پر ذمہ داری عائد ہونے کا قاعدہ مذکور کا اطلاق لمبوری برہمنوں پر نہیں ہوتا ہے۔ نیلام کی ڈگری اُس وقت صادر نہیں ہو سکتی جبکہ وطن مریوٹہ بیٹے پر منتقل ہو چکا ہو۔

حسب ذیل مقدمات ایسے ہیں کہ جن میں باپ کے قرضہ کی بیٹے پر

۳۰۵ء الہ آباد ۱۵۶۱-

۳۳۵ء بمبئی ۲۶۱-

۳۵۱ء بمبئی لارپورٹر ۴۸۲-

۳۲۸ء بمبئی ۳۴۸-

۲۸۵ء الہ آباد ۳۰۸-

۱۰۵ء مدراس ۹-

ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

(۱) جبکہ باپ نے قرضہ موجودہ اپنے کسی سابقہ قرضہ کی ادائیگی کی ضمانت میں لیا ہو۔

(۲) جبکہ قرضہ دوسرے شخص کے ذمہ دین کی ضمانت میں عائد ہوا ہو۔

(۳) ایسا قرضہ جو شریک خاندان کی پہلی شادی کے لئے لیا گیا ہو دوسری شادی کے لئے قرضہ لینا ہی اس وقت واجب الادا ہوگا جب یہ ثابت کیا جائے کہ شادی ضروری تھی۔

(۴) ایسا خرچہ جو ہمدردی حصول صداقت و راست بصورت ناکامیابی عدالت سے عائد کیا جائے۔

(۵) کوئی دوسری قسم کا قرضہ خواہ کتنی ہی غیر معقول وجہ پر لیا گیا ہو بشرطیکہ وہ ناجائز یا خلاف اخلاق نہ ہو۔

(۶) جو محض فضول خرچی کی وجہ سے عائد ہوا ہو۔

(۷) جبکہ ایسی دگری کی رقم ادا کرنی پڑے جو متوفی باپ کے مقابلہ میں کسی رقم کے روکنے کی بنا پر صادر ہوئی ہو یا کسی ایسے پراسیری

۱۱ مدراس ۳۷۳-۲۸ مدراس ۲۲۷-۱۱۱۱ آباد ۲۲-۲۳ یہی ۲۵۴-۲۸

مدراس ۳۷۷-

۱۱۱۱ آباد لاجنیل ۶۶۷-

۱۱۱۱ آباد ۲۶۷-

۲۰ کلکتہ ۳۲۸-۲۲ کلکتہ ۳۵۷-۶۶

۲۷ کلکتہ وکیل نوش ۶۵۹-

۱۱۱۱ آباد ۲۳۱-۱۱۱۱ آباد ۲۶۷-۲۲ مدراس ۲۶۷-۱۱۱۱ کلکتہ وکیل



نوٹ کی بنا پر ہو جو باپ نے خارج المیعا و قرضہ کی عوض میں دیا ہو۔  
 (۸) جبکہ حیثیت متعلم خاندان باپ نے خاندان کے فائدہ کے لیے  
 کوئی معاہدہ کیا ہو اور تعمیل معاہدہ سے قاصر رہا ہو۔  
 ایسا قرضہ جو کسی ایسی ڈگری کی وجہ سے دینا پڑے جو کسی فعل ٹلڈ  
 کی بنا پر باپ کے خلاف صادر ہوئی ہو۔  
 (۹) لیکن بیٹا اپنے باپ کے ایسے قرضہ کا ذمہ دار نہ ہوگا جو خیانت  
 مجرمانہ کی بنا پر باپ کے اوپر عائد ہو یا کسی ایسے مجرمانہ کی ادائیگی کا جواب  
 کسی جرم کے ارتکاب میں عائد ہو یا جو حفظ امن یا نیک چلنی کیلئے  
 ضامن ہو ہو۔  
 (۱۰) بیٹا باپ کے قانوناً ناجائز فعل کے ہر جہ کی ڈگری کی ادائیگی کا  
 پابند نہ ہوگا مثلاً چوری یا خیانت مجرمانہ۔  
 (۱۱) جبکہ باپ نے ایسا قرضہ لیا ہو جس کی ذمہ داری دو امانت عائد  
 ہوتی ہو تو بیٹے پر اس کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔  
 (۱۲) اس قرضہ کی ادائیگی جس کو باپ نے شراب کے لیے لیا ہو  
 بیٹے پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

۱۶۵ مدراس ۹۹-۶ مدراس ۲۹۳- ۱۶۱ مدراس ۱۶۱-

۱۴۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۹- ۳۲۵ بی بی ۳۴-

۲۸۵ مدراس ۳۴۴-

۱۴۵ کلکتہ ۶۶۲- ۲۶ مدراس ۷۱- ۶ بی بی لارڈ پورٹر ۶۴۲-

۶ بی بی لارڈ پورٹر ۶۴۲-

(۱۳) اُس قرضہ کی ادائیگی جو باپ پر کسی ایسے مقدمہ کے خارج ہونے کی وجہ سے عائد ہو جو اُس نے بصیغہ مفلسی کسی نابالغ کر رفتی کی حیثیت سے دائر کیا ہو۔ کیونکہ یہ رقم جرمانہ (ڈنڈ) کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہر خرچہ عدالتی ڈنڈ ہے۔

(۱۴) ایسا قرضہ جو باپ نے اس غرض سے لیا ہو کہ کسی بیوہ کو اس غرض سے دے کہ وہ اُس کے بیٹے کو مقبلیٰ لے لے کیونکہ یہ رشوت ہے اور ممنوع ہے۔

جائز دیون کی چند تشلیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ جو شہزادہ کی انجام دہی کے لئے لیا جاوے بیٹے کا فرض ہے کہ ادا کرے خواہ بیٹا بالغ ہو یا بالغ یا بعد وفات پر پیدا ہو۔

(۲) لیکن پوتے کا فرض نہیں ہے کہ اپنے باپ کے مساوی داد کی قیمت کے اخراجات میں امداد کرے۔

(۳) خورد و کن شرکت کی شادی ضرورت خاندانی ہے۔ اس لئے اگر باپ اپنے بیٹے کی شادی کے لئے قرضہ لے اور جائداد کی آمدنی اخراجات کے لئے کافی ہو تو ایسا قرضہ جائز کہلائے گا۔ اور اسکی

۱۔ پنجاب ویکلری کارڈس ۱۹۰۹ء - ۲۰ مدراس لاجرل ۸-۹ مدراس لائٹس ۳۰۸

۶۵۲ انڈین کیسز - ۲۰۸

۸۵۳ انڈین کیسز - ۶۲۵

۵۴ دہرم شاستر مؤلفہ میگنٹ صاحب جلد ۲ باب ۶ صفحہ ۲۹۶ - ۵ بھٹی ۵۰ - ۴

۵۵ مدراس لائٹس ۲۹۳ - ۵ انڈین کیسز - ۵۵۵ - ۸۵۵ انڈین کیسز - ۱۹ - ۳۲ بھٹی ۸۱ -

۱۳۲ الہ آباد ۵۴۵ - ۵

ادائی محورو رکن خاندان پر لازمی ہوگی۔ اسی طرح اگر برعین ذات میں باپ اپنی لڑکی کی شادی کے لیے قرضہ لے تو جائز ہے۔ اسی طرح بہائی کا فرض ہے کہ اپنے بہائی کی بیٹی کی شادی ضرور کرے۔ اس لیے قرضہ جو اس غرض کے لیے لیا جاوے دوسرے ارکان خاندان کے ذمہ واجب ہوگا۔

متاکثر کی رو سے بیٹے پر فرض مذہبی ہے کہ ایسے معاملات کی ڈگری کیجے اُس کے باپ کے خلاف اُس زمانہ کی باتہ صادر ہوئی ہو جبکہ ناجائز طور پر کسی کو اُس نے محروم رکھا ہو ایفا کرے۔ عذرات جو منجانب بیٹے کے پیش ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ کہ قرضہ ناجائز یا خلاف تہذیب یا نامناسب تھا۔

(۲) یہ کہ بیع سے بیٹے کی حقیقت جائداد مشترکہ میں منتقل نہیں ہوئی اس سے کہ بیٹا فرق کارروائی نہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع کے وقت فریقین کا شمار میرا حصہ منتقل ہونے کے متعلق نہ تھا۔ باپ کی وفات کے بعد بیٹوں کے مقابلہ میں اُس کی ڈگری کی تعمیل۔ یعنی ہائیکورٹ نے یہ طے کیا ہے کہ ایسے زر نقد کی ڈگری جو باپ کے مقابلہ میں حاصل کی گئی ہو اُس کی وفات کے بعد بیٹوں کے مقابلہ میں تعمیل کرائی جاسکتی ہے گو قرضہ باپ کا ذاتی ہو۔ لیکن گلگتہ۔ الہ آباد اور مدراس ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا ہے کہ بیٹوں کے مقابلہ میں ایسی ڈگری

کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ دائن کو چاہیے کہ جدید نالاش رجوع کرے تاکہ بیٹا قرضہ خلاف تہذیب ہونے کا اعتراض کر سکے۔ الہ آباد ہائیکورٹ کے جلسہ کاملہ نے گلگتہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ سے اتفاق کرتے ہوئے یہ تجویز کی کہ اگر بیٹا اپنے باپ کا قائم مقام درج رجسٹر ہو جائے تو وہ یہ اعتراض پیش کر سکتا ہے کہ جائیداد بینہ موروثی تھی اور وہ بحیثیت پس ماندہ مالک ہوا تھا۔ ایسی دگری برہائے رسن جو کسی ایسے شخص کے خلاف حاصل کی گئی ہو جو متاکشر کے تابع ہو بیٹے کے مقابلہ میں تعمیل کرائی جاسکتی ہے اگرچہ وہ فریق مقدمہ نہ رہا ہو لیکن وہ بعینہ تعمیل قرضہ خلاف تہذیب ہونے کا عذر کر سکتا ہے۔

ایسے قرضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری جو بحیثیت ضمانت لیا گیا ہو برہستی نے چار قسم کی ضمانت بتائی ہیں۔ (۱) ضمانت حاضری۔ (۲) ضمانت نیک چلی۔ (۳) ضمانت ادائی رقم قرضہ۔ (۴) اصل قرضہ دار کی جائیداد قرضہ میں دلانے کی بابت ضمانت یہ

اول الذکر دو صورتوں میں ذمہ داری ذات پر محدود ہے۔ لیکن آخر الذکر دو صورتوں میں ضمانت کی وفات کے بعد بیٹے ذمہ دار ہوتے ہیں یا جادو لک نارو اور متوین اس کا ذکر ہے۔ ان کتب میں ضمانت حاضری اور ضمانت اطمینان ادائی قرضہ میں تمیز کیا گیا ہے۔ کیونکہ اول الذکر صورت میں بیٹا اسی وقت مستوجب نالاش ہوگا جبکہ ضمانت کی جائیداد کو معاملت سے

کوئی منافع پہنچا ہو۔ اگر کوئی معاہدہ سود کا نہ ہوا ہو تو میا صرف اصل کی ادائی  
 کا ذمہ دار ہوگا۔ پوتا دادا کے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جب تک  
 کہ اس کو معاوضہ نہ ملا ہو۔ مگر ریویلیں صاحب کا بیان ہے کہ ایسے معاملہ  
 بارے میں بیٹے اور پوتے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ گلگتہ ہائی کورٹ  
 میں ابھی اس مسئلہ کا کامل طور پر تصفیہ نہیں ہوا کہ متاثرہ کی رُو سے بیٹا اس  
 قرضہ کی ذمہ داری لے سکتا ہے جو اس کے قبل اس کے باپ نے کیا  
 ضمانت ہو کر عائد کیا ہو۔ یہی ہائی کورٹ کی رُو سے اگر موروثی جائداد بیٹے کو  
 حاصل ہوئی ہو تو بیٹا اپنے باپ کے ایسے قرضہ کی ادائی کا ذمہ دار ہوگا  
 جو اس نے بطور ضمانت لیا ہو۔ الہ آباد ہائی کورٹ کی رُو سے بیٹا ایسے  
 قرضہ پر ذمہ دار ہے یہی مدراس ہائی کورٹ میں یہہٹے ہوا ہے کہ  
 جملہ موروثی جائداد بشمول حصہ فرزند ایسے قرضہ کی ادائی کی ذمہ دار ہے  
 کا تیان۔ ضمانت کا قرضہ کسی وجہ سے ہی پوتوں کو ادا کرنا لازمی نہیں ہے  
 بلکہ صرف بیٹے کو معہ سود کے ادا کرنا چاہیے۔ ہاں اگر بیٹا مر جائے اس  
 صورت میں پوتا ادا کرے گا اور یہہ ذمہ داری چارہشت تک ہے۔  
 منو۔ جو رقم ضمانت یا بلا سہنے ہوئے وعدہ کر دینے سے عائد ہوتی ہو۔  
 یا جو قمار بازی میں ہار دی جائے یا شراب خواری کی وجہ سے عائد ہوتی  
 ہو۔ اس سب کا ذمہ دار بیٹا نہ ہوگا۔ یہہ قاعدہ صرف ضمانت حاضری سے

۲۸۵ بی بی ۳۰۸ - ۱۷۷ اس لا جرنل ۲۸۳ - ہندو فیملی لاٹو افسر ریویلیں صاحب جج

۳۵ گلگتہ وکیل نوٹس ۲۲۹ - انڈین کیسز ۱۵۳ - ۳۳ بی بی ۳۵۴ -

۲۸۵ مدراس ۳۷۷ -

۲۶۹ الہ آباد ۶۱۱ -

متعلق ہوگا۔ اور اگر ضمانت فوت ہو جائے تو حاکم اس کے وارث کو بھی ادائی پر مجبور کر سکتا ہے۔

وشتمو۔ ضمانت حاضری۔ نیک چلنی اور ادائی رقم کی ہوا کرتی ہے۔ اول الذکر دو کو پانچویں کے وعدہ سے قاصر رہنے کی صورت میں قرضہ ادا کر دے۔

نمونہ ڈگری۔ صحیح نمونہ ڈگری کا یہ ہونا چاہیے کہ ڈگری کی تعمیل صرف ایسی جائداد پر جو باپ کی ہو اور بیٹوں کے قبضہ میں آئی ہو کیجا تو اور جب تک کہ ایسی نتیجہ قائم ہو کر فیصلہ نہ ہو جائے کہ بیٹوں کو کافی اثاثہ ملا ہوا ان کی ذات پر کوئی ڈگری صادر نہ ہونی چاہیے۔

ذمہ داری کب عائد ہوتی ہے۔ اصل کتب میں بعد وفات پدر ذمہ داری کا عائد ہونا بتلایا گیا ہے۔ لیکن فیصلہ جات عدالتی سے اب یہ طے پایا ہے کہ باپ کی زندگی میں ہی دائن تمام جائداد خاندانی کے مقابلہ میں اپنا دعویٰ نافذ کر سکتا ہے۔ قرضہ خواہ بیٹوں کی پیدائش کے پہلے کا ہو یا بعد کا ذمہ داری برابر رہتی ہے۔ یہ خاندان مشترکہ میں بیٹوں پر باپ کے ساتھ ایسے تمسک کی بنا پر دعویٰ ہو سکتا ہے جو باپ نے تنہا انکی پیدائش کے پیشتر تحریر کر دیا ہو۔ بشرطیکہ بدل تمسک خلاف قانون یا تہذیب نہ ہو۔ دائن یہہ ناش کر سکتا ہے کہ باپ کے قرضہ کے بیٹے ذمہ دار قرار دیئے جائیں اگرچہ کہ اس نے ابتدائی دعویٰ بمقابلہ پدر میں بیٹوں کو فریق

۱۵۸ مدراس لائٹس ۱۰۵۔ ۲۸ میچی ۳۸۳۔ ۲۶ مدراس ۳۲۶۔ ۲۹ مدراس ۲۰۰۔

۱۵۵ الہ آباد ۷۵۔ ۲۱ الہ آباد ۲۸۱۔ ۲۳ الہ آباد ۲۰۸۔ ۲۴ الہ آباد ۴۵۹۔ رخ ۲۹ الہ آباد ۵۴۴۔

۲۲ مدراس ۴۹۔ ۲۰ کلکتہ ۳۲۸۔

نہ بنایا ہو۔ صورت مذکور بالا اُس وقت متعلق ہوتی ہے جبکہ بیٹے باپ کو ساتھ  
مشتراک ہوں۔ لیکن اگر منقسم ہوں تو وہ باپ کے ایسے قرضہ کو ذمہ دار  
نہ ہوں گے جو بعد کو عائد ہو۔ لیکن تقسیم ہوتے کے بعد بھی اگر یہ ثابت  
ہو کہ تقسیم محض دامن کو دہو کا دینے کی غرض سے عمل میں آئی ہے تو  
منقسم بیٹے بھی ذمہ دار ہوں گے۔ اس امر سے کہ جائداد موروثی بعدہ  
زائل ہو گئی بیٹوں کی ذمہ داری کم نہیں ہو سکتی۔ دامن کا فرض ہے کہ  
وہ اسی قدر ثابت کر دے کہ متوفی کی جائداد اُس کے بیٹوں کو حاصل  
ہوئی ہے اور پھر بیٹوں پر بار ثبوت اس امر کا ہوگا کہ قرضہ ناقابل ہائید  
ہے خواہ اس وجہ سے کہ اُن کو کوئی جائداد کافی ہاتھ نہیں آئی یا قرضہ  
خلاف قانون و تہذیب ہے۔ متوفی کی جائداد فرض کی اس معنی میں قلیل  
ہوگی کہ دامن اُس کی ذات کو ذمہ دار قرار دے سکتا ہے اگر اُس نے  
جائداد کا انتظام مناسب نہ کیا ہو۔ باپ یا کسی دوسرے رکن خاندان  
مشتراک کی وفات سے دامن کو ایسے قرضہ ڈگری کے وصولی کے لئے  
جو بیٹے سے واجب الوصول ہو جدید ہمارخصت نہیں پیدا ہوتی۔  
اگر باپ اور بیٹے دونوں ملکر قرض لین اور پراپیٹری نوٹ صرف  
نابالغ لڑکے کے نام سے ہو دامن کو باپ کے خلاف ڈگری مل سکتی  
ہے۔

۱۹۵۲ء ۲۲ مدراس ۵۱۹-خ ۲۴ مدراس ۵۹۵-

۱۹۵۲ء الہ آباد ۵۷-

۱۹۵۳ء بمبئی ۳۲۰-۲۴ بمبئی ۳۴۳-خ ۲۹ مدراس ۲۰۰-

۱۹۵۷ء الہ آباد لاہور ۴۵۹-

برہم پستی۔ باپ کا قرضہ اگر ثابت ہو جائے تو بیٹوں کو ضرور ادا کرنا چاہیے۔ داد کا قرضہ پوتون کو بغیر سود کے دینا چاہیے۔ لیکن پوتون کا ادا کر دینا فرض نہیں ہے۔

پوتون۔ بھتیجے وغیرہ کی ذمہ داری۔ بھتیجا ایسے چچا کے قرضہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے جو بحالت اشتراک بہ حیثیت منتظم خاندان کے فائدہ کے لئے لیا گیا تھا۔ بیوی اپنے قرضہ کی ذمہ دار ہے اور ایسے قرضوں کی جو اس نے اپنے خاوند کے ساتھ بلا اشتراک لیا ہو اپنی استری دھن کے حد تک ذمہ دار ہے۔ پوتے پر یہ فرض نہیں ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ بہ حصہ مساوی دادوں کے اخراجات میت ادا کرے۔

قرضہ جات رہن۔ اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی کی جانب سے اس امر کی شہادت پیش نہ کی جائے کہ وہ واقعات کیا تھے جن میں باپ نے تکمیل شک کی تھی بیٹا ایسے رہن نامہ کی بناء پر ذمہ دار قرار پاسکتا ہے کہ نہیں مختلف رائے ہیں۔ الہ آباد ہائی کورٹ نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ ایسی حالت میں دائن کا فرض ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ قرضہ مندرجہ رہن نامہ کسی ضرورت قانونی کی وجہ سے لیا گیا تھا یا کم از کم اس نے معقول تحقیقات اس امر کی کر لی تھیں کہ قرضہ ضرورت قانونی یا قرضہ سابقہ کی ادائیگی کے لئے لیا گیا تھا۔ ممبئی ہائی کورٹ نے



اس کے خلاف تصفیہ کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ اولاد پر فرض ہے کہ قرضہ کی ناجوازی ثابت کرے لیکن مدراس اس ہائی کورٹ نے بمبئی ہائی کورٹ سے اتفاق کیا ہے یہ مگر یہہ غور طلب ہے کہ معاملہ بیع میں مدراس ہائی کورٹ نے بھی شستری پر اثبات ضرورت کا بار ثبوت رکھا ہے۔ کلکتہ ہائی کورٹ نے وضاحت کے ساتھ یہہ تحریر کیا ہے کہ اگرچہ ضرورت ثابت نہ ہوتا ہم اگر ناجوازی کا ثبوت بھی پیش نہ کیا جائے اور یہہ بھی ثابت نہ ہو کہ دائن نے ضروری تحقیقات کر لی تھی تو قرضہ سابقہ متصور ہوگا۔ اور اگرچہ رہن کا نفاذ اس لئے نہیں کیا جاتا ہے کہ معاملہ سے قبل کا قرضہ ثابت نہیں ہے تاہم مرتبہ باب اور اولاد دونوں کے مقابلہ میں دعویٰ دائر کر کے جملہ جائداد موروثی سے بشمول جائداد مرہونہ رقم وصول کر سکتا ہے۔ اگر ایک مرتبہ رہن کی بنا پر جائداد بیع ہو جائے تو اولاد محض اس بنا پر بازیافت جائداد کا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ ابتدائی مقدمہ میں دے فریق نہ تھے۔ بخیر اس کے کہ وہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق ثابت کر لیں۔ ذاتی دگری

۱۴۲ بمبئی ۳۰ - ۳۸۱ مدراس

۱۴۲ بمبئی ۳۰ - ۳۸۱ مدراس

۱۴۲ مدراس ۵۱ - ۲۹ مدراس ۲۰۰ - ۱۴۲ کلکتہ ۶۲ - ۱۴۲ کلکتہ ۳۵ - ۱۴۲ کلکتہ ۳۵

خ ۱۴۲ کلکتہ ۸۲ مگر یہہ صحیح راستے پر نہیں ہے۔ ۱۴۲ کلکتہ ۶۲ - ۱۴۲ کلکتہ ۳۵ - ۱۴۲ کلکتہ ۳۵

۱۴۲ کلکتہ ۳۵ - ۱۴۲ مدراس ۲۸۶ - ۲۹ مدراس ۲۰۹ - خ ۲۴ مدراس

۱۴۲

۱۴۲ الہ آباد ۲۱ - ۲۸ الہ آباد ۱۸۲ - ۱۲ بمبئی لاہ پورٹر ۸۱۱ -

کی صورتیں بھی خاندانی جائیداد کے بیج سے بیٹے کا حق منتقل ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق ثابت نہ ہو بلکہ اگر قرضہ سابقہ یا ضرورت جائز کا ثبوت لازمی ہے ورنہ اپنی حقیقت کی حد تک بیٹے کو منسوخ کر سکتے ہیں۔

**متوفی شریک کے قرضہ کے متعلق پسماندہ شریک کی ذمہ داری**  
اس ذمہ داری کا دار و مدار اس امر پر ہے کہ پسماندہ شریک اور متوفی شریک کے باہم کیا رشتہ ہے۔ اگر رشتہ باپ اور بیٹے کا ہو تو اس کے متعلق اور بیان ہو چکا ہے۔ اگر تعلق منظم خاندان ہونے کا ہو تو اس کے متعلق آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ تیسری اور آخری صورت وہ ہے کہ جبکہ متوفی معمولی شریک ہو۔ ایسی صورت میں یہ قاعدہ ہے کہ حق پسماندگی کو حق امتعال پر ترجیح ہے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں شریک کی وفات پر اس کا حصہ ختم ہو جاتا ہے۔ پس کسی شریک کے دائن کو چاہیے کہ اگر وہ کامیابی چاہتا ہے تو اس دوسرے شریک کے حصہ کو اس کی زندگی میں قرق کرادے ورنہ پسماندہ شریک ادائی قرضہ کا ذمہ دار ہو گا۔ محض فیصلہ اپنے حق میں حاصل کر لینا کافی نہیں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یا تو جائیداد میں ہو یا قرق ہو بلکہ رہن ہونے کی صورت میں ڈگری کا حامل نہ ہونا مانع نہیں ہو سکتا بلکہ اگر قرضدار کی جائیداد مستم کے

۱۲۸۵ء الہ آباد ۳۲۔

۱۲۷۰ء الہ آباد ۱۶۔

۱۲۸۵ء کلکتہ ۱۱۱۔ ۳۲ کلکتہ ۲۳۳۔ ۳۲ الہ آباد لاہور ۱۲۷۰ء الہ آباد

۱۲۷۰ء الہ آباد ۳۲۔

۱۲۷۰ء الہ آباد ۳۲۔

سپرد ہو گئی ہو تو قرضدار کی وفات سے دائنین کے حقوق پر اثر نہ پڑے گا۔ اگر قرضدار شریک زندہ ہو تو کوئی وقت نہیں ہے۔ اگرچہ دائن کو قبضہ مشترک نہیں مل سکتا تاہم وہ اپنے قرضدار کا حصہ بذریعہ تقسیم شخص کر سکتا ہے۔ اگرچہ پسماندہ شریک کی موجودگی میں قرضدار شریک کا حصہ ہوا قرضہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم دائن کا حق جائداد مکسوبہ پر قائم رہتا ہے اور اس کو ایسی جائداد کے خلاف چارہ کار حاصل رہتا ہے۔ ایسے دائنین جنہوں نے اپنا حق بکفالت جائداد مضبوط نہ کر لیا ہو مگر وہ کہہ کوئی بار عائد نہیں کر سکتے۔ منتظم خاندان کے دیون کی ذمہ داری۔ منتظم خاندان کا کرتا ہوتا ہے۔ پس تمام دیون جو منتظم نے اپنے اختیارات کے اندر خاندان کی ضرورت اور مناسب اغراض کے لیے لیا ہو ان کی ادائی خاندان پر واجب ہوگی مثلاً اگر قرضہ شریکار خاندان کی پرورش یا تعلیم یا شادی یا میت یا کاروبار یا تجارت خاندانی کے لیے لیا گیا ہو۔ جب کسی کوئی شخص جس کا لین دین منتظم سے رہا ہو تمام جائداد خاندانی کو ذمہ دار قرار دینا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ ثابت کرے کہ اس نے ضرورت قرضہ وغیرہ کے متعلق نیک نیتی سے وہ احتیاط کافی تحقیقات کر لی تھی۔ بیشک اگر منتظم خاندان نے قرضہ اغراض خاندان کے لیے لیا ہو

۱۵۷ بجٹی ۱۹۳۸-۳۹ ۱۹ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷-

۱۷۷ بجٹی ہائی کورٹ ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷-

۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷-

۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷- ۱۷۷ مدراس ۷۷-

اراکین خاندان کو دے فریق مقدمہ نہ ہوں اُس دگری کے پابند ہو گئے جو اُن کے خلاف اس قرضہ کے متعلق صادر ہو اور اگر تعمیل دگری میں کوئی خاندانی جائداد بیع ہو جائے تو جملہ خاندان کی حقیقت متعلقہ جائداد اس بیع سے منتقل ہو جائے گی بلکہ اور اگر کوئی شریک نابالغ ہو تو دامن پر یہ ثابت کرنے کا بار ہو گا کہ قرضہ ضرورت خاندانی کے لئے نیک نیتی سے لیا گیا تھا۔ اور اگر جائز ضرورت خاندانی ثابت کر دیا جائے تو قرضہ کی ادائیگی نابالغ پر عائد ہوگی۔ یہ امر مستحب ہے کہ جبکہ شرکار بالغ ہوں اور منتظم نے کوئی قرضہ برضامندی شرکار نہ لیا ہو تو ایسے شرکار پر اس قرضہ کی ادائیگی لازمی ہوگی یا نہیں۔ بمقدمہ مندرجہ ۱۲ کلکتہ ۳۹۹ یہہ پوٹن ہوئی کہ ایسا انتقال جو ہندو خاندان کے رکن منتظم نے کیا ہو بالغ شرکار پر قابل پابندی نہیں ہے۔ جب تک کہ یہہ ظاہر نہ کیا جائے کہ اُن کی رضامندی صریح یا معنوی حاصل کی گئی تھی۔ معنوی رضامندی کے ثابت کرنے کے لئے کوئی خاص انتقال کے حوالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ رضامندی بالعموم ایسی نوعیت کے معاملات کے متعلق اُن صورتوں میں مستنبط کیا جاسکتی ہے جبکہ ضرورت لاحق ہو اور منتظم کے سپرد انتظام خاندان ہو کیونکہ یہہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ شرکار خاندان منتظم کو انتظام سپرد کرنے کے وقت یہہ اختیار دیتے ہیں کہ جائداد کے انتظام کے لئے اگر ضرورت ناگزیر درپیش ہو اور شرکار کی اجازت

مائل کرنا مشکل ہو تو جائداد خاندانی اپنی ہی صوابدید سے موقوف کر دے یا اس پر کوئی بار عائد کرے یا منتقل کرے۔ اگر خاندانی مکان کا ہر ج ایسی ڈگری کی بغیل میں عمل میں آئے جو ہندو خاندان کے متنظم کے خلاف صادر ہوئی ہو۔ اور وہ منتظم خاندان باپ نہ ہو۔ تو ایسے خیلام سے صرف ان ہی کے حقوق منتقل ہوں گے جو مقدمہ میں فریق ہوں۔

ذمہ داری بالذات۔ در اس میں یہ تجویز ہوتی ہے کہ ایسا قرضہ جو منتظم نے حیثیت منتظم لیا ہو اور جسکو خاندانی اغراض میں خرچ کر لیا ہو اس کی پابندی تمام افراد پر خاندانی جائیداد کی حد تک ہے۔ لیکن افراد خاندان بذات خود ذمہ دار نہیں ہیں لیکن یہی بین ذاتی ذمہ داری ایسی حالات میں قرار دی گئی ہے کہ خاندان اجمالی کے ارکان کو یہ حق حاصل ہے کہ خاص حالات میں ایسے کاروبار کے منافع میں اپنا حق طلب کریں جو کوئی ایک رکن چلا رہا ہو۔ لیکن جب تک کہ ایسا مطالبہ نہ کیا جائے یا کسی اور طرح سے کاروبار خاندان اجمالی کی جائیداد عملاً تصور نہ کر لیا جائے تو دوسرے ارکان پر ایسے کاروبار کے دیون کی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی۔

منو۔ اگر قرضدار مر جائے اور زر قرضہ خاندان کے لیے صرف کیا گیا ہو تو

۱۵۔ البیہ - ۶-۷-

۵۷۔ ایکٹیو ۶-۱۲ ایکٹیو ۴۰-۱۹ اندر اس ۱۱-۳-خ ۱۳ ایکٹیو ۹۱-

۹۵۴ نمبر کی مارپور ٹر ۱۲۸۹۔

۵۴۲۳ براس ۱۶۶-

۳۵۵ بیجی لابیورٹری ۱۳۴-۱

اقربا کو چاہیے کہ منقسم ہونے کی صورت میں اپنی ذاتی جائیداد سے اسکو ادا کریں۔ اگر کوئی محتاج رکن خاندان بھی مخائب خاندان معاہدہ کر لے تو رکن کلام یعنی منتظم خاندان کو معاہدہ فسخ نہ کرنا چاہیئے۔  
کاتھان۔ بہرگو کا بیان ہے کہ ایسا قرضہ جو غلام۔ بیوی۔ مان۔ شاگرد۔ یا ایسے شخص کا بیٹا جو دور غیر ملک کو چلا گیا ہو اسے اگرچہ کہ بلا اجازت ادا کیا جانا چاہیئے۔

نارو۔ ہر شریک دوسرے شریک کے دیون کا ذمہ دار ہے اگر وہ دیون اس وقت لیئے گئے ہوں جبکہ شریک زندہ ہوں اور مشترک ہوں لیکن ان کی وفات کے بعد وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

شوہر پر بیوی کی دیون کی ذمہ داری۔ شوہر اپنی بیوی کو لے ہوئے دیون کی صرف اسی حالت میں ذمہ دار ہے جبکہ قرضہ شوہر کی اجازت صریح یا معنوی سے لیا گیا ہو۔ یا ضرورت ناگزیر ایسی درپیش آئی ہو کہ بجز قرضہ لیئے ہوئے چارہ نہ ہو۔ یا جبکہ بیوی نے بلا اجازت معاملت کر لی ہو اور بعد شوہر نے اسے تسلیم کیا ہو۔ کیونکہ ایسی تسلیم مابعد سے اشخاص غیر کو یہ حق پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بیوی کو شوہر کی مختار تسلیم کریں۔ بیوی کی میت کے اخراجات شوہر کی جائیداد سے ادا ہونے چاہئیں۔ اس کا استری دہن ذمہ دار نہیں ہو سکتا یہ

یا جنا و لک۔ نہ بیوی کو اپنے شوہر کا یا بیٹے کا قرضہ دینا لازمی ہے اور نہ باپ کو اپنے بیٹے کا قرضہ دینا۔ بجز اس صورت کے کہ قرضہ خاندان

کے لئے لیا گیا ہو۔ باقی حالات بیوی کے لئے ہوئے دیون کی ذمہ داری شوہر پر عائد کرنے کے لئے صادق آتے ہیں۔

کاتھان۔ بیوی کا لیا ہوا قرضہ شوہر کو ادا کرنا چاہیئے اور مان کا لیا ہوا قرضہ بیٹے کو ادا کرنا چاہیئے جبکہ نان و نفقہ کے لئے قرضہ لیا جائے اور پرورش کنندہ بغیر انتظام پرورش چلا جائے اور اُن کو اختیار دیجائے کہ وہ انتظام کر دیں۔ بیوی جس سے وفات کے وقت اُس کے شوہر نے یہ کہا ہو کہ ”تم کو میرا قرضہ ادا کرنا ہوگا“ مجبور کیا جاسکتی ہے کہ قرضہ ادا کرے اگرچہ وہ بخوشی راضی نہ ہو۔ بشرطیکہ اُسے دولت حاصل ہوئی ہو۔

نارو۔ بیوی کا لیا ہوا قرضہ شوہر کے ذمہ واجب الادا نہ ہوگا بجز اُس صورت کے جبکہ وہ قرضہ شوہر کے مبتلائے آفات ہوئے کے زمانہ

میں لیا گیا ہو۔ اخراجات خانہ داری ضروریات لاحق ہیں۔ و صوبی۔

شکاری۔ گلہ بان اور کلال۔ اس قاعدہ سے مستثنیٰ رکھے گئے ہیں۔

ان آدمیوں کو آمدنی اپنی بیویوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور

اس لئے اخراجات خانہ داری ہی انہیں کو ادا کرنا چاہیئے۔

باپ کی بیٹے کے لئے ہوئے قرضہ کی ذمہ داری۔ ہم یہہ تو

دیکھ چکے ہیں کہ ہندو خاندان کا بیٹا اپنے باپ کے لئے ہوئے قرضہ

کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے بجز اُن صورتوں کے جبکہ قرضہ ناجائز یا خلاف

اخلاق اغراض کے لئے لیا گیا۔ لیکن اس کا برعکس صحیح نہیں ہے یعنی

باپ اپنے بیٹے کے لئے ہوئے دیون کی ادائیگی کا اُس حالت

میں بھی ذمہ دار نہیں ہے جبکہ وہ جائز اغراض کے لئے لیا ہو

بجز اُس صورت کے جبکہ بیٹے کی جائداد کو سوبہ باپ کے قبضہ میں

آئی ہوئی ہو یا باپ نے ادا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیلی ہو۔  
جامد ادخاندانی میں بیٹے کا حصہ منتقل کرنے کے متعلق باپ  
کے اقتدارات میں صاحب اس مسئلہ کے متعلق فیصلہ جات پر پوری  
کونسل کا اس طرح خلاصہ کرتے ہیں:

(۱) باپ مجاز ہے کہ اپنے حصہ کے علاوہ اپنے بیٹے کا حصہ  
بھی دیون سابقہ کے ایفاد میں منتقل کرے کہ خلاف تہذیب یا ناجائز  
نہ ہوں۔ اور ایسی معاملت پدر کا نفاذ تہذیبی نالاش یا تعمیل کا رد وانی کے  
ذریعہ سے بیٹوں کے مقابلہ میں کرایا جاسکتا ہے۔ اگرچہ کہ بیٹے فریق  
نہ بنائے گئے ہوں یہ حق جو اپنے حصہ کے ساتھ اولاد کا حصہ ہی  
دیون سابقہ کی ادائیگی میں منتقل کرنے کا باپ کو حاصل ہے دہر شاستر  
کے اس اصول پر مبنی ہے کہ بیٹوں کا فرض مذہبی یہ ہے کہ باپ کا  
قرضہ ادا کریں یہ اس طرح اگر جامد ادخاندانی قرضہ رہن کے وگرمی کی  
تعمیل میں بیع ہو گئی ہو اور باپ کا رہن تکمیل کردہ ہو تو بیٹے بقدر اپنے  
حقوق کے انفکاک رہن کی نالاش نہیں کر سکتے۔

۱۵۶ بجٹی ۵۴۰-۱۴ بجٹی ۳۲۶- ۵۷ دہر شاستر مؤلفہ میں صفحہ ۹-۳۰ طبع ہفتم-

۵۷ ۱۱ الہ آباد ۳۲۱-

۵۷ ۳۳ بجٹی ۲۶۶-۱۰ بجٹی لارپور ۱۲۰۶- ۱۲ انڈین کیسز ۲۶- ۳ انڈین کیسز ۲۴-

۶- انڈین کیسز ۳۳- ۸ انڈین کیسز ۵۵۴- ۹ انڈین کیسز ۲۲-

۵۷ ۸ الہ آباد ۱۸۲- ۲۵ الہ آباد ۳۱۴-



قرضہ سابقہ ہونا چاہیے یعنی بیج یا رسن کے قبل کا ہونا چاہیے اور اس سے قرضہ کو کوئی تعلق نہ ہونا چاہیے۔ قرضہ صحیح اور جائز ہونا چاہیے نہ کہ بیج یا رسن آئندہ کے واسطے سازشاً لیا گیا ہو۔ جب قرضہ بوقت رسن یا بیج لیا گیا ہو تو وہ قرضہ سابقہ نہ کہلائے گا۔ کھلکتہ مین بمقدّمہ مندرجہ ۳۴۴ کلکتہ ۱۹۴۳ اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے اور اس میں یہہ قرار پایا ہے کہ قرضہ سابقہ اور ایسے قرضہ جات جو ضروریات موجودہ کو رفع کرنے کی غرض سے لئے گئے ہوں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن ایک مقدمہ مین جسٹس مکرجی صاحب نے اختلاف کر کے تجویز کی ہے ہمیشہ بنام کشن سنگھ کی نظیر صحیح نہیں ہے۔ اگر انتقال قرضہ سابقہ کی ادائیگی کے لئے عمل میں نہ آیا ہو تو بائع پر فرض ہے کہ وہ یہہ ثابت کرے کہ قرضہ اعراض خاندان کے لئے لیا گیا تھا جو اولاد پر واجب التعمیل ہے۔ یا اولاد کی رضامندی سے لیا گیا تھا ورنہ اس کو منتقل کنندہ کے حصہ سے زیادہ نہ ملے گا۔ اگر باپ بلا ضرورت و بلا حصول بدل کافی جائداد موروثی منتقل کرے اور بدل جزو آ قرضہ سابقہ ہو اور جزو آ زر نقد ہو تو ایسی صورت میں شری کو اپنے حصہ کی بحساب رسدی رقم دیکر بیٹا انتقال فتح کرا سکتا ہے یہی تجویز ہوئی ہے کہ اگر باپ بلا ضرورت شاستری و بعدم موجودگی قرضہ سابقہ جائداد موروثی کسی رسن کی ادائی میں بیج ہو جانے دی ہو تو اس سے بیٹے کے حقوق

۱۷۱ مدراس ۲۸-۳۱ الہ آباد ۱۷۶-۳۱ الہ آباد ۱۷۶-

۳۵۵ کلکتہ ۱۴۸-۲۹ مدراس ۲۰-خ ۲۷ مدراس ۳۲۶-۳۴ کلکتہ ۱۸۴-۳۵۵

۱۱۲۵۵ اودہ کینئر ۲۴۸-

۱۳۵۵ مدراس ۵۱-

پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اور وہ پابند نہیں ہے کہ تین سال کے عرصہ میں  
انفصال بیچ کی نالاش و اثر کرے۔ ایسے ارکان جنہوں نے رہن نامہ کی  
تکمیل نہ کی ہو۔ رہن نامہ کی بنیاد پر ذمہ دار ہونگے بجز اس صورت کے کہ  
یہ ثابت ہو جائے کہ درحقیقت رہن نامہ کی تکمیل ہی نہیں ہوئی یا یہ کہ  
قرضہ ناجائز یا خلاف اخلاق تھا۔ لیکن اگر نابالغ رکن کو پابند کرنا ہو تو  
ضرورت کافی ثابت کرنی چاہیے۔

(۲) محض اس امر سے کہ باپ نے اپنے بیٹے کے حقوق منتقل کئے  
ہونگے۔ یہ قیاس پیدا نہیں ہو جاتا کہ اس نے ایسا کیا ہی ہے اور  
جو لوگ کہ اس قیاس کا ادا کریں ان کو ثابت کرنا چاہیے کہ دستاویزین  
ایسے الفاظ ہیں جس سے منتقل کنندہ کی نیت اپنے حق سے زیادہ  
منتقل کرنے کی تھی۔

(۳) واسن کو اختیار ہے کہ باپ کے ذاتی قرضہ کی ادائیگی میں باپ  
اور بیٹے دونوں کی کامل حقیقت ضبط اور بیچ کر ادا کرے اور یہ امر ضروری  
نہیں ہے کہ بیٹا منبری نالاش یا تعمیلی کارروائی میں فریق رہا ہو۔ چنانچہ  
مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زر نقد کی دگری میں جو باپ کے خلاف صادر ہوئی

۱۳۵۳ بمبئی لارپورٹر ۶۶۲۔

۱۳۵۲ الہ آباد ۴۵۹-۱۲۸ الہ آباد ۵۰۸ ج ۲۹ مدراس ۲۰۰

۱۳۵۱ بمبئی ۳۲۸-خ ۴ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷۔

۱۳۵۴ سورناتھین اپیلز ۷۲-۱۱ بمبئی ۴۴۲-نیز ملاحظہ ہو ۲۲ مدراس ۴۹

۱۳۵۵ انڈین اپیلز ۳۲۱-۳ کلکتہ ۳۵-۲۱ بمبئی ۶۱۶-خ ۳ بمبئی لارپورٹر ۹۷۔

خاندان کی جملہ جائیداد بشمول بیٹے کی حقیقت کے قرق کر لے لیا بشرطیکہ قرضہ اعراض ناجائز اور خلاف تہذیب کے لیے نہ لیا گیا ہو۔ اگر جائیداد موروثی زر نقد کی ڈگری میں بصیغہ تمیل ہراج ہو جائے تو کامل حقیقت جائیداد یعنی باپ اور بیٹے ہر دو کی حقیقت منتقل ہو جاتی ہے۔ بیشک یہ ثابت ہونا چاہیے کہ مشتری نے ہر دو حقیقت کی معاملت کی تھی اور بدل ادا کیا تھا یہ

ایک مقدمہ میں بیٹا فریق نالش نمبری یا تمیل نہ تھا اور سند نیلامی میں ایک راج جائیداد تحریر تھا اور راج جائیداد میں باپ اور بیٹے ہر دو کا حصہ شریک تھا مگر ایک اور جملہ مزید تحریر تھا کہ صرف باپ کے حقوق و مراعات ہراج سے منتقل ہوں گے مگر کوئی ثبوت اس امر کا موجود نہ تھا کہ مشتری نے فی الواقعی معاملت ہر دو کے حصص کے لیے کی تھی اور بدل ادا کیا۔ تجویز ہوئی کہ واقعات بالا سے صرف باپ کا حصہ منتقل ہوا ہے اگر ابتدائی معاملت اور کارروائی مقدمہ وقتیت ادا شدہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ صرف باپ کا حصہ منتقل ہوا ہے تو مشتری کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے

دعویٰ یا تمیل کارروائی یا اشتہار نیلام و سند نیلامی کے طرز سے

۱۵۵ انڈین کیسز ۲۹-۳ انڈین کیسز ۲۴-۲۷۷ الہ آباد ۱۶۵-

۱۵۷ مدراس ۲۲۴-نیر و کلکتہ ۳۸۹ و ۲۵۲-۱۱۴ الہ آباد ۱۹۰-۲۰ بیٹی ۳۸۵-

۲۳ بیٹی ۳۷۲-۲۹ مدراس ۴۸۴-۲۸ الہ آباد ۲۸۸-۲۵ الہ آباد ۱۶ (جلد کاظمہ)-۲۲

مدراس ۴۹-۲۳ مدراس ۲۹۲-۱۲۵ بیٹی ۶۲۵-۴۷۷ کلکتہ ۵۷۲-

ایسا ثابت نہ ہونے کی صورت میں کہ عدالت کا نشانہ کامل حقیقت منتقل کر رہا تھا اور یہ ثابت ہونے کی صورت میں کہ قرضہ بیٹے کے فائدہ کے لئے تھا اور قیمت ناکافی ہونے کی صورت میں سنجو نیز ہوئی کہ صرف بیٹے کی حقیقت بیچ شدہ تصور کیا جائے گی۔

(۴) یہہ خواہ مخواہ تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ دائن کا ارادہ باپ کا ذاتی قرضہ بیٹے پر تعمیل ڈگری کر کے وصول کرنے کا تھا۔ جب تک کہ بیٹی دعویٰ کی نوعیت یا تعمیل کا ردوائی سے یہہ ظاہر نہ ہو اور یہہ امر کہ بیٹے فریق نہیں بنائے گئے دائن کو بعد میں بیٹوں کے مقابلہ میں چارہ کار اختیار کرنے سے محروم نہیں کرتا ہے۔ جب تک کہ خاص واقعات ایسی نیت کے ثبوت میں پیش نہ کئے جائیں اس وقت تک جو جائداد بہ تعمیل ڈگری زر نقد ہراج کیا جائے اس میں صرف باپ کا حق منتقل ہوگا۔ قرضہ سادہ اور قرضہ کفالتی میں فرق ہے۔ اگر مرتہن رہن کفالتی کا جبکہ کفالت صرف منجانب باپ عمل میں آئی ہو بیعیات کی ڈگری حامل کریں اور بیٹوں کے حقوق محصلہ کا علم رکھتے ہوئے ان کو فریق نہ بنائے تو ایسی صورت میں بیٹے انفکاک رہن کا دعویٰ کرنے سے ممنوع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اگر نابالغ لڑکوں کی طرف سے مقدمہ میں جو باپ کے مقابلہ میں دائر کیا گیا ہو مناسب جوابدہی نہ کی گئی ہو تو وہ اپنا حصہ ابتدائی رہن کی ڈگری کی

۱۵۰ - بیٹی لارورٹر ۳۹ -

۱۵۰ - بیٹی ۸۷ - ۲۴ بیٹی ۳۴ - ۳ بیٹی لارورٹر ۹ - ۲۰ بیٹی ۳۸ - ۲۳ بیٹی

۳۷۲ - ۲۲ کلکتہ ۲۴ - ۲۵ - ۱۹۰۲ - ۳۰ - ۱۲ آباد ۲۵۶ -

بیچ سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ بیٹا خواہ مدعی ہو یا مدعی علیہ مشتری کا مزارعہ نہیں ہو سکتا۔ مجبّر اس صورت کے کہ قرضہ خلاف تہذیب ضرورت کیلئے لیا گیا ہو۔ تمام خاندان کے حقوق منتقل ہو جاتے ہیں۔ مجبّر اس صورت کے کہ بیٹے یہ ثابت کریں کہ دیون نامناسب یا ناجائز اغراض کے لئے لئے گئے تھے اور شریعت کو اس امر کی اطلاع تھی۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں آتا کہ مشتری شخص اجنبی ہے نہ کہ خود دیون دگری ہے۔

(۵) ہر مقدمہ میں یہ ایک قانونی اور واقعاتی مخلوط سوال ہوتا ہے کہ عدالت نے نیلام کے ذریعہ سے کیا بیع کیا اور مشتری نے کیا خریدنے کا ارادہ کیا۔ اگر واقعات یہ ثابت ہو جائے کہ عدالت کا منشاء اس مقدار سے کم بیچنے کا تھا جس حد تک اسے اقتدار حاصل تھا یا اس سے بھی کم جو اسے بیچنا چاہیے تھا اور اس واقعہ کا علم مشتری کو ہو تو اس مقدار سے زیادہ حقیقت جائداد میں منتقل نہ ہوگی جسکافی الواقعی ایجاب کیا گیا تھا۔

اگرچہ قرضہ کی جوازی کو لحاظ رکھتے ہوئے باپ کے قرضہ کی ادائیگی بیٹے پر فرض مذہبی رکھی گئی ہے تاہم بیٹے کو پابند کرنے کے لئے اس امر پر غور کیا جاتا ہے کہ آیا قرضہ جائداد مشترکہ کے مفید تھا اور ضروریات خاندانی کے لئے لیا گیا تھا۔ مگر بیع ہو جانے کے بعد یہ امر قابل لحاظ نہیں رہتا اور اس وقت مجبّر اس عذر کے کہ قرضہ خلاف قانون اور

خلاف اخلاق تھا۔ اور کوئی عذر قابل لحاظ نہیں تھا۔  
 بیع بصیغہ تعیل ڈگری کی صورت میں محض یہ امر کہ باپ کے خلاف  
 زر نقد کی ڈگری صادر ہوئی تھی اور رہن کی ڈگری نہ تھی کافی ذریعہ یہہ  
 معلوم کرنے کا نہیں ہے کہ آیا سالم جائداد خاندانی یا صرف باپ کی  
 حقیقت مشتری نیلام عدالت کو حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ پریوی کونسل  
 نے تجویز کی ہے کہ ہر مقدمہ کی نوعیت واقعات کے لحاظ سے مختلف  
 ہوا کرتی ہے۔ اس امر کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ فریقین نے کس چیز  
 کے متعلق معاہدہ کیا تھا یا یہہ کہ خریدار خریدنے کی امید کر سکتا تھا۔  
 الہ آباد ہائی کورٹ سے حال کے ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی ہے کہ  
 اگر کسی ایسے رہن کی بنا پر جسکی تکمیل باپ نے کی ہو ڈگری صادر ہو۔  
 اور اُس ڈگری کی تعیل میں موروثی جائداد بیع ہو چکی ہو تو ایسی صورت  
 میں بیٹوں کی جانب سے بقدر اُن کے حق کے انفکاک رہن کا دعویٰ  
 محض اس بنا پر سماعت نہیں ہو سکتا کہ ابتدائی مقدمہ میں وہ فریق  
 نہیں بنائے گئے تھے۔ مگر اُس صورت میں جبکہ رہن نہ ہوا ہو اور باپ  
 نے موروثی جائداد بیع کر دی ہو تو وہ بیع بیٹوں کی تحریر پر منسوخ ہو سکتی  
 ہے بشرطیکہ کوئی قرضہ سابقہ یا ضرورت جائز ثابت نہ ہو اور یہہ ضروری  
 نہیں ہے کہ غیر مہذب ہی ثابت ہو۔ باپ اور معمولی منتظم میں یہہ فرق

۱۲ مئی ۱۹۹۲ء - مدراس وکیل دوش بابتہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۷۹۹۔

۱۲ اگستہ ۱۹۷۲ء (پریوی کونسل) - ۱۵ مئی ۸۷۔

۱۲۸ الہ آباد ۳۲۸۔

۲۸ الہ آباد ۱۸۲۔

ہے کہ باپ اور بیٹے کا معاملہ ہونے کی صورت میں دائن کو صرف نفی میں بیان کرنا ہوتا ہے مگر منتظم اور معمولی ارکان کے معاملہ میں اُس کو بیان کرنا ہوتا ہے کہ قرضہ منتظم نے خاندانی اغراض کے لیے لیا تھا۔

باز ثبوت - ایسی اولاد پر جو دیون پدری کی نوعیت پر اعتراض کرتے ہوں اس امر کا باز ثبوت ہو گا کہ قرضہ ناجائز یا نامناسب اغراض کے لئے لیا گیا تھا۔ موروٹی جائداد پر فضول خرچ ڈالنا قطعی ثبوت قرضہ ناجائز یا نامناسب ہونے کا نہیں ہے۔ یہ بھی ثابت ہونا چاہیے کہ منتقل الیمہ کو ناجائز غرض کا علم تھا۔ بیٹوں کا فرض ہے کہ نیلام عدالتی کے وقت اس قسم کا نوٹس دیدیں کہ اُن کو بھی جائداد میں حق حاصل ہے اور وہ قرضہ ناجائز قرار دیتے ہیں ورنہ مشتری کو بے نیک منی بدل قیمتی ادا کر دینے کا پہلو ہاتھ لگ جائیگا۔ اُس کا فرض ڈگری کے پیچھے جانیکا نہیں ہے۔ یہ شکل اُس وقت عام ہوتی ہے جبکہ مشتری شخص اجنب ہو۔ لیکن اُس صورت میں جبکہ خود مشتری ڈگریدار ہو یہ قیاس کیا جائے گا کہ وہ قرضہ کی نوعیت سے واقف ہے۔

قرضہ جائداد کے ساتھ ہے۔ یہ ایک عام مسئلہ ہے کہ دیون کی ادائیگی کسی رشتہ داری کی بناء پر لازم نہیں ہوتی بلکہ وجود جائداد پر اُس کا دار مدار ہے یعنی وارث صرف اُس سرمایہ کی حد تک پابند ہو سکتا ہے جو اُس کو حاصل ہوئے ہوں اور جائز خرچ میں نہ آئے ہوں۔ دائن شخص غیر پر بھی دعویٰ اس صورت میں نہیں کر سکتا ہے جبکہ جائداد بیٹوں

و بدل قیمتی اس کو حاصل ہوئی ہو یہ مگر اس مسئلہ کا اطلاق غیر مشترکہ جائداد تک محدود ہے اور موروثی غیر منقسمہ جائداد حاصل ہونے کی صورت میں بیٹے اور بیٹوں پر باپ اور داد کے دیون کی ذمہ داری اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔

ناقابل تقسیم جائداد۔ ایسا قرضہ جو ناقابل تقسیم جائداد کے قابض نے لیا ہو۔ اس کے قائم مقام پر بحیثیت پسماندہ واجب الادا نہیں ہے۔ اگر اعتراض قرضہ ایسے ہوں کہ جائداد قابل تقسیم ہونے کی صورت میں اس کی ادائیگی واجب نہ ہوتی اور ایسی جائداد متروکہ پدری نہیں کہی جاسکتی ہے جس سے قرضہ پدری ادایا جاوے۔ کیونکہ وہ اپنے کسی مورث کے انتقالات پر اعتراض کرنے کا مقتدر نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر بیٹے کو وراثتاً ایسی جائداد حاصل ہو تو اس پر باپ کے دیون کی ادائیگی کا مواخذہ ہو گا اور ایسے قرضہ کی ڈگری کی تعمیل میں وہ جائداد قرق و شللام ہو سکتی ہے یہ ناقابل تقسیم راج کا مالک اس جائداد کو منتقل کر سکتا ہے۔ اگر ضرورت قانونی ثابت ہو اور صورت یہ ہو کہ قائم مقام مابعد پر جبکور راج بحیثیت پسماندہ حاصل ہو سکتا ہو دیون کی ادائیگی واجب ہوتی ہے۔

۱۱۵۲ بی بی ہائیکورٹ ۷۶۔

۱۱۶ بی بی ہائی کورٹ ۱۱۶۔

۲۹۵ مدر اس ۴۵۳۔

۲۹۵ مدر اس ۴۸۲۔

۳۲ کلکتہ ۱۵۸۔



# باب ہفتم

## تقسیم

تقسیم کسے کہتے ہیں۔ اس کے لازمی اجر کیا ہیں۔ اور تقسیم تقسیم کا  
 اظہار کن واقعات سے ہو سکتا ہے۔ کس کی مرضی پر تقسیم  
 ہو سکتی ہے۔ بیٹا۔ پوتا۔ بیوہ۔ مان۔ نابالغ۔ محروم الوراث  
 کا بیٹا۔ شخص اجنب۔ عام اور جزوی تقسیم تقسیم مکرر کرنا  
 تقسیم نہ کرنے کے معاہدہ کا اثر۔ حقوق جو تقسیم سے پیدا  
 ہوتے ہیں۔ کون جائداد قابل تقسیم ہے۔ ناقابل تقسیم  
 جائداد کے متعلق قاعدہ۔ بعد انقسام مکرر اشتراک۔  
 تقسیم کسے کہتے ہیں۔ یہ ایک وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے  
 مشترکہ ہندو خاندان کے افراد علیحدہ ہو جاتے ہیں اور شرکار نہیں  
 رہتے۔ تاکثر امین اس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ تقسیم سے  
 حملہ جائداد مشترکہ سے متعلق مختلف حقوق اس طرح ترتیب پاتے  
 ہیں کہ ہر مستحق خاص حصہ جائداد حاصل کر لیتا ہے۔ دایا بہک میں اس کی

تعریف یوں کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر شریک خاندان کو اس کا حصہ جس پر وہ پہلے سے قابض ہوتا ہے علیحدہ ملجاتا ہے تقسیم کے قبل یہ حقیقت شخصہ جو صرف ایک جزو پر مشتمل ہوتی ہے علیحدہ نہیں ہوتی ہے۔ قابل امتیاز نہ ہونے کی وجہ سے اس قابل نہیں ہوتی کہ کوئی شریک تنہا اس پر قابض ہو سکے۔ دایا بہاگ میں ایسی تعریف اس وجہ سے کی گئی ہے کہ وہاں اشتراک کی حالت میں بھی حقیقت علیحدہ ہی تصور ہوتی ہے اور اصول پس ماندگی رائج نہیں ہے۔ تقسیم ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ایک شراکت خاندان ٹوٹ کر افراد یا جدا جدا خاندانوں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

تقسیم نامہ اسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی خاندان کے شریک قابضین اسے آپس میں تقسیم کر لیں یہ تقسیم ایک جدید شان ہو سکتی ہے اور یہ شان صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ وہ اشخاص جو شراکت میں رہتے ہوں یہ نیت کر لیں کہ ان کی شراکت تقسیم ہو جائے یہ

خلاصہ متاکثر کے مفہوم کی رو سے جائداد میں اولاً کسی شریک کا حق معین نہیں ہوتا ہے اور جملہ شریکوں کے ساتھ مشترکہ ہوتا ہے اور جملہ جائداد پر حاوی ہوتا ہے۔ تقسیم کے ذریعہ سے حق معین ہو جاتا ہے۔ علیحدہ ہو جاتا ہے اور صرف ایک جزو پر حاوی ہو جاتا ہے۔ دایا بہاگ کی رو سے اولاً اگرچہ قرضہ مشترکہ رہتا ہے اور تمام جائداد پر حاوی رہتا ہے

مگر حصہ عین رہتا ہے اور تقسیم سے اسی حصہ کے لحاظ سے ایک جزو جائداد بلا اشتراک غیرے ہر شریک کو حاصل ہوتی ہے۔

بیٹے کی جائداد - دایا بھاگ کی رو سے ایسی جائداد میں جو بیٹے کی مکسوم ہو باپ کو دو حصے ملتے ہیں۔ اگر جائداد مشترکہ سرمایہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو تو باپ اور حامل کنندہ ہر ایک کو دو حصہ ملے گا۔ اور دوسرے بھائیوں میں سے ہر ایک کو ایک حصہ مگر جبکہ مشترکہ سرمایہ استعمال نہ کیا گیا ہو تو باپ اور حامل کنندہ بیٹا جائداد مکسوم میں مساوی حصہ دار ہوں گے۔ لازمی نہیں ہے کہ اگر باپ اپنے بیٹے کی مکسوم جائداد میں حصہ کا دعویٰ ہے تو وہ خواہ مخواہ موروثی جائداد میں سے جو اس کے قبضہ میں ہو اس بیٹے کو بھی کوئی حصہ دے لے۔

کاتیان - ایسی جائداد میں سے جو بیٹے نے حامل کی ہو وقت تقسیم باپ بشرط زندہ ہونے کے دو حصے پائے گا یا بعض صورتوں میں نصف اور مان اگر باپ فوت ہو گیا ہو بیٹے کے مساوی حصہ پائے گی۔

لوازمات تقسیم - پہلا جزو یہ ہے کہ شرکار کی یہ نیت ہو کہ اپنی حالت کو تبدیل کریں۔ اس نیت کے اظہار ہی کے وقت سے دے قانوناً منقسم تصور ہوتے ہیں۔ اس نیت کا اظہار ان کے افعال اور دلائل سے جو اس بارہ میں کیل پاویں مستنبط ہوتا ہے۔ فی الواقع تقسیم مادی کی ضرورت نہیں اور نہ مخربیہ دلائل یا کسی دوسری رسم کی انجام دہی

کی ضرورت ہے۔ تقسیم زبانی اقرار پر ہو سکتی ہے۔ ایک مقدمہ میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر کسی جائداد کی نسبت غیر منقسمہ خاندان کے اراکین آپس میں یہ اقرار کر لیں کہ جائداد مذکور تاریخ اقرار سے بعض معین حصہ میں ان کے قبضہ میں رہے گی تو ایسی صورت میں جائداد کی نوعیت مشترکہ اور غیر منقسمہ زائل ہو جاتی ہے گو کہ اُس وقت تک فی الواقع تقسیم مادی عمل میں نہ آئی ہو۔ تقسیم خواہ مادی ہو یا محض حقیقت کی۔ یہ محض یہ اقرار کہ ہر فریق خاندان مشترکہ کے ایک معین حصہ کی آمدنی سے مستفید ہو کافی ہے۔ اگر مشترکہ جائداد موجود ہو تو تقسیم محض ان الفاظ کے کہ دینے سے عمل میں آ جاتی ہے کہ ”میں تم سے علیحدہ ہوں۔“ یہہ دیکھنے کے لیے کہ آیا تقسیم عمل میں آئی کہ نہیں صحیح اصول یہہ ہر کہ یہہ دریافت کیا جائے کہ آیا اس طرح حقیقت تقسیم ہوئی ہے کہ ہر رکن خاندان کو ایک خاص اور معین حصہ سے استفادہ بلا اشتراک غیر حاصل ہو رہا ہے اور یہہ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہو کہ جائداد فی الواقع تقسیم ہوئی کہ نہیں۔ خلاف رضامندی فریقین عدالت تقسیم خاندان مشترکہ کا حکم نہیں دے سکتی۔ سچر اس کے لیے حکم کے بعد فی الواقع تقسیم ہو جائے۔ باپ اپنی اولاد کے مابین ان کی رضامندی کے بغیر

۱۹۳۱ء آباد ۱۲۱۲ پر پوی کونسل۔ ۱۵ مئی ۲۰۱۔ ۱۱ مورزا ٹنڈین اپریل ۴۵۔

۱۹۳۶ مئی لارپور ٹرہ ۳۔ ۱۵ مئی ۱۱۵۔ ۳۰ مئی ۱۹۷۔

۳۰ مئی ۲۳۱ دہری پوی کونسل۔ ۳۰ مئی ۳۸۔

۱۹۷۹ مئی ۸۰۔

یہی تقسیم کر سکتا ہے یہ  
محض نیت بغیر کسی فعل ظاہری کے تقسیم کے لئے کافی ہے۔  
حکمتہ بانی کورٹ نے جیسا اوپر بیان کیا ہے یہی ظاہری ہے کہ محض ایک رکن کا  
یہ بیان کہ وہ دوسرے سے علحدہ ہے تقسیم عمل میں آنے کے لئے کافی  
ہے مگر ہاشیام ایانگہ صاحب جج نے بمقدمہ مندرجہ ۲۵ مدراس ۱۴۹  
بصفحہ ۱۵۶ اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔ حال کے ایک مقدمہ  
میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ محض کسی رکن کا یہ کہنا کہ وہ کسی خاص حصہ جائداد  
کا مالک ہے جب تک اس کے ساتھ اس حصہ سے علحدہ مستفیذ ہوئی  
نیت نہ ہو کافی نہیں ہے بلکہ کسی خاص قسم کا عمل تقسیم ثابت ہونے کیلئے  
نیت کا وجود نا کافی ہے بلکہ کسی خاص قسم کا عمل تقسیم ثابت ہونے کیلئے  
لازمی ہے یہ

پس ان تمام نظائر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقسیم کا عمل ثابت کرنے کیلئے  
نیت مع عمل مشعر اظہار نیت ثابت ہونی چاہیئے۔ خواہ عمل از قسم اقرار  
تحریری یا زبانی ہو یا یہ ہو کہ ارکان حصص جائداد پر علحدہ علحدہ قابض  
رہے ہیں۔ گلاب چندر سرکار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک رکن کی  
جانب سے تقسیم کی خواہش دوسرے ارکان پر ظاہر کرنا جسکے ساتھ  
یا جسکے بعد عمل مشعر اظہار صحت ارادہ وقوع میں آئے تعلقات منقطع

۲۵ مدراس ۱۴۹

۲۵ ۳ انڈین کیسز ۲۲۲

۲۵ حکمتہ ۲۴۴ بصفحہ ۴۴۴

۲۵ ٹریولین ۱۲۱۵ صفحہ ۲۲۲

کرنے کے لئے کافی ہے یہ امر کہ ان ہر دو اجزا کا وجود تقسیم عمل پذیر ہونے کے لئے لازمی ہے فصلہ پر پوی کونسل مندرجہ ۳۰ کلکتہ ۲۳۱ مین وضاحت کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ محض اس امر سے کہ کوئی رکن جائداد سے حصہ پانے کو سچائے زر نقد لیتا ہے اور اپنی تمام حقوق سے دست بردار ہو جاتا ہے تقسیم کی تاثیر میں فرق نہیں آتا ہے

ڈگری متعلق تقسیم۔ ایسی ڈگریاں تاریخ ڈگری سے موثر ہوتی ہیں اگرچہ ان کی تعمیل نہ کرانی گئی ہو مثلاً بوقت تقسیم جب ڈگری نابالغ شریک کو قبضہ نہ دیا گیا ہو یا باین شریک نہ نابالغ ایکس سال کی عمر کو پہنچنے پر حصہ پائے گا۔ تاہم نتیجہ ایک ہی ہے اور اگر یہ شریک قبل بالغ ہونے کے فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ کو اس کا حصہ ملے گا۔ مگر بصورت اس کے کہ ڈگری مذکور کا مرافقہ دائر ہو تو ڈگری تقسیم کے بارہ مین موثر نہ ہوگی یہ ضروری نہیں ہے کہ ڈگری مین حکم تقسیم یا کسی دوسری وادری کا ذکر ہو ڈگری بالکل استقراری ہو سکتی ہے اور یہی کافی ہے کہ اس مین مختلف شریکوں کے حصص معین کر دیئے جائیں۔

اقرار تقسیم۔ جیسا اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ تقسیم مادی کی ضرورت

۱۔ ہندو لاٹھی چارم صفحہ ۲۶۳-۲۶۴

۲۔ انڈین کیسز ۴۲۶

۳۔ ۲۴ مئی ۱۸۲

۴۔ ۶ مئی ۱۱۳۱۔ ایبھی لارپورٹر ۲۱۸-خ ۱۹ مدر اس ۳۴۵

نہیں ہے محض تقسیم حقوق کافی ہے۔ مقدمہ محولہ میں لارڈ ویسٹ بری صاحب نے تجویز سناتے وقت یہ بیان کیا ہے کہ اگر کسی غیر منقسمہ خاندان کے ارکان کسی خاص جائداد کے متعلق آپس میں کوئی معاہدہ کر لیں تو ایسے معاہدہ کے بعد ہر ایک رکن کو جائداد میں معین حصہ حاصل ہو جائے گا۔ اور اُس وقت سے غیر منقسمہ اور مشترکہ ہونیکلی نوعیت زائل ہو جاتی ہے۔ بمقدمہ ۸ ویکی رپورٹر ۱۱۶ متا کسٹرا خاندان کے اراکین نے یہ اقرار باہمی کیا کہ خاندان کا حاجی کا رہا پیشتر کے مانند مشترکہ ہی رہے مگر منافع بخص مساوی تقسیم کر لیا جابا کرے۔ پریوی کونسل سے یہ تجویز ہوئی کہ ایسا اقرار بمنزلہ القساح ہے۔ اور یہی اصول کہ اقرار سے حقیقت منقسم ہو جاتی ہے حال میں پریوی کونسل نے واضح کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ جانتا چاہیے کہ اقرار بابتہ تقسیم کا قانونی مفہوم فریقین کے بعد کے طرز عمل سے تبدیل نہیں ہو سکتا ہے اور نابالغ شریک سے اقرار تقسیم بطریق جائز کیا جاسکتا ہے۔ لیکن پھر شریک ہونے کا اقرار نابالغ کی جانب سے نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اقرار ربانی ہو یا تحریری۔

شہادت و واقعات جن سے تقسیم کا اظہار ہوتا ہے حنیب واقعات سے عدالت عموماً یہ اخذ کرتی ہے کہ خاندان میں تقسیم عمل میں

۱۱ مورز انڈین اپیل ۷۵۔

۳۰ کلکتہ ۳۸، نصفہ ۷۵۱۔ ۳۱ الہ آباد ۳۱۲ پریوی کونسل، ۳ انڈین کیسز

۷۵۳ انڈین کیسز ۳۴۱۔

۱۹۵

آئی۔

(الف) خورد و نوش و رہائش علیحدہ ہونا۔

(ب) مذہبی و خاندانی مراسم علیحدہ او اکرنا۔

(ج) کاروبار و دیگر معاملات اپنے لیے بذات خود کرنا اور ایسے معاملے کرنا جن کا وجود اشتراک کے متضاد ہو مثلاً دیگر شرکار کو قرض دینا یا ان پر دعویٰ دائر کرنا۔

(د) ملکیت کے کاغذات علیحدہ ہونا مثلاً جبکہ ایک شخص کا نام کاغذات دیہی میں بلا حوالہ دوسرے شرکاء کے درج ہو۔  
(ه) ہمسایہ کی رائے مثلاً جبکہ دے لگان یا دوسری رقبات واجب الادا اراکین خاندان کو او اکرین۔

محض یکجا سکونت نہ رکھنے سے قطعی ثبوت تقیم پیدا نہیں ہو جاتا یہ صرف ایک جڑ ہے جسکا لحاظ رائے قائم کرنے میں رکھنا چاہیو اگر یہ طریقہ تقیم کی غرض سے عمل میں لایا گیا ہے تو ثبوت کافی ہو مگر یہ واقعات موجودہ پر منحصر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالت کو اس پر اور ایسے دیگر امور ات پر لحاظ کرنا چاہیے اور تمام شہادت پر ایک ساتھ غور کر کے یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا کوئی ایسا معاہدہ صریح یا معنوی یا بین اراکین خاندان ثابت ہے جس سے ان کی علیحدگی مستنبط ہوتی ہو۔



اکثر ایسے مقدمات میں بہت مشکل درپیش آتی ہے کیونکہ اکثر خاندان کہاتے پیتے اور رہتے علیحدہ ہیں اور خود تنہا مراسم مذہبی ہی ادا کرتے ہیں جس سے دے بظاہر منقسم معلوم ہوتے ہیں مگر فی الواقع وہ مشترک ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے اکثر خاندان بظاہر ایک جاسکوت رکھتے ہیں اور کہا نا پینا بھی ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر حقیقتاً باغراض قانون دے مشترک باقی نہیں ہیں۔

دہرم شاستر مولفہ مشرام کشن جلد دوم میں واقعات جن کے انقسام کا قیاس پیدا ہوتا ہے اس طرح جمع کئے گئے ہیں۔

(۱) اقرار تقسیم۔ جبکہ دو بہائیوں نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا۔

اور اس میں بیان کیا کہ مقرران ایک خاص تاریخ تک مشترک رہیں

اور بعض جائدادیں آپس میں تقسیم ہو گئی ہیں چونکہ اکثر جائداد

غیر تقسیم شدہ رہ گئی ہیں لہذا مقرران ان کو بھی تقسیم کرتے ہیں تجویز ہو

کہ اقرار خود بمنزلہ انقسام ہے یہ اس طرح جبکہ اراکین خاندان

مشترک لے کر تحریری اقرار نامے اس مضمون کے تکمیل کئے کہ ایک

جزویاً کل جائداد خاندان مشترک پر رکن اپنے حصہ تک مستفید ہو۔

تجویز ہوئی کہ اس سے حقوق کی تقسیم عمل میں آگئی یہ اس طرح جبکہ

اقرار نامہ کا صاف الفاظ میں مضمون یہ تھا کہ ہر شریک کو اس کا

معین حصہ جائداد مشترک میں دیدیا گیا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو

۱۲۵۱ کلکتہ ۹۶-

۱۲۵۲ انڈین کمینر ۱۹۵-۱۳ کلکتہ وکلی نوٹس ۹۸۳-۱۳۱۱ آبا و ۴۱۲ (پریوی کونسل)۔

حق حاصل ہے کہ حسب سابق مشترکہ زمین یا اپنا کاروبار علیحدہ کر لین  
تجویز ہوئی کہ اس سے جائداد اور حقیقت ہر دو کی تقسیم عمل میں آگئی۔  
اسی طرح اگر یہ ثابت ہو جائے (الف) کہ خاندان مشترکہ کی دو شاخیں  
چالیس سال سے زائد سے علیحدہ علیحدہ رہتی اور کہانی پتی ہیں۔  
(ب) کہ ہر شاخ نے جائداد خاندانی کے ایک ایک حصہ سے علیحدہ  
علیحدہ مستفید ہوئی (ج) کہ اس مدت میں ہر شاخ نے  
اس خاص حصہ جائداد کو اپنی غیر مشترکہ جائداد خیال کرتے رہی (د)  
کہ ہر شریک اپنے مقبوضہ حصہ سے بعض اجزاء وقتاً فوقتاً منتقل کرتا  
رہا اور دوسری شاخ کے ارکان ایسے انتقالات کو تسلیم کرتے رہے  
تجویز ہوئی کہ ان واقعات سے حسب ذیل نتیجہ نکلتا ہے (الف) کہ  
حقوق اور مرافق متعلقہ بہ جائداد کی تقسیم کا اقرار ہوا تھا (ب) کہ خاندان  
مشترکہ میں خلل آگیا (ج) کہ اگرچہ مادی تقسیم جائداد عمل میں نہیں آئی  
تاہم حقوق و مرافق متعلقہ جائداد میں تقسیم عمل میں آگئی جس سے اشتراک  
کی خاصیت زائل ہو گئی (د) کہ یہ تقسیم قانوناً اسی طرح موثر ہے جی طرح  
تقسیم مادی ہوتی ہے۔ یہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب دستاویزات انقسام  
کی شہادت میں پیش کئے جائیں تو ہر دستاویز پر علیحدہ علیحدہ خود زمین  
کرنا چاہئے بلکہ تمام کو ملا کر نتیجہ اخذ کرنا چاہئے۔  
(۲) مکان کے لیے علیحدہ جگہ خریدنا۔ موروثی زمین کو حصہ کے

۱۵ نمبر مکتلہ ۳۸ (پریوی کونسل)۔ ۱۳۵۲ انڈین کیسز ۵۰۔

۱۳۵۱ الہ آباد ۲۱۲ (پریوی کونسل)۔

عوض میں علیحدہ مکان بنانے کے لیے زمین خریدنا ارادہ تقسیم کا اظہار ہے۔  
(۳) ایک عرصہ سے علیحدہ قابض رہنا۔ جبکہ مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں یہ تسلیم کیا کہ جائیداد خاندانی کے ایک جزو پر اس نے قبضہ کر لیا تھا اور ۱۶ سال تک علیحدہ قابض رہا تو اس کے اوپر اس امر کا بار ثبوت ہے کہ واقعات جن کی رو سے وہ ایک جزو جائیداد پر قابض ہو گیا اس کے اس بیان سے کہ خاندان غیر منقسم ہے کہان تک مطابقت رکھتے ہیں۔

(۴) ایک عرصہ تک بحیثیت مالک قابض رہنا۔ جبکہ جائیداد موروثی کی تقسیم ثابت ہو چکی تھی اور اس کے بعد مسلسل ہر رکن کا اپنے اپنے حصہ پر قبضہ علیحدہ رہا۔ تجویز ہوئی کہ تقسیم مادی عمل میں آچکی ہے اگرچہ کہ کوئی دستاویز باضابطہ تکمیل نہ پائی ہو۔  
(۵) آمدنی سے تنہا مستفید ہونا۔ جبکہ خاندان مشترکہ کی جائیداد کی تقسیم باضابطہ اور مکمل طریقہ سے عمل میں نہ آئی تھی مگر اس کی آمدنی سے مختلف اراکین متعین حصص سے مستفید ہوتے تھے تجویز ہوئی کہ خاندان مشترکہ نہیں رہا۔

(۶) وصیت جس میں تقسیم کی ہدایت ہو۔ جبکہ وصیت نامہ میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے کہ تینوں فرقی تین حصوں میں تقسیم کر لیں اور آئندہ فریقین کو جائیداد کے متعلق ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔

۱۵۷۱ جی بی ہائی گورٹ ۴۳-۱۲ کلکتہ دہلی نوٹس ۶۸

۱۵۷۱ انڈین کیسز ۲۴-۲۳

۱۵۷۱ الہ آباد ۵۳۲-۵

۱۵۷۱ کلکتہ ۳۰۲-۳

تجویز ہوئی کہ اگرچہ دوسری بیوی کی اولاد کے مابین فی الواقع تقسیم  
عمل میں نہ آئی تاہم تقسیم موثر سمجھی جائے گی۔  
(۷) فیصلہ ثالثی متعلقہ تقسیم جبکہ بمطابق اس کے تقسیم عمل میں آجائے۔  
(۸) شریک حصہ دار کا اپنا حق بیع کرنا۔ جبکہ ایک شریک حصہ دار  
نے جائیداد خاندانی میں اپنے حقوق دوسرے شریک کے ہاتھ بیع  
کر ڈالے۔ تجویز ہوئی کہ ایسی بیع بمقابلہ مشتری کے انقسام کی معنی  
رکھتی ہے۔

حسب ذیل حالات سے انقسام ظاہر نہیں ہوتا ہے۔  
(۱) ایک رکن کا قبضہ۔ جبکہ خاندان مشترکہ تسلیم ہو اور تقسیم ثابت  
نہ ہو تو محض اس امر سے کہ ایک رکن جو اس موضع میں رہتا تھا قابض  
رہا قبضہ مخالف ثابت نہیں ہوتا ہے۔

(۲) کاغذات دیہی میں عمل۔ محض اس سے قیاس دہرم شاستر  
مستقل اشتراک کی تردید نہیں ہو سکتی جسے عمل کاغذی کے ساتھ علیحدہ  
علیحدہ استفادہ کا ثبوت بھی لازمی ہے۔ کسی ایک رکن کے نام پر بیٹہ  
ہونے سے حالت اشتراک زائل نہیں ہو جاتی ہے ہندو متونی اور  
اس کے بعد اس کی بیوہ جائیداد متنازعہ پر حیثیت جائیداد خاندان مشترکہ

۲۵۷ در اس دیگی نوٹس - ۳۱۰ - ۲۰۵۷ در اس ۲۰۹ -

۲۵۷ بی بی ۵۴ - ۶۱ در اس - ۲۵۷ بی بی ۲۶۲ -

۳۵۷ انڈین کیسز - ۲۰۷ - ۱۸۱ آباد ۱۶۶ - ۱ دیگی رپورٹر ۳۸ -

۱۵۷ انڈین کیسز ۸۹۹ - ۹۵۷ انڈین کیسز ۱۴۶ -

دوسرے شرکار کے ساتھ قابض رہے۔ دفتر بند و بست میں تعلقات دار ضلع نے میوہ کو ۸۸ کا حصہ دار قرار دیا مگر اس کی یہ حقیقت صرف اس کی حیات تک کے لیے تھی۔ تجویز ہوئی کہ اس عمل سے دوسرے شرکار کے حقوق پسماندگی پر اثر نہیں پڑ سکتا اور انقسام ثابت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اس طرح خاندان مشترکہ کے کسی ایک رکن کا نام بطور نمبر دار درج ہونے سے بادی النظری ثبوت اس فریق کا استحقاق قائم کرنے کے لیے نہیں ہے۔ اس طرح شوہر کی وفات کے بعد میوہ کا نام کاغذ میں درج ہونے سے اور اس کا تنہا قبضہ ثابت ہونے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جائداد تقسیم ہو چکی ہے۔

۳، افراد خاندان کے نام پر جائداد خرید کرنا۔ نہ ایسی جائداد خواہ مخواہ کسب و کدلائے گی اور نہ اس سے علیحدگی و انقسام ثابت کیا جاسکتا۔ بڑے اثاث کے نام پر جائداد خرید کرنا۔ محض اثاث کے نام پر جائداد خرید کرنے سے غیر مشترکہ ہونے کا و انقسام کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ جبکہ جائداد جزو بیوی کے نام پر تھی اور جزو بہو کے نام پر تجویز ہوئی کہ بیوی خاندان مشترکہ کی رکن ہے اور اس جائداد کے لیے جو اس کے نام پر ہے اس کی وہی حیثیت ہے جو شوہر کی تھی اور اس کا قبضہ اشتراک خاندان کے قیاس کے تابع ہے مگر مدراس میں یہ طے ہوا ہے کہ عورت کے

۱۱ مورزا ٹڈین اپریل ۳۶۹ -

۱۲ کلکتہ ۵۱۵ -

۱۸ الہ آباد ۱۷۶ - ۶ ویلی رپورٹر ۶۹ -

۱۰ کلکتہ ۶۸۶ -

نام پر جائداد ہونے کی صورت میں یہ قیاس پیدا نہیں ہوتا ہے کہ وہ مشترکہ جائداد ہے بلکہ مشترک مشتری نیلام اور شوہر اور بیوی کے درمیان یہ قیاس ہے کہ بیوی کے نام پر کی جائداد شوہر کے لیے بنی نامی ہے۔  
 (۴) شاخ کی علحدگی سے افراد کی علحدگی نہیں ہو جاتی۔  
 (۵) انقسام کے بعد بھی کوئی ایک شاخ خاندان منقسمہ نہیں ہوتی ہے یعنی افراد کسی ایک شاخ کے آپس میں مشترکہ رہ سکتے ہیں۔  
 (۶) محض ایک رکن کا دوسرے رکن پر دعویٰ کرنا کہ کسی خاص رکن کی جائداد کمسوبہ خاندان مشترکہ کی جائداد ہے تو کہ اس کی جس نے حاصل کی ہے انقسام کے ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے۔  
 (۷) محض علحدہ کہانا پینا اور رہنا ایسا واقعہ نہیں ہے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ خاندان مشترکہ کی تقسیم عمل میں آگئی ہے۔  
 جائداد ناقابل تقسیم۔ پانی اور بادلیان جو کسی خاندان مشترکہ کے ہوں قابل تقسیم نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں انقسام خاندان کے بعد ان سے شرکار باری باری مستفید ہو سکتے ہیں۔

۸۵۱ مدراس ۲۱۴ - ۱۱ کلکتہ لارپور ۴۱

۱۰۵ انڈین کیسز ۱۰۳ - ۱۱۶۰ آباد ۹۳ - ۲۵ مدراس ۱۴۹ -

۱۲۵۴ کلکتہ ۲۶۲ - ۵۵۵ انڈین کیسز ۸۸۷ -

۸۵۶ دیلی رپورٹ ۲۶۰ - ۲۵ دیلی رپورٹ ۱۶ - ۳۱ کلکتہ ۲۶۲ - ۱۳ انڈین کیسز ۵۴۷ - ۵۴۸

مؤلفہ اسٹیج صاحب جلد دوم صفحہ ۴۱ - ۳۵ (۱۱۱۱) ۱۲ بھٹی لارپور ۳۶۳ - ۶ -

انڈین کیسز ۵۲۱ - ۵۴۸ شاستر مؤلفہ منڈک صاحب صفحہ ۷۱ -

یہ سب ذیل عبارت کتاب پر مبنی ہے: ”پانی یا اس کے ظرف مانند بادلی یا دھڑ کی  
 شے مماثل کے حصص نہیں ہو سکتے۔ اس کی تقیم بذریعہ قیمت نہ ہونی  
 چاہیے بلکہ شریک در شمار کو باری باری اس سے مستفید ہونا چاہیے۔“  
 (مستاکشر باب اول جزو چہارم) دیہوار میں کہا میں بھی اس طرح تحریر ہے  
 ایسی بادلیاں جن میں سیڑھی ہوں اور ایسی بادلیاں جن میں سو پانی  
 بذریعہ ڈول نکالا جاتا ہو۔ ان سے بوقت ضرورت مستفید ہو سکتے ہیں۔“  
 دیر آسترو دیامین بیان ہے کہ ”پانی یا اس کے ظرف مثلاً بادلی سے  
 ہر شخص اپنی ضرورت کے لحاظ سے مستفید ہوگا“ ویسٹ اینڈ ہولر  
 طبع سوئم صفحہ ۸۳۱ و ۸۳۲ میں مندرج ہے ”جیکہ یہ قرار دیدیا گیا ہے  
 کہ بادلی ناقابل تقیم ہے تو ایسی صورت میں آراہنی یا نقد کی طرح ماسک  
 تقیم عمل میں نہیں آسکتی۔ مگر ملکیت کی تقیم ذہنی عمل میں آسکتی ہے اور ایسی تقیم کا  
 نفاذ ایسے اقرار کے ذریعہ سے کرایا جاسکتا ہے کہ ہر شخص جس باری باری مستفید ہو  
 ایسی جامدادی کا مسلسل اور قدیم رواج کی رو سے سمیٹھ اکبر الخاندان کو  
 رکن وارث ہوا کرتا ہے تقیم کے قابل نہیں ہے یہ ان کی چند تمغیات  
 یہ ہیں۔ زمیندار یاں۔ پوہیام۔ سرسجام یعنی عطیات مرہ فرما نروایان  
 جاگیرات عطیات سلطانی۔ دیہانڈیہ گری۔ دیسکھی۔ مواشاہا۔ شہر و اٹھ

۶۵ مدراس ہائیکورٹ ۹۳ و صفحہ ۱۰۵۔

۲۸ مدراس ۵۰۸۔

۶۵ بمبئی ۵۹۸۔ ۱۵ بمبئی ۲۲۷۔

۲۸ مدراس ۵۰۸۔

۱۰۵ بمبئی ۳۲۷۔

۹۵ و گلٹھ ۱۸۷۔

۵۵ اوپلی رپورٹر (پریوی کونسل) ۲۰۔

۱۰۵ بمبئی ۵۹۸۔

اور عہدہ دہی۔

کون تقسیم کرانے کا مجاز ہے۔ صرف ارکان شراکت کی مرضی پر تقسیم ہو سکتی ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام شرکاء یا غلبہ اس امر پر راضی ہوں یا نہیں۔ بلکہ ایسے شرکاء کے نام اور یہ کہ کس حد تک ان کو تقسیم کرانے کا حق حاصل ہے تحریر کیا جاتا ہے۔ (۱) مورث اعلیٰ سے تین پشت سے زیادہ دور کے رشتہ دار۔

جبکہ خاندان شراکت کے ارکان ایک ساتھ رہتے ہوں اور جائداد سے مشترکہ مستفید ہوتے رہے ہوں تو ایسا وارث جو مورث اعلیٰ سے تین پشت سے زیادہ دور کا رشتہ دار ہو سکتا ہے کہ جائداد خاندان بحیثیت پسماندہ حاصل کرے۔ اگر دوسری شاخ میں سے کوئی نہ رہا ہو اور ایسا رکن متبنی ہونے کی صورت میں بھی تقسیم جائداد کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

مقدمہ محولہ میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ کسی ایک شاخ خاندان شراکت میں تین پشت کا فاصلہ پڑ جانے سے اس شاخ کی اولاد آخری جائداد شراکت میں حصہ کا دعویٰ کر سکتی ہے کہ نہیں اور حکام عالی مقام نے یہ رائے ظاہر کی کہ ایسے فاصلہ سے جو تہی اور دوری پشت کے حقوق زائل نہیں ہو جاتے۔ میں صاحب تحریر کرتے ہیں کہ جب کسی قابض جائداد اور دعویٰ دار حال کے مابین تین پشت



زیادہ فاصلہ حاصل ہو جاوے تو ایسی صورت میں دعویٰ دار کی نسل ختم ہو جاتی ہے اور حقوق پسماندگی صرف ہمچدی رشتہ داروں اور اولاد تک محدود رہتے ہیں جو تین درجہ تک کی قرابت رکھتے ہوں۔ حکام عالی مقام کی رائے ہے کہ بین صاحب لئے اس امر پر توجہ نہیں کی ہے کہ اولاد کو پیدائش کے وقت سے اپنے باپ کی حقیقت میں حق حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی اولاد کا دعویٰ صرف اپنے باپ کے حق کا ہوتا ہے نہ کہ چار پشت کے فاصلہ کو مورث کے استحقاق کا۔ پس حکام عالی مقام نے یہ تجویز کی ہے کہ ایسا قاعدہ قرار دینا کہ جائداد ہمیشہ دوسری نسل کو حاصل ہوگی مگر چہ تین پشت سے دور کی اولاد قابض آخری کی نسل میں موجود ہوں ایک وقت آمیزاں ہے۔ سرکار صاحب اس مسئلہ کے متعلق یوں تحریر کرتے ہیں کہ "ذکور نسل میں کوئی ذکور اولاد خواہ کتنے ہی پشت دور کی کیوں نہ ہو پیدائش سے پوری مورث کی جائداد میں حق حاصل کرتی ہے۔ اگر درمیان کے تین وارث قابض جائداد کی حیثیت میں فوت ہو جائیں تو اس سے چوتھی پشت کی نسل کو حقوق پر اثر نہ پڑے گا۔ مگر یہ قاعدہ اس وقت متعلق نہ ہوگا جب پوری مورث اعلیٰ اپنی اولاد سے علیحدہ ہو اور بیٹیا یا پوتیا یا پوتیا اس کی وفات کے وقت زندہ نہ ہو"

(۲) بیٹا۔ عام قانون تناکشر کے بموجب بیٹا۔ پوتیا یا پوتیا یا پوتیا اپنے مورث کے ساتھ بالاشتراك ہو بہ وقت جملہ جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ کی جو موروثی ہو تقسیم کرا سکتا ہے۔ کیسے مورث کی رضامندی

حاصل نہ ہونا و نیز اس کا خلاف ہونا امر بالغ نہیں ہے۔ یعنی میں اس کو  
خلاف ملے ہوا ہے اور وہاں بمقدمہ آیا جی بنام را چندر مندرجہ ۱۹  
بہمی ۲۹ جلسہ کاملہ یہ ملے پایا ہے کہ باپ کی زندگی میں بیٹے کو کوئی  
حق حاصل نہیں ہے کہ بلارضا مندی اپنے باپ کے حجاز اور دیگر موش  
کے مقابلہ میں تقسیم جائداد اور اپنا حصہ دلا پانے کا دعویٰ کرے۔  
اور اس کی متابعت دوسرے فیصلوں میں بھی کی گئی ہے۔ بنگال  
میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ دایا بہاگ کی رو سے لڑکے  
کو کوئی حق جائداد موروثی میں پیدائش سے حاصل نہیں ہوتا۔ بٹیا جاری  
صاحب کی رائے ہے کہ دایا بہاگ کی رو سے باپ اپنی اولاد میں  
غیر مساوی طور سے تقسیم جائداد کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس سے وہ گناہ منکر  
کرتا ہے۔ دوسرے شاستر مولفہ بٹیا جاری صاحب (صفحہ ۳۶) اور بنگال  
میں ہر بالغ شریک کو حق حاصل ہے کہ تقسیم جائداد کا دعویٰ کرے۔

(۲) ایسا بیٹا جو بعد تقسیم پیدا ہو۔ تقسیم ہر وقت ہو سکتی ہے لیکن اگر  
تقسیم کے وقت مان حاملہ ہو تو بچے کی پیدائش تک تقسیم عمل میں نہ آئی  
چاہیے اور اگر عمل میں آئی تو ایسی جائداد جو دوسرے بیٹوں کو حصہ میں  
ملی ہو مگر تقسیم ہونی چاہیے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر وقت تقسیم بیٹا حمل  
میں ہو تو وہ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ دوسرے شرکار جنہوں نے تقسیم

۱۸۵۱ء اس ۱۷۹-۱۱۱ کلکتہ ۱۱۵-۲۷ کلکتہ ۵۲۹-۱۱۵ الہ آباد ۲۵۹  
۱۲۰ الہ آباد ۲۹۴- ۶۵۲ بہمی لارپور ۵۵۵-۶۵۲ بہمی لارپور  
۳۱۴ کلکتہ ۲۱۴- ۳۳۲

سے حصہ پایا ہے اُس کے حصہ کی رقم چندہ سے پوری کر دین اگر تقسیم باپ اور بیٹوں میں ہوئی ہو اور باپ اپنے لیے کوئی حصہ نہ رکھے تو بہائیوں کو جنہوں نے حصہ لیا ہے اپنے حصہ میں سے چندہ کر کے اپنی مساوی حصہ اُس کو دینا ہوگا۔ لیکن اگر باپ نے اپنے لیے حصہ رکھ لیا ہے تو ایسے بیٹے کو صرف اس قدر ملے گا۔ اس طرح اگر کسی شریک کے قبل دست برداری بیٹا پیدا ہو تو وہ اپنا حصہ طلب کرنے کی غرض سے تقسیم کی نالاش شراکت کے خلاف دائر کر سکتا ہے۔ مگر شریک کا اپنے حصہ سے دست بردار ہو جانے کے بعد جو لڑکا پیدا ہو اُسے تقسیم کرینکا حق حاصل نہ ہوگا۔

پہرہ پستی۔ جبکہ باپ اور بیٹوں میں تقسیم ہو جائے خواہ بیٹے ایک ہی بیوی سے ہوں یا مختلف بیویوں سے تو ایسے بیٹے جو بعد تقسیم پیدا ہوں باپ کی جائداد پائین گئے۔ باپ کی تمام جائداد جو اُس نے اپنی ذاتی محنت اور اپنی غیر مشترکہ جائداد سے حاصل کی ہو بعد تقسیم ایسے لڑکے کو ملے گی جو بعد کو پیدا ہوا ہو۔

یا جنا و لگ۔ بعد تقسیم اگر لڑکا ہمدرد عورت سے پیدا ہو تو وہ ابتدائی جائداد کی از سر نو تقسیم کا دعویٰ کر سکتا ہے یا صرف موجودہ جائداد کی تقسیم کر سکتا ہے۔

(۳) متبنی بیٹا۔ اس کی حیثیت صلیبی فرزند کے مانند ہے لیکن اگر آرا سا فرزند موجود ہو تو متبنی فرزند کا حصہ مساوی نہ ہوگا مگر وہ تقسیم

کر سکتا ہے۔ اس طرح منسلبی فرزند کا بیٹا اپنے دادا سے تقسیم کر سکتا ہے۔

(۴) غیر صحیح النسب بیٹا۔ قاعدہ یہ ہے کہ صرف وہی شریک تقسیم کر سکتے ہیں جن کو جائیداد میں حق حصہ حاصل ہو۔ تین دو جنہی ذاتوں میں غیر صحیح النسب بیٹا تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتا مگر شور و دین میں اس کا حق ایک حد تک تسلیم کیا گیا ہے یعنی وہ باپ کے مقابلہ میں ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا مگر اپنے صحیح النسب بہائیوں کی مقابلہ میں اسے حق حاصل ہے۔

(۵) نابالغ شریک۔ نابالغ بوجہ اس کے کہ قانوناً اپنا ارادہ تقسیم ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ یہ تجویز ہوئی کہ وہ تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسرا شخص اس کی جانب سے نالش رجوع کر سکتا ہے۔ صرف اسی صورت میں تقسیم کی اجازت دی جاسکتی ہے جبکہ قوی شہادت اس امر کی ہو کہ منظم خاندان کے پاس اس کی جائیداد سپرد کرنا خطرناک ہے۔ ایسی صورت میں ولی نابالغ اس کا حصہ غلطہ کروا کے اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے۔ بدینتی ثابت ہونا ضروری نہیں ہے۔ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ثابت ہو کہ تقسیم ہو جانے سے نابالغ کی جائیداد کو فائدہ ہو گا یا کم از کم نقصان سے محفوظ رہے گی۔ کوئی شریک نابالغ ہونے سے تقسیم لازمی نہیں ہو جاتی۔

۱۵۰ مدراس ۴۵- ۱۳ مدراس ۴۳- غ ۸ مدراس ۱- ۱۲ مدراس ۳۵۳- ۴ کلکتہ ۴۲۵

۱۹ بیسی ۹۹- ۸ کلکتہ ۵۳- ۱۳ کلکتہ ۳۹

۱۲ مدراس ۴۰۱-

۱۵ بیسی لارپور ۸۸۳-

یہ بھی لازمی ہے کہ کسی خاص نقصان کا وقوع یا احتمال ثابت کیا جائے۔  
ایسے واقعات کا وجود لازمی ہے جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ نابالغ کا حصہ  
علحدہ محفوظ کر دینے ہی میں مصلحت ہے۔ گو یہ ضروری نہیں ہے  
کہ اگر بعض اراکین نابالغ ہوں تو دیگر بالغ اراکین تقسیم نہ کر سکیں۔ ایسی  
صورت میں اگر تقسیم عمل میں آئے اور وہ جائز اور مناسب ہو تو نابالغ پر  
واجب التعمیل ہوگی۔

حسب ذیل صورتوں میں نابالغ سن شعور کو پہنچنے پر تقسیم منسوخ کر سکتا ہو۔  
(الف) جبکہ نابالغ کے لیے کوئی حصہ نہ رکھا گیا ہو۔

(ب) کسی ایسے شخص کی رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو جو اسکی جانب  
سے کام کرنے کا مجاز ہو۔

(ج) جبکہ تقسیم قانوناً ناجائز ہو یا قریب پر مبنی ہو۔  
(د) ایسی بے ضابطہ کارروائی ہوئی ہو کہ یہ پتہ نہ لگ سکتا ہو کہ  
تقسیم جائز ہے یا ناجائز۔ اور نابالغ کے حقوق کے متخالف ہو۔ بہرہ  
عام قاعدہ یہ ہے کہ تقسیم نابالغ کے فائدہ کے لیے نہیں ہوتی ہے  
کیونکہ اسے مشترک رہنے میں زیادہ آمدنی کی امید رہتی ہے نیز اسے  
حقوق پسماندگی حاصل ہونے میں ہے۔

۱۹۵۷ء آباد ۳۷۳-

۲۷ مئی لاہور ۸۸۳-

۳۱ مارچ ۱۲۱۳ (پریوی کونسل)۔

۱۹۵۷ء مئی ۵۹۳- ۱۸ مئی ۱۹۷۷- ۱۴ مارچ لاہور ۸- ۳۰ کلکتہ ۳۸- (پریوی کونسل)۔

۸۵ کلکتہ ۵۲- بین طبع ہفتم صفحہ ۶۲۲ و ۶۲۳-

(۶) پوتا۔ یہ عام قاعدہ میں آتا ہے اور اس لئے تقسیم کا دعویٰ بجا کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر مدر اس ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ بلائی جملہ حالات کے پوتا دادا کے مقابلہ میں نالاش دائر کر کے بھجھ موروش جائداد خاندان تقسیم کر سکتا ہے۔ مگر الہ آباد ہائی کورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ پوتا اسی وقت نالاش کر سکتا جبکہ اس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ یہ مدر اس اور کلکتہ ہائی کورٹ کی رو سے اپنے باپ کی حیات میں ہی پوتا تقسیم کر سکتا ہے۔

پٹر پوتے کو بھی باپ اور دادا کی زندگی میں تقسیم کرانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اگر باپ اور دادا خاندانی جائداد تلف کر دیتے ہوں تو وہ ان کی زندگی میں ہی تقسیم کے لئے کہہ سکتا ہے۔ یہ اگر خاندان صرف پٹر پوتے اور پرداد پر مشتمل ہو تو پٹر پوتا تقسیم کر سکتا ہے۔

(۷) بیٹی۔ وہ تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ اس کو صرف اسقدر حق حاصل ہے کہ شادی کے زمانہ تک گزارہ ہاؤس اور اخراجات شادی ادا کئے جائیں۔ اگر بہائی آپس میں تقسیم کر لیں تو اسقدر جائداد علیحدہ کر دی جائے جس سے کہ ناکتخا بیٹیوں کی شادی کے اخراجات پوری ہو سکیں۔ اس کی شادی کے معقول اخراجات کا بار جائداد خاندان پر اسی طرح

۱۔ مدر اس ہائی کورٹ ۷۷-۵۰ الہ آباد ۳۰ (جائے کالم) ۱۸ اپریل ۱۷۹-۱۳ کلکتہ

۲۵ الہ آباد ۵۶۰-

۱۱۱-

۳۵ الہ آباد ۱۱۱ بصغہ ۱۲۹-۲۲ کلکتہ ۲۲۳-

۱۸۵-۱۷۹ اس ۱۸۳-

۳۵ کلکتہ ۵۳۷-

۵۷ ویٹس اینڈ برنر صفحہ ۷۷-

ہونا ہے جس طرح اس کی پرورش کے خرچہ کا بار۔ اگر جیکہ مان کی جائداد میں بیٹیاں متحق ہوتی ہیں تاہم دوسے مان کی زندگی میں تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتیں اس لیے کہ یہ حق تقسیم صرف بیٹوں اور پوتوں کو حاصل ہے جبکہ باپ کے ساتھ موروثی جائداد میں پیدائش سے حقیقت حاصل ہو جاتی ہے یہ منہ۔ بیٹیوں کو چاہیے کہ اپنے حصہ سے جزو نہ کھڑا بیٹیوں کو دین۔ ایک کو اپنے خاص حصہ کا ایک ربع دینا چاہیے اور جو دینے سے انکار کرے وہ ملعون ہوگا۔

جب ایک سے زیادہ بیٹیاں اپنے باپ کی جائداد کی مشترکہ وارث ہوں تو ان میں تقسیم کے متعلق ملاحظہ ہو مضمون سدرجہ فقرہ مابعد۔  
(۸) بیوی وہ اپنے شوہر کی زندگی میں تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ مگر شوہر کی وفات کے بعد دیا گیا ہاگ کی رو سے لاولد بیوہ بھی تقسیم کا دعویٰ کر سکتی ہے مگر متاکثر کی رو سے ایسا نہیں ہے اگرچہ کہ وہ تقسیم کے وقت حصہ پانے کی مستحق ہوتی ہے۔

یا جننا و لک۔ جبکہ باپ اپنے بیٹوں میں جائداد برابر تقسیم کر دے تو اس کی بیویوں کو اس کے بیٹوں کے برابر حصہ ملنا چاہیے اگر ان کو اپنے شوہر یا شوہر کے باپ سے کوئی جائداد نہ ملی ہو۔  
اب ہم مختصر اس امر پر بھی بحث کریں گے کہ اگر ایک سے زیادہ

۱۔ (۱۹۱۰ء) الہ آباد لاجرٹیل ۲۴۹ (جلد کاٹہ)۔

۲۔ ۴۴۵ بی بی ۵۳۵۔ خ اندر اس ۲۵۸-۲۴۴ بی بی ۴۹۱۔

۳۔ اکلنت لارپورٹ ۷۲۔

بیوہ یا دختر مشترک وارث ہوں تو تقسیم کے متعلق اُن کے کیا حقوق ہوں گے۔  
ایسی صورت میں جبکہ شوہر فوت ہو جاوے اور اُس کے ورثائے میں  
بچے بیوگان کے اور کوئی ہائی نہ رہا ہو تو وہی وارث ہوں گی۔ اور ایک سے  
زیادہ ہونے کی صورت میں اُن کا قبضہ مشترک ہوگا اور آپس میں تقسیم  
کے دعوے کی عجز ہوں گی۔ اور اپنی اپنی حقیقت علیحدہ کر سکتی ہیں  
میں کو کہا کی رو سے بھی ہر ایک بیوہ تقسیم کے ذریعہ اپنا حصہ علیحدہ کر لے  
مستفید ہو سکتی ہے۔ مگر مدد اس ہائی کورٹ نے یہ قرار دیا ہے کہ  
کوئی بیوہ ایسا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ مشترک جائداد کی کامل تقسیم عمل میں  
آ جاوے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ قبضہ حاصل ہو۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ  
جائداد کی نوعیت اور بیوگان کے طرز عمل کے لحاظ سے بغرض منفعت  
جائداد و رفع نزاع کسی ایک جزو جائداد پر کسی ایک بیوہ کو غیر مشترک قبضہ  
دید یا جائے۔ یہ تقسیم مابین بیوگان اس طرح عمل میں آنی چاہیے کہ  
اُس سے جائداد پر کوئی دوامی اثر نہ پڑے اور نہ ورثائے عودی کے  
حقوق موثر ہوں۔ تقسیم سے اُن کی پسماندگی کے حقوق زائل نہیں ہوتے  
میں۔ جب بیوگان اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوتی ہیں حق پسماندگی اس قدر

۱۲۵۱۱۱ آباد ۵۱- ۱۸۵۱۱۱ آباد لاہور ۲۲۰- ۱۹۱۱۱۱ لندن کینر  
۲۹۸- ۲۳۳۱۱۱ آباد ۲۲- ۳۲۱۱۱۱ آباد ۱۸۹- ۸۱۱۱۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸- ۹۱۱۱۱۱ کلکتہ  
۵۸۰- ۵۱۱۱۱۱ ۳۱ مئی ۵۹۰-  
۵۱۱۱۱۱ مدراس ۲۹- ۲۲۱۱۱۱ مدراس ۲۲۱- ۵۱۱۱۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸-  
۵۱۱۱۱۱ کلکتہ ویکلی نوٹس ۶۵۸-



قوی ہوتا ہے کہ پیمانہ کو سالم جائداد حاصل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سوتیلی کی دختر بھی محروم رہ جاتی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک بیوہ دوسری بیوہ کے حق میں اپنے حق پیمانہ کی سے دست بردار ہو جاوے اور تقسیم نامہ میں ایسا تحریر کر کے اقرار کر لے۔ ایسا اقرار جائز ہے اور نفاذ پائے گا۔ بیوہ کی حقیقت کا مشتری تقسیم کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ دایا بہاگ کی رو سے اگرچہ لاولد بیوہ جائداد خاندانی کی تقسیم کر سکتی ہے مگر وہ اس امر کی مستحق نہیں ہے کہ بلا نگرانی اس کو دخل دیا جائے۔

(۹) حقیقی اور سوتیلی مان۔ ان کو حق گزارہ قدرتا حاصل ہووے بیٹوں یا علاقائی بیٹوں پر تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ لیکن بیٹے آپس میں تقسیم کر لیں تو وہ انہیں کے مساوی حصہ پانے کی مستحق ہوگی۔ اگر مان اور علاقائی مان دونوں موجود ہوں تو ہر ایک کو بیٹوں کے مساوی حصہ ملے گا اور یہ اُس صورت میں بھی روا ہے جبکہ تقسیم کنندگان سب علاقائی بیٹے ہوں۔ لیکن دایا بہاگ اس کے خلاف ہے۔ اور یہ حق مان کا اُس صورت میں بھی زائل نہیں ہوتا جبکہ اُس کو اپنے کسی سوتیلی بیٹے کا حصہ ورثاً ملا ہو۔ لیکن اگر اُس کو باپ سے فدیہ پسہ یا وصیت ایک بیٹے کے حصہ سے زیادہ ملا ہو تو تقسیم پر وہ کچھ بھی پانے کی مستحق نہ ہوگی۔ اگر اُس کو اس طرح کم رقم ملی ہو تو وہ تقسیم کے

۱۸۵۷ء آباد لاجپل ۲۲۰ - کلکتہ وکلی نوٹس ۶۵۸ - ۳۱ مئی ۱۸۶۰ء -

۱۸۵۷ء مدراس لائسنس ۲۸۸ - کلکتہ ۹۸۰ -

۱۸۵۷ء کلکتہ ۵۳۷ - ۱۷ مئی ۱۸۶۱ء - ۳۶۵۵ کلکتہ ۷۰ -

وقت اس قدر رقم پانے کی مستحق ہوگی جس سے بیٹے کے حصہ کے برابر تکمیل ہو جائے۔ کلکتہ ہائی کورٹ کی رو سے اس کو یہ حق حصہ لینے کا صرف شوہر کی موروثی جائیداد میں ہے۔ اگر تقسیم باپ کی زندگی میں بیٹے کے اصرار پر عمل میں آوے تو باپ اور مان کو برابر حصہ ملے گا۔ مان کا حق حصہ پانے کا استری دہن پانے سے زائل نہیں ہو جاتا۔ جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس سے محض حصہ میں کمی ہو جاتی ہے۔ جبکہ مان اپنے متوفی بیٹے کی وارث ہوئی ہو تو ایسی جائیداد جو بیٹے سے اس کو ورثہ حاصل ہوئی ہو اس کا استری دہن کہلائے گا نہ میں ایک سوال ہے بمقامات مندرجہ ۳ کلکتہ ۱۳۹-۱۶۳ کلکتہ ۷۵ یہہ تجویز کی گئی ہے کہ ایسی جائیداد اس کی استری دہن نہ ہوگی اور اس کو وہ اپنے بیٹوں کے مساوی تقسیم میں حصہ پانے کی مستحق ہے۔ تقسیم کے وقت جو جائیداد مان کے حصہ میں آئی ہے وہ اس کا استری دہن نہیں ہو کر تا کیونکہ وہ جائیداد اس کے گزارہ کے لیے دی جاتی ہے۔ حال میں بریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ جب تک کہ خاص طریقہ سے اس نیت کا اظہار نہ کر دیا جائے کہ مان کو قطعی حقوق حاصل ہو گئے۔ ایسی جائیداد مان کا استری دہن نہیں ہو سکتا۔ دایا بہاگ اور

۱۰۵ کلکتہ ۱۰۷

۱۲ بنگال لارپورٹر ۳۸۵

۱۶۵ کلکتہ ۷۵۸

۳۲ کلکتہ ۲۳۴

۱۳۴۵ آباد ۲۳۴-خ ۲۴۱ آباد ۶۷۸۲ م ۳۲ کلکتہ ۲۳۴-۱۱ کلکتہ

وکیل نوٹس ۷۹-۲۳۹-۶۵۸

مٹا کثیر اہر دو کی رو سے یہی قاعدہ ہے۔ سرکار صاحب بیان کرتے ہیں کہ مان کے حصہ کو استری دہن شمار کرنے کے دو وجوہ ہیں۔ (۱) اگر مان کو اپنے شوہر یا خسر سے استری دہن ملا ہے تو اس کو صرف اس قدر حصہ دیا جائے گا جسکو اگر اس کے ملے ہوئے استری دہن میں جمع کیا جائے تو بیٹے کے حصہ کے برابر ہو پس جبکہ حصہ ان امورات پر مشتمل ہوتا ہے تو اس کا حق اس کے اجزا پر ویسا ہی رہنا چاہیے (۲) جبکہ تقسیم کے وقت مختلف اشخاص کو حصے دیئے جاتے ہیں تو ہر حصہ دار کی حصہ کی نوعیت بادی النظر میں ایک ہی ہونی چاہئے جب تک کہ کوئی صراحت اس کی کی جائے۔ اس لیے مان کے حصہ کی یہی نوعیت وہی ہونی چاہیے جو دوسرے حصہ داروں کی ہوتی ہے (طبع چہارم صفحہ ۴۲۵)۔

(۱۰) دادی۔ اگرچہ مٹا کثیر کی رو سے بوقت تقیم یا جب جائداد تلف ہو رہی ہو یا اس کے گزارہ کا انتظام کافی نہ ہوا ہو وادی ایک حصہ جائداد دلایا نے کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ تاہم وہ تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہے۔ اس کو مکان خاندانی میں سکونت کا یہی حق حاصل ہے جیسے پوتوں کے مابین بالعموم تقیم ہو رہی ہو۔ کلکتہ ہائیکورٹ کی رو سے دادی حصہ کی مستحق ہے مگر الہ آباد ہائیکورٹ کی رو سے وہ حق پانے کی مستحق نہیں ہے۔ مدراس ہائیکورٹ کی رو سے

۱۹۶۷ء مدراس ۱۳۰-خ ۱۲ مدراس ۲۶۰ (جلتہ کاملہ)۔ ۱۲ مدراس لاجرٹل ۲۷۰-  
۳۷۸ء الہ آباد ۱۱۸-۸ کلکتہ ۴۴۹-۳۱ کلکتہ ۱۰۶۵۔

مان اور دادی کسی کو بھی حصہ بوقت تقسیم نہیں ملتا ہے۔ دایا بہاگ کی رو سے دادی کو تقسیم کے وقت حصہ ملنا چاہیے تھا اگر پوتے مختلف بیٹوں کی اولاد ہوں تو دادی کا حصہ وہی ہوگا جو ایک پوتے کو مساوی ملنے کی صورت میں ملتا۔ کیونکہ پوتوں کا حصہ اُن کی اُصول کی تعداد اور مان کے زندہ ہونے کا یا نہ ہونے پر منحصر ہے۔ (ٹرکی پلین باجہ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۲۰)۔ الہ آباد میں جو حصہ نہ ملنے کے متعلق سنجیز ہوئی اور اُس کی بہہ و جربیان کی گئی ہے کہ یا جنا و لک اور متاکشر اگر مصنف نے باپ کی زندگی میں تقسیم اور اُس کی وفات کے بعد کی تقسیم میں فرق رکھا ہے۔ بیٹی میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے بہر کیف دادی صرف اُس وقت حصہ طلب کر سکتی ہے جب پوتے جائداد کو آپس میں تقسیم کرتے ہوں۔ اگر تقسیم عمل میں نہ آ رہی ہو تو کوئی حصہ طلب نہیں کر سکتی ہے۔

(۱۱) محروم الورث رشتہ دار کا بیٹا۔ اُس کا دعویٰ اپنے ذاتی حق کی بناء پر ہے اور وہ تقسیم کا دعویٰ کرنے سے اس بناء پر منسوخ نہیں کیا گیا ہے کہ اُس کا مورث ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ محروم الورثی محض متعلق بذات ہو کرتی ہے اور اُس سے صرف اُسی رکن کا حق زائل ہوتا ہے۔ یہ نقص محروم الورث رشتہ دار کی صحیح النسب اولاد پر موثر

۵۷ دایا بہاگ باب ۲ جزو ۲ فقرہ ۳۲۔

۵۸ ہندو اس ۱۳۰۔

دہرم شاستر مؤلفہ میگناشن صاحب ۳۹-۴۱-۵۲-۵۴

۵۹ دہرم شاستر مؤلفہ سترنج صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹۔

نہیں ہوتا ہے۔ اس طرح حقدار ہوتے ہیں گویا کہ محروم اور شخص  
فوت ہو گیا ہو۔

۱۲) شخص اجنب - مشتری حقوق شریک یا بیوہ - بالعموم شخص اجنب تقسیم پر اس طرح مجبور نہیں کر سکتا کہ ہندو خاندان مشترکہ کے تمام ارکان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاویں۔ اس کو صرف اس بقدر حق حاصل ہے کہ شریک دیون کو یا بالغ کو اس امر پر مجبور کرے کہ وہ دوسرے ارکان سے تقسیم کرانے اور اپنا حصہ شخص اور معین کرانے سے مدد اس ہائیکورٹ کی رو سے عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک غیر منقسم شریک کے حصہ کا مشتری دوسرے شریک کے ساتھ مشترک نہ دار بن جاتا ہے اور اس طرح اس کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ تقسیم کے وقت اپنا علیحدہ حصہ حاصل کرے۔ ایسے شخص اجنب پر یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام جائیداد کی تقسیم کرانے کا دعویٰ کرے بلکہ وہ صرف اپنے خریدے ہوئے حصہ کی حد تک جائیداد کی تقسیم کے لئے نالش کر سکتا ہے۔ بمقدمہ مندرجہ ذیل لارپورٹر ۹۴۲ یہ تجویز ہوئی ہے کہ یہ حق جو شخص اجنب کو دیا گیا ہے محض بغرض انصاف ہے اور ہر مقدمہ میں خاص واقعات کے لحاظ سے اس کا نفاذ ہو سکتا ہے۔

دایا بہاگ - بنگال میں دایا بہاگ کی رُو سے ہر بالغ شریک کو حق حاصل ہے کہ جائیداد مشترک کی تقسیم کرے۔

مکمل اور جزوی تقسیم۔ مکمل تقسیم اُس وقت کہی جاتی ہے جبکہ خاندان کی تمام جائیداد مشترکہ اُس میں شریک ہو لیکن اگر صرف بعض حصص جائیداد معروض تقسیم میں آویں تو ایسی تقسیم کو جزوی تقسیم کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ارکان بقیہ جائیداد کے متعلق مشترکہ تصور ہوں گے۔ دستور یہ ہے کہ غیر منقسمہ جائیداد کے ارکان کو جاسیے کہ جملہ جائیداد خاندانی قابل تقسیم کی تقسیم کرا پائے گا دعویٰ دائر کرے۔ صرف ایک غیر منقسمہ کھیت میں حصہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جزوی تقسیم کی دو حالت ہیں۔ (۱) صرف چند ارکان خاندان مشترکہ کے علیحدہ ہوں اور بقیہ مشترکہ رہیں۔ جب صرف بعض جائیداد خاندان مشترکہ کی تقسیم عمل میں آئے اور بقیہ مشترکہ رہیں۔

گھلاکتہ۔ مقدمہ مندرجہ کلاکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۴ میں شبہ ظاہر کیا گیا تھا کہ آیا دہرم کی رو سے جزوی تقسیم جائیداد جائز ہے پھر اس صورت کے کہ ایسا اقرار کیا جائے لیکن بعد کے مقدمات میں یہ صاف طے کر دیا گیا ہے کہ ایسی نالاش نہیں ہو سکتی بعض ارکان خاندان سے علیحدہ ہو جانے سے دوسرے ارکان کے مابین تقسیم ثابت نہیں ہوتی۔

مدرس۔ یہاں یہ تجویز ہوئی ہے کہ مشترکہ ہندو خاندان کا رکن بعض صورتوں میں کسی ایک جزو جائیداد کی تقسیم کر سکتا ہے مثلاً جبکہ بقیہ جائیداد خاندانی شخص اجنب کے ہاتھ بیع ہو گئی ہو یا فوری تقسیم کے لیے حاصل نہ ہو سکتی ہو۔ اسی طرح محض اس وجہ سے کہ بعض جائیداد خاندانی

دوسرے کے پاس کر ایہ زمین تقسیم کی نالاش خارج نہیں ہو سکتی بلکہ جبکہ سابقہ تقسیم کے وقت خاص اقرار کی بنا پر پہر تقسیم بالعموم ہو گئی ہو تو مگر تقسیم کی نالاش ممنوع نہیں ہے۔ مشترک آپس میں یہ معاہدہ کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے حصہ سے مشترک کا مستفید ہونے سے رہیں۔

الہ آباد۔ اگر ایک بھائی نے ایک جزو جائیداد خاندان مشترک کا بیچ ڈالا ہو تو دوسرا بھائی صرف اسی جائیداد کی تقسیم کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ دوسری جائیداد کو بھی شریک کرے۔

بمبئی۔ یہاں یہ طے ہوا ہے کہ عدالت اسی جائیداد کی تقسیم کی اجازت دے سکتی ہے جو برٹش انڈیا کے حدود میں واقع نہ ہو یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ جائیداد بھی اُس میں شریک کی جائے جو برٹش انڈیا کے حدود کے باہر ہے۔

بہر کیف عام قاعدہ یہ ہے کہ کسی ایک جزو جائیداد خاندانی کی تقسیم کی نالاش نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ کسی رکن خاندان مشترک کا حق کسی جزو جائیداد پر نہیں ہو کرتا ہے بلکہ اُس کا حق دوسرے شریک کو مشترک میں ہوتا ہے اور ہر ایک جزو جائیداد کی ملکیت واستفادہ پر حاوی ہوتا ہے لیکن اس عام قاعدہ سے حسب ذیل صورتیں استثنیٰ ہیں۔

(۱) جبکہ تمام جائیداد خاندانی وقت تقسیم حیات ہو سکتی ہو مثلاً جبکہ وہ جائیداد کسی دوسرے کے پاس رہن ہو۔

(۲) جبکہ ایک جزو جائداد خاندانی اندرون احاطہ ملکیت واقع ہوا اور  
بقیہ بیرون احاطہ ملکیت ہو۔ ایسی صورت میں صرف جائداد موقوفہ اندرون  
مملکت کی مالش ہو سکتی ہے یہ

(۳) جبکہ کسی شریک نے ایک جزو جائداد میں سے اپنا حصہ منتقل  
کر دیا ہو اور دوسرا شریک منتقل الیہ کے مقابلہ میں جائداد منتقل شدہ میں  
سے اپنے حصہ کا دعویٰ کرنا ہو ایسی صورت میں دوسرے شریک کو ضرر و  
نہین ہے کہ تمام جائداد خاندانی کی تقسیم کا دعویٰ کرے یہ

(۴) جبکہ ایک شریک کا منتقل الیہ دوسرے شریک کے منتقل الیہ  
کے مقابلہ میں دعویٰ دائر کرے مثلاً جبکہ چار کہیتوں میں سے دو بہائیوں  
کے غیر منقسم حصے ایک شخص خرید کرے اور تیسرے بہائی کا حصہ دوسرا  
شخص خرید کرے یہ

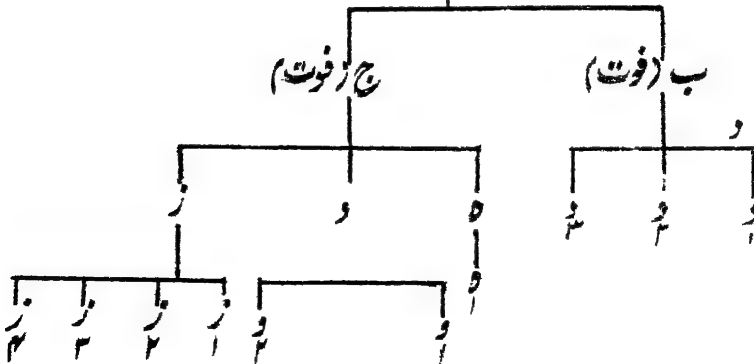
(۵) جبکہ مشتری کسی رکن خاندان مشترکہ کے حقوق و مرفق ایک  
جزو جائداد کے متعلق خرید کرے اور دوسرے ارکان ایسے انتقال کو  
منظور کریں ایسی منظوری سے تقسیم عمل میں آجاتی ہے یہ

(۶) جبکہ شخص اجنب جائداد خاندان کے جزو میں شریک حصہ دار  
ہو یا جبکہ کسی ایک جزو جائداد میں صرف چند ارکان کو حق ہو تو اصول یہ  
ہے کہ تقسیم کے دعوے کے صحیح معنی میں نہیں ہیں کہ ایک ہی جائداد



تقسیم کرائی جائے کہ جس سے صرف چند فرقی متعلق ہوں۔  
 تقسیم کا قاعدہ۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ تقسیم کے لئے ہر مرنے والا اپنی بیوی  
 کے لئے ہے بلکہ اپنی اولاد کے بجائے ہی ہے۔ بیٹے اپنا حصہ باپ  
 کے توسط سے لیتے ہیں۔ اس لئے کہ اُن کا حصہ باپ کو عطا شدہ حصہ  
 میں شامل ہوتا ہے۔ تقسیم کا بیٹا یا بندہ ہے بجز اُس کے کہ وہ کوئی قانونی  
 وجہ اُس کی منسوخی کی ظاہر کرے۔ مثلاً فریب یا یہ کہ جو کچھ اُس کے باپ  
 کو ملا وہ بقدر اُس کے حصہ کے نہ تھا بلکہ ہر بیٹے کو اپنے باپ کے حصہ  
 کے مساوی ملتا ہے۔ مختلف بیویوں کے بیٹے بھی جب تک زوج  
 خلافت میں ثابت نہ ہو مساوی لیتے ہیں۔ جبکہ شاخ مختلف ہوں تو تقسیم  
 بالاصول ہوگی نہ کہ بالراس۔ مگر ایک ہی باپ کے بیٹوں میں تقسیم بالراس  
 ہوگی۔ حسب ذیل مثال ہندو فیملی لا مولفہ ٹریوٹمین صاحب سے لی گئی ہے۔

الف (فوت)



مثیل بالامین اجنب کے دو فرزند بوج مین۔ خاندان کی دو شاخ ہو گئی  
مین یعنی شاخ بوج حسین سے ہر ایک کو نصف حصہ ملے گا۔ ب کی  
شاخ مین اس کا بیٹا د اور پوتے دو۔ ہر ایک نصف کے ایک ربع  
کے مستحق مین (۱/۴ کا ۱/۴) یعنی ہر ایک کو ۱/۱۶ حصہ ملیگا۔ ج کی شاخ مین  
ہ کی شاخ کو نصف کا ثلث جائے گا یعنی ۱/۶ جائے گا اور د و ز کی  
شاخ ہی ۱/۶ پائیگی۔ اس طرح ہ و د ہر ایک کو ۱/۱۶ کل جائیداد کا ملے گا۔  
اور و ہ کو ۱/۱۶ حصہ کل جائیداد کا ملے گا۔ اور ز نہ نہ نہ ہر ایک کو  
۱/۱۶ حصہ کل جائیداد کا ملیگا۔ (رہنہ و فیلی لا مولفہ ٹریوٹلین صاحب صفحہ

(۳۳۷)

تقدیمات تقسیم مین عمل درآمد۔ دعویٰ تقسیم محض اس وجہ سے خارج  
نہیں ہو سکتا کہ مدعی نے جملہ جائیداد خاندانی قابل تقسیم دعویٰ مین شریک  
نہیں کی۔ جبکہ تقسیم ایک بہائی کے زور دینے پر باپ اور بیٹوں کو مابین  
عمل مین آوے تو دوسرے بہائی مستحق مین کہ جائیداد خاندانی مین سے  
ایک معقول رقم اس غرض سے علیحدہ رکھوا دیں کہ اس سے ان کی  
شادی۔ زنا ربندی وغیرہ کی مراسم ادا ہو سکیں۔ مگر بہائیوں کی اولاد  
کے شادی زنا ربندی و دیگر مراسم کے لئے علیحدہ رقم نہیں رکھی جا سکتی۔  
یا جنازہ لک۔ ایسے بہائیوں کا جینو اور دوسری مراسم اگر باپ نے  
ادانہ کئے ہوں بہائی ادا کریں گے۔ جن کے مراسم باپ نے ادا  
کئے ہوں۔ اور بہنوں کے مراسم کی ادائیگی اس طرح کرے کہ اپنی اپنی

حصہ کا ایک راج دیدین۔

تقسیم کب تازہ کیجا سکتی ہے۔ جبکہ تقسیم ایک بار عمل میں آگئی ہو تو وہ قطعی ہوا کرتی ہے عام قاعدہ یہ ہے کہ مکرر تقسیم عمل میں نہیں آتی۔ لیکن انصاف اور عدالت کے اغراض کے لیے حسب ذیل صورتیں مکرر تقسیم ہو سکتی ہیں۔

(۱) فریب (۲) غلطی مگر غلطی فریقین کی ہونی چاہیے اور نیکی

ثابت ہونی چاہیے مثلاً جب کہ فریقین نے ایک جائد اد کی تقسیم کر لی اگرچہ کہ وہ خاندان کی نہ تھی (۳) جائد اد خاندانی کی بازیافت بعد تقسیم

(۴) جبکہ بعد تقسیم وفات پدید آو لاد پیدا ہو۔ (۵) جبکہ غیر حاضر شریک کے واسطے کوئی حصہ نہ رکھا گیا ہو اور وہ بعد کو حاضر آجائے۔ صرف غلطی کی صورت میں جبکہ وہ اہم ہو تمام جائد اد کی تقسیم کر ہوگی دوسری صورتوں میں تقسیم مکرر صرف اسی جائد اد کی ہو سکتی ہے جو سہو آ رہ گئی ہو یا بعد کو حاصل ہوئی ہو یا فریباً مخفی کی گئی ہو۔

پانچواں لک۔ جبکہ کسی شریک نے کوئی جائد اد چھپا دی ہو اور اس کا عالم تقسیم کے بعد ہو تو اس کی تقسیم پھر مساوی حصوں میں ہوگی۔

واصلات کا دعویٰ۔ جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ منتظم خاندان سے سابقہ معاملات کا حساب نہیں پوچھا جاسکتا اس لیے تقسیم کی نالاش میں واصلات نہیں دلایا جاسکتا اور نہ کوئی رکن جائد اد خاندان مشترکہ کے منافع میں حصہ طلب کر سکتا ہے کیونکہ تقسیم تک اس کا حصہ معین

نہیں ہوا کرتا لیکن اگر کسی اقرار کی رو سے اُن کے حصے معین ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں منافع کی نالاش ہو سکتی ہے۔

ڈگری بمقدمہ تقسیم۔ ڈگری سے حقوق علیحدہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر فریقین ڈگری کا لحاظ نہ کریں اور برابر مشترکہ رہیں تو علیحدگی مقصود نہ ہوگی۔ اگر ڈگری کی ناراضی سے مراغہ دائرہ کیا جائے تو اس سے ناقصیہ مراغہ تقسیم مقصود نہیں ہو سکتی۔

شرکاء کا اقرار۔ جبکہ تقسیم نامہ کی رو سے بجز ایک جائداد کے باقی تمام جائداد کی تقسیم عمل میں آوے اور اس خاص جائداد کے متعلق یہ اقرار ہو کہ اس کی آمدنی سے کسی خاص رکن کا حصہ منتظم ویدیا کرے گا اور مدعی نے اس جائداد میں اپنے حصہ کا دعویٰ کیا تجویز ہوئی کہ وہ اقرار نالاش تقسیم کا مانع نہیں ہو سکتا۔ شرکاء آپس میں یہ بھی اقرار کر سکتے ہیں کہ اُن میں سے ایک کے حصہ سے مشترکہ مستفید ہوں یا کسی شخص اجنب کے ساتھ مستفید ہوں۔ فریقین تقسیم کنندہ ایسا اقرار بھی کر سکتے ہیں کہ کوئی خاص جزو جائداد بیوہ کو استری و ہن کی طور پر دیا جائے۔ بھائی آپس میں تقسیم کے وقت یہ شرط لگا سکتے ہیں کہ اُن میں سے کسی کے لاولد فوت ہونے پر اس کا حصہ پسماندہ بھائی پر منتقل ہوگا اور ایسا اقرار جائز ہے۔

تقسیم نہ کرنے کا اقرار۔ تقسیم نہ کرنے کا حق ہر رکن شرکت کو قدر تا حاصل

ہوتا ہے۔ اس لیے شرکار مجاز نہیں ہیں کہ اپنی اختیار تیزی سے ایسا ملکا کر میں جس سے معمولی لوازمات جائداد بدل جاوین۔ پس جائداد مشترکہ دوا ناقابل تقسیم نہیں قرار دی جاسکتی اگرچہ معاہدین بدل کافی کیے عوض میں اپنی ذات کو پابند کر سکتے ہیں اور اپنے حقوق سے ایک محدود عرصہ و خاص غرض کیلئے دست کش ہو سکتے ہیں۔ گلکتہ ہائی کورٹ کی رو سے کوئی ایسا اقرار یا انتظام جس سے تقسیم منسوخ ہو جاوے صرف فریقین پر واجب التعمیل ہے لیکن کسی فریق کے حقوق کو مشتری پر واجب التعمیل نہیں ہے۔ پس اصول یہ ہے کہ (۱) تقسیم نہ کرنے کا اقرار صرف معاہدین پر واجب التعمیل ہے۔ (۲) ایسا اقرار صرف محدود زمانہ کے لیے ہونا چاہیئے نہ کہ دوا (۳) اور اقرار بعوض بدل کافی کیا جانا چاہیئے۔ (۴) یہ مسئلہ ابھی مطلب ہے کہ آیا کسی ایک فریق کی وفات کے بعد بھی ایسا اقرار قائم رہیگا۔ (۵) تقسیم نہ کرنے کا اقرار معاہدین کے مفوض الیہم پر قابل پابندی نہیں ہے اسبطح جبکہ باپ نے جائداد بیٹوں کے حق میں قطعاً منتقل کر دی ہو وہ وصیت میں یہ ہدایت نہیں کر سکتا کہ تقسیم ایک عرصہ تک ملتوی رہے یا کبھی عمل میں نہ آئے۔

- ۱۔ گلکتہ ہائی کورٹ نوٹس ۱۲۶۔  
 ۲۔ گلکتہ وکیل ڈسٹس ۱۲۶۔ ۲۵ دھاس ۵۸۵۔ ۲۳ اہ آباد ۳۸۳۔ ۵ گلکتہ ۲۰۹۔  
 ۳۔ بی بی ۵۳۸۔ ۲۸ گلکتہ ۶۶۹ بعضہ ۷۸۶۔  
 ۴۔ ۲۸ گلکتہ ۷۶۹۔  
 ۵۔ ۲۶ بی بی ۵۳۔  
 ۶۔ گلکتہ ۱۰۶۔ ۲۴ گلکتہ ۲۰۹۔ خ ۱۴ گلکتہ ۱۸۸۔

تقسیم کا طریقہ۔ حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ تقسیم خواہ از بابانی  
 عمل میں آوے یا بذریعہ تحریر۔ اور یہ تجویز ہوتی ہے کہ قانون انتقال جائیداد  
 کی دفعہ ۱۸ تقسیم برصداق نہیں آتی۔ جائیداد کی تقسیم مادی ہو سکتی ہے یا حیکہ  
 ایک سے زیادہ قسم کی اشیا رہوں تو ہر ایک کو ایک قسم کی شے دیا جاسکتی  
 ہے۔ اگر ان سرود طریقہ تذکرہ بالا سے تقسیم عمل میں نہ آ سکے تو جائیداد بیع  
 کر کے اس کا زمرہ میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ بعض صورتیں ایسی ہیں جبکہ  
 جائیداد کی نہ تو مادی تقسیم عمل میں آسکتی ہے اور نہ وہ قابل بیع ہوتی ہیں۔  
 ایسی صورتوں میں ان کی تقسیم اس طرح عمل میں آتی ہے کہ ہر ایک شریک  
 باری باری اس سے مستفید ہوئے مثلاً حقوق پانی و راستہ و پوجا وغیرہ۔  
 حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) بیٹا اپنے باپ کے ان دیون  
 کا قصہ دار نہیں ہوتا جو بعد تقسیم لیتے جاویں۔ (۲) بیٹا جو بعد تقسیم پیدا ہو باپ  
 کا پورا حصہ اور جملہ جائیداد مکسوبہ حاصل کرتا ہے۔ دوسرے منقسمہ بیٹے محروم  
 رہتے ہیں۔ (۳) اگر تقسیم کے بعد کوئی لڑکا پیدا نہ ہو تو منقسمہ اولاد باپ  
 کی جائیداد وراثتاً حاصل کرتے ہیں۔ بشرطیکہ جائیداد موردی ہو۔ (۴) اولاد  
 اکبر کو حق کلا نیست کی بنا پر زیادہ حصہ نہیں دلایا جاتا ہے۔ بیشک مکسوبہ  
 جائیداد میں باپ کو حق حاصل ہے کہ غیر مساوی طور سے تقسیم کرے۔ یا کوئی  
 بیٹا اپنے حقوق سے دست بردار ہو جاوے۔ (۵) منقسمہ بیٹے کی جائیداد  
 پر باپ کو حق تصرف حاصل نہیں رہتا اور نہ ایسے تصرفات کا بیٹا پابند ہو سکتا ہے۔

کاتیان جبکہ شریکار کے مابین تقسیم ہو چکی ہو تو تمام دولت حج باپ یا اس کا باپ چھوڑے اور جو شریکار نے اپنی مشترکہ محنت سے حاصل کی ہو ان کے مابین تقسیم ہوگی۔ اگر باپ اپنی زندگی میں تقسیم کرے تو وہ کسی ایک بیٹے کو ترجیح نہیں دیکھتا اور نہ کسی ایک کو بلاوجہ موجد محروم کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اگر کوئی بیٹا قبل تقسیم فوت ہو جاوے تو اس کا حصہ اس کے بیٹے کو دیا جائیگا بشرطیکہ اسے دادا سے کچھ نہ ملا ہو۔ یا اگر پوتا بھی قبل تقسیم فوت ہو جاوے تو پڑ پوتا حقدار ہو گا۔ اس کے بعد وراثت ختم ہے۔

منو۔ باپ اور ماں کی وفات کے بعد بھائی جمع ہو کر مساوی حصص میں جامد ادپداری و مادری آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ مگر باپ کی حیات میں ان کو ایسا حق حاصل نہیں ہے جب تک کہ خود باپ پستند نہ کرے۔ یا جنا و لک۔ والدین کی وفات کے بعد بیٹوں کو متوفی کی جامد اد حصص مساوی تقسیم کر لینی چاہیئے۔ اور دیون بجمص مساوی ادا کرنے چاہئیں اگرچہ جامد اد مشترکہ کسی ایک شریک کی کوشش سے ترقی پاوے تو اس کی بھی تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر مختلف باپ سے پوتے ہوں تو ان کو اپنے اپنے باپ کا حصہ ملے گا (اگر تقسیم باپ کی حیات میں عمل میں آئے)۔

کون جامد اوقابل تقسیم ہیں۔ حسب ذیل جامد اوقابل تقسیم ہیں۔  
(۱) جامد اد خاندان مشترکہ (بجز اس کے کہ رواج ناقابل تقسیم ہونے کا ثابت کیا جاوے)۔ اس قسم جامد اد میں موروثی جامد اد۔ جامد اد جو مشترکہ سرمایہ یا محنت سے حاصل ہو یا ایسی جامد اد مکسوب ہو سرمایہ عام میں ملا دی جائے شامل ہیں۔

(۲) راجہ یا جاگیر دار کی ذاتی جائداد۔

(۳) مذہبی اور دیہی رسوم۔

(۴) گزارہ جو کسی مگرین خاندان مشترکہ اور اس کے ورثاء کے حق میں عطا کیا جاوے۔

(۵) زمیندار یاں جو بالاشتراك حاصل کیا وین۔

(۶) مذہبی اوقاف کا انتظام مشعر اس کے کہ باری سے پوجا کیجا وکے

(۷) ملبوسات و زیورات جو رزمرو استعمال کے نہ ہوں۔

(۸) التعمات مشروط الخدمت

(۹) عہدہ دیسانی۔ دیپانڈیہ گری و ٹیلگی وغیرہ۔

(۱۰) جائداد ہائے متذکرہ بالا میں اضافہ۔

حسب ذیل جائداد ناقابل تقسیم ہیں۔

(۱۱) جائداد مکسوبہ۔

(۱۲) ایسی جائداد ہائے ناقابل تقسیم جو رواجاً حق کلا نیت کی رو سے

کسی ایک وارث کو حاصل ہوتی ہوں۔ مثلاً سترخام بالعموم ناقابل تقسیم

ہوا کرتی ہے۔ اور اولاد اکبر وارث ہوا کرتی ہے۔ رواج خاندانی ثابت

ہونے کی صورت میں اس کی تقسیم جائز ہے۔

(۱۳) مذہبی اوقاف۔

(۱۴) ملبوسات اور زیورات جو روز کے استعمال کے ہوں۔



(۵) ایسے سٹائف جو شادی کے وقت بیوی کے ساتھ حاصل ہوں خاندان کی موت بالعموم شریک اکبر الخاندان کو دیکھائی ہے۔  
 بادی النظری میں جملہ جائیداد قابل تقسیم ہو کر رہتی ہے اور اس کا بار ثبوت کہ کوئی خاص جائیداد قابل تقسیم نہیں ہے اس پر ہو کر رہتا ہے جو ایسا ادعا کرے۔ موروثی عہدہ کے متعلق اگرچہ کتب میں ناقابل تقسیم ہونا تحریر ہے تاہم رواج موجودہ میں اس کی اجازت اس طرح سے کہ خدمت متعلقہ باری باری انجام دیکھاوے۔ اور آمدنی اسپسین تقسیم کر لیا یا کرے بلکہ مگر اس امر کا بار ثبوت کہ یہ خدمات ناقابل تقسیم ہیں اس پر ہے جو یہ دعویٰ کرے یہ

قانون میٹک کا تہم۔ ایسے مشترکہ مالک جو مال میٹک کا تہم قانون کے پابند ہوں اپنے شریک اور میں کے کسی ایک یا زیادہ کی جائیداد کا کوئی حصہ بطور جائیداد منقسمہ کے دے سکتے ہیں۔ مگر اس معاملت پر سب کی رضا مندی حاصل ہونی چاہیے۔ اور اگر نابالغ شریک ہوں جو رضا مندی ظاہر نہ کر سکیں ہوں تو یہ معاملت اس وقت قابل پابندی ہوگی جبکہ وہ بعض بدل ہو اور خاندان کے فائدہ کے لیے ہو۔

استناد مکرر۔ اس کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے دو یا زیادہ ارکان ہندو خاندان کے جو سابق میں منقسم ہو گئے ہوں پھر ملکر خاندان مشترکہ بنا دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ

۱۹۸۸ء بمبئی ۱۱۹-۱۲۸-۱۱۱ کلکتہ وکیل ڈلش ۷۸۲-۲۰ بمبئی ۴۹۵-

۲۹۵۳ مدراس ۶۲-

۲۲۹-۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۲۲۹-

میں یہ حالت تقسیم کے برعکس ہے۔ مقنین کا خیال ہے کہ یہ شاخ  
دوسرے شاخ سے الگ ہے۔ چنانچہ میگنٹن صاحب نے بھی تسلیم کیا  
ہے کہ ان کی نگاہ میں فی زمانہ اس کی کوئی نظیر نہیں آتی۔

برسیتی۔ مکر اتحاد اس صورت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی شخص  
تقسیم کے بعد پھر محبت کی وجہ سے ساتھ رہنے لگے۔ اور ایک ہی  
مکان میں باپ بھائی یا چچا کے ساتھ اپنی جائداد ملا دے۔ اگر بھائی جنوں  
نے کہ تقسیم کر لی ہے محبت کی وجہ سے پھر ملجا میں اور پھر اپنی مشترکہ  
جائداد کو تقسیم کر لیں تو اولاد اکبر زیادہ حصہ پاسے کی مستحق نہ ہوگی

مکر اتحاد کے لئے تین اجزاء ہونے چاہئیں۔ (۱) سابقہ حالت  
اتحاد کی ہونی چاہیے۔ (۲) فی الواقع تقسیم عمل میں آجانی چاہیے۔

(۳) مکر اتحاد ان تمام فریق میں ہونا چاہیے جنہوں نے تقسیم کی ہے۔  
یا ان میں سے بعض میں۔ یہ بھی قابل نوٹ ہے کہ محض سکونت ہی  
مشترکہ نہ ہونی چاہیے بلکہ حقیقت بھی مشترکہ ہونی چاہیے۔ یہ تجویز یہی  
کہ محض ساتھ رہنا بعض صورتوں میں قدر تا ہو کر تا ہے مثلاً جبکہ نابالغ  
بھائی اپنے بڑے بھائی کے ساتھ رہتا ہو تو ایسی صورتوں میں مکر

اشتراک کا اقرار صاف ثابت ہونا چاہیے چنانچہ جبکہ باپ اور بیٹا تقسیم  
کے بعد ایک ہی مکان میں رہیں لیکن ان کا کھانا اور زراعت علیحدہ  
تھی تو تجویز یہی کہ مکر اشتراک نہیں کہا جاسکتا۔ یہ ضروری نہیں کہ

تمام جائداد جو پہلو تقسیم کی گئی تھی پہر ملا دیا جائے۔ ضرورت صرف اسی امر کی ہے کہ منقسمہ شریکار اس سرمایہ کو جو کہ اُن کے قبضہ میں مکرر اتحاد کے وقت موجود ہو ملا دیں۔ پس نتیجہ یہہ نکلا کہ دہرم شاستر کی رو سے اتحاد مکرر کے لیے اشتراک سکونت اشتراک حقیقت اور اشتراک قبضہ ثابت کیا جاتے۔

کون کمر اتحاد کر سکتے ہیں۔ مکرر اتحاد صرف اُن ہی اشخاص میں ہو سکتا ہے جو کہ منقسم ہو گئے ہوں اور ابتدائی تقسیم میں فرقی رہے ہوں اور نہ کہ منقسم ارکان کی اولاد سے اگر ایسے ارکان کی اولاد جو منقسم ہو گئی ہیں پھر مشترک ہونا چاہیں تو مکرر مشترک ہو سکتی ہیں لیکن ہم اتحاد حسب غہوم قانون ہوگا۔ اور اس سے حق وراثت موثر نہ ہوگا۔ برپتی کی عبارت مذکورہ بالا سے ظاہر ہوگا کہ اُن کی رو سے اتحاد مکرر صرف باپ بھائی یا چچا تک محدود ہے۔ یعنی اتحاد مکرر (۱) باپ اور بیٹے میں (۲) بھائیوں میں (۳) چچا اور بھتیجوں میں فقط ہو سکتا ہے اور متاکثر اور دایا بھاگ کی رو سے بھی محدود معنی جائز میں۔ بنگال میں ارکان متذکرہ بالا کے ذکور اولاد کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے یہ متذکرہ کی رو سے اتحاد مکرر وراثت کے بائین اور شخص اجنب کے ساتھ بھی جائز ہے۔ میوگہا کی رو سے میوی۔ دادا۔ چچا اور بھائی اور دیگر رشتہ دار بھی مکرر متحد

۳۵ میوی ہائیکورٹ ۵۹-۸ میوی ہائی کورٹ ۱۳۳-۳۳ کلکتہ ۳۷۱-۳۰ کلکتہ

۲۹ (برپوی کونسل)۔ ۳۰ کلکتہ ۳۸ (برپوی کونسل)۔

۱۹ کلکتہ ۶۳-۶۴

ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ابتدائی تقسیم میں یہی فریق رہی ہوں۔  
 اتحاد مکر کا اثر۔ اس کا اثر یہ ہے کہ مکر و شر کا ایک ہونے والے  
 ارکان اپنی سابقہ حالت میں آجائے مگر گویا کہ ان میں کبھی تقسیم نہیں  
 ہوئی تھی۔ صرف ان کے حقوق وراثت و ترکہ میں کچھ فرق ہو جاتا ہے  
 جب ایک بار اتحاد مکر عمل میں آجاتا ہے تو اس طرح مشترکہ مکر کا رکن  
 اولاد کی حیثیت خواہ وہ رشتہ میں کتنے ہی دور کے ہوں جدید تقسیم  
 تک مکر کا رکن رہتی ہے۔ اتحاد مکر سے ارکان خاندان کو شر کا رکن  
 حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ ارکان خاندان جو مکر متحد  
 نہیں ہوئے ہیں ان کے مقابلہ میں وراثت کے لئے محروم ہو جاتے  
 ہیں۔ مثلاً اگر متوفی دو مشترک بیٹے اور ایک منقسم پوتا چھوڑ کر  
 توداد کی وفات پر اس کی مکر کہ جائداد کے وارث مشترکہ بیٹے ہوں گے۔  
 مگر اس اور کلکتہ ہائی کورٹ کی رو سے مکر متحدہ خاندان کی جائداد  
 کی تقسیم بطریق ذیل ہوگی۔ تقسیم کے وقت فریقین کو حصص اس حالت  
 لحاظ سے نہیں دیئے جائیں گے جو دوسری تقسیم کے وقت بلکہ  
 اس لحاظ سے دیئے جائیں گے کہ مکر اتحاد کے وقت مکر متحدہ شر کا  
 یا ان کے مورث کیا جائداد لائے اور ملا دیئے۔

مکر متحدہ خاندان میں حسب قانون متاکثر وراثت میں منول نہ پائیگی

۱۵۳ بی بی ہائیکورٹ ۶۹-۳۳ بی بی ہائی کورٹ ۱۶۶-

۵۵۵ وکیل رپورٹر ۲۴۹- ۱۰۵۵ مورڈانڈین اپیل ۴۰۳-

۲۵۵۲ بی بی ۱۰۱- ۵۵۵۵ مدراس ۳۶۲- ۱۹ کلکتہ ۶۳۳-

کا اطلاق ہوگا اور مکرر متحدہ رکن کا بیٹا مکرر مشترک خیال کیا جائیگا۔ اگر مکرر متحدہ رکن کے بیٹے کی وراثت کے بارہ میں بیوہ اور اس کے شوہر کے باپ کے بہائی میں نزاع ہو اور واقعات یہہ ہوں کہ متوفی کی پیدائش کی قبل متوفی اور بہائی میں مکرر اتحاد عمل میں آیا ہو تو بہائی باجھولی پسماندگی وارث ہوگا۔

قواعد وراثت بعد اتحاد مکرر۔ سرکار صاحب مکرر مشترک مکرر متوفی کی جائداد کی وراثت کی ترتیب حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔ (۱) بیٹا (۲) پوتا (۳) پڑپوتا خواہ وہ منقسمہ ہو یا مشترکہ۔ مگر بیٹا جو متوفی کے ساتھ مکرر متحد ہو گیا ہو اس بیٹے پر ترجیح نہ پائے گا جو علحدہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یا جنانہ لک کا مقررہ قاعدہ مکرر متحدہ مشترک متوفی کی ذکور اولاد سے متعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس کی ذکور اولاد کی وراثت بطریق عام ہوگی۔ (۴) حقیقی بہائی جو مکرر متحد ہو ہو۔ (۵) مکرر متحدہ علاقائی بہائی اور منقسمہ حقیقی بہائی مشترک وارث ہوں گے۔ ایک کی عدم موجودگی میں دوسرا کامل جائیداد پاسے گا۔ (۶) مکرر متحدہ مان۔ (۷) مکرر متحدہ باپ (۸) کوئی اور مکرر متحدہ شریک (۹) علاقائی بہائی جو متوفی کے ساتھ مکرر متحد ہو ہو (۱۰) مان جو متوفی کے ساتھ مکرر متحد ہو (۱۱) باپ جو متوفی کی ساتھ مکرر متحد ہو ہو (۱۲) بیوہ (۱۳) بیٹی (۱۴) نواسہ (۱۵) بہن۔ بھرانہ ترمیمات کے باقی طریقہ وراثت معمولی پر عمل ہوتا ہے۔

وایا بہاگ کی رو سے اتحاد مکرر صرف باپ اور بیٹا۔ بہائی۔ چچا اور

بھتیجن میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان میں سے کسی میں مکرر اتحاد ہو جا  
 تو ایسے ورثاء کو جن کا نام اس میں درج ہے ہر قسم وارث پر ترجیح ہے  
 ستر وادکاری صاحب اپنی تصنیف "وراثت دہرم شاستر" میں سب  
 ذیل طریقہ وراثت مکر متحدہ خاندان کے متعلق بیان کرتے ہیں اور اس  
 طریقہ وراثت کا اطلاق ہر شاخ دہرم شاستر پر ہو گا۔ (۱) اگر اتحاد مکرر  
 ہو چکا ہے تو بہائی وارث مرجع ہوں گے۔ (۲) بھائی کی عدم موجودگی  
 میں مکر متحدہ خاندان کے ارکان اور ان کی اولاد وارث ہوں گی اور  
 ان کے مقابلہ میں غیر مشترکہ یا جو مکر متحدہ نہ ہوئے ہوں محروم رہیں گے  
 (صفحہ ۹۵)۔

## بائیسٹم

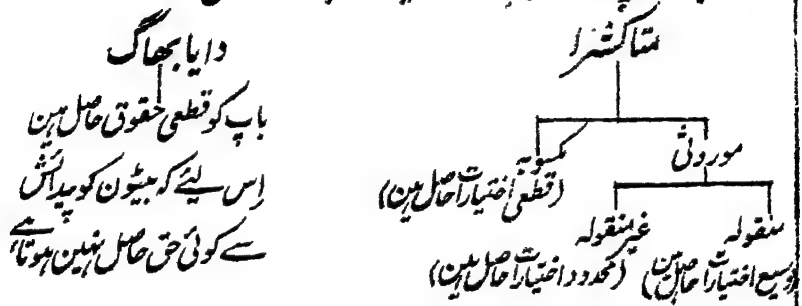
### انتقال ہیثہ اوقاف نہی

باپ شریک۔ منتظم و بیوہ کا اقتدار متعلق انتقال۔ شریک کے  
 حصہ کے خریدار کی قانونی حیثیت۔ لوازمات ہیثہ۔ واقعات  
 جن سے ہیثہ باطل ہوتا ہے۔ ہیثہ اور قبول کرنے کا اقتدار ہیثہ  
 مرض الموت۔ استر وادھیہ۔ ہیثہ پر جماعت۔ اوقاف نہی

## بیسنامی معاملات۔

انتقال کے متعلق اقتدارات دیکھنے کے لئے ہم کو حسب ذیل امورات پر غور کرنا پڑتا ہے۔ (۱) خاندان متاکشرا یا دانا بھاگ کے تابع ہے۔ (۲) خاندان مشترکہ ہے یا غیر مشترکہ۔ (۳) جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اور (۴) انتقال کنندہ باپ ہے یا منتظم یا معمولی شریک۔

(۱) باپ۔ باپ کا اختیار دربارہ انتقال



متاکشرا۔ اس کی رو سے حق انتقال کا دار و مدار جیسا کہ شجرہ بالا سے واضح ہوا ہوگا اس امر پر ہے کہ جائیداد موروثی ہے یا مکسوبہ اور موروثی ہوئی کی صورت میں جائیداد غیر منقولہ کے متعلق اختیارات محدود ہیں اور جائیداد منقولہ پر اس کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

(۱) جائیداد مکسوبہ۔ جائیداد مکسوبہ میں خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ اولاً کو پیدائش سے حق حاصل نہیں۔ باپ اس کو اپنی مرضی پر منتقل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مستحقین کے حقوق پر ورش ایسے انتقال سے زائل اور موثر نہ ہوں اس کی اولاد ایسے انتقال پر اعتراض نہیں کر سکتی اگرچہ کہ

نور و نوش مشترک ہوئے اسی طرح اگر باب اور بیٹے تقسیم ہو کر علیحدہ رہیں تو باب کو اپنی علیحدہ جائداد کو اپنی مرضی پر انتقال کرنے کا حق حاصل ہے۔ (۲) جائداد موروثی - چونکہ متاکثر کی رُوسے اولاد کو جائداد موروثی میں حق پیدائش سے حاصل ہونا تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے اُن کی موجودگی میں مورث کا اختیار دوبارہ انتقال محدود ہے۔ مورث کے انتقال پر اعتراض کرنے کا حق اولاد کو حمل میں آنے ہی کے وقت سے پیدا ہوتا ہے۔

زالف (جائداد منقولہ - بمقابلہ بیٹے - پوتے - پڑپوتے کے باب موروثی جائداد منقولہ بعض اغراض کے لئے منتقل کر سکتا ہے۔ مثلاً ادائی فرائض ضروری - سببہ بکفیت پداری - پرورش خاندان - حفاظت خاندان بمقابلہ آفات آسمانی - ایسی جائداد پر بمقابلہ غیر منقولہ موروثی جائداد کے وسیع اختیارات حاصل ہیں منتقل المیہ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ انتقال ماہ البعث کسی ایسی غرض کے لئے عمل میں آیا تھا جس سے وہ بیٹے پر قابل پابندی ہے یا یہ کہ انتقال مذکور اُن کی استرخاص سے عمل میں آیا تھا۔

(ب) غیر منقولہ جائداد پر اختیار - خاندانی غیر منقولہ جائداد کے انتقال کے متعلق اختیار محدود ہے۔ بجز اس کے کہ انتقال جائداد جملہ وراثت کی

۱۵ بنگال لارپور ۳۴ - ۲۴ در اس ۲۹ - ۱۰ در اس ۵۱ - ۲۰ - ۱۰ بیسی ۵۲۸ -

۳۵ در اس ۵۱ - ۳۱ در اس ۲۸ -

۲۰۵۷ آباد ۲۶۷ -

۲۹ در اس ۲۰۰ (جلد کالم) -



رضامندی سے عمل میں آیا ہو۔ یا ضرورت قانونی کے لیے کیا گیا ہو یا ایسے انتقال سے نابالغان کا فائدہ متصور ہو یا واقعات ایسے ہوں کہ انتقال کے لیے باپ خاندان کے کارندہ کی حیثیت رکھتا ہو۔ سچر آن صورتوں کے انتقال چاہا کی جانب سے عمل میں آیا ہو کا وعدہ ہے۔ مگر ایک قلیل جزو کا انتقال بعض صورتوں میں صحیح قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً جبکہ کسی نیک کام کے لیے کیا جائے یہ مگر بمقابلہ دیگر شرکار کے باپ کو زیادہ وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ مثلاً باپ دیون سابقہ کی ادائیگی منتقل کر سکتا ہو۔ بشرطیکہ وہ قانوناً ناجائز یا اغراض خلاف اخلاق کے لیے نہ لگے ہو۔

تمثیلات

(الف) جائیداد موروثی باپ قید سے رہائی حاصل کرنے کے لیے منتقل کر سکتا ہے۔

(ب) موروثی غیر منقولہ جائیداد وہ اس طرح صرف نہیں کر سکتا کہ اس کے شیر خوار بچوں کے حقوق کو نقصان پہنچے۔ باپ خاندانی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا ایک جزو عظیم مستورات خاندان کے مابین تقسیم نہیں کر سکتا۔

(ج) باپ جائیداد موروثی کو اپنی اولاد کی شادی کے اخراجات

۱۔ ۴۵۹ - ۲۷۳ - ۳۵۷ - ۱۴۱ - ۴۵۹

۲۔ ۸۱ - ۷۶ - ۱۱ - ۱۱ - ۳۱۰

۳۔ ۱۶ - ۸۲ - ۲۲ - ۵۴ - ۳۲ - ۸۱

۴۔ ۳۰ - ۳۰ - ۳۰

کے لیے فروخت کر سکتا ہے اور ایسی بیچ سے دوسری اولاد کو پابند بنا سکتا ہے۔ کیونکہ شادی ایک سنسکار ہے یعنی ایک مذہبی فرض ہے۔ مگر اس ہائی کورٹ کی رائے اس کے خلاف ہے۔ یہ وہ اپنی موروثی جائیداد ایک بیٹے کو دوسرے بیٹوں کا حق زائل کر کے نہیں دی سکتا ہے۔

(د) باپ خاندانی زیورات کی تقسیم غیر مساوی اپنی اولاد میں نہیں کر سکتا۔ وہ ان کو صرف خاص اغراض کے لیے منتقل کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔  
(ه) خسر ایسے خاندانی جواہرات میں سے جو اس نے اپنی اولاد کی شرکت سے حاصل کئے ہوں ایک قلیل جزو اپنی بیوہ بہو کے حق میں مہرہ کر سکتا ہے۔

(د) وہ اپنے بیٹے کی رضامندی حاصل کئے بغیر اپنی بیٹی کے خسر کے حق میں مہرہ نہیں کر سکتا۔  
(ز) موروثی جائیداد کو قابض اس طرح منتقل نہیں کر سکتا کہ بیوہ کی حقوق پرورش زائل ہو جائیں۔

۱۷۲ بیٹی ۸۱-۲۷ مگر اس ۲۰۶-

۱۷۳ الہ آباد ۳۵۹-

۱۷۴ بیٹی ۵۶-

۱۷۵ بیٹی ۴۷-۲۹ بیٹی ۵۶-

۱۷۶ الہ آباد ۶۳-۱۶ مگر اس ۸۴-۳۴ بیٹی لاہور ۸۳-

۱۷۷ الہ آباد ۵۶-

انتقال پر کون اعتراض کر سکتا ہے۔ بیٹا اگر نابالغ ہو اور انتقال اُس کے فائدہ کے لئے ہو تو اُس کی رضامندی معنًا متصور ہوتی ہے مگر اُس کے حقوق انتقال سے زائل نہیں ہو سکتے۔ اگر جبکہ انتقال بالمعاوضہ ہی ہو لیکن ایک مقدمہ میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر اولاد حمل میں ہو اور انتقال بالمعاوضہ نیک نیت خریدار کے حق میں کیا گیا ہو اور موجودہ قرضہ کی ادائی کے لئے عمل میں نہ آیا ہو تو بیٹے کے حصہ کی حد تک انتقال منسوخ ہو سکتا ہے یہ مگر لڑکے کی پیدائش کے قبل جو انتقال عمل میں آئے اُس پر ایسا بیٹا اس بنا پر اعتراض نہیں کر سکتا کہ انتقال بلا ضرورت ہو اسے اس پر بیچ کرنے کا معاہدہ ایسے بیٹے پر واجب التعمیل نہیں ہو سکتا ہے جو واقعہ انتقال کے پیشتر پیدا ہو جائے۔ اگر باپ کوئی جائیداد بیٹے کی پیدائش کے قبل رہن رکھ دے تو بیٹے کو صرف حق انفکاک حاصل رہتا ہے یہ ایسی اولاد جو انتقال کے بعد پیدا ہو حسب ذیل صورتوں میں انتقال پر اعتراض کر سکتی ہے۔

(۱) جبکہ انتقال بلا ضرورت اور بلا رضامندی اولاد موجودہ کے

عمل میں آیا ہو۔

(۲) جبکہ وہ دوسری اولاد موجودہ کی جانب سے معاملات منظور

۸۷ مدراس ۸۹- ۱۶ مدراس ۷۶- ۱۱ مدراس ۷۶-

۱۶ مدراس ۷۶- ۵- بی بی ۶۳- ۱۱ انڈین اپیل ۳۲۱-

۲۰ مدراس ۳۵۴- ۵۴ کلکتہ ۳۷۲-

ہونے کے قبل پیدا ہو چکا ہو۔

(ب) پوتا۔ اس کو وہی حقوق حاصل ہیں جو بیٹے کو حاصل ہیں۔ اسکی موجودگی میں داد اکا فرض ہے کہ انتقال کے متعلق اس کی رضا مندی حاصل کرے بجز اس صورت کے جبکہ انتقال کسی ضرورت لاحقہ کیلئے عمل میں آیا ہو یا مگر بیٹے کی رضا مندی حاصل ہو جائے کی صورت میں پوتے کو حق اعتراض باقی نہیں رہتا۔

(ج) بیٹی بیٹا۔ اس کی بھی وہی حالت ہے جو جھلیبی فرزند کی ہوتی ہے۔ اور باپ کے انتقال پر اس کے اعتراض کو نئے کا حق اسی طرح حاصل ہے مگر چونکہ اس کے حقوق تاریخ تنبیت سے وجود میں آتے ہیں اس لیے وہ اپنے باپ کے ایسے انتقال کو منسوخ نہیں کر سکتا جو کہ اس کی تنبیت کے قبل وقوع میں آئے ہوں اور ایسا انتقال وقت وقوع جائز ہو۔

دایا بھاگ۔ دایا بھاگ کی رو سے باپ کی زندگی میں بیٹے کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کو کوئی حق اعتراض باپ کے انتقال پر حاصل نہیں ہے۔

متہملہ۔ متہملہ کی رو سے مکتوبہ جائداد پر مالک کو کامل حق تصرفات حاصل ہے۔

(۲) شریک خاندان کی جانب سے انتقال۔ دایا بھاگ اسکی

رُو سے شریک اپنی غیر منقسمہ موروثی جائیداد میں سے اپنے حصہ کو پوری طور سے تصرف میں لاسکتا ہے کیونکہ اُس کی رُو سے حق انتقال ملکیت کا جزو اعظم ہے یہ

متاکشرا۔ اُس کی رُو سے کوئی شریک جائیداد موروثی میں اپنی حصہ کو بلا رضامندی دیگر شرکا و منتقل نہیں کر سکتا ہے اور ایسے انتقال سے منتقل المیہ کو کامل حق حاصل نہیں ہوتا ہے اور اُس قاعدہ کا اطلاق اُس صورت میں بھی ہوتا ہے جبکہ منتقل شدہ جزو جائیداد اُس کے حصہ سے کم ہو مگر ایسا انتقال مطلقاً کالعدم نہیں ہے۔

اس قاعدہ کے متعلق ہائی کورٹوں کی رائے میں اختلاف ہے۔ جس کا ذکر تفصیل سے ذیل میں کیا جاتا ہے۔

کاتیان۔ ایسا قرضہ جو بھائی۔ چچا یا مان نے بغرض پرورش خاندان لیا ہو اُس کی ادائیگی تقسیم کے وقت شریک ورثاء پر لازمی ہے باب کا قرضہ۔ خود اپنی ذات کا قرضہ جو باب کے قرضہ کی وجہ سے لیا گیا ہو اور ایسا قرضہ جو کسی شریک نے خاندان کی پرورش کے لئے لیا ہو تقسیم کے وقت با شتر اک شرکا ادا کرنا چاہیئے۔

بھتی و مدر اس۔ ان ہائی کورٹوں کی رائے یہ ہے کہ ایک شریک دوسرے شرکا کی رضامندی کے بغیر اپنے غیر منقسمہ حصہ کو منتقل کر سکتا ہے بشرطیکہ بدل قیمتی ہو۔ یعنی وہ مجاز ہے کہ اپنے حصہ کو بیچ یا رہن کر کے یا پٹہ پر دے۔ مگر کوئی انتقال بلا بدل عمل میں نہیں آسکتا۔ پس

اگر کوئی دستاویز قبل صدور ڈگری بہ مقدمہ تقسیم تحریر پاوے تو محض اس وجہ سے وہ غیر موثر نہیں ہو جاتی۔ متاکثر اکا بہ اصول ہے کہ ہندو خاندان مشترکہ میں حق پسماندگی کو حق انتقال پر ترجیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر منقسمہ شریک دوسرے شریک کی رضامندی کے بغیر اپنا حصہ بہ یا وصیت کے ذریعہ سے منتقل نہیں کر سکتا۔ بصورت اس امر کہ وہ منتقل کرے دوسرے شریک اس حد تک اس کو منسوخ کر سکتی ہیں جب قدر کہ وہ اس شریک کے استحقاق سے زائد ہو۔ ایسی شریک کا حصہ غیر منقسمہ جائداد میں بہ تعمیل ڈگری اس کی زندگی میں قرق ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا شریک جائز رہن عمل میں لاوے تو اس کی وفات سے وہ معاملت موثر نہ ہوگی۔ ایک شریک اپنے حقوق متعلقہ جائداد خاندانی سے دوسرے شریک کے مقابلہ میں دست بردار ہو سکتا ہے۔

کلکتہ والہ آباد۔ بہ عدالتین کسی شریک کا حق انتقال دوسروں کی رضامندی کے بغیر تسلیم نہیں کرتی ہیں۔ اگر چیکہ بدل قیمتی موجود ہو۔ مشترکہ ہندو خاندان کا رکن اپنا غیر منقسمہ حصہ دوسرے شریک کی رضامندی حاصل کئے بغیر جائز طور سے منتقل نہیں کر سکتا۔ اگر وہ رہن رکھے تو محض اس کے حصہ کے خلاف بیع کی ڈگری صادر نہیں کی جاسکتی ہے۔

۱۵۲۴ مدراس ۱۶۲۔

۱۰۵۲ بمبئی ہائیکورٹ ۱۳۰۔ ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۱۶۲ (جلسہ کاملہ)۔

۱۱۵۳ مدراس ۶۰۶۔

۱۵۵۳ بمبئی ۶۷۳۔

اگرچہ رکن مذکور باپ ہی ہو۔ بغیر منقسمہ رکن دوسرے شرکا کی صیرگی یا معصوم  
رضامندی حاصل کئے بغیر تقسیم کے قبل اپنا حصہ منتقل نہیں کر سکتا ہے  
مگر ان صورتوں کے جبکہ رسم یا ضروری اخراجات درپیش ہوں۔  
اور نہ ایسا شریک اپنا حصہ رہن رکھ سکتا ہے یہ اگر کوئی ایک رکن  
خاندان مشترکہ کوئی جزو جائیداد فروخت کر ڈالے تو وہ نادرست ہے  
کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قبل تقسیم جائیداد خاندانی اس نے اپنا حصہ  
لیلیا۔ اگر جائیداد موروٹی ہو تو جب تک کہ وہ بغیر منقسمہ رہے اور کسی رکن  
خاندان کا حصہ مشخص نہ ہوا ہو کوئی رکن اپنے شرکا کی رضامندی کو  
بغیر جائیداد کا تصرف نہیں کر سکتا ہے۔

شریک کے حصہ کے منتقل الیہ کی حیثیت۔ خریدار کسی شریک کے  
حصہ کے مقابلہ میں اپنے حقوق کا نفاذ اس کے خاندان کی جائیداد  
کی تقسیم کا دعویٰ کر کے کر سکتا ہے۔ ایسے دعوے میں تمام اراکین  
خاندان فریق ہوں گے یہ ضروری نہیں ہے کہ تمامی جائیداد ایسی  
ناش میں شامل کی جائے۔ وہ صرف اس حصہ کی تقسیم کی خواہش کر سکتا

۱۵۵۲ الہ آباد ۳۸-۱۵ الہ آباد ۴۲-۵۴

۱۶۵۲ الہ آباد لاہور ۶۲-۷۲

۱۵۵۳ الہ آباد ۳۸ (پریمی کونسل) - ۱۶ الہ آباد ۶۹-۳۶

۱۶۵۴ کلکتہ ۱۳۷-۱۳۷

۱۸۵۵ کلکتہ ۱۵۷ (پریمی کونسل) - ۱۵ الہ آباد ۳۹-۳۳۰ الہ آباد ۲۵-۳۲۵

۱۹۰۰

۱۹۰۰ الہ آباد ۲۵-۱۹۰۰

ہے جو اس نے خرید لیا ہو۔ بمبئی ہائی کورٹ اس کے خلاف ہے اس کی رائے یہ ہے کہ تمام جائیداد کی تقسیم کا دعویٰ ہونا چاہیے۔ مگر وہ اس قسم کی نالاش نہیں کر سکتا کہ اس کو دوسرے شریک کی شرکت میں مکان خاندانی پر قبضہ دیا جائے اس لیے کہ عدالت اس امر کو پسند نہیں فرماتی کہ ایک اجنبی شخص یعنی مشتری سکونت مکان میں داخل پاوی۔ مشتری کی حیثیت غیر منقسمہ ہندو کی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ ایک ایسے آسامی کے مانند ہے جو شریک سے علیحدہ نہیں ہوتا ہے اور جس کا حق صرف تقسیم کے وقت بقدر حصہ شریک مدیون کے قابل تسلیم ہوتا ہے۔ یعنی مختصر مشتری کو حسب ذیل حقوق اور ذمہ داریاں حاصل ہوتی ہیں۔

(الف) اس کو مشتری کہ قبضہ نہیں مل سکتا۔ اور غیر منقسمہ ہندو کی حیثیت اس کو حاصل نہیں ہوتی۔

(ب) شریک بالغ کی وفات سے اس کے حقوق تقسیم کرانے کی نسبت زائل نہیں ہوتے۔

(ج) قبل تقسیم دوسرے شریک کی وفات سے اس کے حقوق میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

(د) مگر بصورت اس کے کہ قبل تقسیم دوسرا شریک پیدا ہو جائے اس کا حصہ مختلف ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ قائم مقام شریک بالغ کا ہے۔ مشتری متقل الیہ کو خاندانی جائیداد میں حقیقت اس تاریخ سے حاصل



ہو جاتی ہے جبکہ فی الواقع تقسیم عمل میں آئی ہو یا تقسیم کی نالاش رجوع ہوتی ہو تکمیل دستاویز انتقال کی تاریخ کافی نہیں ہے۔ مشتری کی جانب سے تقسیم کے دعویٰ کا یہہ کافی جواب ہو سکتا ہے کہ شریک بالغ کا حصہ ختم ہو گیا ہے اگر کوئی شریک دوسرے شریک کی رضامندی کے بغیر جائیداد منتقل کرے تو عدالت بہ تحفظ حقوق مشتری و ادراستی ادا کرے گی یعنی اگر انتقال منسوخ ہی قرار دیا جائے تاہم منتقل کنندہ کے حصہ پر مشتری کی کفالت رہے گی۔ یہہ تجویز ہوتی ہے کہ خاندان مشترکہ زیر متاکثر اکا کوئی دین یہہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسی خاص جزو جائیداد کا اپنے حق کی بنا پر قابض ہو۔ اس وجہ سے کسی حصہ دار کا مشتری کسی خاص جزو جائیداد کا قبل تقسیم غیر مشترکہ قبضہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ پس مشتری ایسا قبضہ پانے پر جسکا کہ وہ مستحق نہیں ہے دوسرے شریک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ نالاش تقسیم کی کرے۔ اگر دوسرا شریک مشترکہ استفادہ پر راضی ہو تو باقیوں کی کو بھی اس پر راضی ہونا چاہیے یا اپنا خاص حصہ تقسیم کر کے علیحدہ کرانا چاہیے۔ ایک مقدمہ میں مدعی نے حیثیت منتظم مدعی علیہ کے نام پر پٹہ لکھ دیا اس کے بیٹے نے بعد ازاں اپنا غیر منقسمہ نصف حصہ ایک شخص غیر کے ہاتھ بیچ دیا اور اس شخص غیر نے مدعی علیہ کے ہاتھ بیچ دیا مدعی نے تب مدعی علیہ پر کامل کرایہ کا دعویٰ کیا۔ مدعی علیہ نے یہہ عذر کیا کہ اسے حق حاصل ہے کہ نصف کرایہ اس حصہ

کی بابت جو اس کو مدعی کے بیٹے کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے خود لے اور مدعی صرف نصف کو ایہ کا مستحق ہو سکتا ہے۔ تجویز ہوئی کہ مدعی کامل کو ایہ کا مطالبہ کر سکتا ہے کیونکہ مدعی علیہ یہم نہیں کہہ سکتا کہ قبل تقسیم وہ کسی جزو جائیداد کا قابض ہے۔

مشرقی یا مرتہن کو جو حقیقت حاصل ہوتی ہے اس پر ایسے سابقہ رہن یا دیگر کفالت کا بار رہتا ہے جو تمام جائیداد خاندانی یا اس کے حصہ سے متعلق ہوں۔ بالعموم جبکہ خاندانی جائیداد کا کوئی ایک جزو رہن یا بیع ہوا ہو عدالت وقت تقسیم سابقہ بار کفالت کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس خاص جزو کا قبضہ مرتہن یا مشتری کو نہیں دے سکتی لیکن اگر ایسا ممکن ہو عدالت اس طرح جائیداد تقسیم کر سکتی ہے کہ مرتہن یا مشتری کو مناسب حصہ دے۔ سابقہ مشتری یا مرتہن کو حق تقدم حاصل ہے لیکن یہم استحقاقاً نہیں ہے بلکہ محض اصول عدالت و انصاف پر مبنی ہے اور ان اصول کا اطلاق ہر مقدمہ میں اس کے خاص واقعات پر منحصر ہے۔

اس مسئلہ کے متعلق کہ مشتری کو تمام جائیداد کی تقسیم کا دعویٰ کرنا چاہیے یا محض بقدر اپنے حصہ کے اگرچہ ہم ادھر ذکر کر آئے ہیں یہاں پر بغرض مزید وضاحت وہ چار اصول تحریر کئے جاتے ہیں جو در اس ہائی کورٹ کے جلسہ کاملہ نے بمقدمہ جلد ۳۴ صفحہ ۲۶۹ تحریر کئے ہیں

اور وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) جبکہ دعویٰ ارکان میں ہو۔ ایسی صورت میں جزوی تقسیم جائز نہیں ہے۔  
(۲) منتقل علیہم کی جانب سے ارکان پر نالاش۔ ایسی صورت میں مشتری جس نے کسی ایک یا زیادہ ارکان کی حقیقت کسی خاص جزو جائداد میں خرید کی ہو۔ محض اُن ہی اجزاء جائداد کی تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتا بلکہ اُس کو کامل جائداد خاندانی اپنے دعوے میں شریک کرنی چاہیئے۔ یہہ اس اصول پر مبنی ہے کہ ممکن ہو کہ منتقل کنندگان کے اوپر دوسرے ارکان کے کچھ حقوق ہو جن کا تصفیہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کامل جائداد نالاش تقسیم میں شریک کیجائے۔ اور ایسی صورت میں تقسیم کے وقت منتقل کنندگان کو مختلف اجزاء جائداد مل سکتی ہیں۔

(۳) ایک شریک کی جانب سے دوسرے شریک کو منتقل الیہ کے اوپر نالاش۔ ایسی صورت میں بغیر کامل جائداد کا دعویٰ کٹر صرف جزو منتقل الیہ کا دعویٰ جائز ہے یہ

(۴) ایک شریک کے منتقل الیہ کی جانب سے دوسرے شریک کے منتقل الیہ پر دعویٰ۔ ایسی صورت میں محض جزو جائداد بقدر حصہ منتقل کنندہ کا دعویٰ جائز ہے۔

پس مختصر اُغیر منقسمہ رکن کے حصہ کا مشتری جزو جائداد خاندانی کا دعویٰ صرف دو صورتوں میں کر سکتا ہے۔ (۱) جبکہ نزاع اُس کے اور دوسرے شریک کے حصہ کے مشتری کے مابین ہو۔ (۲) جبکہ دوسرے

مشرک ایسے دعاوی پر اعتراض نہ کریں۔ حال کے مقدمہ میں مدراس ہائی کورٹ کے روبرو یہی سوال اٹھا تھا کہ آیا غیر منقسمہ رکن کے حصہ کا مشتری اگر دعوے میں تمام جائیداد خاندان شرکاء نہ کرے تو کیا اس وجہ سے دعویٰ خارج ہونا چاہیے۔ تجویز ہوئی کہ دوسرے ارکان کو بیہ استحقاق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایسا اعتراض کریں۔ وہ صرف اسقدر عذر کر سکتے ہیں کہ تمام ارکان کے مابین تقسیم عام میں آوے یا یہ کہ قبل اس کے کہ مدعی کو وہ خاص جزو جائیداد دی جائے جو اس نے خرید کی ہے حقوق مابین شرکاء کا تعفیہ کر دیا جائے پس اگر سہولت یا انصاف معرض خطر میں نہ ہو تو خواہ مخواہ عدالت کسی ایک جائیداد خاندانی کی تقسیم کی ڈگری عطا کرنے سے انکار نہیں کر سکتی غیر منقسمہ حصہ کے مشتری کی حقیقت بائع کی زندگی کے بعد تک کے لئے ہوتی ہے اور بائع کی وفات سے اس کی حقیقت پر اثر نہیں پڑتا۔ برخلاف اس کے بیوہ کو صرف حین حیاتی حق شوہر کی جائیداد میں حاصل ہوتا ہے جس کو وہ اپنی حیات بھر کے لئے منتقل کر سکتی ہے۔ اور ایسے مشتری کا حق بیوہ کی وفات پر ختم ہو جاتا ہے۔ شرکاء خاندان اپنے مشترکہ حصہ کو صرف بعوض بدل قیمتی منتقل کر سکتا ہے۔ بغیر بدل کے اس کا انتقال ناجائز ہو گا۔ برخلاف اس کے ہندو بیوہ کو اپنے شوہر کی جائیداد میں اپنی حیات تک کامل حقوق ملکیت حاصل ہوتے ہیں اس لئے وہ بغیر بدل کے بھی جائیداد منتقل کر سکتی ہے۔

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ متقل ایہ کی حقیقت میں کسی شریک کی وفات سے اضافہ نہیں ہوتا ہے مگر کسی شریک کے پیدا ہو جانے سے حصہ میں فرق آجاتا ہے۔ مگر اس میں بمقدمہ مندرجہ جملہ ۲۵ بعض صفحہ ۶۹۰ جلسہ کاملہ و بمقدمہ مندرجہ ۲۱ مگر اس لاجزئل صفحہ ۲۶۶ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جبکہ یہہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ متقل کتندہ کی وفات سے دوسرے شرکاء کو حق پسماندگی حاصل نہیں ہو جاتا تو اس کا ضمناً نتیجہ یہہ ہوا کہ متقل ایہہ کا استحقاق بموصلہ شرکاء کی تعداد میں تبدیلی ہونے سے موثر نہیں ہوتا اور اس کو معین حق حاصل ہوتا ہے جو کسی وجہ سے بھی کم و بیش نہیں ہو سکتا مگر بمبئی میں سابقہ تجویز مگر اس کے مطابق طے ہوا ہے یعنی یہہ کہ اس کا حق معین نہیں ہوتا اور برائعات متذکرہ بالا کم و بیش ہوا کرتا ہے۔

حقوق شریک متقل کتندہ بعد عمل انتقال۔ اگر جبکہ شریک اپنا غیر منتقل حصہ کاملًا یا جزوًا متقل کر دے تاہم وہ مشترکہ رکن رہیگا اور اس کے حقوق پسماندگی اپنے اور بقیہ ارکان کے مابین قائم رہیں گے مگر یہ حقوق صرف اسی جائداد کے متعلق ہوں گے جو متقل نہ ہوئی ہو ورنہ شریک میں سے کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔ تجویز ہوئی ہے کہ ایسا شریک جو وقت انتقال پیدا ہو چکا ہو اور نیز وہ شریک جو بعد انتقال پیدا ہو تنسیخ انتقال کی ناش کرنے کا مستحق ہے مگر اس صورت میں جبکہ شرکاء موجودہ انتقال زیر بحث پر رضامند ہوں یا اس کے تنسیخ کی کوئی کارروائی نہ کریں جس سے ان کی رضامندی مستتب ہوئی ہو تو ایسی صورت میں ایسا شریک جو بعد کو پیدا ہوا انتقال پر

اعتراف میں نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر انتقال بلا ضرورت و بلا حصول رضامندی دیگر شریکار کے عمل میں آوے تو ہر ایک رکن جو بعد کو پیدا ہو اعتراف میں کرنے کا مجاز ہے۔ یہ متاکثر کی رو سے مدعی کا انتقال پر حق اعتراف میں اس کے وفات پر ختم ہو جاتا ہے لیکن دایا بہاگ کی رو سے یہ حق اس کے وارث کو بھی حاصل ہوتا ہے۔

میعاد۔ اگر اس امر کے استقرار کی نالاش کی جائے کہ انتقال زیر بحث مدعی پر موثر نہ ہوگا تو میعاد تاریخ انتقال سے ۱۲ سال شمار ہوگی لیکن بعد وفات اثبات قابض دلا یا نے قبضہ کی نالاش کے لیے بہت سارے عدم جوازی انتقال میعاد عورت کی وفات سے ۱۲ سال شمار ہوگی۔ ایک مقدمہ میں تجویز ہوئی ہے کہ اگر کوئی رکن خاندان مشترکہ جائداد خاندانی کے متعلق بیعیانہ تکمیل کر دے تو ایسے شریکار جو اس بیعیانہ میں فریق نہ ہوں منتقل الیہ کے قبضہ حاصل کرنے کی تاریخ سے ۱۲ سال کے اندر نالاش کرنے کے مجاز ہونگے۔

بارشہوت۔ مشتری پر اس امر کے ثابت کرنے کا بار ہوگا کہ جائداد منتقل شدہ کے زرخشن سے شریک معترض نے فائدہ حاصل کیا ہے اور اس لیے قبل اس کے کہ وہ اپنا حصہ جائداد میں پاوے بقدر

۱۳۳۳ھ آباد ۲۸۳-۸ انڈین کیسز ۷۱۹۔

۱۳۳۵ھ آباد ۶۵۲۔

۱۳۴۲ھ آباد ۲۳۵۔

۱۳۵۱ھ انڈین کیسز ۶۷۰-۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۸۱۵۔

حصہ کے رقم مشتری کو ادا کرے۔ اگر انتقال جزو اجائز ہو اور جزو اجائز نہ ہو تو سب تو یہ ہوتی ہے کہ ایسی صورتوں میں بقدر جائز انتقال کر مشتری مستحق معاوضہ ہوگا۔ اور انتقال اسی حالت میں منسوخ کیا جائے جبکہ اس قدر رقم ادا کر دی جائے۔ اگر کفالت اغراض ضروری کے لئے نہ ہو اور یہ ثابت ہو کہ دوسرے ارکان کی جانب سے تسلیم بال سکوت کا اظہار ہوا ہے جس کی وجہ سے تنبیخ انتقال بلا قیود و شرائط نامناسب ہو تو عدالت زرخشن کو واپس کرنے کا حکم دیگی۔ اگر مدعی زرخشن واپس نہ کرے تو اس کا مقدمہ خارج ہو جائیگا۔

**انتقال منجانب منتظم۔** اگر قرضہ کسی اہم ضرورت کے لئے ہو تو انتقال منجانب منتظم تمام ارکان خاندان بشمول نابالغین پر قابل پابندی ہوگا۔ مگر عدالتوں نے ایسے اشخاص پر جو خاص اندانی جائداد لیوین یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ قرضہ کی ضرورت اور خاندان کے ذرائع موجودہ پر غور کر لیں۔ اگر قرضہ منتظم نے خاندانی کاروبار کے لئے لیا ہو تو وہ خاندان پر قابل ادائیگی ہے اور اگر چہ دگری صرف منتظم کے خلاف حاصل ہوتی ہو تاہم تعمیل تمام جائداد خاندان پر ہو سکتی ہے۔

۱۲۵۵ء آبادی ۶۹ (جلد کاہ)۔ ۵۷ میں طبع ہنرمند صفحہ ۴۸۸-۴۸۹۔

۳۰۵۷ مدراس ۴۵۲-۱۲ اگلہ ۳۷۹-۳ (نڈین کیسز ۱۱۹-۵۷ مدراس لاجریل ۶۱۰-۵۷ سورنڈین اپریل ۹-۷ بمبئی لارپورٹر ۵۸۷-۵۸۷)۔

۵۷۵ اگلہ ۷۰-خ ۱۲ مدراس ۳۲۵-۱۲ الہ آباد ۹۹-۲۶ مدراس ۲۸-۳۷ بمبئی

۵۹۷-۳ بمبئی لارپورٹر ۳۲۲-۳۰ اگلہ ۴۵۳-۲۳ بمبئی ۳۷۲-۲۹ اگلہ ۵۸۳-۷۰

اگلہ وکیلی نوٹس ۷۲۵

ناقابل تقسیم جائداد۔ متاثر کی رو سے قابض جائداد ناقابل تقسیم کو اپنے عین حیات جائداد پر کامل حقوق حاصل ہوتے ہیں جب تک کہ کوئی رواج یا نوعیت جائداد مانع نہ ہو۔ اگر رواج ایسی جائداد ناقابل انتقال ہو تو اس کی آمدنی کا انتقال قانونی ضرورت پر جائز ہو گا۔ یہ وطن دار۔ وطن دار کو وطن میں صرف عین حیات حق حاصل ہوتا ہے۔ مورث کے قرضہ کی ادائیگی کا وطن دار ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ یہ بیوہ کی جانب سے انتقال۔ ملاحظہ ہو باب متعلق "عورتوں کی حیثیت" سببہ کے لوازمات۔ لوازمات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) مثبت (۲) منفی۔ خاص لوازمات حسب ذیل ہیں۔

(الف) موہوب لہ کا وجود ہونا چاہیے بجز اس صورت کے جبکہ بچہ حمل میں ہو یا بنتی/فرزند ہوا اور صورتوں میں ایسے شخص کو سببہ جو پیدا نہ ہوا ہونا جائز ہے۔ مگر یہہہ رائے حکام غالبیہ نے صحیح نہیں قرار دی ہے اور متعدد نظائر اس کے خلاف موجود ہیں۔ (ب) عطا ہونے کے وقت قبول کیا گیا ہو۔

۱۰۵۱۔ الہ آباد ۲۷ (پروی کونسل)۔ ۲۲ کلکتہ ۱۵۶۔ ۲۰ مدراس ۱۶۷۔ خ ۳ کلکتہ ۲۲۳۔ م ۱۷ مدراس ۱۶۳۔ ۱۸ مدراس ۲۸۷۔  
 ۱۵۳۔ ۳۳ کلکتہ ۱۵۸۔  
 ۱۵۴۔ ۱۱ مئی ۱۵۔ ۱۳ مئی ۳۵ مئی ۴۰۔  
 ۱۵۴۔ اسدر لینڈ ویکی رپورٹر ۱۳۹۔ ۸ کلکتہ ۶۴۷۔  
 ۱۵۵۔ ۱۶ کلکتہ ۵۴۹۔ ۲۲ کلکتہ ۹۹۲۔ ۱۱ مدراس ۲۷۴۔ ۱۵ مئی ۵۴۳۔



(رج) فی الواقعی لین اور دین زبانی یا تحریری عمل میں آیا ہو اور  
 وارث کی نیت یہ ہو کہ شے موہوبہ موہوب لے کر مل جائے۔ دینے  
 کے لئے ایسی حوالگی عمل میں آتی چاہیے جو کہ مقدمہ کی نوعیت  
 و حالات سے ضروری معلوم ہو۔ اس بارہ میں ایک بہہ سوال پیدا  
 ہوتا ہے کہ آیا فی الحقیقت قبضہ واقعی دینا تکمیل بہہ کے لئے ضروری  
 ہے۔ بمقدمہ مندرجہ ۱۸ بمئی ۶۸۸ بہہ نامکمل بدین وجہ قرار دیا گیا  
 کہ موہوب لے کر قبضہ نہیں دیا گیا تھا۔ اسی طرح کلکتہ ہائیکورٹ سے  
 بمقدمہ مندرجہ ۲۰ کلکتہ ۴۶۴ یہ طے کیا ہے کہ محض رجسٹری کروانا  
 شاستر کافی نہیں ہے۔ پرلوی کونسل نے یہہ طے کیا ہے  
 کہ اگر وارث نے اپنی طرف سے تکمیل بہہ کے لئے حتی الوسع  
 کوشش کی ہو تو ایسا بہہ اس بنا پر مطلقاً ناجائز قرار دیا جا کر منسوخ  
 نہ ہوگا کہ موہوب لے کر قبضہ نہیں ملا تھا بلکہ قانون انتقال جائداد کے  
 نفاذ کے بعد سے بمئی میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ دہرم شاستر کا  
 مسئلہ کہ بہہ مکمل کرنے کے لئے حوالگی و قبضہ لازمی ہے منسوخ ہو گیا  
 ہے اور یہہ طے پایا ہے کہ جائداد غیر منقولہ کا بہہ رجسٹری  
 شدہ ہونا چاہیے جس پر دستخط اور تصدیق باعنا بطم ہو اور منقولہ  
 جائداد کے قبضہ کے لئے حوالگی یا رجسٹری شدہ دستاویز کافی ہو  
 الہ آباد ہائیکورٹ میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ موہوب لے کر بہہ نامہ حوالہ

کرنے سے کامل حق منتقل ہو جائے اور یہہ ضروری نہیں ہے کہ قبضہ حقیقی مہوب لہ کو دلایا جائے۔ یہ اگر کوئی شخص کسی بہہ نامہ کی تکمیل اپنی بیوی کے نام کر کے رجسٹری کرادے اور اس کو بہہ اختیار دے کہ رجسٹری ہونے کے بعد تمام کاغذات وہ حاصل کر لے تو اس قدر کافی ہے اس لئے کہ یہہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ واسب نے اپنی حتی الوسع بہہ کی تکمیل میں کوشش کی۔

(۱) بہہ کے ذریعہ سے ایسی حقیقت منتقل نہ ہونی چاہئے جو شاستر آ ممنوع ہو یا شاستر کے اصول کے منافی ہو۔

(۲) بہہ قانوناً و اخلاقاً ناجائز نہ ہونا چاہئے اور نہ غیر منقسمہ ہندو خاندان کا کوئی رکن دو سرے ممبران کی اجازت کے بغیر کوئی جزو جائداد بہہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ حقوق پسماندگی کو حقوق ذریعہ انتقال نامہ پر ترجیح ہے۔

(۳) بہہ غیر منقسمہ حصہ کا ہو سکتا ہے مگر اس صورت میں نہیں جبکہ خاندان غیر منقسم ہو۔

قانون عمرتی متعلق بہہ۔ یقین بہہ کے مضمون کو چار حصص میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) شے جو بہہ کیجا سکتی ہے اس کو دیام کہتے ہیں۔

(۲) شے جو بہہ نہیں کیجا سکتی ہے اس کو ادیام کہتے ہیں۔

(۳) جائز بہ اس کو دتم کہتے ہیں۔

(۴) اور ناجائز بہ اس کو آدتم کہتے ہیں۔

قواعد متعلق بہ جو استمرقی میں مندرج ہیں فی زمانہ لفظ بلفظ قابل پابندی نہیں ہیں  
دوسری قسم میں حسب ذیل اشیا کے داخل ہیں۔ (۱) جائداد  
مشترکہ۔ (۲) اگر۔ (۳) امانت۔ (۴) جو کچھ استعمال کی غرض سے عاریتاً  
لیا گیا ہو۔ (۵) وہ شے جس کے دینے کا دوسرے شخص کو وعدہ کیا گیا  
ہو۔ (۶) بیوی۔ (۷) بیٹا۔

تیسری قسم میں حسب ذیل شے داخل ہیں: (۱) اسباب سببیہ کی قیمت۔ (۲) مزدور کی  
اجرت۔ (۳) جو کہ قوال یا کسی ایسے شخص کو دیا گیا ہو۔ (۴) جو بیٹی یا بیٹے  
کو بالفت پر رکھ کر دیا گیا ہو۔ (۵) جو شکریہ میں دیا گیا ہو۔ (۶) جو بیوی  
حاصل کرنے کے عوض میں دیا گیا ہو۔ (۷) جو خیال تعظیم دیا گیا ہو۔  
چوتھی قسم میں حسب ذیل بہ داخل ہیں۔ (۱) جو بخوف دیا گیا ہو۔ (۲)  
جو غصہ میں دیا جاوے۔ (۳) جو بوجہ رنج دیا گیا ہو۔ (۴) جو ایسے شخص نے  
دیا ہو جو بیماری میں مبتلا ہو۔ (۵) جو بطریق رشوت دیا گیا ہو۔ (۶) جو غلط  
میں دیا جائے۔ (۷) جو فریب میں آکر دیا جائے۔ (۸) جو غلطی کی بنا  
پر دیا گیا ہو۔ (۹) جو ایسے شخص نے دیا ہو جو خود مختار نہ ہو۔ (۱۰) جو  
بیوقوف نے دیا ہو۔ (۱۱) ایسے شخص نے دیا ہو جو آفت زد ہو۔  
(۱۲) جو بحالت نشہ دیا گیا ہو۔ (۱۳) جو کسی مجنون نے دیا ہو۔ (۱۴)  
جو اس غرض سے دیا گیا ہو کہ اس کے عوض میں کچھ کام ہو یا وہ  
انجام دے۔ (۱۵) جو ایسے شخص کو دیا گیا ہو جو نالائق ہو مگر ناقصیت  
ہونے کی وجہ سے وہ لائق خیال کیا گیا ہو۔

یا جنا و لک۔ ہر شے سبب بیوی اور بیٹے کے ہبہ کیجا سکتی ہے بشرطیکہ جائیداد خاندانی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اگر وائہب کے اولاد ہو تو اسکو اپنی تمام جائیداد یا اس قدر جو اس لئے دوسرے سے وعدہ کیا ہو ہبہ نہ کرنا چاہیئے۔ ہبہ کا قبول بافصوص جائیداد منقولہ کی صورت میں علانیہ ہونا چاہیئے جو کچھ وعدہ کیا جائے اس کا ہبہ لازمی ہے اور جو کچھ کہ ہبہ کر دیا جائے وہ واپس نہ لینا چاہیئے۔

نارو۔ ہبہ کا قانون عدالتی معاملات کے لئے چار حصوں میں بیان کیا گیا ہے۔ (۱) دیا۔ (۲) ادیا۔ (۳) ونا۔ (۴) ادنا۔

اشیائے ناقابل ہبہ آٹھ قسم کی ہیں۔ اور اشیائے قابل ہبہ صرف ایک ہی قسم کی ہے۔

جائز ہبہ کی سات اقسام ہیں۔ اور ناجائز کی سولہ۔ امانت۔ گردی۔ جائیداد مشترکہ۔ بیٹیا۔ بیوی۔ صاحب اولاد کی جملہ جائیداد۔ ایسی جائیداد جو کسی دوسرے کو وعدہ کی گئی ہو یہ ادیا بین خاندان کی پرورش کے مصارف مہیا کر دینے کے بعد جو کچھ جائیداد باقی رہے ہبہ کیجا سکتی ہے نگہبان کے علاوہ کوئی چیز دینے سے گرت بہت مستوجب لعن و طعن ہوتا ہے۔ خریدی اسباب کی قیمت ادا کرنا۔ اجرت۔ تفریح کیلئے کوئی تحفہ دینا۔ محبت۔ شکریہ یا زنا کاری کے عوض میں ہبہ کرنا۔ سات اقسام جائز ہبہ کے ہیں۔ تلبائز ہبہ سولہ اقسام متذکرہ ذیل کے ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ کوئی شخص خوف۔ غصہ۔ نفرت۔ رنج یا درد سے غالب اگر دے۔ یا بطور رشوت دے۔ یا مذاق یا دھوکہ کہہ کر دے۔ یا کوئی بچہ یا بیوہ تو ف یا ایسا شخص جسکو اپنے حواس پر قدرت حاصل نہ ہو

یا مصیبت زدہ یا مخمور یا مجنون یا ایسا شخص جو بہ خیال کر کے کہ میں نے نیک کام کیا ہے۔ اور بہ میرا کام ہے، ایسے شخص کا بہہ یا معاوضہ کے خیال پر بہہ ناجائز بہہ ہے۔ اور اسی طرح سے ایسا بہہ جو لاعلمی سے ایسے شخص کے حق میں کیا جاوے جو نالائق ہو۔ یا ایسی غرض کے لئے کیا جاوے جو نیک نہ ہو ایسے بہہ بھی ناجائز ہیں۔ وہ شخص جو ناجائز بہہ کسی طمع کی وجہ سے قبول کر لیتا ہے اور وہ جو ناجائز بہہ کرتا ہے دونوں مستوجب سزا ہیں۔

واقعات جن سے بہہ ناجائز نہیں ہوتا ہے۔ اگر بہہ اور صورتوں میں جائز ہو تو حسب ذیل واقعات سے ناجائز نہیں ہوتا ہے۔  
(الف) جبکہ وہ بہ مرض الموت کیا جاوے اور اس میں یہ شرط ہو کہ اگر وہ بہ اچھا ہو جائے گا تو بہ بہہ ساقط ہو جائے گا۔  
(ب) جبکہ عمل بہہ کسی واقعہ ممکن الوقوع پر منحصر ہو۔ اگر وہ بہہ ایسے کئے جائیں جو علی سبیل البدل اور جہاد کا نہ موثر ہوتے ہوں اور اس میں اول الذکر جائز اور آخر الذکر کالعدم ہو تو اول الذکر نافذ ہوگا۔

(ج) جبکہ موہوب لہ ثبت یا مندر یا کوئی مذہبی وقف ہو اور بہہ کا اثر بہہ ہو کہ جائداد دو آغا موہوب لہ یا اس کے قائم مقامان کے قبضہ میں رہے۔

(د) جبکہ موہوب لہ نابالغ یا فاقر العقل ہو۔ اس قدر کافی ہے کہ

بالغ ہوئے پر نابالغ کی جانب سے کوئی عمل مشعر اظہار قبول کیا جائے۔  
(د) جبکہ موصوب لہ بوجہ جنون یا کسی دوسری ناقابلیت کے  
محروم الورث ہو۔

(د) محض اس وجہ سے کہ ہبہ خوشی سے بلا عوض لیا گیا ہو۔ یعنی  
اگر ہبہ نیک نیتی سے کیا گیا ہو تو محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتا  
کہ واسب بوقت ہبہ مقروض تھا۔

ہبہ بمرض الموت۔ دہرم شاستر میں معمولی ہبہ اور ہبہ مرض الموت  
میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ تمام لوازمات ہبہ  
ثابت ہوں اور یہ ثابت ہو کہ واسب وقت ہبہ بصحت ہوش خواں  
تھا اور بخوبی سمجھ سکتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

ہبہ کرنے اور قبول کرنے کا اختیار۔ باپ۔ بیٹا حمل میں آجائے  
کے بعد باپ جائداد موروثی شخص اجنب کے حق میں ہبہ نہیں کر سکتا۔  
مگر اس صورت میں جبکہ خسر اپنی بیوہ بہو کے حق میں بہ محبت فطری  
جائداد منقولہ کا قلیل جزو ہبہ کرے تو ایسا ہبہ خلاف اصول نہرم شاستر  
نہیں ہے۔ اگر جائداد مشترکہ یا موروثی نہ ہو بلکہ مسوبہ ذاتی ہو تو اسکو  
اختیار ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق اس کو منتقل کرے اور اگر وہ

۱۵۳ بی بی ۱۳۱۔

۱۵۴ مدر اس ہائی کورٹ ۲۷۶۔ ۱۰ ویلی رپورٹر ۳ (ریویو کونسل)۔

۱۵۵ مدر اس ۲۲۶۔

۱۵۶ بی بی ۵۴۷۔ ۲۴ بی بی ۵۱۔

ایک بیٹے کو تمام جائیداد دیدے اور دوسرے بیٹے محروم رہیں تو ایسا انتقال ناجائز نہ ہوگا۔

اس مسئلہ کے متعلق کہ بیٹوں و بہنوں کے حق میں جائیداد غیر منقولہ موروثی کا بہہ کس حد تک جائز ہے حسب ذیل تجاویز ہوئی ہیں۔

مدرسہ۔ یہاں حال کے چند نظائر میں باپ بہائی کا حق اس امر کے بارہ میں جائز قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ معقول جزو جائیداد ہو۔ مگر معقول کے کیا معنی ہیں یہ کہیں وضاحتاً نہیں بتایا گیا ہے۔

اور ایسا بہہ اس صورت میں ہی جائز ہے جبکہ بیٹی کی شادی ہوئی ہو۔ اور ایک عرصہ شادی ہوئے گزرے ہو۔ یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ

ایسے بہہ کرنے کا حق صرف باپ بہائی یا مان پر محدود نہیں ہے بلکہ متاکثر کی عبارت اس بارہ میں محض تمثلاً ہے۔ ہر شریک کی بیٹی

کے حق میں بہہ ہو سکتا ہے۔ یہ تعداد کے متعلق عدالت کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ مناسب کیا ہے۔ یہ مقرر نہیں کیا جاسکتا کہ ایک ربح

ہی دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ ایسا بہہ اخراجات شادی ہی کیلئے نہیں ہوتا ہے۔ خاندان کی حیثیت اور مالی حالت پر غور کر کے ایک مناسب

رقم تجویز کرنی چاہئے۔ ممکن ہے کہ ۱۰۰ رقم ایک ربح سے زیادہ ہو جاوے یا جائیداد خاندانی لاکھوں روپیہ کی ہونے کی صورت میں ایک ربح سے

۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور

۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور

۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور

۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور ۱۷۷۱ء لاجپور

کم ہی رہے یہ

بھٹی۔ یہاں ایسے بہہ جات جو شرکار خاندان اپنی بیٹیوں کے حق میں کریں صحیح نہیں تصور کئے گئے ہیں۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ ہندو باپ بہہ بہ مرض الموت اپنی بیٹی کے حق میں بھی نہیں کر سکتا۔ ایک مقدمہ میں پریوی کونسل سے یہ طے پایا ہے کہ اگر آمدنی سے بہہ کیا جاوے تو جائز ہے یہ حال میں ایک مقدمہ میں عام الفاظ میں یہ طے کیا گیا کہ ہندو باپ موروثی جائداد میں سے بہہ اس لئے نہیں کر سکتا کہ بیٹیوں پر قابل پابندی ہوئے

کلکتہ۔ یہاں غیر منقسم حصہ کا بہہ ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر معقول جزو جائداد خاندانی غیر منقولہ کا بہہ جائز رکھا گیا ہے یہ  
الہ آباد اور پنجاب۔ الہ آباد میں ایسا بہہ صحیح نہیں قرار دیا گیا ہے پنجاب میں جائداد منقولہ کا بہہ صحیح ہے۔ مگر غیر منقولہ جائداد خواہ موروثی ہو یا مکتوبہ اس طرح بہہ نہیں کیجا سکتی۔ (ملاحظہ ہو قانون رواجی پنجاب جلد ۲ صفحہ ۱۰۲-۱۶۳-۱۷۸)۔

اس مسئلہ کے متعلق کہ علاوہ بیٹی یا بہن کے کسی اور کے حق میں کوئی شریک بہہ کر سکتا ہے کہ نہیں کوئی صاف تجویز نہیں ہے مگر علامہ سجادین کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان رشتہ داروں کے علاوہ کسی اور کے

۵۷۲ بیٹی لارپور ۸۵۳-۸

۵۷۱ اندر اس لٹامٹس ۱۰۳-

۵۷۳ اندھین کینہ ۶۲۵-

۵۷۳ بیٹی ۳۷۳-

۵۷۴ الہ آباد ۶۳-

۵۷۴ کلکتہ ۱-



حق میں مہرہ جائز نہیں ہے اور وہ بیٹے پر قابلِ پابندی نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں غیر منقسمہ جا کی جانب سے اپنی بہو کے حق میں مہرہ ناجائز قرار پایا ہے مگر جبکہ مہرہ سیبت کے حق میں ہو تو جائز قرار دیا گیا ہے اور جبکہ مہرہ باپ نے اپنے داماد کے حق میں کیا اور وہ مہرہ بلا بدل تھا مستوجز ہوئی ایسا مہرہ ناجائز ہے۔

شریک خاندان۔ ایک غیر منقسمہ ہندو خاندان رکن اپنے شریکار کی اجازت کے بغیر غیر منقسمہ جائداد میں اپنا حصہ مہرہ نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ محبوبہ یا عزیز بہن یا غیر بہن ہے پس جبکہ ایک مقدمہ میں ایک غیر منقسمہ چچا نے اپنا حصہ اپنی بہو کو بہ محبت فطری مہرہ کیا تھا ایسا مہرہ ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

بیوہ۔ بیوہ مان اپنے داماد کے حق میں مہرہ کر سکتی ہے بشرطیکہ جائداد میں زیادہ نہ ہو سکے لیکن وہ ایسی جائداد کو جو اسے بہ معاوضہ نان و نفقہ دی گئی ہو اس طرح مہرہ نہیں کر سکتی کہ بعد اسکی وفات کے ورثہ عودی پر مہرہ واجب التعمیل ہو۔ اپنے استری دین کو

۱۳۵۷ مدراس ۳۵۹۔

۱۱۵۷ مدراس ۲۲۶۔

۸۵۷ مدراس لاٹائنس ۲۹۰ =

۸۵۷ الہ آباد ۷۶۔

۸ انڈین کیسز ۳۹۱۔

۱۳۵۷ مدراس ۳۵۹۔

۹۵۷ مدراس ۲۷۳۔

۱۳۵۷ الہ آباد ۲۹۶۔ ۱۱۵۷ الہ آباد

۲۲۷ مدراس ۱۱۳۔

بیوہ بہبہ کر سکتی ہے اگر بیوہ ایسی جائداد جو اسے شوہر سے حاصل ہوئی ہو اپنی دختر کے حق میں بہبہ کر دے تو جائز ہے اس لیے کہ کھجکا اس سے زیادہ منشاء نہیں ہے کہ دختر کو حاصل ہونے والی حقیقت جلد حاصل ہو جائے۔

نابالغ اور کوڑھی۔ ایسے اشخاص بہبہ نہیں کر سکتے مگر کوڑھی ایسی جائداد کو بہبہ کر سکتا ہے جس کا وہ مرض نمودار ہو نیکی قبل وارث ہو اہو۔  
استرداد بہبہ۔ مکمل بہبہ ناقابل استرداد ہوتا ہے اگر واپس اس کی تکمیل کے لیے جملہ امور عمل میں لا چکا ہے تو وہ بعد ازان ذریعہ وصیت بھی مسترد نہیں کر سکتا۔ لیکن اس صورت میں جبکہ بہبہ شرط ہو اور شرائط خلاف قانون اور مبنی باخلاق نہ ہوں تو بہبہ مسترد ہو سکتا ہے۔ ایک مقدمہ میں جبکہ ایک شخص نے دوسرے کے حق میں بہبہ کہہ کر بہبہ کیا کہ موہوب لہ کو اس نے اپنا مانس پتر تسلیم کیا ہے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ ایسی صورت میں بہبہ بعد ازان اس بنا پر منسوخ نہیں ہو سکتا کہ اس نے اس خیال میں غلطی کی کہ موہوب لہ اس کے مراسم کریا کرم ادا کر سکے گا۔ جبکہ ایک مرتبہ قانونی غلطی کی وجہ سے بہبہ تکمیل پا جاوے تو مقدمہ مسترد نہیں ہو سکتا۔

۱۳۲۵ء آباد ۵۸۲ = ۶ انڈین کیسز ۵۴۱۔

۵۴۶ ریلینڈ ویکلی رپورٹر ۶۸۔ ۵۴۳ ۲۳ مئی ۱۳۱۔ منو باب ۹

۵۴۵ نارتم و سٹرن پراونسز رپورٹ صفحہ ۴۷۔

۵۴۵ مدراس ۳۲۹۔

۵۔

مہربہ تمام جماعت

کتابخانه مرکزی - ۴۹-۳۹۲

۱۵ ایکٹی ۵۴۹۔

۲۲ بیسی ۵۳۳-۱۲ کلکتہ ۶۶۳-۶ الما بلو ۵۶۰ ریڈیو کونسل ۱۵۱ بیسی ۶۵۲-۱۸ بیسی ۶۰۷-۱۰

بیت ۵۷-۶۱ بیت ۲۳۹-۲۴۰ بیت ۱۳۳-۱۴۲ حکمت ۶۴-۶۸ مدراس ۳۸۶-۳۸۷ کلکتہ ۵۰

۸۴۲-۱۳۹۷

چند فرزند زید کے زندہ بھی ہوں تو خواہ مخواہ اُس عبارت کا یہ نتیجہ نکالنا کہ لڑکوں میں ایسے لڑکے بھی شامل ہیں جو بعد کو پیدا ہوں صحیح نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ مفہوم وصی یا وارث کی نیت کے متضاد ہے یہ

دعویٰ شاسترین کہیں ایسا قاعدہ تحریر نہیں ہے کہ یہ یا انتقال بذریعہ وصیت جو کہ ایسی جماعت کے حق میں کیا گیا ہو جو زندہ ہوں اور قبول کرنے کے اہل ہوں اس وجہ سے کالعدم قرار دیا جائے کہ اُس جماعت میں ایسے چند اشخاص شریک ہو سکتے ہیں جو وقت انتقال موجود نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں یہ مقدمہ محولہ میں وضاحت کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہے کہ انتقال نامہ کی تعبیر اس طرح کرنی چاہیے کہ نیت متقل کہتے ہیں کا اظہار ہو جاوے۔ وصی کی دونیت کہی جاسکتی ہیں۔ اول نیت اصلی۔ دوم نیت ضمنی۔ اُس کی اصلی نیت یہ ہو کر رہے کہ جماعت نامزدہ کے تمام ارکین مستفید ہوں گے۔ اور اسکی ضمنی نیت یہ ہو کر رہے کہ بصورت اس کے تمام ارکین مستفید ہو سکیں کم از کم ایسے ارکان کو ضرور استفادہ پہنچنا چاہیے جن کے لئے ممکن ہو۔

جماعت کے کہتے ہیں۔ چند اشخاص جماعت کے نام سے اُس وقت موسوم ہو سکتے ہیں جبکہ اُن تمام کو کسی ایک عام نام سے موسوم کرنا ممکن ہو۔ مثلاً لڑکے۔ پوتے۔ بھتیجے۔

تاویل یہ نامحاجات۔ اگر یہ دو اشخاص کے حق میں مشترک کیا گیا ہو



کہ اُس کے لا ولد فوت ہوتے پر جائداد خاندان پدری پر عود ہوگی تو ایسی صورت میں لڑکی کا شوہر بہ حیثیت وارث جائداد حاصل نہیں کر سکتا۔ مذہبی و خیراتی اوقات۔ اگر وقف ذریعہ تحریر قائم ہو تو قانون انتقال جائداد کی دفعہ (۱۲۳) کی رو سے ہونا چاہیے۔ مگر سند و قواعد مندرجہ دہرم شاستر کی پابندی سے وقف قائم کر سکتے ہیں اور فرائز کا وقت اُس کو نفاذ دین گئے یا کم از کم اُس کی حفاظت کریں گے۔ اگر قیام کے لئے کسی (ٹرسٹ) تولیت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بہت جو مذہبی اغراض کی علامت ہے اس قابل ہے کہ اُس کے حق میں جائداد وقف کیجاوے اور ایسے وقف کی جوازی کے لئے کوئی صریح الفاظ بہہ یا امانت لازم نہیں رکھے گئے ہیں بلکہ مگر شرط یہ ہے کہ اگر ذریعہ تحریر وقف عمل میں آیا ہو تو عمل کی نیت ضرور ظاہر ہوتی چاہئے ورنہ وقف ناجائز ہو جائے گا بلکہ دہرم شاستر میں ایسے مذہبی اوقات جن کی اغراض گہر کی بہت کی پرستش ہو اور جو عوام الناس کے فائدہ کے لئے قائم ہوئے ہوں کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ زندہ اشخاص کے حق میں بہہ بطریق جائز کرنے کے لئے جو قواعد لازمی ہیں ان کا اطلاق ایسے عطیہ وصیتی پر نہیں ہوتا ہے جو بعد

۱۹۵۷ء کلکتہ ۳۱ (ریپوی کونسل)۔

۱۹۵۷ء بمبئی ۲۳۴-۲۳۵ کلکتہ ۶۳۵-۶۳۶ بمبئی ۶۵۹۔

۱۹۵۷ء کلکتہ ۱۱-۱۲ کلکتہ ۳۴۳۔

۱۹۵۷ء کلکتہ ۱۱۲۔

۱۹۵۷ء بمبئی ۱۶۹-خ ۱۲ مدر اسس ۳۸۶۔

وفات موصی کسی بہت کے قیام اور پرستش کے لئے عمل میں آیا ہو تو جبکہ وقف کی غرض قیام بہت ہو تو قیاس قائلانی یہہ پیدا ہوتا ہے کہ واقف کا منشاء انتظام یعنی تثبیت کو خاندان میں رکھنے کا تہانہ کہ کسی مخصوص فرد کو انتقال پہنچانے کا۔ لیکن اگر نوشتہ میں ایسی نیت کو اظہار کے الفاظ موجود ہوں تو یہہ قیاس پیدا نہ ہوگا بلکہ ایسی بہت کے حق میں بذریعہ وصیت جائداد بطریق جائز عطا نہیں کیجا سکتی جبکہ وجود وقت و وفات موصی نہ ہوئے ایک متولی مقتدر نہیں ہے کہ متوفی متولی کی جگہ پر تولیت نامہ میں ایسا اختیار تحریر نہولنے کی حالت میں دوسرے شخص کا تقرر کرے بلکہ جو مہر مذہبی اغراض کیلئے عمل میں آئے ہیں ان کے لئے خاص رعایات رکھے گئے ہیں پس اگر وہ نامکمل رجحادین تو اولاد واقف پر فرض ہے کہ واقف کی وفات کے بعد اس کو مکمل کرے شیہ فقہنہ کا دینا لازمی نہیں ہے۔

نوعیت و وقت۔ وقف اس وقت مکمل کہا جاتا ہے جبکہ جائداد کسی بہت کے حق میں قطعاً عطا کر دیجائے اور کسی شخص کے لئے کوئی جزو محفوظ نہ رکھا جاوے۔ اگر مہر بہت کے حق میں قطعی اور غیر مشروط نہ ہو اور جائداد مہر بہت میں کسی شخص کو ایسا حق دیا گیا ہو جو منشاء بہت

۱۰۰ کلکتہ لاجنل ۳۵۵ (جلد کاملہ) = ۳۷۷ کلکتہ ۱۲۸۔

۵۳۱ کلکتہ ۲۵۵ کلکتہ ۴۰۵ - ۲۹۰ کلکتہ ۲۶۰ - ۳۰۰ کلکتہ ۵۳۱

۵۳۱ کلکتہ لاجنل ۸۶ - ۵۳۱ کلکتہ ۲۸۵

۵۳۱ کلکتہ ۲۸۵

۵۳۱ کلکتہ ۲۸۵

کے متاخر ہو تو ایسے وقف کو غیر مکمل وقف کہتے ہیں۔ اور ایسی صورت میں جائیداد قابل تقسیم و توریث ہوتی ہے مگر ثبت کی پرمٹش کا بار اس پر رہے گا۔ اگر وقف واقعی نہ ہو اور اس کا منشاء صرف یہی ہو کہ جائیداد دو اماں ایک معین طرفینہ پر قائم رہے تو ہبہ اثر پذیر نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ وقف محض مصنوعی ہے۔ کوئی جائیداد اس طرح ناقابل انتقال نہیں ہو سکتی کہ کسی شخص زندہ کو اس تذکرہ کے ساتھ عطا کی جاوے کہ کسی خاص مذہبی غرض کے لئے انتقال عمل میں آیا ہے۔

ثبوت وقف۔ ہبہ دیکھنے کے لئے کہ وقف نیک نیتی سے عمل میں آیا ہے یا محض برائے نام ہے غور یہہ کرنا چاہیے کہ واقف کا جائیداد کے متعلق طرز عمل کیا رہا ہے۔ اور مدعی علیہم اسے کس طرح رکھتے رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی تمام جائیداد تر بانی اپنی وفات کے وقت بہت بہت ہبہ کر دی ہو تو ایسے عمل کی تائید میں ثبوت ہونا چاہیے۔ تاہم ثبوت دستاویزی کی لازمی طور سے ضرورت نہیں ہے۔ یہہ واقعہ کہ سالہا سال تک آمدنی جائیداد کسی بہت کے قیام میں صرف ہوئی ہے اثبات وقف کے لئے کافی ہے۔ لیکن صرف کسی جائیداد کا ثبت کے نام پر خرید کر ناکافی ثبوت امر بالاکا نہیں ہے۔



جائز وقف عام کے لوازمات۔ وقف جائز ہونے کے لیے حسب ذیل لوازمات پورے ہونے چاہئیں۔

(۱) خاص اغراض کے لیے خاص جائد او کا علیحدہ رکھنا۔ (۲) شے جس کے لیے وقف کیا گیا ہو اور جو شے وقف کی گئی ہو معین ہونی چاہیے۔ (۳) وقف میں جائد او عوامہ کے نذر کر دی گئی ہو جس سے ہر خاص و عام کو پورا و غیرہ کا حق حاصل ہو سکے (۴) جائد او موقوفہ قطعاً وقف کر دی گئی ہو اور واقف کے حق میں کوئی منفعت باقی نہ رہی ہو۔ مین صاحب بیان کرتے ہیں کہ وقف اُس صورت میں مکمل نہیں کہلاتا ہے جبکہ واقف اپنی جائد او کسی مبت یا مذہبی یا خیراتی کام کے قیام میں لگائے اور وہ جائد او اس کا انتظام کا ملا اپنے ہاتھ میں رکھے اگر جبکہ عوام بھی اُس سے مستفید ہو سکتے ہوں تاہم چونکہ اُس کا قیام و اجراء مطلقاً واقف کی خواہش پر رہتا ہے اس لیے اسے وقف عام نہیں کہہ سکتے۔ (طبع ہفتم صفحہ ۵۸۳)۔ (۵) جائد او موقوفہ ناقابل انتقال ہونی چاہیے۔ (۶) وقف مصنوعی و سازشی نہ ہونا چاہیے بلکہ نیک نیتی سے فی الواقع وقوع میں آنا چاہیے۔ یہ بات معلوم کرنے کے لیے کہ وقف حقیقی ہے یا

۱۔ کلکتہ و کیلی نوٹس ۵۲۸-۲۵ کلکتہ ۱۱۲-۱۲۶-۱۲۷

۲۰۔ کیلی رپورٹر ۹۵ (پروی کونسل)۔ ۱۱ انڈین کیسز ۶۲۵-۵ اکلکتہ و کیلی نوٹس

۱۲۶-۱۲۷ انڈین کیسز ۸۳۸۔ ۱۳ کیلی رپورٹر ۲۰۰-۹ کلکتہ و کیلی نوٹس ۱۵۴

۱۵ انڈین کیسز ۶۶۶-۲۰ کیلی رپورٹر ۹۵

۱۲ مدراس ۳۸۷-۵ اکلکتہ و کیلی نوٹس ۱۲۶-۳۹ مدراس ۱۲

مصنوعی معیار یہ ہے کہ جائیداد موقوفہ کا کس طریقہ سے استفادہ ہوتا ہے خود واقف نے کس طریقہ سے جائیداد استعمال کی اور اُس کی اولاد اُس کو کس طرح استعمال کرتی رہی ہے یہ بات خاص طریقہ سے ثابت کرنی چاہیئے کہ جائیداد متنازعہ مدت کے حق میں عطا کر دی گئی ہے (۷) جائیداد موقوفہ کسی خدمت مثلاً یا کسی دوسرے کارندہ سی یا خیراتی سے متعلق ہونی چاہیئے۔ محض کسی شخص کی ذات کے حق میں عطیہ نہ ہونا چاہیئے (۸) جب ایک بار وقف مکمل طریقہ سے قائم ہو جائے تو پھر وہ مسترد نہیں ہو سکتا یہاں پر یہ ذکر کر دینا چاہیئے کہ خانگی مدت کے حق میں اگر وقف کیا جائے تو وہ وقف عام نہ ہونے کی وجہ سے دنیوی ملکیت ہو جاتی ہے اور مسترد ہو سکتی ہے بشرطیکہ تمام ارکان خاندان راضی ہوں گے

وقف اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتا ہے کہ فریقین فر شرائط وقف پورے نہیں کئے یا یہ کہ اُس کا نفاذ ایک زمانہ آئندہ میں ایک یا دو حقیقت ہمیں حیاتی کے بعد ہو گا یہ عام و خانگی اوقاف۔ حسب ذیل امیرات میں خانگی اور عام اوقاف میں فرق ہے۔ (۱) وقف عام میں تعداد اشخاص جو مستفید ہوتے ہیں

۱۵۹ آئین کیسز ۶۵-۱۱۹ آئین کیسز ۳۳-۲۷ کلکتہ ۲۴۴ و ۲۵۲-

۱۵۷ آئین کیسز ۳۰۸-۱۵۴ آئین کیسز ۷۶-

۱۵۹ آئین کیسز ۶۵-۱۲ کلکتہ و کیلی نوٹس ۹۸-۱۶ کلکتہ و کیلی نوٹس ۲۹-

۳۰۵۵ الہ آباد ۱۱۱-۱۱۳-۱۱۵-۲۸۸-

غیر معین ہوتی ہے اور ہر خاص و عام اُس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ وقف خانگی میں واقف کا خاندان اُس کے عزیز اور دوست صرف متعلق ہوتا ہے۔ اور اس لئے تعداد معین ہوتی ہے۔ دوسرا فرق یہہ ہے کہ خانگی وقف میں واقف جائیداد موقوفہ معہ بت دوسرے خاندان میں اس غرض سے یہہ کر سکتا ہے کہ اُس کی پرستش برابر جاری رہے لیکن اُس کے لئے یہہ بشرط ہے کہ تمام ارکان خاندان اس انتظام پر راضی ہوں اور بت کے حق میں مفید ہو۔ (۳) تیسرا فرق یہہ ہے کہ وقف خانگی میں تمام ارکان خاندان کی رضا مندی سے جنگو وقف سے تعلق ہو جائیداد موقوفہ مسترد ہو سکتی ہے اور دینی ملکیت ہوتی ہے۔ (۴) چوتھا فرق یہہ ہے کہ خانگی وقف میں ہر بہ انتظامی معائنہ ہو سکتی ہے۔ لیکن عام وقف میں ایسا نہیں ہو سکتا۔

مٹھ۔ یہہ ایک ایسا مذہبی انسٹیٹیوشن ہے کہ جس سے غرض ہندو فلسفہ کی تعلیم دینا ہے۔ خاص فلسفہ جسکی تعلیم دیجاتی ہے یہہ ہیں۔ (۱) ادویت۔ (۲) دویت۔ (۳) وسنت دویت۔ بعض اوقات وہ مکان جس میں کہ مٹھ کے گرو رہتے ہیں مٹھ کے نام سے تاویل کیا جاتا ہے۔ مٹھ کے قیام سے کیا غرض ہے اس کے متعلق بمقدمہ مندرجہ در اس جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ حسب ذیل تحریر ہے۔

”مٹھ کی صورت میں اگرچہ کہ بت کا تعلق اُس سے رہتا ہے مگر بت

کی پوجا محض ضمنی ہے خاص غرض اس کے قیام کی یہ ہے کہ قابل مذہبی استاد ایک جگہ جمع ہوں اور ان کی پرورش ہو۔  
یہ سوال کہ مٹھ کا گرو متولی کہا جاسکتا ہے بمقدمہ ۳۳ مدراس ۲۶۵ اس طرح طے ہوا ہے کہ اس کے جواب کے لیے یہہ دیکھنا چاہیے کہ جائداد موقوفہ کن شرائط پر عطا ہوئی ہے اور اگر شرائط کا وجود نہ پایا جائے تو یہہ کہ اوقات متنازعہ کے متعلق قدامت سے رواج کیا چلا آ رہا ہے۔ پس اگر یہہ ثابت ہو کہ مٹھ کے گرو کو راجہ کی جانب سے کثیر جائداد خاص اغراض خیرات کے لیے سپرد کی گئی ہے تو وہ ایسی جائداد کے لیے متولی کہلائے گا لیکن اگر یہہ ثابت ہو کہ جائداد متنازعہ خود مٹھ کے گرو نے اپنے نام سے اور اپنے سرمایہ سے خریدی ہے تو وہ متولی نہ سمجھا جائے گا۔ بہر کیف اگر کم سے کم یہہ ثابت ہو جائے کہ قدامت سے مٹھ زیر بحث کا رواج یہی رہا ہے کہ جائداد متنازعہ کی آمدنی خاص کار خیر یا غرض مذہبی میں صرف ہوتی رہے تو توہمیت کا وجود مستطب ہو سکتا ہے۔ پس یہہ معلوم ہوا کہ مٹھ کے مہنت کی حیثیت مندر کے مہنت یا بہت کے پوجاری سے مختلف ہے مہنت کے اختیارات ہندو دیوہ کے مماثل ہیں۔ یہہ ضروری نہیں ہے کہ مٹھ کا مہنت تارک الدنیا ہو۔ سچر اس کے رواج خلاف میں ہوئے کوئی مہنت ترتیب وراثت کو اپنے فعل سے تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہہ جنون مہنت ہونے کے مانع نہیں۔

ہے۔ اگر مہنت کے قبضہ میں کوئی جائیداد ہو تو اس کے متعلق بہہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مٹھ ہی کی جائیداد ہے۔

وراثت منظمی۔ جبکہ وقف مذہبی قائم کیا گیا ہو تو مقرر منظم کا اختیار وقت اور اس کے ورثائے کو حاصل رہتا ہے۔ جب تک اس کے برعکس بہہ ثابت نہ کیا جائے کہ واقف یا اس کے ورثائے نے کوئی سرسٹر

منافی لگائی ہے۔ اگر تولیت نامہ میں طریقہ وراثت درج ہو تو اسی پر عمل ہوگا اگر اس کے متعلق کوئی ذکر نہ ہو تو رواج قدیم پر عمل ہوگا۔

واقف کو حق حاصل ہو کہ بت کی پوجا کے لئے جس کو چاہے مقرر کرے اور محض اس امر سے کہ کوئی فریق اور اس کے مورث ایک عرصہ تک

پوجاری گری کا کام انجام دیتے رہے میں ایسے فریق کو کوئی استحقاق حاصل نہیں ہو جاتا ہے۔ مندر کی تولیت میں بیٹا باپ کا جانشین

ہونے سے عام طور سے کوئی موروثی حق پیدا نہیں ہو جاتا ہے مگر خاص صورتوں میں ممکن ہے۔ مگر بت کی پوجا کے قیام کے بعد عہدہ

شبیت کا قائم کنندہ کے وارث یا ورثائے کو حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ بہہ ثابت نہ ہو کہ اس نے خود اس کے خلاف کوئی عمل کیا ہو یا کوئی علاج

یا رسم یا طریقہ اس کے منافی موجود ہے۔ اگر شبیت جسکو واقف نے

۱۷۷۷ء اور اس ۲۲۵- ۱۷۷۷ء انڈین کیسز ۶۶- ۲۶۷ء اس ۷۹- ۷۹

۱۷۷۷ء اور اس ۲۲۵- ۱۷۷۷ء انڈین کیسز ۶۶- ۲۶۷ء اس ۷۹- ۷۹

۱۷۷۷ء اور اس ۲۲۵- ۱۷۷۷ء انڈین کیسز ۶۶- ۲۶۷ء اس ۷۹- ۷۹

۱۷۷۷ء اور اس ۲۲۵- ۱۷۷۷ء انڈین کیسز ۶۶- ۲۶۷ء اس ۷۹- ۷۹

۱۷۷۷ء اور اس ۲۲۵- ۱۷۷۷ء انڈین کیسز ۶۶- ۲۶۷ء اس ۷۹- ۷۹



کیا جاوے یا وقف کے شرائط اس قسم کے ہوں مگر خاص صورتوں میں ایسے شخص کے حق میں انتقال عمل میں آوے جو ورثاء میں سے ہو تو جائز قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مفتعہ رکن خاندان اپنے بھائی کو حق پوجا و آمدنی دیول منتقل کرے تو وہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس منتقلیہ میں کوئی ایسا نقص موجود نہ ہو جسکی وجہ سے وہ فرائض متعلقہ کے ادا کرنے سے معذور ہو۔ مگر جبکہ منتقلیہ ایک شخص غیر ہو تو انتقال کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا باوجودیکہ اس میں قابلیت ادا فی فرائض پائی جائے۔ یہ کلکتہ ہائی کورٹ کی یہ رائے ہے کہ کسی صورت میں عہدہ مذہبی کا انتقال جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ ثبوت کی حیثیت صرف ایک نیم امین کی سی ہوتی ہے اور اس کا قیام صرف بت کے نفع کے لئے ہے یہ بھی ہائی کورٹ اس حد تک کلکتہ ہائی کورٹ کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ عہدہ مذہبی بھائی یا بیٹے کو گری منتقل نہیں ہو سکتا۔ مگر خانگی انتقال قطعاً ممنوع نہیں ہو سکتے۔ ایسے انتقال کی جوازی اور ناجوازی کے لئے کوئی عام قاعدہ معین نہیں کیا جاسکتا۔ ہر عہدہ کے لئے تدریج کے قواعد مختلف ہو سکتے ہیں۔ درج ذیل اور عملی اصول قانون پر حاوی رہے گا۔ خدمت ثبوت قابلیت

۱۹۷۱ء در اس ۱۸۳-۳۵ کلکتہ ۲۲۶-۲۵۷-۲۸۱-۲۹۸-۳۰۸ کلکتہ وکلی نوٹس ۲۹۳

۲۵۷-۲۶۷-۲۷۵-۲۸۳-۲۹۱-۳۰۱-۳۱۱-۳۲۶-۳۳۱-۳۴۱-۳۵۱-۳۶۱-۳۷۱-۳۸۱-۳۹۱-۴۰۱-۴۱۱-۴۲۱-۴۳۱-۴۴۱-۴۵۱-۴۶۱-۴۷۱-۴۸۱-۴۹۱-۵۰۱-۵۱۱-۵۲۱-۵۳۱-۵۴۱-۵۵۱-۵۶۱-۵۷۱-۵۸۱-۵۹۱-۶۰۱-۶۱۱-۶۲۱-۶۳۱-۶۴۱-۶۵۱-۶۶۱-۶۷۱-۶۸۱-۶۹۱-۷۰۱-۷۱۱-۷۲۱-۷۳۱-۷۴۱-۷۵۱-۷۶۱-۷۷۱-۷۸۱-۷۹۱-۸۰۱-۸۱۱-۸۲۱-۸۳۱-۸۴۱-۸۵۱-۸۶۱-۸۷۱-۸۸۱-۸۹۱-۹۰۱-۹۱۱-۹۲۱-۹۳۱-۹۴۱-۹۵۱-۹۶۱-۹۷۱-۹۸۱-۹۹۱-۱۰۰۱-۱۰۱۱-۱۰۲۱-۱۰۳۱-۱۰۴۱-۱۰۵۱-۱۰۶۱-۱۰۷۱-۱۰۸۱-۱۰۹۱-۱۱۰۱-۱۱۱۱-۱۱۲۱-۱۱۳۱-۱۱۴۱-۱۱۵۱-۱۱۶۱-۱۱۷۱-۱۱۸۱-۱۱۹۱-۱۲۰۱-۱۲۱۱-۱۲۲۱-۱۲۳۱-۱۲۴۱-۱۲۵۱-۱۲۶۱-۱۲۷۱-۱۲۸۱-۱۲۹۱-۱۳۰۱-۱۳۱۱-۱۳۲۱-۱۳۳۱-۱۳۴۱-۱۳۵۱-۱۳۶۱-۱۳۷۱-۱۳۸۱-۱۳۹۱-۱۴۰۱-۱۴۱۱-۱۴۲۱-۱۴۳۱-۱۴۴۱-۱۴۵۱-۱۴۶۱-۱۴۷۱-۱۴۸۱-۱۴۹۱-۱۵۰۱-۱۵۱۱-۱۵۲۱-۱۵۳۱-۱۵۴۱-۱۵۵۱-۱۵۶۱-۱۵۷۱-۱۵۸۱-۱۵۹۱-۱۶۰۱-۱۶۱۱-۱۶۲۱-۱۶۳۱-۱۶۴۱-۱۶۵۱-۱۶۶۱-۱۶۷۱-۱۶۸۱-۱۶۹۱-۱۷۰۱-۱۷۱۱-۱۷۲۱-۱۷۳۱-۱۷۴۱-۱۷۵۱-۱۷۶۱-۱۷۷۱-۱۷۸۱-۱۷۹۱-۱۸۰۱-۱۸۱۱-۱۸۲۱-۱۸۳۱-۱۸۴۱-۱۸۵۱-۱۸۶۱-۱۸۷۱-۱۸۸۱-۱۸۹۱-۱۹۰۱-۱۹۱۱-۱۹۲۱-۱۹۳۱-۱۹۴۱-۱۹۵۱-۱۹۶۱-۱۹۷۱-۱۹۸۱-۱۹۹۱-۲۰۰۱-۲۰۱۱-۲۰۲۱-۲۰۳۱-۲۰۴۱-۲۰۵۱-۲۰۶۱-۲۰۷۱-۲۰۸۱-۲۰۹۱-۲۱۰۱-۲۱۱۱-۲۱۲۱-۲۱۳۱-۲۱۴۱-۲۱۵۱-۲۱۶۱-۲۱۷۱-۲۱۸۱-۲۱۹۱-۲۲۰۱-۲۲۱۱-۲۲۲۱-۲۲۳۱-۲۲۴۱-۲۲۵۱-۲۲۶۱-۲۲۷۱-۲۲۸۱-۲۲۹۱-۲۳۰۱-۲۳۱۱-۲۳۲۱-۲۳۳۱-۲۳۴۱-۲۳۵۱-۲۳۶۱-۲۳۷۱-۲۳۸۱-۲۳۹۱-۲۴۰۱-۲۴۱۱-۲۴۲۱-۲۴۳۱-۲۴۴۱-۲۴۵۱-۲۴۶۱-۲۴۷۱-۲۴۸۱-۲۴۹۱-۲۵۰۱-۲۵۱۱-۲۵۲۱-۲۵۳۱-۲۵۴۱-۲۵۵۱-۲۵۶۱-۲۵۷۱-۲۵۸۱-۲۵۹۱-۲۶۰۱-۲۶۱۱-۲۶۲۱-۲۶۳۱-۲۶۴۱-۲۶۵۱-۲۶۶۱-۲۶۷۱-۲۶۸۱-۲۶۹۱-۲۷۰۱-۲۷۱۱-۲۷۲۱-۲۷۳۱-۲۷۴۱-۲۷۵۱-۲۷۶۱-۲۷۷۱-۲۷۸۱-۲۷۹۱-۲۸۰۱-۲۸۱۱-۲۸۲۱-۲۸۳۱-۲۸۴۱-۲۸۵۱-۲۸۶۱-۲۸۷۱-۲۸۸۱-۲۸۹۱-۲۹۰۱-۲۹۱۱-۲۹۲۱-۲۹۳۱-۲۹۴۱-۲۹۵۱-۲۹۶۱-۲۹۷۱-۲۹۸۱-۲۹۹۱-۳۰۰۱-۳۰۱۱-۳۰۲۱-۳۰۳۱-۳۰۴۱-۳۰۵۱-۳۰۶۱-۳۰۷۱-۳۰۸۱-۳۰۹۱-۳۱۰۱-۳۱۱۱-۳۱۲۱-۳۱۳۱-۳۱۴۱-۳۱۵۱-۳۱۶۱-۳۱۷۱-۳۱۸۱-۳۱۹۱-۳۲۰۱-۳۲۱۱-۳۲۲۱-۳۲۳۱-۳۲۴۱-۳۲۵۱-۳۲۶۱-۳۲۷۱-۳۲۸۱-۳۲۹۱-۳۳۰۱-۳۳۱۱-۳۳۲۱-۳۳۳۱-۳۳۴۱-۳۳۵۱-۳۳۶۱-۳۳۷۱-۳۳۸۱-۳۳۹۱-۳۴۰۱-۳۴۱۱-۳۴۲۱-۳۴۳۱-۳۴۴۱-۳۴۵۱-۳۴۶۱-۳۴۷۱-۳۴۸۱-۳۴۹۱-۳۵۰۱-۳۵۱۱-۳۵۲۱-۳۵۳۱-۳۵۴۱-۳۵۵۱-۳۵۶۱-۳۵۷۱-۳۵۸۱-۳۵۹۱-۳۶۰۱-۳۶۱۱-۳۶۲۱-۳۶۳۱-۳۶۴۱-۳۶۵۱-۳۶۶۱-۳۶۷۱-۳۶۸۱-۳۶۹۱-۳۷۰۱-۳۷۱۱-۳۷۲۱-۳۷۳۱-۳۷۴۱-۳۷۵۱-۳۷۶۱-۳۷۷۱-۳۷۸۱-۳۷۹۱-۳۸۰۱-۳۸۱۱-۳۸۲۱-۳۸۳۱-۳۸۴۱-۳۸۵۱-۳۸۶۱-۳۸۷۱-۳۸۸۱-۳۸۹۱-۳۹۰۱-۳۹۱۱-۳۹۲۱-۳۹۳۱-۳۹۴۱-۳۹۵۱-۳۹۶۱-۳۹۷۱-۳۹۸۱-۳۹۹۱-۴۰۰۱-۴۰۱۱-۴۰۲۱-۴۰۳۱-۴۰۴۱-۴۰۵۱-۴۰۶۱-۴۰۷۱-۴۰۸۱-۴۰۹۱-۴۱۰۱-۴۱۱۱-۴۱۲۱-۴۱۳۱-۴۱۴۱-۴۱۵۱-۴۱۶۱-۴۱۷۱-۴۱۸۱-۴۱۹۱-۴۲۰۱-۴۲۱۱-۴۲۲۱-۴۲۳۱-۴۲۴۱-۴۲۵۱-۴۲۶۱-۴۲۷۱-۴۲۸۱-۴۲۹۱-۴۳۰۱-۴۳۱۱-۴۳۲۱-۴۳۳۱-۴۳۴۱-۴۳۵۱-۴۳۶۱-۴۳۷۱-۴۳۸۱-۴۳۹۱-۴۴۰۱-۴۴۱۱-۴۴۲۱-۴۴۳۱-۴۴۴۱-۴۴۵۱-۴۴۶۱-۴۴۷۱-۴۴۸۱-۴۴۹۱-۴۵۰۱-۴۵۱۱-۴۵۲۱-۴۵۳۱-۴۵۴۱-۴۵۵۱-۴۵۶۱-۴۵۷۱-۴۵۸۱-۴۵۹۱-۴۶۰۱-۴۶۱۱-۴۶۲۱-۴۶۳۱-۴۶۴۱-۴۶۵۱-۴۶۶۱-۴۶۷۱-۴۶۸۱-۴۶۹۱-۴۷۰۱-۴۷۱۱-۴۷۲۱-۴۷۳۱-۴۷۴۱-۴۷۵۱-۴۷۶۱-۴۷۷۱-۴۷۸۱-۴۷۹۱-۴۸۰۱-۴۸۱۱-۴۸۲۱-۴۸۳۱-۴۸۴۱-۴۸۵۱-۴۸۶۱-۴۸۷۱-۴۸۸۱-۴۸۹۱-۴۹۰۱-۴۹۱۱-۴۹۲۱-۴۹۳۱-۴۹۴۱-۴۹۵۱-۴۹۶۱-۴۹۷۱-۴۹۸۱-۴۹۹۱-۵۰۰۱-۵۰۱۱-۵۰۲۱-۵۰۳۱-۵۰۴۱-۵۰۵۱-۵۰۶۱-۵۰۷۱-۵۰۸۱-۵۰۹۱-۵۱۰۱-۵۱۱۱-۵۱۲۱-۵۱۳۱-۵۱۴۱-۵۱۵۱-۵۱۶۱-۵۱۷۱-۵۱۸۱-۵۱۹۱-۵۲۰۱-۵۲۱۱-۵۲۲۱-۵۲۳۱-۵۲۴۱-۵۲۵۱-۵۲۶۱-۵۲۷۱-۵۲۸۱-۵۲۹۱-۵۳۰۱-۵۳۱۱-۵۳۲۱-۵۳۳۱-۵۳۴۱-۵۳۵۱-۵۳۶۱-۵۳۷۱-۵۳۸۱-۵۳۹۱-۵۴۰۱-۵۴۱۱-۵۴۲۱-۵۴۳۱-۵۴۴۱-۵۴۵۱-۵۴۶۱-۵۴۷۱-۵۴۸۱-۵۴۹۱-۵۵۰۱-۵۵۱۱-۵۵۲۱-۵۵۳۱-۵۵۴۱-۵۵۵۱-۵۵۶۱-۵۵۷۱-۵۵۸۱-۵۵۹۱-۵۶۰۱-۵۶۱۱-۵۶۲۱-۵۶۳۱-۵۶۴۱-۵۶۵۱-۵۶۶۱-۵۶۷۱-۵۶۸۱-۵۶۹۱-۵۷۰۱-۵۷۱۱-۵۷۲۱-۵۷۳۱-۵۷۴۱-۵۷۵۱-۵۷۶۱-۵۷۷۱-۵۷۸۱-۵۷۹۱-۵۸۰۱-۵۸۱۱-۵۸۲۱-۵۸۳۱-۵۸۴۱-۵۸۵۱-۵۸۶۱-۵۸۷۱-۵۸۸۱-۵۸۹۱-۵۹۰۱-۵۹۱۱-۵۹۲۱-۵۹۳۱-۵۹۴۱-۵۹۵۱-۵۹۶۱-۵۹۷۱-۵۹۸۱-۵۹۹۱-۶۰۰۱-۶۰۱۱-۶۰۲۱-۶۰۳۱-۶۰۴۱-۶۰۵۱-۶۰۶۱-۶۰۷۱-۶۰۸۱-۶۰۹۱-۶۱۰۱-۶۱۱۱-۶۱۲۱-۶۱۳۱-۶۱۴۱-۶۱۵۱-۶۱۶۱-۶۱۷۱-۶۱۸۱-۶۱۹۱-۶۲۰۱-۶۲۱۱-۶۲۲۱-۶۲۳۱-۶۲۴۱-۶۲۵۱-۶۲۶۱-۶۲۷۱-۶۲۸۱-۶۲۹۱-۶۳۰۱-۶۳۱۱-۶۳۲۱-۶۳۳۱-۶۳۴۱-۶۳۵۱-۶۳۶۱-۶۳۷۱-۶۳۸۱-۶۳۹۱-۶۴۰۱-۶۴۱۱-۶۴۲۱-۶۴۳۱-۶۴۴۱-۶۴۵۱-۶۴۶۱-۶۴۷۱-۶۴۸۱-۶۴۹۱-۶۵۰۱-۶۵۱۱-۶۵۲۱-۶۵۳۱-۶۵۴۱-۶۵۵۱-۶۵۶۱-۶۵۷۱-۶۵۸۱-۶۵۹۱-۶۶۰۱-۶۶۱۱-۶۶۲۱-۶۶۳۱-۶۶۴۱-۶۶۵۱-۶۶۶۱-۶۶۷۱-۶۶۸۱-۶۶۹۱-۶۷۰۱-۶۷۱۱-۶۷۲۱-۶۷۳۱-۶۷۴۱-۶۷۵۱-۶۷۶۱-۶۷۷۱-۶۷۸۱-۶۷۹۱-۶۸۰۱-۶۸۱۱-۶۸۲۱-۶۸۳۱-۶۸۴۱-۶۸۵۱-۶۸۶۱-۶۸۷۱-۶۸۸۱-۶۸۹۱-۶۹۰۱-۶۹۱۱-۶۹۲۱-۶۹۳۱-۶۹۴۱-۶۹۵۱-۶۹۶۱-۶۹۷۱-۶۹۸۱-۶۹۹۱-۷۰۰۱-۷۰۱۱-۷۰۲۱-۷۰۳۱-۷۰۴۱-۷۰۵۱-۷۰۶۱-۷۰۷۱-۷۰۸۱-۷۰۹۱-۷۱۰۱-۷۱۱۱-۷۱۲۱-۷۱۳۱-۷۱۴۱-۷۱۵۱-۷۱۶۱-۷۱۷۱-۷۱۸۱-۷۱۹۱-۷۲۰۱-۷۲۱۱-۷۲۲۱-۷۲۳۱-۷۲۴۱-۷۲۵۱-۷۲۶۱-۷۲۷۱-۷۲۸۱-۷۲۹۱-۷۳۰۱-۷۳۱۱-۷۳۲۱-۷۳۳۱-۷۳۴۱-۷۳۵۱-۷۳۶۱-۷۳۷۱-۷۳۸۱-۷۳۹۱-۷۴۰۱-۷۴۱۱-۷۴۲۱-۷۴۳۱-۷۴۴۱-۷۴۵۱-۷۴۶۱-۷۴۷۱-۷۴۸۱-۷۴۹۱-۷۵۰۱-۷۵۱۱-۷۵۲۱-۷۵۳۱-۷۵۴۱-۷۵۵۱-۷۵۶۱-۷۵۷۱-۷۵۸۱-۷۵۹۱-۷۶۰۱-۷۶۱۱-۷۶۲۱-۷۶۳۱-۷۶۴۱-۷۶۵۱-۷۶۶۱-۷۶۷۱-۷۶۸۱-۷۶۹۱-۷۷۰۱-۷۷۱۱-۷۷۲۱-۷۷۳۱-۷۷۴۱-۷۷۵۱-۷۷۶۱-۷۷۷۱-۷۷۸۱-۷۷۹۱-۷۸۰۱-۷۸۱۱-۷۸۲۱-۷۸۳۱-۷۸۴۱-۷۸۵۱-۷۸۶۱-۷۸۷۱-۷۸۸۱-۷۸۹۱-۷۹۰۱-۷۹۱۱-۷۹۲۱-۷۹۳۱-۷۹۴۱-۷۹۵۱-۷۹۶۱-۷۹۷۱-۷۹۸۱-۷۹۹۱-۸۰۰۱-۸۰۱۱-۸۰۲۱-۸۰۳۱-۸۰۴۱-۸۰۵۱-۸۰۶۱-۸۰۷۱-۸۰۸۱-۸۰۹۱-۸۱۰۱-۸۱۱۱-۸۱۲۱-۸۱۳۱-۸۱۴۱-۸۱۵۱-۸۱۶۱-۸۱۷۱-۸۱۸۱-۸۱۹۱-۸۲۰۱-۸۲۱۱-۸۲۲۱-۸۲۳۱-۸۲۴۱-۸۲۵۱-۸۲۶۱-۸۲۷۱-۸۲۸۱-۸۲۹۱-۸۳۰۱-۸۳۱۱-۸۳۲۱-۸۳۳۱-۸۳۴۱-۸۳۵۱-۸۳۶۱-۸۳۷۱-۸۳۸۱-۸۳۹۱-۸۴۰۱-۸۴۱۱-۸۴۲۱-۸۴۳۱-۸۴۴۱-۸۴۵۱-۸۴۶۱-۸۴۷۱-۸۴۸۱-۸۴۹۱-۸۵۰۱-۸۵۱۱-۸۵۲۱-۸۵۳۱-۸۵۴۱-۸۵۵۱-۸۵۶۱-۸۵۷۱-۸۵۸۱-۸۵۹۱-۸۶۰۱-۸۶۱۱-۸۶۲۱-۸۶۳۱-۸۶۴۱-۸۶۵۱-۸۶۶۱-۸۶۷۱-۸۶۸۱-۸۶۹۱-۸۷۰۱-۸۷۱۱-۸۷۲۱-۸۷۳۱-۸۷۴۱-۸۷۵۱-۸۷۶۱-۸۷۷۱-۸۷۸۱-۸۷۹۱-۸۸۰۱-۸۸۱۱-۸۸۲۱-۸۸۳۱-۸۸۴۱-۸۸۵۱-۸۸۶۱-۸۸۷۱-۸۸۸۱-۸۸۹۱-۸۹۰۱-۸۹۱۱-۸۹۲۱-۸۹۳۱-۸۹۴۱-۸۹۵۱-۸۹۶۱-۸۹۷۱-۸۹۸۱-۸۹۹۱-۹۰۰۱-۹۰۱۱-۹۰۲۱-۹۰۳۱-۹۰۴۱-۹۰۵۱-۹۰۶۱-۹۰۷۱-۹۰۸۱-۹۰۹۱-۹۱۰۱-۹۱۱۱-۹۱۲۱-۹۱۳۱-۹۱۴۱-۹۱۵۱-۹۱۶۱-۹۱۷۱-۹۱۸۱-۹۱۹۱-۹۲۰۱-۹۲۱۱-۹۲۲۱-۹۲۳۱-۹۲۴۱-۹۲۵۱-۹۲۶۱-۹۲۷۱-۹۲۸۱-۹۲۹۱-۹۳۰۱-۹۳۱۱-۹۳۲۱-۹۳۳۱-۹۳۴۱-۹۳۵۱-۹۳۶۱-۹۳۷۱-۹۳۸۱-۹۳۹۱-۹۴۰۱-۹۴۱۱-۹۴۲۱-۹۴۳۱-۹۴۴۱-۹۴۵۱-۹۴۶۱-۹۴۷۱-۹۴۸۱-۹۴۹۱-۹۵۰۱-۹۵۱۱-۹۵۲۱-۹۵۳۱-۹۵۴۱-۹۵۵۱-۹۵۶۱-۹۵۷۱-۹۵۸۱-۹۵۹۱-۹۶۰۱-۹۶۱۱-۹۶۲۱-۹۶۳۱-۹۶۴۱-۹۶۵۱-۹۶۶۱-۹۶۷۱-۹۶۸۱-۹۶۹۱-۹۷۰۱-۹۷۱۱-۹۷۲۱-۹۷۳۱-۹۷۴۱-۹۷۵۱-۹۷۶۱-۹۷۷۱-۹۷۸۱-۹۷۹۱-۹۸۰۱-۹۸۱۱-۹۸۲۱-۹۸۳۱-۹۸۴۱-۹۸۵۱-۹۸۶۱-۹۸۷۱-۹۸۸۱-۹۸۹۱-۹۹۰۱-۹۹۱۱-۹۹۲۱-۹۹۳۱-۹۹۴۱-۹۹۵۱-۹۹۶۱-۹۹۷۱-۹۹۸۱-۹۹۹۱-۱۰۰۰۱-۱۰۰۱۱-۱۰۰۲۱-۱۰۰۳۱-۱۰۰۴۱-۱۰۰۵۱-۱۰۰۶۱-۱۰۰۷۱-۱۰۰۸۱-۱۰۰۹۱-۱۰۱۰۱-۱۰۱۱۱-۱۰۱۲۱-۱۰۱۳۱-۱۰۱۴۱-۱۰۱۵۱-۱۰۱۶۱-۱۰۱۷۱-۱۰۱۸۱-۱۰۱۹۱-۱۰۲۰۱-۱۰۲۱۱-۱۰۲۲۱-۱۰۲۳۱-۱۰۲۴۱-۱۰۲۵۱-۱۰۲۶۱-۱۰۲۷۱-۱۰۲۸۱-۱۰۲۹۱-۱۰۳۰۱-۱۰۳۱۱-۱۰۳۲۱-۱۰۳۳۱-۱۰۳۴۱-۱۰۳۵۱-۱۰۳۶۱-۱۰۳۷۱-۱۰۳۸۱-۱۰۳۹۱-۱۰۴۰۱-۱۰۴۱۱-۱۰۴۲۱-۱۰۴۳۱-۱۰۴۴۱-۱۰۴۵۱-۱۰۴۶۱-۱۰۴۷۱-۱۰۴۸۱-۱۰۴۹۱-۱۰۵۰۱-۱۰۵۱۱-۱۰۵۲۱-۱۰۵۳۱-۱۰۵۴۱-۱۰۵۵۱-۱۰۵۶۱-۱۰۵۷۱-۱۰۵۸۱-۱۰۵۹۱-۱۰۶۰۱-۱۰۶۱۱-۱۰۶۲۱-۱۰۶۳۱-۱۰۶۴۱-۱۰۶۵۱-۱۰۶۶۱-۱۰۶۷۱-۱۰۶۸۱-۱۰۶۹۱-۱۰۷۰۱-۱۰۷۱۱-۱۰۷۲۱-۱۰۷۳۱-۱۰۷۴۱-۱۰۷۵۱-۱۰۷۶۱-۱۰۷۷۱-۱۰۷۸۱-۱۰۷۹۱-۱۰۸۰۱-۱۰۸۱۱-۱۰۸۲۱-۱۰۸۳۱-۱۰۸۴۱-۱۰۸۵۱-۱۰۸۶۱-۱۰۸۷۱-۱۰۸۸۱-۱۰۸۹۱-۱۰۹۰۱-۱۰۹۱۱-۱۰۹۲۱-۱۰۹۳۱-۱۰۹۴۱-۱۰۹۵۱-۱۰۹۶۱-۱۰۹۷۱-۱۰۹۸۱-۱۰۹۹۱-۱۱۰۰۱-۱۱۰۱۱-۱۱۰۲۱-۱۱۰۳۱-۱۱۰۴۱-۱۱۰۵۱-۱۱۰۶۱-۱۱۰۷۱-۱۱۰۸۱-۱۱۰۹۱-۱۱۱۰۱-۱۱۱۱۱-۱۱۱۲۱-۱۱۱۳۱-۱۱۱۴۱-۱۱۱۵۱-۱۱۱۶۱-۱۱۱۷۱-۱۱۱۸۱-۱۱۱۹۱-۱۱۲۰۱-۱۱۲۱۱-۱۱۲۲۱-۱۱۲۳۱-۱۱۲۴۱-۱۱۲۵۱-۱۱۲۶۱-۱۱۲۷۱-۱۱۲۸۱-۱۱۲۹۱-۱۱۳۰۱-۱۱۳۱۱-۱۱۳۲۱-۱۱۳۳۱-۱۱۳۴۱-۱۱۳۵۱-۱۱۳۶۱-۱۱۳۷۱-۱۱۳۸۱-۱۱۳۹۱-۱۱۴۰۱-۱۱۴۱۱-۱۱۴۲۱-۱۱۴۳۱-۱۱۴۴۱-۱۱۴۵۱-۱۱۴۶۱-۱۱۴۷۱-۱۱۴۸۱-۱۱۴۹۱-۱۱۵۰۱-۱۱۵۱۱-۱۱۵۲۱-۱۱۵۳۱-۱۱۵۴۱-۱۱۵۵۱-۱۱۵۶۱-۱۱۵۷۱-۱۱۵۸۱-۱۱۵۹۱-۱۱۶۰۱-۱۱۶۱۱-۱۱۶۲۱-۱۱۶۳۱-۱۱۶۴۱-۱۱۶۵۱-۱۱۶۶۱-۱۱۶۷۱-۱۱۶۸۱-۱۱۶۹۱-۱۱۷۰۱-۱۱۷۱۱-۱۱۷۲۱-۱۱۷۳۱-۱۱۷۴۱-۱۱۷۵۱-۱۱۷۶۱-۱۱۷۷۱-۱۱۷۸۱-۱۱۷۹۱-۱۱۸۰۱-۱۱۸۱۱-۱۱۸۲۱-۱۱۸۳۱-۱۱۸۴۱-۱۱۸۵۱-۱۱۸۶۱-۱۱۸۷۱-۱۱۸۸۱-۱۱۸۹۱-۱۱۹۰۱-۱۱۹۱۱-۱۱۹۲۱-۱۱۹۳۱-۱۱۹۴۱-۱۱۹۵۱-۱۱۹۶۱-۱۱۹۷۱-۱۱۹۸۱-۱۱۹۹۱-۱۲۰۰۱-۱۲۰۱۱-۱۲۰۲۱-۱۲۰۳۱-۱۲۰۴۱-۱۲۰۵۱-۱۲۰۶۱-۱۲۰۷۱-۱۲۰۸۱-۱۲۰۹۱-۱۲۱۰۱-۱۲۱۱۱-۱۲۱۲۱-۱۲۱۳۱-۱۲۱۴۱-۱۲۱۵۱-۱۲۱۶۱-۱۲۱۷۱-۱۲۱۸۱-۱۲۱۹۱-۱۲۲۰۱-۱۲۲۱۱-۱۲۲۲۱-۱۲۲۳۱-۱۲۲۴۱-۱۲۲۵۱-۱۲۲۶۱-۱۲۲۷۱-۱۲۲۸۱-۱۲۲۹۱-۱۲۳۰۱-۱۲۳۱۱-۱۲۳۲۱-۱۲۳۳۱-۱۲۳۴۱-۱۲۳۵۱-۱۲۳۶۱-۱۲۳۷۱-۱۲۳۸۱-۱۲۳۹۱-۱۲۴۰۱-۱۲۴۱۱-۱۲۴۲۱-۱۲۴۳۱-۱۲۴۴۱-۱۲۴۵۱-۱۲۴۶۱-۱۲۴۷۱-۱۲۴۸۱-۱۲۴۹۱-۱۲۵۰۱-۱۲۵۱۱-۱۲۵۲۱-۱۲۵۳۱-۱۲۵۴۱-۱۲۵۵۱-۱۲۵۶۱-۱۲۵۷۱-۱۲۵۸۱-۱۲۵۹۱-۱۲۶۰۱-۱۲۶۱۱-۱۲۶۲۱-۱۲۶۳۱-۱۲۶۴۱-۱۲۶۵۱-۱۲۶۶۱-۱۲۶۷۱-۱۲۶۸۱-۱۲۶۹۱-۱۲۷۰۱-۱۲۷۱۱-۱۲۷۲۱-۱۲۷۳۱-۱۲۷۴۱-۱۲۷۵۱-۱۲۷۶۱-۱۲۷۷۱-۱۲۷۸۱-۱۲۷۹۱-۱۲۸

نہیں ہے۔ پھر اس کے کہ رواج موجود ہو۔  
موقوفہ جائیداد کا انتقال - دہرم شاستر کی رو سے اوقات مذہبی قدرتا  
قابل تقسیم ہو کر تھے مگر فی زمانہ رواج ایسا موجود ہے کہ جسکی وجہ سے  
اصل قانون سے انحراف ہو گیا ہے۔ اور فریقین کو ایسا حق دیا گیا ہے کہ  
وہ اپنی حصہ داری کا نفاذ باری باری سے خدمت انجام دیتے اور ایک  
حد تک انتقال جائز رکھنے سے کر سکتے ہیں۔ جو شخص موقوفہ جائیداد کو  
منتقل کرتا ہے اُس کی حالت ایک ہندو بیوہ کی طرح ہوتی ہے جو مرد  
جائیداد منتقل کر رہی ہو۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا تمامی واقعات  
پر نظر ڈالتے ہوئے انتقال مصلحت عامہ اور عقلمندانہ تھا اور اغراض  
خدمت ثنیت کی تکمیل اُس سے مقصود تھی اور مشتری نے اپنا اطمینان  
کر لیا تھا کہ انتقال کے لئے کافی وجہ و ضرورت پیش تھی ثنیت کی حالت  
ایک امین کی ہوتی ہے۔ بدین وجہ ثنیت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے  
کہ مستقل بار جائیداد پر ڈالے جس سے جائیداد موقوفہ کو نقصان پہنچنے کا  
اندیشہ ہو پھر اس کے کہ ضروریات ثابت کی جائیں۔ کس حد تک ضرر  
لیا جاسکتا ہے اس کا اندازہ ضروریات موجودہ پر منحصر ہے۔ یہی کو  
مقدمہ میں یہ تجویز ہوتی کہ اگرچہ ہندو مذہبی وقت بیچ یا دوا یا منتقل  
نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس کی آمدنی ضروری اغراض کے لئے  
عارضی طور سے دین رکھی جاسکتی ہے۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ

صفحہ ۲۸۸ - ۲۰۵ بی بی ۴۹۵ - ۴۵۴ - ۲۵ - ۱۲۵ - آباد ۱۶ - ۲۰۵

۴۵۴ - ۲۰۵ بی بی ۴۹۳ - ۵

۲۰۵ - ۱۲۵ - ۱۵۵



ملازم دیول کو پورا حق اپنی حقیقت و استحقاق متعلقہ آراء منی دیول جو اس کے قبضہ میں بعض اجرت ہو منتقل کرے گا حاصل ہے لیکن جو کہ بت پرچہ یا جاتا ہے وہ پروہت کی ذاتی جائیداد نہیں ہو سکتی۔ مٹھ کے سرگروہ کی حیثیت امین کی نہیں ہوتی ہے اور اس لئے وہ اس کا قانوناً ذمہ دار نہیں ہے کہ آمدنی کس طرح صرف ہوتی ہے مذہبی اوقات کا تسلی بخیر خاص وجوہات کے کوئی ایسی دوامی حقیقت پیدا نہیں کر سکتا جو اس کے قائم مقاموں پر واجب التعمیل ہوں لیکن جبکہ متعدد متونیوں نے جو یکے بعد دیگرے قائم مقام ہوئے ہوں کسی یقینت دار کی حیثیت تسلیم بذریعہ سکوت کی ہو تو بغیر معقول اطمینان قابل دیتے ہوئے وہ بیدخل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

استرداد وقف۔ جبکہ ایک مرتبہ وقف مکمل ہو جائے تو ستر و زمین ہو سکتا۔ اگر کسی وجہ سے غایت وقف ناممکن الحصول ہو جائے تو جائیداد وقف پر عود نہ کرے گی بلکہ متولیان کو حق ہوگا کہ کسی دوسرے کار مائل میں جائیداد کو لگاویں۔

ڈگری بمقابلہ مہنت مٹھ۔ ایسی ڈگری قائم مقامان مہنت پر واجب التعمیل ہوتی ہے بصورت کسی عذر کے ان کو صرف یہی چارہ کار چلے کہ باضابطہ منبری نالاش وائر کریں۔ اس الحصول میں کوئی فرق نہیں آتا اگرچہ مقدمہ پر ایسری نوٹ و دستخط مہنت کی

بننا پر ہو یا جب دگر ہی صلحا حاصل کی گئی ہو۔ مٹھ کے چیلے مہنت کے سہا  
حیثیت شکر کار کی نہیں رکھتے ہیں اور اس لیے مستحق نہیں ہیں کہ  
نالش خلاف مہنت میں فریق بنائے جائیں۔ یہ مہنت کی حیثیت  
تا بلوغ و ارث کے منتظم کی سی ہوتی ہے۔ جانشین کے قبضہ میں  
جو جائداد مٹھ کی ہوتی ہے وہ ایسے دیون میں قابلِ مجرائی ہے جو  
جائز طریقہ سے لئے گئے ہوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ صراحتاً اپنی  
پر دیون کا بار عائد کیا گیا ہو۔

بینی نامی معاملات۔ ایسے معاملات دو آگے تسلیم کئے گئے ہیں۔ ایک  
مطلب یہ ہے کہ جائداد حقیقتاً کوئی اور خریدتا ہے مگر ظاہر کسی  
دوسرے کا نام مشہور کیا جاتا ہے ایسی صورتوں میں چونکہ ایسا عمل  
عام طور پر جائز ہے اس لیے قانون حقیقی مالک کی امداد کرتا ہے۔  
یہ قاعدہ اس اصول عدالت پر مبنی ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ جب  
زید کوئی جائداد بکر کے نام پر خرید کرے تو زید کے فائدہ کے لئے  
بکر امین جائداد ہوتا ہے۔ ظاہر ہی مالک کو مینا دار رکھتے ہیں۔ اس  
طریقہ معاملت سے غرض یہ ہوتی ہے کہ غیر اشخاص کو ملکیت کا  
علم نہ ہو اور انسان سے جائداد محفوظ رہے۔ یہ تجویز ہوتی ہے  
کہ بینا نامی معاملات میں عدالت کا فرض ہے کہ اس امر کی تحقیقات  
کرے کہ فی الواقعہ رقم کس نے ادا کی ہے اور بشرطیکہ ایسی

معائنات سے بے گناہ اشخاص پر فریب کا عمل نہ ہوتا ہو یا قوانین سرکار کی خلاف ورزی مقصود نہ ہو تو ایسی صورت میں اصل مالک بینا مدار سے جائیداد پانے کا مستحق ہے لے جبکہ باپ کوئی جائیداد اپنے بیٹے کے نام پر خرید کرے تو قیاس یہی ہوگا کہ بینامی بیع عمل میں آیا ہے اور اس کی پر جائیداد خاندان پر عود کرے گی۔ لیکن اگر بیوی یا بیوی اور بیٹے دونوں کے نام پر بیٹہ لیا جائے تو قیاس یہ کیا جائے گا کہ اگر بیوی پر ورثہ کے لیے بیٹہ لیا گیا تھا مگر کسی جائیداد کا بیوی کے نام پر خریدنے سے یہ قیاس پیدا نہیں ہوتا کہ جائیداد کو اس کو ہبہ کر دی گئی ہے یا اس کے فائدہ کے لیے خریدی گئی ہے لے اگر منتظم خاندان مشترکہ بینامی طریقہ سے ایسی جائیداد خاندانی خرید کرے جو بعلت عدم ادائیگی مالک زاری سرکار نیلام کی گئی ہو تو قیاس یہ ہوگا کہ خریداری خاندان کی منفعت کے لیے عمل میں آئی ہے لے ایسے مقدمات میں اس بارے کا بار ثبوت کہ جائیداد کا مستحق تنہا وہی شخص ہے جس کے نام پر جائیداد خریدی گئی ہے اسی پر ہوا کرتا ہے اور اس کو اپنی بینا مدار کو پورا حق اپنے نام سے ناش رجوع کرنے کا ہوتا ہے۔

۱۷۳۲ کلکتہ ۹۶۲-۲۳ مئی ۳۰۶-۲۸ کلکتہ ۳۷۰۔

۱۷۳۲ مئی ۳۰۶۔

۱۷۳۲ مئی ۷۷۔

۱۷۳۲ مئی ۱۱۳۔

## باب نہم

## وصیت

ابتداء اور ضوابط وصیت۔ اقتدار انتقال۔ وراثت سے محروم کرنا۔ عورت کا وصیت کرنے کا اختیار۔ مہبہ بغرض و ہرم۔ اختیار احد الامرین۔ قانون وصیت اہل ہندو۔ ناجائز مہبہ بذریعہ وصیت۔ تعبیر وصیت۔

ابتداء۔ اہل ہندو کا وصیت کرنا حال کی ایجاد نہیں ہے۔ نہ وہ کبھی مقام مختص ہے۔ بلکہ تمام ہندوستان میں وصیت رائج تھی۔ اور یہہ دہر شاستر کا ایک جزو ہے۔ بذریعہ وصیت انتقال کی وسعت ضرورت یا مروج پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایسے قواعد پر مبنی ہے جو دہرم شاستر میں پائے جاتے ہیں یا دہرم شاستر سے اخذ کئے جاسکتے ہیں یا ابتدائی زمانہ میں آریہ قوم میں وصیت کا وجود نہ تھا۔ ہندو آریہ جب اہل آریہ قوم سے جدا ہوئے ان میں وصیت کا طریقہ نہ تھا۔ لیکن یہہ توصات ہیں کہ اہل قوم آریہ سے شاخ علمدہ ہونے کے قبل ہندو دیور میں ہر قوم میں اس خیال نے پختہ طور سے جگہ لی تھی کہ نام کے بیٹے اور اہالی قرضہ کے بیٹے اولاد کی سخت ضرورت ہے۔

وصیت کی تکمیل۔ وصیت زبان اور تحریری ہر دو طرح ہو سکتی ہے۔

اگر اُن مقامات پر وصیت کی جائے جہاں قانون وصیت اہل خود نافذ ہے تو یہ لازمی ہے کہ تحریری ہو اور کم از کم دو گواہوں کی اسسپر تصدیق ہو۔ اور اگر وصیت ایسے مقامات پر کی جائے جہاں نہ قانون نافذ ہو اور نہ جائداد موجود ہے ایسے حدود میں واقع ہو جہاں قانون نافذ ہو تو زبانی وصیت بھی جائز ہے لیکن جو شخص اپنی حقیقت کا دعویٰ زبانی وصیت پر کر رہا ہو تو اس پر فرض ہے کہ بہت ہی صحیح طور سے اُن الفاظ وقت اور مقام کو ثابت کرے جن پر وہ استدلال کرتا ہے۔ جائز وصیت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ نوشتہ کسی خاص نمونہ کا ہو یا خاص اصطلاحات استعمال کئے جائیں۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ موصی کی نیت انتقال جائداد بخوبی واضح ہو جائے اگر کوئی ترکہ کسی شخص کے نام اس شرط پر عطا کیا جائے کہ اُسے وہ جائداد بعد وفات کسی دوسرے شخص کے حامل ہوگی تو ایسی شرط وصیت کے منافی نہیں ہے۔ اگرچہ یہہ اندازہ کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ وصی کے بعد بھی رہے گا کہ نہیں یہ

وصیت حسب ذیل طریقوں سے مسترد ہو سکتی ہے۔

(الف) دوسری وصیت سے۔

(ب) جلادینے پہاڑ ڈالنے یا کسی دوسری طرح نوشتہ کو تلف کرنے سے۔

(ج) کسی ایسے عمل مابعد سے جو منافی مضمون وصیت ہو مثلاً بیوہ کو مقبلی لینے کی اجازت دینا یا بعد تکمیل نوشتہ وصیت خود مقبلی لینا یا  
(د) یا کسی ایسے واقعہ کے وقوع میں آنے سے جو منافی مضمون نوشتہ ہو مثلاً اولاد کا پیدا ہونا جو وقت وصیت محل میں ہو۔  
لیکن در اس ہائی کورٹ سے یہہ تجویز ہوئی ہے کہ کسی ہندو کی وصیت جبکہ وہ قانون وصیت اہل ہندو کے تابع نہ ہو اور نیز ایسی وصیت جو مکسو بہ جائداد سے متعلق ہو بعد تکمیل اولاد پیدا ہونے سے مسترد نہیں ہو جاتی۔

(دھ) زبانی احکام سے۔ پس اگر موصی واضح حکم اپنی وصیت کو تلف کر دینے کا دیدے اور اس کی نیت اس طرح مسترد کرنے کی ہو تو یہہ استرداد کی کافی دلیل ہے۔ اور باوجود اس کے کہ نوشتہ فی الواقعہ تلف نہ ہوا ہو وصیت مسترد منظور ہوگی۔ پس جبکہ ایک شخص نے اپنی شدید بیماری کی حالت میں وصیت کی تھی اور اس کو لغافہ میں بند کر کر رجسٹری کر اگر رجسٹرار کے پاس امانت رکھوا دی تھی لیکن صحت حاصل ہونے پر اپنے وکیل کو ہدایت دی کہ نوشتہ رجسٹرار سے واپس لے لی اور قبل واپسی فوت ہو گیا۔ یہہ تجویز ہوئی کہ وصیت مسترد ہو گئی ہے۔

۱۵۵۲ گلکٹ ۲۰۵-۶ بی بی انگریز ۲۲۴-۱ بی بی ۶۳۱-۱۲ در اس ۲۹۰-۲۹۰

۱۵۵۲ در اس ۸۹-۳۰۵۲ در اس ۳۶۹

۱۵۵۲ گلکٹ ۶۲۶ (پر لوی کونس) - ۲۱ گلکٹ ۷۹-۵۵۲ در اس ۶۷۸-۲۷۷ در اس ۳۸۲-خ

۱۵۵۲ در اس ۵۸۲-۱۳ در اس لا جرنل ۴۹۸-۲۷۷ در اس ۳۰۰

ثبوت وصیت۔ وصیت اس وجہ سے ناجائز نہیں قرار دیا جاسکتی کہ عبارت خود موصی نے تحریر نہیں کی یا اس کے دستخط کی تصدیق نہیں کی گئی۔ نہ ضرورت صرف اس قدر ہے کہ باضابطہ تکمیل ثابت کی جائے۔ باضابطہ تکمیل ہونے سے صرف یہی مراد نہیں ہے کہ موصی کی حالت دماغی ایسی ہو کہ وہ تکمیل نوشتہ کی اجازت دے سکے۔ اور اس کو سمجھ سکے بلکہ یہ بھی کہ اس نے مضمون مندرجہ نوشتہ سنا تھا اور سمجھ لیا تھا۔ عموماً جب تک تکمیل کنندہ کے پیش دوحاس صحیح ہوں قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس نے مضمون وصیت کو سمجھا تھا اور اس پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ لیکن جبکہ موصی کی دماغی حالت صحیح نہ ہونے کا ادعا کیا جاتا ہو تو اس وقت عدالت کو اس امر کی تحقیقات کرنی چاہیئے کہ آیا موصی کے پیش دوحاس صحیح تھے اور وہ مضمون وصیت کو سمجھا تھا اور ارضی تھا۔ اقتدار انتقال ذریعہ وصیت۔ صرف بالغ وصیت کر سکتے ہیں۔ نابالغ وصیت کرنے کا مجاز نہیں ہے کیونکہ وصیت صرف موصی کی جانب سے اپنی وفات کے بعد اپنی جائداد کے انتظام کے متعلق نیت کا قانونی اظہار ہے۔ نابالغ کے حق میں وصیت کی جاسکتی ہے۔ یہہ حق انتقال مانند انتقال بزمانہ حیات کے مکتوب اور موردی جائداد کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ شریک خاندان مشترکہ جائداد میں اپنی غیر منقسمہ حصیت ذریعہ وصیت منتقل نہیں کر سکتا ہے۔

(۱) مکسوبہ جائداد۔ یہ نظام ہے کہ مکسوبہ جائداد میں اولاد کا کوئی حق نہیں ہو اگر تا ہے اس لئے اس کے انتقال کے متعلق ہر شخص کو قطعی حق حاصل ہے اور کسی شخص کو حق اعتراض حاصل نہیں ہو سکتا مگر کسی صورت میں جائداد اس طرح منتقل نہیں ہو سکتی کہ ورثاء از قسم بیوہ۔ دختر وغیرہ اپنے قانونی حق نان و نفقہ سے محروم ہو جائیں۔ باب کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی پر حصص غیر مساوی اپنے لڑکوں کو مابین تقسیم کر دے یا کسی خاص لڑکے کو حصہ سے قطعاً محروم کر دے یا اپنی بیوہ کو غیر منقولہ جائداد پر قطعی حق انتقال عطا کرے۔ وصیت جو اور صورتوں میں جائز نہ ہو محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہو جاتی کہ اس میں موصی یا اس کے بھائی کی بیوہ کی پرورش کا انتظام نہیں کیا گیا یا اس لئے کہ موصی سے زیادہ اور دوسرا شخص روحانی فائدہ پہنچانے کے قابل تھا۔

(۲) موروثی یا غیر منقسمہ جائداد۔ چونکہ لڑکے کو جائداد موروثی میں چیدائش سے بلکہ اس وقت سے جبکہ رحم مادر میں آئے حق حاصل ہو جاتا ہے اس لئے باپ بذریعہ وصیت اس کا حق زائل نہیں کر سکتا۔ پریوی کونسل نے تجویز کی ہے کہ اگر باپ اور بیٹے مشترک رہتے ہوں اور موروثی جائداد کی تقسیم عمل میں نہ آئی ہو تو وہ اپنے غیر منقسمہ حصہ کو

۲۴۵ مدر اس ۴۲۹

۲۵۲ بی بی لارپورٹر ۱۰۸۲-۳ بی بی ہیکورٹ ۸-

۲۰۵۲ سدر لینڈ ویلی رپورٹر ۱۴۷-۸۵۴ مدر اس ۸۹-



بذریعہ وصیت منتقل نہیں کر سکتا۔ اصول مشترکہ جائداد کے متعلق یہ ہے کہ حق پسماندگی کو حق ذریعہ وصیت پر ترجیح ہے۔ پوتر کی موجودگی میں بھی داد اپنا حصہ بذریعہ وصیت منتقل نہیں کر سکتا۔ باپ کو یہ بھی حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے بیٹے کے فائدہ کے لیے موروثی جائداد بذریعہ وصیت وقف کرے۔ اگرچہ منفعہ اُس کے حق میں رکھی جائے مگر اُس صورت میں جبکہ وقت وفات اُس کے اولادِ زینہ نہ ہو وہ موروثی جائداد کو بذریعہ وصیت منتقل کر سکتا ہے بشرطیکہ بیوہ اور دختران کی پرورش کا کافی انتظام کر دیا ہو۔ اُس کو اختیار ہے کہ وصیت میں موصی لاء کے اختیارات متعلقہ جائداد محدود کرے یا کوئی شرط لگائی بشرطیکہ اصول و ہرم شاستر کے منافی وہ شرائط نہ ہوں۔ اگر اکہمین شہبہ ہو کہ جائداد موروثی ہے یا مکسوبہ اور ایسی جائداد بذریعہ وصیت اس طرح منتقل کی گئی ہو کہ بعض شرائط بیٹے کے موافق ہوں اور بعض خلاف اور بیثبات وصیت پر راضی ہو گیا ہو تو ایسی رضامندی بیٹے اور موصی دونوں پر واجب التعمیل ہے۔ یہ صحیح طریقہ یہ معلوم کرنے کا کہ آیا انتقال وصیتی جائز ہے یا نہیں۔ یہ ہے کہ آیا بزمائے حیات وہ جائداد شہبہ ہو سکتی تھی یا نہیں اگر شہبہ کہئے جائے میں کوئی امر مانع نہ تھا تو یہ امر کہ جائداد ناقابل تقسیم ہے قابل لحاظ نہیں ہے۔

۱۹۵۹ء بمبئی ۳۸-۳۳

۱۹۵۸ء بمبئی ۴۸-۴۷

۱۹۵۰ء بمبئی ۵۰-۴۹

۱۹۵۱ء بمبئی ۵۱-۵۰

۲۰۵۰ء مدراس ۱۶۶-۲۲ مدراس ۹ و ۳۸۳ (پیشی کونسل)۔

دایا بہاگ۔ دایا بہاگ کی رُو سے بیٹے کو جائیداد موروثی میں پیدا کرنا  
 سے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے اور باپ کو کامل حقیقت حاصل ہوتی  
 ہے اور شرکاء میں نیم انقسام محفوظ ہوتا ہے اس لیے باپ اور  
 ہر رکن خاندان کو اپنے حصہ کی وصیت کا حق حاصل ہوتا ہے۔  
 اولاد کو وراثت سے محروم کرنا۔ دایا بہاگ کی رُو سے باپ اپنے  
 بیٹوں کو یا کسی ایک بیٹے کو خاندان پہنچا کر دوسری بیٹیوں کو وراثت سے محروم کر سکتا  
 ہے۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر فی الواقع دو دوسری بیٹیوں  
 کے حق میں بہت واضح طور سے کیا گیا ہو تو موصی کے دوسرے  
 بیٹوں کو وراثت سے محروم کرنے کے متعلق اظہار نیت بھی  
 واضح طور سے کیجائے یہ لیکن متاکثر کی رُو سے ہندو باپ اپنی  
 تمام موروثی جائیداد اس کا کوئی جزو اس طرح سے ایک لڑکے  
 کے حق میں وصیت نہیں کر سکتا کہ دوسرے محروم رہیں اس کو  
 جو کچھ اختیار حاصل ہے وہ جائیداد کو سوبہ کے متعلق ہے۔ وراثت  
 سے محروم کرنے کی نیت کا اظہار صاف اور غیر مبہم الفاظ میں ہونا  
 چاہیئے۔ محض کسی ایک وارث کو خاص اجزاء جائیداد کے دینے  
 سے جبکہ اس کو وراثت سے محروم کرنے کے الفاظ وصیت میں  
 نہ ہوں یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بقیہ جائیداد سے محروم ہو گیا۔ اور

۱۷۹ مورڈنٹین اپریل ۳۰۹۔ ۲۰ در اس ۱۶۶۔ ۱۵۲۔ ایکٹل لارپورٹر ۲۶۶۔ ۲۴ سید

ویکی رپورٹر ۳۹۵۔ ۲ بیٹی ۳۸۸۔ خ۔ اگلہ ۳۴۲۔ ۵ بیٹی ۴۸۔

۲۵۳ بیٹی ۳۸۸۔ ۱۳ بیٹی ۶۱۔

جب تک کہ صاۃ الفاظ میں جائد کسی ایک شخص کو ہبہ کی ہونی ظاہر نہ ہو محض وصیت میں ہبہ الفاظ ہونے سے کہ وارث قانونی کو کوئی ترکہ نہ ملے گا۔ اس کو محروم کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں وارث سے محروم ہونے کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو وارث سے محروم کرے۔ تاہم ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی خانگی انتظام کی بناء پر قانونی طریقہ وارث تبدیل ہو جائے مثلاً اگر لڑکا محروم کر دیا جائے تو پوتا وارث ہوگا۔ عورت کو وصیت کرنے کے متعلق اختیار ات - عورت کو اپنے استری و سہن پر قطعی اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بذریعہ وصیت اس جائداد کو وہ منتقل کر سکتی ہے جو اسے اپنے شوہر سے وراثتاً حاصل ہو یا بذریعہ وصیت ملے۔

بیمبئی - یہاں یہ طے پایا ہے کہ بیوہ کو جائداد غیر منقولہ کے متعلق اختیار انتقال حاصل نہیں ہے۔ لیکن اس کے دیگر ورثاء و رضامند ہوں یا ضرورت ثابت ہو یا جائداد کے فائدہ کے لئے ہو۔ ایسی جائداد منقولہ جو اسے ذریعہ وراثت شوہر سے حاصل ہوئی ہو ذریعہ وصیت منتقل کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن ایسی جائداد جو اسے اپنی شوہر سے بذریعہ وصیت حاصل ہوئی ہو اور وصیت میں کامل اختیار استعمال عطا کیا گیا ہو وصیت کیجا سکتی ہے۔ یہ میو کہا کی رو سے بھی عورت کا اختیار ایسی منقولہ جائداد پر جو وراثتاً شوہر سے ملی ہو

اسی طرح محدود ہے یہ

مدر اس۔ یہاں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسی جائداد شوہری جو بیوہ نے بیوہ ثانی سے حصہ میں پائی ہو وہ اس طرح منتقل نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوہ اس سے محروم ہو جائیں یہہ لیکن ایسی جائداد کی آمدنی کی بچت کا انتقال بذریعہ وصیت جائز ہے یہہ اسی طرح ایسی جائداد غیر منقولہ جو اس نے ایسے تحفہ خائف سے خریدی ہو جو اس کے اپنے شوہر سے بزمانہ ازدواج ملے ہوں یا جو اس نے استری دہن سے خرید کئے ہوں وہ منتقل کرنے کی مقتدر ہے یہہ

الہ آباد۔ یہاں بیوہ کو اپنے شوہر کی غیر موردی جائداد بذریعہ وصیت منتقل کرنے کا اقتدار حاصل ہے یہہ

بنگلہ۔ یہاں استری دہن بشرطیکہ وہ ایسی جائداد غیر منقولہ نہ ہو جو اس کے شوہر کی ملکیت ہو سکتا ہے یہہ

عورتوں کے حق میں وصیت۔ یہہ ایک سوال ہے کہ جب کوئی جائداد کسی بیوہ کے حق میں وصیت کی جائے تو اس میں بیوہ کو کامل حقوق حاصل ہوتے ہیں یا حین حیاتی یا صرف بیوہ کے عام قاعدہ یہہ ہے کہ بیوہ کے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ایسا ہو سکتا ہے کہ

۱۸۵۳ء بمبئی ۲۵۳-۹ بمبئی لارپورٹر ۱۱۲۹-

۱۸۵۴ء مدراس ۱۴۶۶-

۱۸۵۴ء مدراس ۹۳-

۱۸۵۴ء مدراس ۲۳۳-۲۳۳ دہلی کی کوئلہ ۱۸۵۴ء مدراس ۳۶۹-

۱۸۵۴ء مدراس ۲۳۳-۲۳۳ دہلی کی کوئلہ ۱۸۵۴ء مدراس ۳۶۹-

نوشتہ میں کامل حقوق عطا کئے جاتے کے متعلق الفاظ استعمال ہوں۔ لیکن جب تک صاف الفاظ میں ایسے اختیار کا ذکر نہ کیا گیا ہو بیوہ کو کامل حقوق حاصل نہیں ہوئے۔ لفظ "مالک" وصیت نامہ میں آنے سے نوعیت حقیقت کس قسم کی تسلیم کرنی چاہیے ایک پیچیدہ سوال ہے۔ حال کے ایک مقدمہ میں پریوی کونسل نے یہ طے کیا ہے کہ اس لفظ سے مراد کامل حقیقت ہوگی۔ جب تک کہ کوئی ایسے الفاظ اور موجود نہ ہوں جن سے اس کے خلاف نتیجہ نکالا جاسکے اور موہوب لاء محض بیوہ ہونے سے اس اصول میں فرق نہیں آتا۔ یہ کلمتہ میں یہ طے ہوا ہے کہ لفظ "مالک" سے کامل حقیقت مراد ہوتی ہے۔ لیکن اس کے صحیح معنی تمام عبارت کے لحاظ سے قرار دینے چاہئیں۔ جبکہ مان کے حق میں یہ کیا گیا ہو تو ایسا کوئی قیاس پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس کو صرف محدود حقیقت حاصل ہوگی۔ یہ قیاس صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جبکہ غیر منقولہ جائداد بیوی کے حق میں یہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ بیوہ کو بذریعہ وصیت کسی جائداد میں کامل حقیقت حاصل ہونا خلاف قانون نہیں ہے۔ پریوی کونسل نے ایک مقدمہ میں یہ طے کیا ہے کہ جب یہ یا وصیت کسی اثاث کے حق

۱۱ مئی ۱۹۲۳ء - ۲۱ مئی ۱۹۲۷ء - ۲۲ کلکتہ ۲۴ - ۲۶ مئی ۱۹۴۵ء - ۲۷ کلکتہ ۲۸ - ۲۹ مئی ۱۹۵۰ء  
۱۹۵۰ء - ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء - ۱۳ مئی ۱۹۵۱ء - ۱۴ مئی ۱۹۵۱ء - ۱۵ مئی ۱۹۵۱ء - ۱۶ مئی ۱۹۵۱ء

۲۰ - ۲۱ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۲ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۳ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۴ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۵ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۶ مئی ۱۹۵۱ء  
۲۷ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۸ مئی ۱۹۵۱ء - ۲۹ مئی ۱۹۵۱ء - ۳۰ مئی ۱۹۵۱ء - ۳۱ مئی ۱۹۵۱ء - ۱ جون ۱۹۵۱ء

مین کیا جاوے تو عدالت کو اس قیاس سے آغاز کرنا چاہیئے کہ حقیقت محدود و متقل ہوئی ہے۔

ترکہ بغرض دہرم۔ جائز ترکہ کا یہ لازم جزو ہے کہ اُس کے شرائط معین ہونے چاہئیں۔ اگر رفاہ عام یا خیراتی اغراض کے لئے ترکہ دیا گیا ہو تو اغراض کا ذکر و ضاحتاً ہونا چاہیئے۔ ایک مقدمہ مین موصی نے اپنی تمام جائیداد دہرم کے لئے چھوڑی اور یہ تحریر کیا کہ روپیہ ایسے کام مین لگایا جائے جس سے اُس کا نام ہمیشہ قائم رہے۔ تجویز ہوئی کہ یہ بیہوج غیر معین ہونے کے ناجائز ہے۔ مگر در اس کو ایک مقدمہ مین جسٹس بنی ایئر صاحب جج نے دیگر حکام سے اتفاق نہ کرتے ہوئے اپنی رائے اس طرح ظاہر کی ہے جو قابل غور ہے ”دہرم کے نام پر یہ بیہوج غیر معین ہونے کی بناء پر خواہ مخواہ کالعدم نہیں ہوا کرتا ہے کیونکہ جب جائیداد کے سبب کے متعلق لفظ دہرم استعمال کجالاتی ہے تو اُس کے معنی معین اور مقرر مین اور اس مین ایشٹ اور پور تا نذرین شامل مین۔ یہ لفظ ایک بڑی وسیع اصطلاح ہے جس کا اشارہ مخصوص اقسام متبرک یہہ کی طرف ہوا کرتا ہے اور یہہ محض غیر معین و مبہم اصطلاح نہیں ہے۔ ایسا قیاس کرنا چاہیئے کہ جب موصی نے یہہ لفظ استعمال کی تو اُس کا اشارہ اُن معین اغراض

۱۵۵۳ء کاٹہ ۸۹۶-۱۶ انڈین کیسز ۸۳۱-۲۹ بمبئی ۳۰۶۔

۱۵۵۳ بمبئی ۴۲۵-۲۳ الہ آباد ۴۴۸-۲۵ الہ آباد ۴۳۵-۲۴ بمبئی لاہ پور رٹر ۱۰۶-۱۲ مدراس

لاہ پور ۱۴۷-خ ۲۸ مدراس ۱۴۷۔

کی طرقت نہاجن کی تعلیم شاسترون میں کی گئی ہے اور ہر خاص و عام کو معلوم ہے۔ وصی امین کو یہ ہدایت کرنا کہ وہ تمام جائیداد بہتہ سخاوت حسب صوابدید خود صرف میں لاوے جائز قرار دیا گیا ہے۔ اگر غرض وصیت فوت ہو جائے تو جائیداد زیر بحث مانند دیگر غیر متعلقہ جائیداد کے حاصل ہوگی شاستر کی رو سے ایسی وصیت جس کا نزہ ہے جس کی رو سے کہ کسی شخص کو جائیداد میں حین حیاتی حق دیا جائے اور بعد اس کی وفات کے جائیداد مذہبی یا خیراتی اغراض میں وقف کر دیا جائے حسب ذیل تمثیلاً بہ بغرض دہرم بذریعہ وصیت کی تحریر کیجاتی ہیں۔ برہمنوں کو کھانا کھلانے کی غرض سے یا دوسرے غریب ہندوؤں کو کھانا دینے کی غرض سے بہہ جائز ہے۔ اسی طرح دہرم شالہ ساوہوؤں کے واسطے بنانے کے لیے۔ یا مذہبی اغراض کے لئے مندر بنانے کے لیے بہہ جائز ہے۔ وصیت میں ایسی ہدایت کہ شیور اترمی کے دوسرے روز برہمنوں کو کھانا کھلایا جائے اور وکشنا دلائی جائے۔ مندر کی عمارت مکمل کرانے اور مورت کی استھاپن کرنے اور اس کی پوجا پاٹ کو ماہانہ خرچہ کرنے کے لئے جائیداد صرف کی جائے تو ایسے بہہ جات جائز ہیں کیونکہ انہیں غرض

۳۰۵ء الہ آباد ۳۸۸-

۳۱۵ء کلکتہ ۶۱۹-

۳۰۷ء بمبئی ۱۹-

۳۲۵ء کلکتہ ۵-

۳۰۶ء کلکتہ وکیل نوش ۱۰۹۳-

۳۰۹ء بمبئی ۴۰-

۳۰۷ء الہ آباد لاجرٹل ۲۹۶-

نہیں ہے۔

مورثی کو حق میں ترکہ۔ اگر بوقت نفاذ وصیت مورثی وجود میں نہ ہو تو سبہ کا عدم ہو گا۔ لیکن وصیت میں ایسی ہدایت کیجا سکتی ہے کہ ٹہا کر جی کے استہانہ کیا جائے اور ایسی ہدایت جائز ہوگی۔  
نا جائز وصیت۔ اگر حسب ذیل ہدایات کسی وصیت میں پائی جائیں تو ان ہدایات کا نفاذ نہ ہو سکے گا۔

(الف) جبکہ ایسی حقیقت عطا کی جائے جو شائستہ ممنوع ہو۔

(ب) قاعدہ خلاف انتقال و وائی کی خلاف ورزی نہ ہو۔

(ج) عام طریقہ توریث میں تبدیلی واقع ہو۔ مثلاً ایسی ہدایت کہ جائداد صرف کلان ذکر کو ملے یا یہ کہ اناث کو ورثہ میں حصہ نہ چکا۔  
(د) محبوب الیہ وجود میں ہونا چاہیے۔ اگر سبہ وصیتی کسی ایسی بت کے اخراجات کے لئے ہو جو منور قائم نہیں ہوئی ہے تو ایسا سبہ وصیتی نا جائز ہے۔

(ه) یہ ہدایت کہ جائداد سے کوئی غریز پرورش کا مستحق نہ ہو گا یا

یہ کہ جائداد باغیضے ڈگری غلام نہ ہو سکے گی۔

(و) ایسی ہدایت کہ آمدنی ایک طول طویل مدت تک جمع رہو نا جائز

ہے۔ محض آمدنی جمع ہونے کی ہدایت قانوناً نا جائز نہیں ہے اور ایسی

۱۔ ۳۰ کلکتہ ۵۲-۲۴ کلکتہ ۲۶۰۔

۲۔ ۴۵ بی بی ۲۸۔

۳۔ ۱۲ مدراس ۵۰۔

۴۔ ۶ مدراس ۴۹۹۔

۵۔ ۲۵ کلکتہ ۲۰-۲۹ کلکتہ ۲۶۰۔



ہدایت کا نفاذ اس صورت میں کیا جاسکتا ہے جبکہ وہ مصلحت عامہ کے  
منافی نہ ہو۔

(ز) کسی ناجائز غرض کے لیے جامداد کے انتقال کی ہدایت کرنا  
(ح) ایسی شرط جو اصول قانون کے خلاف ہو کالعدم ہے مثلاً

ممانعت انتقال۔

ایک وصیت ہند۔ یہ ایک ایسے ہندو جینی اور سکھ باشندہ ان پر  
حاوی ہوتا ہے جو صوبہ بنگال و حدود بلا در اسٹس و بھوپتی مین وصیت کریں  
یا جب موصی بیرون حدود و کارہنے والا ہو۔ مگر جامداد متعلقہ اندرون  
ہذا واقع ہو۔ قانون ہذا کی رو سے وصیت کی تصدیق کم از کم دو گواہوں  
سے ہونی لازمی ہے۔ وصی تمام اغراض قانونی کے لیے موصی کا  
قائم مقام ہوتا ہے اور پروپیٹ لینا ضروری ہے۔

وصیت نامہ کی تعبیر۔ حسب ذیل سرسری قواعد وصیت نامہ کی  
تعبیر کے متعلق درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) موصی کی اصل نیت جہاں تک ہو سکے عبارت وصیت ہی سے  
اخذ کرنی چاہیے۔ اور اس لیے تمام فقرات وصیت نامہ ایک ساتھ  
پڑھنے چاہئیں۔

(۲) جبکہ وصیت نامہ میں نیت کا اظہار صاف عبارت میں کیا گیا ہو

۳۴۵ کلکتہ ۵۔ ۲۵ کلکتہ ۶۶۲۔ خ ۲۶ بجی ۴۴۹۔

۳۴۵ مدراس ۶۱۳۔ ۶ مورزا شہین ایگز ۵۲۶۔

۳۴۵ ۱۲ آئین اپیلز ۱۰۳۔

اور کوئی عام فقرہ نوشتہ میں ایسا بھی ہو جس سے نیت کا منشاء فوت ہوتا ہو تو ایسی عبارت سے نیت محدود نہیں خیال کی جائے گی۔  
(۳) جبکہ بعض شرائط وصیت کے دوسرے شرائط کے منافی ہوں اور واقعی نیت موصی کی کسی طرح اخذ کرنا ممکن نہ ہو تو آخری الفاظ پر عمل کیا جائے گا۔

(۴) عدالت کو ایسے واقعات پر بھی لحاظ کرنا چاہیے جن سے الفاظ مستعملہ کا مفہوم معلوم ہو سکے مثلاً حالت خاندان - اولاد رواج اور حالات قوم وغیرہ۔ یا یہ تسلیم کر لینا مناسب نہیں ہے کہ ہندو عموماً یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی جائیداد بالخصوص جائیداد موروثی خاندان میں رہے یعنی عورتیں قطعی حقوق تواریث حاصل نہ کریں۔  
(۵) تواریث کے صفات الفاظ و نیز ایسے الفاظ جو اختیار انتقال صراحۃً عطا کرتے ہوں اس پر دلالت کرتے ہیں کہ نیت قابل انتقال و قابل وراثت حقیقت عطا کرنے کی ہے۔

(۶) اصطلاحات اور خاص قانونی الفاظ کا مطلب وہی لینا چاہیے جو مخصوص ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ متضاد الفاظ مستقل ہوئے ہیں اور موصی کا مطلب اصطلاحات مخصوص معنوں میں استعمال کرنے کا نہیں تھا۔

## باب دہم

## نان و نفقہ

عام اصول متعلق قانون نان و نفقہ۔ اشخاص مستحق نان و نفقہ بیوی کا حق علیحدہ رکھے نان و نفقہ پانے کے متعلق۔ بہو کا خسر کے مقابلہ میں حق نان و نفقہ۔ غیر صحیح نسب اولاد کا حق نان و نفقہ۔ بے عصمتی کا اثاث کے استحقاق نان و نفقہ پر اثر۔ مقدار نان و نفقہ۔ بقایاے وصول کرنے کا حق۔ خاندانی مکان میں سکونت رکھنے کی پابندی۔

عام اصول متعلق قانون نان و نفقہ۔ نان و نفقہ کا حق معاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو دہرم شاستر کی رُو سے ظہور میں آئی ہے۔ اکثر ایسی صورتوں میں اس ذمہ داری کا نفاذ جائز ہے جہاں کہ معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ

یہہ استحقاق محض متعلق بہ ذات ہے۔ چنانچہ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ  
غیر صحیح النسب مان کا صحیح النسب بیٹے کو خاندانی جائداد میں کوئی  
ایسا استحقاق حاصل نہیں ہے جسکی بناء پر وہ ایسے زمین کا انفکاک  
کر سکے جو سابق کے مستحق و صحیح النسب مالک جائداد نے قائم کیا ہو۔

یہہ حق ناقابل انتقال یا بیع ہے۔

جائداد غیر منقولہ میں نان و نفقہ پانے کا حق آئندہ تعمیل ہو گئی تو  
نہیں ہو سکتا۔ مگر بقایا سے نان و نفقہ قرق بھی ہو سکتا ہے اور بیع بھی  
ہو سکتا ہے۔

بیوی اپنے حق نان و نفقہ سے دست بردار نہیں ہو سکتی لیکن  
اگر کوئی انتظام ایسا کیا جائے جس کے ذریعہ سے نان و نفقہ مقرر  
ہو جائے تو اگر وہ معقول ہو قابل بحالی ہوگا۔

ہر شخص کے دیون کو اس کی بیوہ کے نان و نفقہ کے بار پر ترجیح  
ہوگی اور ایسی بیوہ جسکو اولد ہونے کی وجہ سے شوہر کی جائداد  
وراثت حاصل ہو نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ وارث ہوتی  
ہے۔

ہندو بیوہ کا حق نان و نفقہ مسلسل پیدا ہوتا ہے محض یہ بات کہ  
ایک عرصہ سے اس کو گزارہ نہیں ملا ہے اس امر کے مانع نہیں ہے۔

۱۲۲۱ء آباد ۱۹۱ (پریوی کونسل)۔ ۵۵۵ بیٹی ۹۹-۱۱۵۱ء آباد ۳۷۱-۱۱۵ بیٹی ۳۲۲

۱۲۵۱ء آباد ۳۷۱-۱۱۵ بیٹی ۵۲۸- ۵۵۵ بیٹی ۹۹

۱۲۵۵ء در اس ۴۵-

جبکہ اُس کو بھر ضرورت ہو یہ

نان و نفقہ متوفی کی جائداد پر بار منظور نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ ڈگری یا اقرار کی بنا پر نان و نفقہ کی رقم کی کفالت جائداد پر عاید نہ کیجائے۔ ہر ہندو کو اختیار حاصل ہے کہ جائداد نیک نیت مشتری کے حق میں بعوض بدل قیمتی منتقل کرے یہ بشرطیکہ یہہ نیت نہ ہو کہ میوہ کا حق نان و نفقہ ساقط ہو ایسی صورت میں میوہ کو کوئی حق بمقابلہ خریدار حاصل نہ ہوگا۔

حق نان و نفقہ محض ذات باہر ہونے سے زائل نہیں ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص ہندو مذہب سے نکل جائے تو وہ اس وجہ سے اپنی بیوی کے حق نان و نفقہ کو زائل نہیں کر سکتا ہے یہ وارث کی ذمہ داری ایسے لوگوں کی پرورش کے متعلق جکی پرورش مورث پر اخلاقاً یا قانوناً واجب تھی مگر وہ کی حد تک لازمی ہے یہ

جب کسی جائداد پر میوہ کے نان و نفقہ کا بار ہو تو بار ثبوت اُس شخص پر عائد ہوتا ہے جو یہہ عذر کرے کہ اُس کو ایسا حق حاصل نہیں ہے یہ اور یہہ بار ثبوت اس قدر ثابت کر دینے سے پورا ہو جاتا ہے

۴۵۴ کلکتہ لاجرئل ۳۷۶

۱۹۵۴ کلکتہ ۵۵۷

۴۵۴ مدراس ہائیکورٹ ضمیمہ

۴۵۴ مدراس ۲۲۳

۹۵۵ ویکلی رپورٹر ۴۱۳ - ۴۸ کلکتہ ۲۷۸ - ۱۱۱۱ آباد ۱۹۴۴ - متاثرہ رابٹ دفعہ ۱

۲۷۵ بیٹی ۴۸۵



خواہ جائداد خاندانی حاصل ہو یا نہ ہو حقیقی مان کے متعلق بیٹے پر ہمیشہ فرض ہے کہ وہ پرورش کرے خواہ اس کو جائداد باپ سے ورثہ ملے یا نہ اس صورت میں جبکہ وہ علحدہ بھی ہو بیٹوں پر اس کی پرورش فرض ہے۔ اگر دے جائداد خاندانی آپس میں تقسیم کریں تو مان کو نان و نفقہ کے عوض میں بیٹے کے برابر حصہ ملے گا یہ حکمت مین دادی کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔

(د) ساس اس کو کوئی حق اپنی بہو کے مقابلہ میں حاصل نہیں ہے اگر جائداد بہو کی استری دین ہو۔  
(د) متوفی شریک کی دہشتہ۔ یہہ اس وقت مستحق گزارہ کی ہوگی جب کہ تعلق مستقل اور سلسل رہا ہو نہ کہ محض زمانہ کاری ہے اور یہہ بھی لازمی ہے کہ دعویٰ نان و نفقہ کے قبل وہ باعصمت رہی ہو۔  
اپنے یار کی زندگی میں وہ نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہو سکتی اس لئے کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ علحدہ ہو جائے لیکن اگر اس کی وفات تک وہ وفادار رہے تو اس کو حق نان و نفقہ حاصل ہو جاتا ہے خواہ جائداد موروثی ہو یا مکتوبہ۔ اگر ایک عرصہ تک کسی عورت کوداشتہ

۱۷۲ دیلی رپورٹر ۲۰۹۔

۱۷۲ کلکتہ ۵۵۱۔

۱۷۲ بمبئی ہائیکورٹ ۳۸۱۔

۱۷۲ بمبئی ۱۵۔

۱۷۲ بمبئی لارپورٹر ۶۴۷۔ ۱۷۲ بمبئی ۱۶۔

۱۷۲ بمبئی ۲۶۔

۲۳ مدر اسس ۲۸۲۔ ۱۷۲ بمبئی ۲۶۔ دہرم شاستر مؤلفہ میگناٹن صاحب جلد

۲ کتاب ۲ خیرم شاستر مؤلفہ اشرفیج صاحب جلد ۲ دفعہ ۱۷۲۔

رکھا ہو اور اُس کے بعد بحال دیجائے تو وہ مستحق نان و نفقہ نہ ہوگی بلکہ  
 (د) ناکتخدا بہنیں اور بیٹیاں۔ بہنیں اور بیٹیاں خاندان مشترکہ کی  
 ارکان ہیں لیکن اُن کا شمار شرکاء میں نہیں ہے۔ اُن کو صرف یہ حق  
 حاصل ہے کہ شادی کے زمانہ تک اُن کی پرورش کیجائے اور شادی  
 کے اخراجات ادا کئے جائیں۔ صرف ناکتخدا بیٹیوں کو قانوناً حق گزارہ  
 باپ کی جائداد پر ہمیشہ حاصل رہتا ہے۔ شادی شدہ بیٹیوں کی پرورش  
 اُن کے شوہر کے خاندان سے ہونی چاہیے۔ اگر شوہر کے خاندان  
 سے پرورش ہو اور بیوہ بیٹی اپنے باپ یا بہائی کے پاس آکر رہے  
 تو باپ یا بہائی پر کوئی قانونی فرض پرورش کا عائد نہیں ہو سکتا جسکا نفاذ  
 جائداد مقبوضہ کے مقابلہ میں کیا جاسکے بلکہ محض اخلاقاً فرض عائد ہوتا  
 ہے یہ سب طے ہو چکا ہے کہ لا ولد و مفلس بیوہ بیٹی علیحدہ گزارہ کی  
 مستحق اُس جائداد سے نہیں ہے جو اُس کے باپ کے ورثہ کو حاصل  
 ہوئی ہو۔ ایسی بیٹی جو اپنے باپ سے علیحدہ رہتی ہو بلا وجہ موجبہ گزارہ  
 دلایا نہ لے سکے و عموماً کی مستحق نہیں ہو سکتی۔

(ز) غیر صحیح النسب اولاد۔ (د اسی پتر) متاکثر کی رو سے باپ پر  
 فرض ہے کہ غیر صحیح النسب اولاد کی پرورش کرے۔ اور یہ اُس  
 اصول پر مبنی ہے کہ وہ باپ کے خاندان کا رکن ہوتا ہے مگر تین دو جہنی  
 ذاتوں میں وراثت سے محروم رکھا گیا ہے یہ مگر یہ شرط ہے کہ



مان ہندو ہوئے اگر مان ہندو نہ ہو یعنی اولاد عیسائی بیوی سے ہو تو اولاد مستحق نان و نفقہ نہیں ہے۔ یہہ دوسرا امر ہے کہ ضابطہ فوجداری کی رو سے اس کی پرورش لازمی ہو۔ اس کے گزارہ کی ڈگری بکفالت جائد او خاندانی دیجا سکتی ہے۔ ایسی غیر صحیح النسب اولاد کو محض باپ ہی نہیں بلکہ ایسے شرکار کے مقابلہ میں بھی جو حیثیت پسماندہ باپ کا حصہ حاصل کرین حق نان و نفقہ حاصل ہے یہہ مستحق اس صورت میں بھی ہوگا جبکہ وہ وارث نہ ہو سکتا ہو مثلاً دو جمنی اقوام میں یکے لیکرین حق اس کی ذات سے متعلق ہے اور اس کے ورثاء و دعویٰ نہیں کر سکتے یہہ ٹریوٹلین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ باپ کی وفات کے بعد غیر صحیح النسب بیٹے کو اس صورت میں بھی حق حاصل ہوگا جبکہ وہ بالغ ہو۔ اس امر کا معیار کہ آیا غیر صحیح النسب بیٹا نفقہ پائے کا مستحق ہے کہ نہیں عمر یا روزی حاصل کرنے کی اہلیت نہیں ہے بلکہ یہہ واقعہ ہے کہ آیا وہ منظم خاندان کے تابع رہتا ہے کہ نہیں یہہ

و اسی پتر سے مطلب کلکتہ میں غلام کا بیٹا لیا گیا ہے لیکن بیٹی اور مدر اس کی رو سے ایسی اولاد مراد ہے جو غیر شادی شدہ عورت سے پیدا ہوئی ہو بشرطیکہ تعلق مسلسل ہو اور محض زنا کاری نہ ہو۔

۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء

۱۳۷۷ء کلکتہ ۱۳۷۷ء

۱۳۷۷ء مدر اس ویکلی نوش ۱۳۷۷ء۔ ۱۳۷۷ء کلکتہ ۱۳۷۷ء۔ ۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء۔

۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء

۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء

۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء۔ ۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء۔ ۱۳۷۷ء مدر اس ۱۳۷۷ء۔

(ح) ایسا شخص جسکی بنیت ناجائز قرار پائی ہو یعنی گنہگار خاندان سے پرورش کا مستحق ہے یہ

(ط) بیٹے جب تک کہ نابالغ رہیں بیٹوں کی پرورش خاندان سے لازمی ہے۔ لیکن اُس صورت میں پرورش لازمی نہیں ہے جبکہ وہ بالغ ہو جائیں یہ لیکن اگر موروثی ناقابل تقسیم جائیداد باپ کے قبضہ میں ہو تو بالغ بیٹے بھی پرورش کے مستحق ہیں یہ ٹریولیکن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں شک ہے کہ آیا باپ پر بیٹوں کی پرورش کے فرض کا نفاذ عدالت دیوانی سے کرایا جاسکتا ہے۔ لیکن اُن کی یہ دلیل ہے کہ جب غیر صحیح النسب بیٹے کو ایسا حق دیا گیا ہے تو صحیح النسب بیٹے کو بھی ایسا حق ہونا چاہیے یہ

(د) خاندان کے ارکان کی بیوائیں اگر وہ باعصمت رہیں مستحق پرورش ہیں مگر کسی بیوہ کو حق پرورش دہرم شاستر کی رو سے اپنے شوہر کے اقربا کے مقابلہ میں محض اس وجہ سے حاصل نہیں ہوتا ہے کہ اُن میں تعلق قرابت کا ہے یہہ ذمہ داری موروثی جائیداد کے جوڑ پر منحصر ہے یہ

(ک) بیوی دہرم شاستر کی رو سے بیوی کو حق نان و نفقہ قرابت

۱۱ مدراس ۹۱-۱۲ اسیکی رپورٹ ۴۹

۱۱ مدراس ہائیکورٹ ۴۵-

۲ بیٹی ۴۶-۱۲ بیٹی ہائیکورٹ ۹۴- ۱۱ سندھ فیملی لائوفہ ٹریولیکن صاحب صفحہ ۲۱۲

۲ بیٹی ۴۷-۵ خ ۲۳ بیٹی ۶۰۸-۲۲ بیٹی ۵۲- ۱۱ الہ آباد ۱۹- ۱۱ الہ آباد ۱۷۰-۱

۴ الہ آباد ۲۰۶-

ہی کی وجہ سے حامل ہے اور موروٹی یا مکسوبہ جائداد کا وجود لازمی نہیں ہے یہ شوہر کا فرض ہے کہ اپنی بیوی کو کھانا کپڑا اور دوسری ضروریات زندگی مہیا کرے یہ اگر بیوی کسی وجہ موجب سے شوہر سے علیحدہ رہتی ہو تو وہ ضروریات زندگی کے لئے شوہر کے نام پر قرضہ لے سکتی ہے یہ بیہ تجویز ہوتی ہے کہ ہندو عورت کے حق نان و نفقہ کی خاص طریقہ سے حفاظت کرنی چاہیے یہ اگر شوہر ہندو مذہب کو چھوڑ کر تادم وہ اس قرض سے بری نہیں ہو سکتا ہے محض ذات باہر ہونے سے حق نان و نفقہ زائل نہیں ہو جاتا یہ ایسے شخص کی بیوی جو وارث ہونے کے قابل نہ ہو یا عصمت رہنے کی صورت میں اس جائداد سے مستحق پرورش ہے جو اس کے شوہر کو بصورت قابل شوہر کے حامل ہوتی ہے بیوی کی پرورش بالعموم شوہر کے گھر میں ہوتی چاہیے یہ اگر شوہر بلا کسی وجہ موجب کے بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرے یا جب وہ خود کسی وجہ موجب پر علیحدہ جا کر رہے تو وہ مستحق نان و نفقہ ہے یہ

- ۱۷۷۷ء مدراس ۴۵-۵ بیٹی ۹۹- ۵۷ دہر مشاستر مؤلفہ سگناتھن صاحب جلد ۲ باب ۱۷  
 ۱۷۷۷ء مدراس ۱۲۲- ۵ بیٹی ۹۹ نصف ۱۰۷-  
 ۱۷۷۷ء مدراس ہائیکورٹ نمبر ۳- ۵۷ مدراس ۲۴۵-  
 ۱۷۷۷ء متاکشرا باب ۱۰ نصف ۱۰- سمرتی چندریکا باب ۵ فقرہ ۴۳-  
 ۱۷۷۷ء مدراس ہائیکورٹ ۳۴۵- ۲۴۳ دیگلی رپورٹ ۳۷۷-  
 ۱۷۷۷ء بیٹی ۶۳۴- ۱۹ کلکتہ ۸۳-

حسب ذیل صورتوں میں بیوی علیحدہ کر نان و نفقہ کی مستحق ہو سکتی

ہے۔

(۱) جبکہ اُس کے شوہر نے مذہب تبدیل کر دیا ہو۔ (۲) جبکہ شوہر نے سکو متنی مکان میں واسطہ رکھی ہوئے مگر یہ ثابت ہونا چاہیے کہ اُس کے رہنے سے عزت ریزی ہے اور ہندو عورت کا گھر میں رہنا ناممکن ہے۔ (۳) جبکہ شوہر عادتاً بدسلوکی کرتا ہو جس سے کہ اُس کی ذات کو اندیشہ ہو۔ جبکہ شوہر نے کئی عورتیں گھر میں رکھی ہوں اور اگر کہنے پر بیوی کو مارتا اور حملہ کرتا ہو اور گھر سے نکال دیا ہو (۴) ہم جنس بیوی کو چھوڑ دینا ہی کافی ہے اگرچہ بیہرحی ثابت نہ ہوئے (۵) جبکہ بیوی اپنے شوہر کے گھر سے نکل گئی تھی۔ اور اپنی گذر محنت فردوسی کر کے کرتی تھی اور شوہر نے اُس کو بلانے کا خیال نہیں کیا اور جب بیوی نے پہر آنا چاہا اُس کو رکھنے سے انکار کیا۔ تجویز یہی ہے کہ وہ مستحق نان و نفقہ ہے۔

حسب ذیل صورتوں میں عورت مستحق نان و نفقہ نہیں ہوتی ہے

(۱) جبکہ شوہر نے دوسری شادی کر لی ہو اور پہلی بیوی بھی ساتھ ہو تو پہلی بیوی ساتھ نہ رہنے سے انکار نہیں کر سکتی (۲) جبکہ شوہر

۳۲۵ کلکتہ ۲۳۴-

۱۶۵۱ آباد ۶۱۷-

۱۹۵۲ کلکتہ ۸۲-

۱۳۵۳ ویکلی رپورٹر ۴۵۱-

۱۹۵۶ کلکتہ ۸۲-

۱۲۵۵ بمبئی لارپورٹر ۳۷۳-

۱۹۵۷ راس ہائیکورٹ ۳۷۵-

۹۵۷ ویکلی رپورٹر ۴۷۵-

خود گزارہ دینے پر راضی ہو تو بیوی خواہ مخواہ علحدہ گزارہ پائے  
پر اصرار نہیں کر سکتی بلکہ (۳) جبکہ بیوی بے عصمت ہو۔ ایسی صورت میں  
اُس وقت بھی حق زائل ہو جائے گا جبکہ ڈگری یا اقرار سے اُس کا  
حق مستحکم ہو گیا ہو بلکہ لیکن وہ معمولی گزارہ پاسکتی ہے۔

(۴) ایسی بیوی جو اپنے شوہر کو بغیر اُس کی اجازت کے چھوڑ  
اور اپنے باپ کے خاندان میں رہے تو گزارہ کی مستحق نہ ہوگی۔  
لیکن اگر بغیر کسی وجہ موجبہ کے علحدہ جا کر رہے تو اُس کا حق نان و نفقہ  
اپنے شوہر کی جائداد کے مقابلہ میں زائل نہ ہوگا بلکہ

دل، بہو کا حق نان و نفقہ۔ خسر کا فرض ہے کہ اپنی بیوہ بہو کی  
پرورش کرے اور اس فرض کا قانوناً اُس وقت نفاذ کرایا جاسکتا  
ہے جبکہ اُس نے بذریعہ پسماندگی اپنے بیٹے کی جائداد پائی ہو  
لیکن جبکہ اُس نے کوئی جائداد بیٹے کی نہ پائی ہو تو فرض پرورش  
محض اخلاقی ہے اور اُس کا نفاذ عدالتہائے دیوانی سے نہیں  
کرایا جاسکتا بلکہ لیکن یہ فرض اخلاقی جو خسر پر عائد ہوتا ہے ایسی  
ورثہ پر جو اُس کے خسر کی جائداد حاصل کرین فرض قانونی ہو جائے گا

۱۵۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۸۸ - ۱۵۵ مدراس ۳۷۲ - ۱۹ مدراس ۶

۱۶ مدراس ۳۹۲ - ۲۰ ویکلی رپورٹر ۲۱ - ۱۵۵ مدراس ۳۳۸

۱۵۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۴۹ - ۱۱ الہ آباد ۱۹۴ - ۲۳ بمبئی ۶۰۸ - ۱۱ مدراس ۹۱ - ۲۹

کلکتہ ۵۵۷ - ۲۳ الہ آباد ۸۶ - ۲۲ مدراس ۳۰۵

۵۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۴۹ - ۲۹ کلکتہ ۵۵۷ - ۷ کلکتہ ۳۷۳

اس مسئلہ کے متعلق متاکثر اور دایا بہاگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔  
خسر کی وفات کے بعد ایسے ورثاء پر بھی یہہ فرض عائد ہو گا جو انکی  
مکسود بہ جائیداد میں حصہ لیں یہہ خسر متاکثر کی رو سے جائیداد کو اس  
طریقہ سے حصہ یا وصیت نہیں کر سکتا کہ وہ بہو کے حق نان و نفقہ کو  
زائل کر دے۔ لیکن وہ اپنی جائیداد کو مکسود بہ کو اس طرح منتقل کر سکتا  
ہے۔ اور اس سے بہو کا حق نان و نفقہ زائل ہو سکتا ہے۔ لیکن  
مگر اس ہائی کورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ قانونی حق بہو کا انتقال  
وصیتی سے زائل نہیں ہو سکتا جبکہ حق منتقل الیہم کو بلا بدل حاصل  
ہو یا ہو اور منتقل کنندہ اخلاقاً پرورش کے پابند ہوں۔ بہو اگر اپنے  
باپ کے مکان میں رہے اور باپ ہی اس کی پرورش کرے تو اس  
سے خسر کے مقابلہ میں حق نان و نفقہ زائل نہیں ہو جاتا۔ بشرطیکہ یہہ  
قانونی ہوئے محض بہو کا خسر کے گھر میں رہنے سے انکار کرنا حق نان  
نفقہ زائل نہیں کر دیتا ہے۔

بے عصمتی کا اثاث کے حق نان و نفقہ پر اثر۔ اب ہم ذیل میں  
اثاث کی بے عصمتی کا اس کے حق نان و نفقہ پر بحث کرتے ہیں۔  
مختلف قرابت وارجن کے متعلق اس مضمون پر بحث کی جا سکتی ہے  
بیوہ۔ نان۔ بہن اور بیٹی میں۔

۲۳۵ بھٹی ۶۰۸-۷ اگلہ ۳۷۳-۱۱۱ الہ آباد ۱۹۴۲

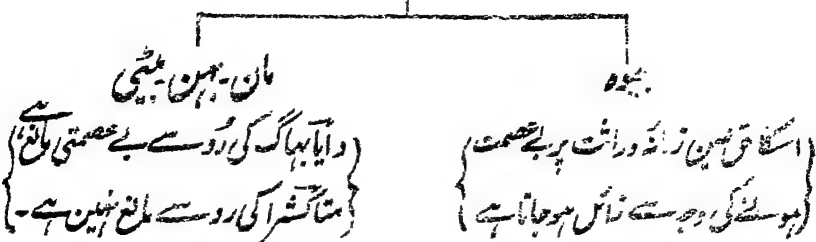
۲۵۵ بھٹی ۲۶۳-

۱۲۳ الہ آباد ۸۶-

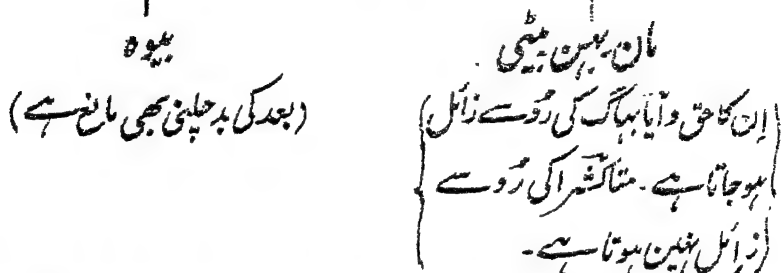
۵۵۵ در اس ہائیکورٹ ۱۵۰-

۲۹۵ کلکتہ ۵۵۷-

## وراثت



## حق نان و نفقہ



بیوہ کی بے عصمتی۔ حق نان و نفقہ پر اثر۔ ایک مقدمہ میں بیٹی دین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ہندو بیوہ جس نے نالاش نان و نفقہ اپنے متوفی شوہر کے خلاف دائر کر کے معمولی گزارہ دلا پانے کی ڈگری حاصل کی ہو ڈگری مذکور کے استفادہ سے اس بناء پر محروم نہیں ہو سکتی کہ وہ بعد حصول ڈگری بد چلن رہی ہے یہہ مگر اس فیصلہ کے بعد اگر برعکس طے ہوا ہے یعنی یہہ کہ بے عصمت بیوہ معمولی گزارہ پانے کی بھی مستحق نہیں ہو سکتی ہے یہہ بھی طے کیا گیا ہے کہ بیوہ کی

نان و نفقہ کے متعلق استقراری ڈگری کی تنبیخ کا دعویٰ رہنمائے بدچلنی  
 مابعد دائر کیا جاسکتا ہے یا اس کے عمو کے دعویٰ نفاذ حق کے جواب  
 میں بدچلنی مابعد کا عذر کیا جاسکتا ہے۔ اقرار کا اثر بھی اس اصول  
 پر نہیں پڑتا ہے بلکہ مگر حال میں چند روا کر صاحب حج نے اس قدر  
 تسلیم کی ہے کہ اگر حق نان و نفقہ بیوہ کو اس کے شوہر کی وصیت  
 کی رو سے حاصل ہوا ہو تو بے عصمتی مابعد منسل حق نہیں ہے۔ اگر  
 حق گزارہ کے لئے کوئی جائداد بیوہ کو تفویض کی جائے تو جب تک کہ  
 صریح شرط موجود نہ ہو اس کا حق آمدنی جائداد سے زائل نہیں ہو جاتا  
 ہے بلکہ اگر بے عصمتی کا الزام لگایا جائے تو عرائض میں صاف طور  
 سے تحریر ہونا چاہیے یہ بنگال ہائیکورٹ کی رائے ہے کہ بے عصمتی  
 بیوہ معمولی گزارہ کی مستحق ہوگی۔ یہی ہائی کورٹ میں بھی مقدمہ مذکور  
 ۳۳ بمبئی ۲۷۸ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ادنیٰ ذات کے ساتھ بدچلنی  
 کرنے پر بھی کم از کم معمولی گزارہ دلایا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرے  
 تو سالم گزارہ کی مستحق ہوگی (مزید ملاحظہ ہو ہندو لا مولفہ اسٹینج صاحب  
 جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ میگزین جلد ۲ باب ۲ صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳)  
 لیکن آیات مقدمہ میں جبکہ خاص اقرار بیوہ اور شوہر کے دوسرے

۱۷۷ کلکتہ ۷۷۷ - ۱۱۵ آباد ۳۸ - ۱۷۷ اس ۹۹۲ -

۲۷۵۷ آباد ۳۲۱ -

۳۲۷ بمبئی ۲۷۸ -

۲۷۵ بمبئی ۲۸۵ -

۱۷۷ کلکتہ ۷۷۷ -



رشتہ داروں کے باہمین نفقہ دینے کے متعلق ہوا تھا۔ تجویز ہوئی کہ جب یہ ثابت نہ کیا جائے کہ یہ شرط اقرار میں تھی بیوہ بد چلنی کے الزام پر حق نان و نفقہ سے محروم نہیں ہو سکتی یہ

منو۔ ایسی بیوی کو جو بڑی فاحشہ ہو شوہر مجاز ہے کہ ایک کمرہ میں بند کر دے اور اُس سے توبہ کر اوسے جس طرح ذکر کے لئے جرم زنا کے ارتکاب میں محکوم ہے۔ اُس کو یہی قاعدہ ذات باہر اثاث کے ساتھ ہی عمل میں لانا چاہیے لیکن کہا نا۔ کپڑا اور پانی اُن کو دیا جائے گا اور وے مکان کے قریب رہیں گی۔

نارور۔ جو بیوی (تپنی) بیوہ ہو جائے اور عصمتہ رہے متوفی کے برادر یا خرد یا دوسرے گو تر والے سے کہا نا کپڑا پانے کی مستحق ہے۔

مقدار نان و نفقہ۔ مقدار نان و نفقہ کافی ہونے کا سوال ہر مقدمہ میں اُس کے خاص واقعات پر مبنی ہوتا ہے۔ عدالت سے بالعموم ایک معین مقدار سالانہ مقرر کی جاتی ہے نہ کہ جائداد کی آمدنی کا ایک حصہ یہ مقدار گزارہ کا تقرر عدالت کی اختیار تیزی نہیں ہے اور اپیل میں جب تک قوی وجوہات موجود نہ ہوں دست اندازی نہ کی جائے عدالت تقرر گزارہ کے وقت حسب ذیل امور پر غور کرتی ہے۔

(۱) اول مالیت جائداد بلحاظ آمدنی سالانہ۔ متوفی شوہر کی حیثیت

۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ آباد ۳۴۱۔

۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ آباد ۷۷۷۔

۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ سوزا زمین اپیل ۳۹۔

و شان بیوہ خود کی حیثیت و شان۔ اور اخراجات جو مذہبی اور دیگر فرائض کی ادائیگی میں لاجی ہوں یہ عدالت میں نہ محض درخواست گزارہ کے ایسے شخص کی ضروریات پر غور کیا جاوے گا بلکہ اُس کے شوہر کے خاندان کے ذرائع آمدنی بھی قابل لحاظ ہوں گے یہ اگر شوہر متوفی اپنے وصیت میں مقدار کے متعلق کوئی تقضیہ کر دیا ہو تو اُس کا بڑا اثر ہوگا۔ اگرچہ عدالت قانوناً اس مقدار کی پابند نہیں ہے تاہم ایسی تحریر سے یہہ واضح ہو جا ہے کہ اُس کی بیوی کس حیثیت کی عورت ہے اور اُس کی ضروریات کیا ہو کرنی چاہیے۔

۱۲۱۔ اس اصول کو مد نظر رکھ کر مقدار کا تعین نہونا چاہیے کہ ہندوؤں میں بیوہ کو سخت زندگی بسر کرنی چاہیے اور اُس کو صرف معمولی کھانا پیٹ بھرنے کو ملنا چاہیے۔ جو سختیاں و پابندیاں و قیود بیوہ کے لئے شاستر میں درج ہیں اُن کو قانونی وقت حاصل نہیں ہے اور عدالت سے اُس کا نفاذ نہیں کرایا جاسکتا ہے۔ بلکہ عدالت اس امر کو مد نظر رکھے گی کہ ہندوؤں میں بیوہ کا ازدواج مکرر ممنوع ہے اس لئے مقدار گزارہ ایسی ہونی چاہیے کہ جسکو بد چلنی کی ترغیب نہ ہو یہہ لازمی نہیں ہے کہ بیوہ کی پرورش اسی اعلیٰ حالت میں کی جاوے جس میں اُس کو شوہر رکھتا رہا ہو۔

۱۵۵ انڈین اپریل ۵۵۔ ۲ الہ آباد ۴۰۔ ۱۱۲ الہ آباد ۵۵۔ ۱۲۵ الہ آباد ۶۶۔

۵۳ کلکتہ لاجریل ۸۹۔

۵۳ کلکتہ ۱۰۔

۵۵ الہ آباد ۵۵۔

۵۴ دیکلی رپورٹ ۵۵۔

(۳) بڑی سے بڑی مقدار گزارہ وہ رقم ہو سکتی ہے جو اُس کا شوہر بصورت زندہ ہونے کے پانے کا مستحق ہوتا ہے اور کم از کم شوہر کے حصہ کا ایک ثلث تعین کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ثلث کا قاعدہ اُس وقت بھی صادق آتا ہے جب ایسی بیوہ جسکو اُس کے شوہر نے چھوڑ دیا ہو اپنے شوہر پر دعویٰ کرے یا بھاوج اپنے ایسے شوہر کے بھائی پر دعویٰ کرے جس نے اُس کے شوہر کی جائیداد حاصل کی ہو۔ یا جنا و لک۔ وہ شخص جو مطیع اور فرمانبردار اور خوش الحجب بیوی کو چھوڑ دیا ہے مجبور کیا جائے کہ اسے اپنی جائیداد کا ایک ثلث حصہ دے۔ اگر غریب ہو تو بیوی کی پرورش کرنی چاہیے۔

(۴) تعین مقدار میں عدالت اُس جائیداد پر بھی لحاظ کر سکتی ہے جو عورت کے پاس ہو لیکن صرف ایسی جائیداد پر لحاظ کیا جائے گا جس سے مقررہ آمدنی ہوتی ہو۔ لیکن ایسی جائیداد جس سے مقررہ آمدنی نہ ہوتی ہو مثلاً زیورات و پارچہ وغیرہ اُن پر لحاظ نہ کیا جائے گا۔ ایسی رقم جو عورت نے اپنے باپ کے گھر میں رکھ کر جمع کی ہو قابل لحاظ نہیں ہے یہ مگر بیوی کو اُس وقت تک دعویٰ کا حق حاصل نہیں ہے جب تک کہ بیوی یہ نہ ثابت کرے کہ اُس کے قبضہ میں اُس کی شوہر کی جائیداد کا کوئی حصہ ہے یہ

(۵) جو رقم ایک بار مقرر ہو جائے اُس میں خاندان کی مالی حالت کو  
نماظر سے کمی و بیشی ہو سکتی ہے۔

اگر ایسی جائداد جو خاندان میں رہن ہو اور وہ بیوہ کو اُس کی پرورش  
کے لیے دی گئی ہو اور وہ بعد کو نکاح میں کرانی جائے تو بیوہ اپنی تمام  
زندگی اُس روپیہ کے منافع سے مستفید ہونے کی مستحق ہے۔ ناقابل  
تقسیم راج کی صورت میں اگر برادر خورد نان و نفقہ کا دعویٰ کرے تو محض  
راج ہی کی جائداد پر لحاظ نہ کرنا چاہیے بلکہ دوسری آمدنی خواہ کسی چیز  
سے حاصل ہو قابلِ لحاظ ہے۔

مقدار میں کمی و بیشی۔ دہرم شاستر کی رو سے مقررہ نان و نفقہ میں  
ہر وقت کمی و بیشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ وجہ موجه ہو۔ وجہ یہ ہے کہ مقدار  
کا تعین جائداد کی اُس مالیت کے لحاظ سے ہو اگر تاہم جو وقت  
تعین گزارہ تشخیص کیجائے۔ اور اُس کا دار و مدار حالت خاندان پر  
بھی ہو کر تاہم لیکن اگر کمی بیشی کیجائے تو اُس کا اثر تاریخِ ناس سے  
ہوگا اور بقایا پر موثر نہ ہوگا۔ یہ کمی اُس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ  
یہ ثابت کیا جائے کہ مالیت جائداد و آماز اہل ہو گئی ہے نہ کہ محض  
یہ کہ خود مدعی کے تصور کی وجہ سے آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ  
پس جو مقدار ذکر گری کے ذریعہ سے معین کر دی گئی ہو اُس میں اس وجہ  
سے کمی نہ کیجائے گی کہ جائداد کی مالیت خود مدعی کے ذاتی اغسال

کی وجہ سے زائل ہو گئی بلکہ لیکن اس صورت میں کمی ہوگی جبکہ آفات آسمانی یا غیر معمولی آفات کے وقوع سے آمدنی میں کمی ہوئی ہو اور انصاف مقتضی ہو کہ گزارہ میں کمی کی بجائے یہ محض یہہ امر کہ بیوہ کو وصیت کے ذریعہ سے کوئی جائیداد ملنے والی ہے گزارہ میں کمی کرنے کی وجہ موجود نہیں ہے بلکہ بیوہ رقم میں اضافہ کا دعویٰ اس وقت کر سکتی ہے جب یہہ ثابت ہو کہ نرخ گران ہو گیا ہے اور اس وجہ سے مالیت جائیداد بڑھ گئی ہے۔ گزارہ میں کمی کرنے کے لئے یہہ امر قابل لحاظ نہیں ہوگا کہ وقت تعیین گزارہ بیوہ کے بچہ تھا اور وہ بعد کوفوت ہو گیا۔ اور اسکو بیوہ وہ گزارہ پانے کی مستحق نہیں رہی جو لاولد بیوہ ہونے کی صورت میں اس کو ملنا چاہیے تھا بلکہ عمل یہہ ہے کہ کمی یا بیشی کر دینے کیلئے مخبری ناش ہوئی جائے جبکہ سابقہ ڈگری میں ایسی کوئی رعایت نہ ہو کہ حالات آئندہ کے لحاظ سے رقم ڈگری میں کمی بیشی ہو سکے گی بلکہ اگر اس صورت میں جبکہ سابقہ ڈگری میں ایسی رعایت رکھی ہو تو محض وہ تھا دیکر بھی کمی و بیشی ہو سکتی ہے۔

بقایائے نان و نفقہ۔ دہرم شاستر میں کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے کہ بقایا نان و نفقہ نہ دلایا جائے صرف میعاد ایک ایسا عند ہے کہ جس سے اکثر

۵۷۲ دہلی رپورٹ ۵۸۔

۵۷۸ مدراس ۲۲۔

۵۷۳ ممبئی ۴۹۔ ۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۹۔

۵۷۴ ۱۲ آباد ۴۰۔

۵۷۵ مدراس ۱۰۵۔

۵۷۶ ممبئی ۳۸۶۔

۵۷۷ ۱۱ آباد ۵۹۔

حق ساقط ہو جاتا ہے یہ بہیہ تجویز ہوتی ہے کہ بیوہ کا یہ حق گزارہ قانونی ہے اور وہ طلب اور انکار پر منحصر نہیں ہے اس لیے اس کو ایک ہی ڈگری میں گزارہ آئندہ اور بقیہ دلایا جاسکتا ہے اور اگر اس طریقہ سے دلایا جائے تو اس کے شوہر کے موہوب لہم کے قبضہ کی جائداد اس کی ادائیگی کی ذمہ دار سمجھی جائے گی یہ ایسی بیوہ جو خاندان سے علیحدہ ہوتے وقت کافی جائداد خاندانی اپنی پرورش کے لیے ہمراہ لگیتی ہو اس عرصہ تک کے نفقہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ جائداد قائم رہے طلب نہ کرنا اس امر کی شہادت ہو سکتا ہے کہ اس کو ضرورت نہ تھی مگر مانع حق نہیں ہے۔ الہ آباد میں یہ تجویز ہوتی ہے کہ اگر ہندو بیوہ اپنے متوفی شوہر کی جائداد سے گزارہ کا دعویٰ کرے اور ساتھ ہی اس کے بقایا کا دعویٰ کرے تو بقایا کا دلانا اختیار تیزی عدالت پر منحصر ہے۔ اور اگر عدالت بقایا کی ڈگری دے تو یہ لازمی نہیں ہے کہ اسی شرح سے دے جو شرح آئندہ مقرر کی گئی ہے یہ در اس میں ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوتی ہے کہ چونکہ بیوہ نے اپنے متوفی شوہر کی وفات سے چھ سال تک گزارہ طلب نہ کیا اس لیے اس کو اس مدت کا بقایا نہ ملے گا یہ اگر خسر کے خلاف

۱۲ بنگلہ لارپور ۲۳۸-۱۴ بمبئی ۳۵-۵ کلکتہ ویکلی نوٹس ۲۹۷-۵۴۹-خ بمبئی

۵۵۹-۱۵ بمبئی ۲۳۶-

۳۵۳ بمبئی ۲۰۷-۱۷ بمبئی ۲۶۲-۲۴۲ اس ۱۴۷ (پروپی کونسل)-۵ بمبئی ۹۹-

۱۸۵۲ مدر اس ۴۰۳-

۳۱۵۲ الہ آباد ۱۸۳-

بقایا کے متعلق اس کی ذات پر ڈگری صادر ہو تو اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء اس کی جائداد سے زر ڈگری کی ادائی کے پابند ہوں گے۔

بیوہ کا حق نان و نفقہ اس وجہ سے زائل نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے شوہر کے مکان میں نہیں رہتی بجز اس صورت کہ وہ مکان سے علیحدہ اغراض ناجائز کے لئے ہو گئی ہو۔ اگر جائداد خاندانی کا وجود ہو جس پر نان و نفقہ کا بار عائد کیا جاسکتا ہو تو فریقین معترض پر اس امر کا بار ہو گا کہ وہ ثابت کریں کہ واقعات ایسے تھے جن سے بیوہ مستحق نہیں قرار پاسکتی مثلاً یہ کہ وہ اپنے خاوند کے گھر سے علیحدہ ناجائز اغراض سے رہتی ہے یا یہ کہ جائداد خاندانی اس قدر قلیل ہے کہ اسے علیحدہ گزارہ دینا ناممکن ہے یا اگر جائداد خاندانی قلیل ہو تو بیوہ کو اختیار ہے خواہ مکان خاندان میں رہے یا اپنے رہنے کے متعلق ایسے انتظام کو قبول کرے جو ارکان خاندان اس کے لئے کریں۔ اگر باوجود اس کے کہ شوہر نے وصیت میں ہدایت کی ہو کہ اس کی بیوہ مکان خاندانی ہی میں رہے بیوہ علیحدہ جا کر رہے تو اسے علیحدہ نان و نفقہ دلایا جائے گا۔ بشرطیکہ علیحدہ رہنے کی وجہ موجود ہو۔ بے عصمتی کا الزام لگاتا

۱۷۵۷ء کلکتہ ۹۹-

۱۷۵۸ء مدراس ۲۶۸-

۱۷۵۷ء بمبئی ۳۷۲-۲۲ بمبئی ۵۲- کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۱۷۱-

۱۷۵۷ء بمبئی ۲۲۵۲-۵۲ بمبئی ۱۷۶۰- ۱۷۵۷ء بمبئی ۲۳۶-

وجہ موجب میں داخل ہے یہ اس وجہ سے کہ بیوہ کو سکونت مکان خاندان میں رہنے کا حق حاصل ہے۔ وہ اس امر پر اصرار نہیں کر سکتی کہ وہ ایک خاص مکان میں رہے گی اور بالعموم جب وہ ارکان خاندان کے ساتھ مکان میں رہتی ہو اسے ایسے معقول انتظام کو منظور کرنا چاہیے جو ارکان خاندان اس کے لئے کریں۔ اور یہ حق سکونت اس کی ذات تک محدود ہے اور قابل انتقال نہیں ہے یہ بیوہ کا حق دعویٰ بمقابلہ مشتری۔ اب ہم اس کے حق سکونت کے بارہ میں ذکر کرتے ہیں۔ بادی النظر میں اسے یہ حق حاصل ہے کہ خاندانی مکان میں رہے اس کے اور اس کے شوہر کے باہم نزاع ہو جانے سے وہ گھر سے نکالی نہیں جاسکتی یہ ہنگام میں یہ طے کر دیا گیا ہے کہ اگر بیٹا خاندانی مکان کو بیع کر ڈالے تو وہ اپنا باپ کی بیوہ کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتا اور نہ مشتری مجاز ہوگا کہ بغیر دوسرے معقول انتظام کئے ہوئے بیوہ کو گھر سے نکال دے لیکن اگر تعیل ڈگری مکان بیع ہو اور ڈگری منتظم خاندان کے مقابل میں ایسے قرضہ کی بناء پر صادر ہوئی ہو جو اغراض خاندان کے لئے لیا گیا ہو نہ صرف بالغ کے ذاتی فائدہ کے لئے تو ایسی صورت میں بیوہ کا حق سکونت اگر وہ معاہدہ یا ڈگری کے ذریعہ سے مستحکم ہو گیا نیک نیت مشتری کے مقابلہ میں زائل ہو جائیگا۔ اگرچہ کہ مشتری کو



اس کا علم ہو کہ بیوہ وہاں رہتی تھی اور رہنے کا دعویٰ رکھتی تھی۔ اگر بیوہ یہہ ثابت کر دے کہ معاملت بیچ میں فریب عمل میں آیا ہے تو صورت دوسری ہوگی۔ محض یہہ واقعہ کہ نیک نیت مشتری مکان کو بیوہ کے حق کی اطلاع تھی مشتری کے قبضہ کی جائداد کے خلاف اثبات حقوق کے لئے قطعاً کافی نہیں ہے۔ ہندو بیوی یا بیوہ کی حیثیت مانند مسلمان بیوی کے نہیں ہے جو بقدر اپنی مہر کی رقم کے دائرہ شوہر ہوتی ہے۔ اس کا حق اس صورت میں زائل ہو جاتا ہے جبکہ مکان قرضہ خاندانی میں بیچ ہوا ہو۔ قرضہ کو بیوہ کے نان و نفقہ پر ترجیح حاصل ہے۔ اولاً جائداد دیون کی ادائیگی میں خرچ کیا جائے گی لیکن جائداد بیچ کر ڈالنے سے اولاد بیوہ کی پرورش کرنے کی ذمہ داری سے بیچ نہیں سکتی۔ مگر جبکہ جائداد پر نان و نفقہ کی ادائیگی کا بار نہ ہو تو مشتری کے مقابلہ میں بیوہ کے حق کا نفاذ نہ ہوگا۔ نان و نفقہ کی ڈگری جو کسی رکن غیر منقسمہ خاندان کے مقابلہ میں حاصل ہوتی ہو اس کی وفات کے بعد ایسی مشتری کے جائداد پر تعمیل کرائی جاسکتی ہے جو دوسرے ارکان کے قبضہ میں ہو اگر کرن جس کے مقابلہ میں ڈگری صادر ہوئی ہو ہمیشہ قائم مقام خاندان دعویٰ کیا گیا ہو تو ڈگری سے جائداد خاندان مشترکہ پر بار عائد ہوگا۔ ۳۵

۱۹۴۴ء آبادی ۱۶۰-۱۳۰۰ اس ۲۹۰-۱۷۰ یعنی ۳۹-خ ۶۷ اس ۱۳۰-۱۹

۲۷۷ اس ۲۸-۲۷۷

۳۹۵ اس ۳۹۵

۳۰۵ اس ۳۲۴-۳۰۵

## باب یازدہم

### قانون وراثت و ترکہ

وراثت ترکہ اور تقسیم میں فرق۔ اپرتی بندہ اور سپرتی بندہ وراثت جائیداد معلق نہیں رہ سکتی۔ اصول متعلقہ وراثت سپینڈ گورنر جینڈ و بند ہو۔ شکسبہ و سمانودک۔ خاص قواعد وراثت متعلق جین سکبہ و غیر ملکی وغیرہ۔ نوعیت و اثر ناقابلیت وراثت۔ ناقابلیت کے رفع ہونے کا اثر۔ شاسترا اور شمر عا وراثت میں فرق۔

وراثت ترکہ اور تقسیم میں فرق۔ وراثت ایک وسیع لفظ ہے۔ وہ ایک نوع ہے اور ترکہ اس کی جنس ہے۔ اس کا اطلاق ان تمام صورتوں پر ہوتا ہے جن میں کوئی شخص دوسرے کی جائیداد حاصل کرے۔ خواہ وہ چیشیت وارث پائے یا چیشیت پسماندہ یا بذریعہ وصیت۔ بخلاف اس کے ترکہ کا اطلاق ان صورتوں میں ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص جائیداد چیشیت وارث اس ترتیب کے لحاظ سے پائے جو ایک منقسمہ ہندو کی وراثت کے لئے مقرر ہے۔ تقسیم کے مقابلہ میں یہ کہہ جا سکتا ہے کہ وراثت

سے ایک ہندو کو مالک کی وفات کے بعد نیا حق جائیداد میں حاصل ہوتا ہے اور یہ حق صرف اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے جبکہ آخری ذکور قابض کا قبضہ بلا شرکت غیرے ہو تقسیم سے کوئی نیا حق پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ اُس کا اثر صرف اسی قدر ہے کہ سابقہ مشترکہ قابضین کا حصہ علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ تمام اشخاص جن کو جائیداد خاندانی میں پیدائش سے حق محصلہ حاصل ہوتا ہے وقت تقسیم حصہ کے مستحق ہوتے ہیں درجہ رشتہ داری خواہ کتنا ہی مختلف ہو وراثت کی صورت میں صرف وہی شخص وارث ہوتا ہے جو آخری ذکور مالک کا قریب ترین وارث ہو۔ یہہ ایک ایسا حق ہے جو مورث کی وفات پر حاصل ہوتا ہے بیشک وقت وفات وارث موجود ہونا چاہیے کیونکہ جائیداد معلق نہیں رہ سکتی رشتہ داری (سمبندہ) جسکی بنا پر کوئی شخص دوسرے کی جائیداد کا مالک ہوتا ہے حسب ذیل اقسام سے ہونی چاہیے۔

(۱) خون کی رشتہ داری۔ (۲) شہنیت۔ (۳) شادی۔ (۴) تعلق

روحانی۔ (۵) کسی جماعت کی کنیت۔ (۶) حاکم اور محکوم کا تعلق۔

اپنی بندہ اور سہیلی بندہ وراثت۔ ایسی وراثت جس کے حاصل کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو اپنی بندہ کہلاتی ہے اور ایسے وارث کا حق اگر وہ مورث کی وفات پر زندہ ہو زائل نہیں ہو سکتا۔ بخلاف اگر وراثت بغیر وراثت مثلاً بھائی۔ چچا وغیرہ کی سہیلی بندہ کہلاتی ہے۔ یعنی اُن کی وراثت میں امور مانع موجود ہیں۔ چنانچہ قریب تر وارث پیدا ہو جانے کی صورت میں ایسے وراثت محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنی بندہ وراثت سے مراد بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے وغیرہ کے حقوق ہیں۔

جیکہ دسے چار پشت سے زیادہ نہ ہوں خواہ منقسم ہوں یا غیر منقسم۔  
 سہرتی بندہ وراثت منقسم ہے ایسی وراثت میں جو (۱) کسی ایسے شخص  
 کی ہو جسکی نسل میں کوئی مذکور نہ رہا ہو (۲) ایسے شریک کی جو مکرر متحد  
 ہوا ہو (۳) تارک الدنیا کی (۴) عورت کی۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ  
 شاکر اس کے مسئلہ پسماندگی کا اطلاق صرف ایسی جائداد پر ہے جو وراثت  
 بلا کسی امر مانع کے (بطریق اہرتی بندہ) حاصل ہوتی ہے اور ایسی شریک  
 جائداد پر جو شریک کے مکرر اتحاد سے وجود میں آئی ہو اور اسکا اطلاق  
 ایسی جائداد پر نہیں ہوتا ہے جسکی وراثت سہرتی بندہ ہو۔ نو اسے  
 اپنے نانا کی جائداد سہرتی بندہ طریقہ وراثت سے پاتے ہیں اور انہیں  
 آپس میں حقوق پسماندگی حاصل نہیں ہوتے لیکن حال میں ایک عہدہ  
 میں بریوی کونسل نے یہ تجویز کی ہے کہ اگر جائداد بلا شریک حاصل  
 ہوئی ہو تو ایسے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

جائداد کبھی معلق نہیں رہتی۔ ہندوؤں کا متونی کی جائداد میں حق  
 وراثت پیدا نہیں ہوتا۔ وجود میں آجاتا ہے اور ان کی وفات پر ختم ہو جاتا  
 ہے۔ وراثت کبھی معلق نہیں رہتی۔ توریث کے وقت وراثت کا وجود  
 ہونا چاہیے یا کم سے کم قانون کی نگاہ میں وجود ہونا چاہیے۔ بیٹا جو  
 رحم مادر میں ہو قیام حل کے وقت سے وجود میں آیا خیال کیا جاتا ہے  
 پس اگر بیٹا موت کی وفات کے بعد بھی پیدا ہو تو وہ جائداد کا وارث

ہو سکتا ہے۔

**اُصول وراثت**۔ دایا بہاگ۔ اس کی رُو سے ہر سلسلہ وراثت روحانی  
منفعت کے اُصول پر تحقیق کیا جاتا ہے۔ محبت و آمین کا یہ بیان ہے  
کہ جائیداد کے وارث ہونے کا استحقاق اس امر پر مبنی ہے کہ وارث  
پنڈ پانی (فرائض مذہبی بعد وفات مورث) دینے کے قابل ہی یا نہیں۔  
پس ترتیب وراثہ اسی لحاظ سے ہوتی ہے۔ اور جو وارث شرعاً کثرت  
کے قابل ہوتا ہے وہ مرجع وارث ہے۔ چنانچہ اکثر بندہ ہو گو گو ترجیح  
پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ شرعاً دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اچھو دست  
(۲) پروان۔ اول الذکر صرف ایک نفس کے لئے ہوتا ہے اور اس سے  
صرف ایک کو فائدہ پہنچتا ہے۔ آخر الذکر مورث عین ماقبل اور ایسے  
مورث کے مورثان کو دیا جاتا ہے۔ آخر الذکر صورت میں دو ہرے  
پنڈ بنائے جاتے ہیں۔ پہلے سلسلہ کے پنڈ تین پدیری مورث کے نام  
دیئے جاتے ہیں اور دوسرے سلسلہ کے پنڈ مادر پنی مورث کے نام  
مان۔ دادی وغیرہ کو ان کے شوہر کے حصہ ہی سے حصہ ملتا ہے پنڈ  
تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) سالم پنڈ اچھو عین ماقبل کے تین وراثہ کو  
دیا جاتا ہے (۲) حصص پنڈ اچھو سٹکیہ کو دیئے جاتے ہیں (۳) محض  
پانی جو سامان لوک کو دیا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ روحانی منفعت وراثت تعین  
کرنے کے لئے اس اسکول کی رُو سے ہی نہیں دیکھی جاتی ہے جبکہ اس  
اسکول کے کتب میں کسی خاص سلسلہ کو متعلق کوئی ذکر نہ ہو تو قرابت قریب  
اور محبت و الفت فطری پر وراثت کے تعین کے لئے لحاظ کیا جاتا  
ہے جیسا کہ دیمانیثور اور دوسرے شارحین قدیم کا اُصول ہے اصل شرعاً

پتریکش کے زمانہ کا ہو کر تا ہے۔ جو شرادہ تیرہویں پر کیا جاتا ہے  
 (یعنی وفات کے تیرہویں روز) وہ ایسا اہم نہیں ہوتا ہے۔  
 متاکشرا۔ اس خیال کی رو سے پنڈ کی نوعیت یا تعداد سے وراثت  
 تعین نہیں ہوتی بلکہ قرابت قریب پر لحاظ کیا جاتا ہے۔ مذہبی اصول پر  
 دعویداروں کے استحقاق معلوم کرنے کے لیے غور نہیں کیا جاتا ہے  
 بلکہ یہ معلوم کرنے کے لیے غور کیا جاتا ہے کہ دو درناؤ میں سے کون  
 قریب تر ہے۔ گوترج سپنڈ ہمیشہ بند ہو پر ترجیح پاتے ہیں۔  
 گوترج سپنڈ۔ بند ہو۔ سپنڈ دو الفاظ کا مرکب ہے۔ سہ و پنڈ۔ سہ کے  
 معنی وہی اور پنڈ کے معنی جسم۔ یہہ رشتہ داری خون ایک ہونے  
 پر مبنی ہے۔ مگر دایا بہاگ کی رو سے پنڈ دینے کی قابلیت پر۔ متاکشرا کی  
 رو سے سپنڈ میں حسب ذیل اشخاص آتے ہیں۔ (۱) رشتہ داران چوتھوں  
 سے چھ درجہ اوپر اور چھ درجہ نیچے ہون اور نو کورسل میں ہون اور  
 ایسے ہم جدی بھی جو چھ درجہ تک کی قرابت رکھتے ہوں۔ (۲) متوفی  
 سے پانچ پشت اوپر کے ناہنالی مورث یعنی مان اور اس کے تین پدری  
 مورث اور ان مورثان کے پانچ پشت تک کی اولاد۔ سپنڈ ہونے کیلئے  
 متوفی کے ساتھ رشتہ ایسا ہونا چاہیے کہ متوفی بھی اس کا سپنڈ ہو خواہ  
 بالراست یا بہ توسط باپ یا نداد یا بہاگ کی رو سے یہہ اصطلاح چار پشت  
 کے قرابت داروں پر محدود ہے۔ یعنی میت اور اس کے تین عمین  
 ماقبل کے پدری مورث۔ مگر یہہ وراثت کے اغراض کے لیے ہے  
 شادی کے اغراض کے لیے آپس میں پدری رشتہ دار سات درجہ تک  
 کے اور ماوری رشتہ دار پانچ درجہ تک کے شامل ہیں۔

ہو دھیانہ۔ پڑدادا۔ ولدا۔ باپ۔ خود اور اخیانی بہائی جبکہ مان باب کی ہم درجہ ہو۔ اس کا بیٹا۔ پوتا اور پوتے کا بیٹا یہ سب ایک پنڈ میں حصہ پاتے ہیں۔ رشتی سپنڈ ان کو کہتے ہیں جن کا تعلق پنڈ سے ہو۔ جن کو پنڈ کے ٹکڑے ملتے ہیں وہ سکلیہ کہلاتے ہیں یعنی دور کے رشتہ دار جو خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ جبکہ ذکور کے اولاد نرینہ ہو تو جائداد نہیں ملنی چاہیے۔ سپنڈ موجود نہ ہونے پر گرو جلیہ یا بروہت جائداد پائیں گے اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو بادشاہ وقت کو ملے گی۔

وشٹسٹ۔ دید و نہیں یہ تحریر ہے کہ سپنڈ کی قرابت سات پشت تک جلتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شادی شدہ آناٹ کے لیے تین پشت تک جلتی ہے۔

سپنڈ رشتہ داروں کی تقسیم حسب ذیل کی جا سکتی ہے۔

(الف) گوت راج یعنی ایسے ورثاء جو بلا توسط آناٹ قرابت رکھتی

ہوں اور ذکور نسل میں سے ہوں۔

(ب) بہن گوت راج یا بندہو۔ ایسے سپنڈ ہیں جن کا تعلق بتوسط

آناٹ ہوتا ہے۔

تمام رشتہ دار چھ پشت تک کے جن کو قرابت خون ہو سہ اپنی

بیٹیوں کے ایک دوسرے کے سپنڈ کہلاتے ہیں۔ اگر دو سوزیادہ

آناٹ سے توسط ہو تو سپنڈ قرابت قائم نہ ہوگی۔ قریب تر سپنڈ

بعید سپنڈ کو محروم کرتا ہے۔





گوترج سپنڈ۔ سے مراد ایسے سپنڈ ہیں جو ایک ہی گوتر کے ہون یعنی کوئی اُناٹ درمیان میں نہ آئے ہوں۔ ایک شخص دوسرے کا گوترج اُس وقت کہلاتا ہے جبکہ وہ اور متوفی راست و کورنل میں ایک ہی ذکور مورث کی اولاد میں ہوں۔ اصطلاح میں وہ تمام ذکور اولاد جو سات پشت میں ہوں شامل ہیں اور نیز وہ تمام ذکور ہم جدی رشتہ جو کسی سات پشت تک والے مورث اعلیٰ کے سات پشت میں ہوں اس میں اُن کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ بہتی میں گوترج سپنڈ کی بیویاں ایسے شوہر کی قائم مقام ہوتی ہیں اور جائداد حاصل کرنی ہیں اور اُن کی حیثیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ اُن کے شوہر کی ہوتی ہے اگر وہ زندہ ہوتے۔ دوسرے گوترج سپنڈ ترکہ بالمراس پاتے ہیں نہ کہ بالاصول بلکہ گوترج سپنڈ کے سلسلہ میں اُناٹ ذکور بھی موجود ہیں محروم الورث ہوتی ہیں بشرطیکہ ذکور اتنے ہی درجہ تک کے قریبی ہوں جو گوترج سپنڈ کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں بلکہ بند ہو۔ ان سے مراد ایسے رشتہ دار ہیں جن کا تعلق دوسرے خاندان سے ہوتا ہے اور قرابت توسط اُناٹ ہوتی ہے بشرطیکہ چھ درجہ تک کی قرابت ہو۔ حسب ذیل قسم کے بند ہوہوتے ہیں۔

(الف) آتما بند ہو یعنی وہ جو خود متوفی کے عزیز ہوں۔ اس میں وہ رشتہ دار شامل ہیں جن سے تعلق خاندان کی بیٹیوں کے توسط سے ہوتا ہے۔

(ب) سہیلی بند ہو جن کا تعلق متوفی کے باپ سے ہو۔  
 (ج) ماترخی بند ہو جن کا تعلق متوفی کی ماں کے ذریعہ سے ہو۔  
 ایک اور تقسیم بند ہو کی گئی ہے وہ یہ ہے (۱) بند ہو بجانب باپ  
 اور (۲) بند ہو بجانب ماں۔ ایسے ذکور رشتہ دار جن سے متوفی یا  
 متوفی کے عین مورث پدری نانا۔ پڑنا نانا اور سکاڑا نانا کا رشتہ رکھتے ہوں  
 بند ہو بجانب باپ کہلاتے ہیں۔ نیران مین میت کی ماں کے مامون۔  
 مامون زاد بھائی اور ماسی زاد بھائی شریک ہیں۔ بند ہو بجانب ماں مین  
 (دلت) میت کے نانا۔ پڑنا نانا۔ سکاڑا نانا (ب) وہ تمام ذکور جن کے  
 میت کے متذکرہ بالاتین نانہیلی مورث باپ ہوں یا ان کی ماں کے  
 باپ۔ دادا یا پرداد مامون اور (ج) میت کی ماں کے مامون۔ مامون زاد  
 بھائی اور ماسی زاد بھائی شریک ہیں۔ مگر دایا بھاگ کی رو سے بند ہو  
 (ب) از قسم اول و بند ہو (ج) از قسم (۲) شریک نہیں ہیں۔ دایا بھا  
 کی رو سے بند ہو یا تصرف باپ کی طرف کے یا صرف ماں کی طرف کے  
 ہوتے ہیں۔ اول الذکر سے مراد وہ بند ہو ہیں جو اپنے نانہیلی مورثان  
 کو پنڈ پانی و بنے کے مستحق ہوتے ہیں اور یہ نانہیلی مورث میت  
 کے پدری مورث ہوتے ہیں۔ تھیل۔ بہن کا بیٹا اور پوتی کا بیٹا۔  
 آخر الذکر بند ہو سے مراد وہ قرابت دار ہیں جو مالک کی ماں کے تین  
 درجہ تک پدری مورث ہوں اور وہ تمام اشخاص جو مالک کے ان  
 عینون مورثوں میں سے کسی کو پنڈ پانی دیتے ہوں خواہ اس لیے  
 کہ یہ مورث خود اس کے ہوں یا ان کی ماں کے ہوں۔  
 بند ہو نمبر (۱) وراثت۔ بنگال میں وہ گوتراج پنڈ کے ساتھ وراثت

ہو جائے نہیں۔ لیکن متاکثر کی رو سے وہ اس وقت تک وارث نہیں ہوئے جب تک کہ ایک ساناؤ دیک باقی ہو۔ اگر مختلف قسم کے بند ہو ہوں تو آٹھا بند ہو کو پدری بند ہو پر اور پدری بند ہو کو مادری بند ہو پر ترجیح ہوگی اور اگر دونوں مساوی درجہ کے قرابت دار ہوں تو باپ کی طرف کے بند ہو کو مان کی طرف کے بند ہو پر ترجیح ہوگی۔ اگر سب ایک ہی قسم کے بند ہو ہوں اور سب باپ ہی کی طرف کے یا مان ہی کے طرف کے ہوں اور مساوی درجہ کے قرابت دار ہوں تو وہ دعویٰ درجہ اول مورث کے بائیں صرف ایک اثاثہ کا تعلق ہو اس بند ہو پر مرجع ہوگا جس کا رشتہ اصل شاخ سے دو اثاثہ سے ہو یہ دوسرا شاستر کا یہ اصل اصول ہے کہ قریبی شاخ دور کی شاخ کو محروم کرتی ہے۔ مگر جب کہ کسی بند ہو کی قرابت کم اثاثہ کے توسط سے ہو تو اگرچہ کہ وہ دور کی شاخ کا ہو تاہم وہ ایسے بند ہو پر مرجع ہوگا جو شاخ کے لحاظ سے قریب کا ہو مگر زیادہ اثاثہ کے توسط سے قرابت رکھتا ہو یہ متاکثر کی رو سے بند ہو کی تشریح حسب ذیل کی جاتی ہے۔

(۱) باپ کی بہن کا بیٹا۔ مان کی بہن کا بیٹا۔ مان کے بہائی کا بیٹا۔  
(۲) دادا کی بہن کا بیٹا۔ دادوی کی بہن کا بیٹا۔ دادی کے بہائی کا

بیٹا۔

(۳) نانا کی بہن کا بیٹا۔ نانی کی بہن کا بیٹا۔ نانی کے بہائی کا بیٹا۔

میں کو کہا۔ بند ہوں کی وراثت کے متعلق متاکثر اسے متعلق ہے یہ

کہیں تحریر نہیں ہے اور نہ یہ مطلب اخذ کیا جاتا ہے کہ جن بندہوں کے نام مذکور ہیں اُن کو ایسے بندہ ہو پر جن کے نام مذکور نہیں ہیں ترجیح حاصل ہے۔ مثلاً مامون - اگرچہ فہرست متا کشر امین مامون کا ذکر نہیں ہے تاہم وہ بندہ ہو ہے اور مستوفی کے باپ کی بیوی کے بیٹوں پر اسے ترجیح ہے۔ مان کا علاقہ بہائی بھی بندہ ہو ہے۔ حقیقی بہائی کے بعد اس کا حق ہے مگر اور دور کے رشتہ داروں پر مرجع ہو گا۔ مامون کو حق وراثت خالص کے بیٹے پر مرجع حاصل ہے۔

نظائر

۱) متبنی باپ کی بہائی کا نواسہ باپ کی طرف سے بندہ ہو ہے اور اُسکو متبنی مان کی بہن کے بیٹے پر جو مان کی طرف سے بندہ ہو ہے ترجیح حاصل ہے۔

۲) بیوی کی بیٹی کا بیٹا بندہ ہو ہے۔

۳) خالہ کا بیٹا آتما بندہ ہو ہے اور اس لئے اُسے دادا کی بہن کے

بیٹے پر جو بہتری بندہ ہو ہے ترجیح ہے۔

۴) باپ کی علاقہ بہن کو مان کے بہائی پر ترجیح ہے۔ اس لئے

کہ دونوں درجہ میں برابر ہیں اور ایسی صورت میں باپ کی طرف کے

۵۷ مدراس ۲۰۵ - ۲۰۵

۵۷ مدراس لاہور ۲۰۳ - ۲۰۳

۵۷ بمبئی ۵۹ - ۱۱۳ - ۲۵ کلکتہ ۲۵ - ۲۵ بمبئی ۳۱ (پریوی کونسل) - ۱۱۳

۵۷ مدراس ۱۹۳ - ۲۰ مدراس ۳۲۲ - ۱۹ بمبئی ۶۳۱ - ۱۹

۵۷ بمبئی ۲۵۳ - ۹ بمبئی لاہور ۱۱۲۳ - ۱۱۲۳

رشتہ داروں کو ترجیح ہو اگر تہی ہے یہ

(۵) پہونپی کی بیٹی کا بیٹا آتما بند ہو ہے اور اس لیے دادا کی بہن کے بیٹے پر جو بہتری بند ہو ہے ترجیح حاصل ہے یہ

(۶) نواسے کے بیٹے کو نواسی کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ نواسی کے بیٹے بند ہو میں ہے

(۷) بہانچی کا بیٹا۔ باپ کی پہونپی کا پوتا ہے۔ چچا کی بیٹی کا بیٹا ہے۔ پوتری ہے۔ نواسی ہے۔ نواسی کا بیٹا ہے۔ بیٹی کے پوتے ہے۔ ہامون کے پوتے ہے۔ یہ سب ہی بند ہو تسلیم کئے گئے ہیں۔

سکلیہ اور سما نو دک۔ متا کشر اکی رو سے سکلیہ پنڈ ہن شرک ہن لیکن حجت دائن سکلیہ تین پدری مورث پر دادا کے بعد کے شامل کرتا ہے یعنی پنڈ کے بعد او پر اور نیچے تین درجہ تک کے قرابت دار سکلیہ ہیں ان کو پنڈ کا حصہ ملتا ہے۔ سما نو دک وہ رشتہ دار ہیں جو سکلیہ کے بعد سات درجہ تک میں آتی ہوں۔ بعض مقنین کا خیال ہے کہ اس میں وہ تمام مورث شامل ہیں جن کا نشان مل سکتا ہے۔ ان رشتہ داروں کو صرف پانی ملتا ہے۔ متا کشر اکی رو سے سما نو دک بمقابلہ بند ہو قریب تر عزیز

۲۹۵۷ء در اس ۱۱۵۔

۲۶ بیٹی ۷۱۔

۷۷۷۷ء الہ آباد لاہور ۷۷۷۷ (۱۹۱۷ء)۔

۳۰۵۳ء در اس ۲۰۶۔

۱۲۵۷ء در اس ۱۵۰۔

۶۵۷۷ء گلٹہ ۱۱۹۔

۲۰ بیٹی

۲۶۷۷ء گلٹہ ۲۸۳۔

۱۶۷۷ء در اس ۱۲۸۔ ۱۷۷۷ء الہ آباد ۲۵۴۔ ۱۸۷۷ء الہ آباد ۵۳۳۔ ۱۹۷۷ء در اس ۶۹۔



کمانی۔ ایسے کمانی جو بیہی میں سکونت پذیر ہیں معاملات وراثت میں  
سیوکھا اور متاکشرا کے تابع ہیں۔ لیکن جب ان دونوں کثب میں اختلاف  
ہو تو میوکھا واجب التعمیل ہوتا ہے۔

محرم الورثی۔ اصول۔ عام اصول جن پر حق وراثت مبنی ہے یہ ہیں  
کہ وارث کو اس غرض سے دولت ملتی ہے کہ وہ متوفی مالک کی روح کو  
سنتقت پہنچا سکے۔ میں صاحب کی رائے ہے کہ چونکہ اصول وراثت  
یہی ہے کہ جائداد وارث کو اس غرض سے ملے کہ وہ متوفی کو مصائب  
داممی سے رہائی دلا سکے۔ اس لیے جو شخص ضروری مراسم انجام دینے  
کے قابل نہ ہو وراثت حاصل کرنے کے لائق نہیں ہو سکتا۔ حجت و آئین  
اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اصول وراثت وصول اُجرت ہے۔ کیونکہ  
حاصل کرنے والے کا فرض ہے کہ اُن سورتوں کو جن کی جائداد اس کو  
ملی ہے پنڈ اور پانی دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قوانین دہرم شاستر  
کا جزو اہم مذہب ہے۔ لیکن دنیوی اغراض بھی بنائے قانون ہو سکتی  
ہیں۔

متاکشرا میں حسب ذیل وجوہات ناقابلیت کے درج ہیں۔  
عین خارج الذات اور اس کی اولاد لنگڑا۔ باگل اور بیوقوف۔ اندھا  
اور ایسا شخص جو ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جن سے صحت حاصل ہونا  
ناممکن ہو۔ اور دوسرے اشخاص جو ایسی ہی کسی ناقابلیت میں مبتلا  
ہوں مثلاً کسی نے سنیا س لے لیا ہو۔ جو اپنے باپ کا دشمن ہو۔

گو نگاہ بہرہ یا کسی عضو سے معذور ہو۔ اتنے اشخاص وراثت حاصل کرنے سے محروم کئے گئے ہیں۔

منوہ۔ بیٹھے اور خارج الذات۔ پیدائشی اندھے اور بہرے۔ پاگل بیوقوف۔ گو نگاہ اور ایسے اشخاص جن کا کوئی عضو بیکار ہو گیا ہو وراثت میں حصہ پانے سے محروم ہیں۔ لیکن وراثت کا فرض ہے کہ ان سب کو کہا نا کہ پتر ان کی حیات تک حتی الوسع دے۔ وہ جو ان کو کچھ نہیں دیتا ہی بلا شک سسر کے ملک میں ڈوب جاتا ہے۔

نارو۔ وہ جو اپنے باپ کا دشمن ہو۔ جو مرتبہ میں ذیل ہو گیا ہو اور وہ جسکو اس کے عزیزوں نے ذات باہر کر دیا ہو۔ اگر چیکہ متوفی کی صلیبی اولاد ہو وراثت نہ ہو گا۔

گو تخم۔ برہمن کا مار ڈالنے والا۔ منشی اشیا کا پیسنے والا۔ گرد کی بیوی کو خراب کرنے والا۔ وہ جس نے اپنی ماں اور باپ کے چو پشت کی قرابت عورتوں سے شادی کی ہو۔ وہ جو برہمن کا سونا چرائے۔ منکر خدا۔ وہ جو متواتر افعال بیجا سرزد کرے۔ وہ جو ایسے اشخاص کو جنہوں نے ذات باہر ہونے کے لائق جرم کیا ہو اپنے سے علیحدہ نہ کرے اور وہ جو بے گناہ عزیزوں کو بہول جائے خارج الذات ہو جاتے ہیں۔ بیوقوف اور بیٹھے کی پرورش لازمی ہے۔ بیوقوف شخص کی ذکور اولاد کو اس کے باپ کا حصہ ملتا ہے۔

ناقابلیت یا تو انسان کے عمل سے یا اس کی قدرتی حالت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر قدرتی حالت سے محض یہ صورتی مراد نہیں ہے۔

وجوہات محروم الورثی۔ (۱) اندھا۔ بہرہ۔ گو نگاہ۔ یہ نقص پیدائشی



ہونے چاہئین۔ اور ایسے ہونے چاہئین کہ ان کی صحت ناممکن ہو ورنہ  
محروم اورنی کا باعث نہ ہوں گے یہ  
محض یہ امر کہ نقص ناقابل رفع ہے کافی نہیں ہوتا ہے  
(۴) نامزد ہونا۔

(۵) برص یعنی کوڑھ یا ایسی ہی کوئی دوسری متفرد ناقابل صحت بیماری  
ہو۔ جب اس بیمار پر کسی کو محروم کرنا ہو تو یہ ثابت ہونا چاہیے کہ  
قبل تقسیم وہ اس عارضہ میں مبتلا تھا۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہونا چاہیے کہ  
وہ ناقابل علاج ہے اور بہت ہی سخت ہے۔ مثلاً سپھکتا ہو گیا  
اگر یہ مرض معمولی ہو تو وہ مانع وراثت نہیں ہے یہ اگر یہ مرض جائداد  
حاصل ہونے کے بعد پیدا ہو تو پھر وہ شخص محروم نہیں ہو سکتا۔ برص سیاہ  
شکین قسم میں داخل ہے۔

(۶) لنگڑا ہونا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کی ٹانگ بالکل  
بیکار ہو گئی ہو محض یہ امر کہ وہ بہت کم چلنے کے قابل ہے اس کو  
لنگڑا بنانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ علاوہ اس کے یہ سقم پیدا  
ہونا چاہیے۔

(۷) بدکاری۔ یہ بھی ایک وجہ محروم اورنی کی ہے مگر راضیت

۱۵۱ بیٹی ۱۷۷-۸ کلکتہ ۱۹۹-۱ بیٹی ۵۵۷-۳ بیٹی ۵۵۱-

۱۴۵ بیٹا لارپور ٹر ۲۷۳- ۱۵۳ بیٹی ۵۵۴-۵ بیٹی ہائیکورٹ ۱۴۵-

۱۹۵۳ مر اس ۷۴-۴ کلکتہ لاجرل ۳۲۳ ۶۵۳ سدرینڈ کیلی رپورٹ ۶۸-

۲۶۵ مر اس ۱۴۳-

پر انجٹ ہسی نقص رفع ہو سکتا ہے۔ اور اس نتیجے کے لئے محض سرسری اور عام شہادت مدعی کے اطوار کے متعلق کافی نہ ہوگی۔ شہادت سے عادتاً بدسلوکی کرنا یا کینہ و خصومت کے ساتھ اظہار عداوت ثابت کرنا جائز ورنہ عدالت مدعی کو اس کے باپ کا دشمن نہ قرار دیگی اور نہ وہ محرم الوراثت ہوگا۔

بیرہ ہستی۔ اگر نیک صفات لڑکے موجود ہوں تو بدکار لڑکے کو وراثت نہ ملنی چاہیے۔ کیونکہ منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ وہ بہائی جو عادتاً بدکار ہوں اپنا حق وراثت زائل کر دیتے ہیں۔

دشمنو۔ وہ لوگ جنہوں نے وہ تکالیف برداشت کئے ہیں جو جہنم میں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور رینگتے جانور کی مدارج زندگی سے گزر چکے ہوں۔ ان پر انسانی جامہ میں بھی غیر عفو شدہ گناہ کے نشانات پائے جاتے ہیں عظیم گناہگار کے کوڑہٹکتا ہے۔ شراب پیئے والے کے دانت سیاہ ہوتے ہیں جو اپنے گرد کے زمانہ کو خراب کرتا ہے اس کے اعضائے تناسل صحیح حالت میں نہیں ہوتے۔

خارج الذات۔ مثلاً اگر ایسا شخص جو ذات باہر ہو وراثت سے محروم ہوتا ہے۔ لیکن برٹش انڈیا میں قانون ایکٹ نمبر ۱۸۵۷ء

کے نفاذ سے یہ وجہ محروم المورث کی باقی نہیں رہ گئی ہے۔ ممالک

محرومہ سرکار نظام میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں ہے اور نہ کوئی عدالت

فیصلہ اب تک اس کے خلاف یا موافق ہوا ہے۔ محض تنزلی سے جبکہ ذات سے خارج نہ کیا گیا ہو حقوق ملکیت پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا ہے

قانون مذکور میں یہ تحریر ہے کہ ایسا قانون یا رسم جسکی بنیاد پر ذات باہر ہونے کی وجہ سے کوئی شخص وراثت سے محروم ہوتا ہو منسوخ العمل ہوگا اسلئے یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ قانون مذکور سے صرف اسی شخص کی حفاظت کی گئی ہے جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو یا ذات باہر ہو گیا ہو یا اولاد کی بھی۔ یہم تجویز ہوتی ہے کہ ایسے شخص کی اولاد کے حقوق بھی قانون مذکور سے محفوظ رہیں۔ کلکتہ ہائیکورٹ نے حال کے ایک مقدمہ میں اگر خلاف تجویز کی ہے۔ در اس میں یہم تجویز ہوتی ہے کہ بیوہ جو ذات میں شامل ہو ایسے شوہر کی وارث نہیں ہو سکتی جو لا ولد مرا ہو اور جس نے مذہب تبدیل کر دیا ہو۔ کیونکہ توبہ نہ کرنے کی وجہ سے شادی منسوخ ہوگی۔ سنا نکمہ۔ ایسے شخص کا حق وراثت پنڈ اور پانی زائل ہو جاتا ہے جو باضابطہ طریقہ سے تنزل کیا گیا ہو۔

برہم پران۔ تنزل شدہ اشخاص کا نہ کر یہ کرم ہونا چاہیے نہ ہون اؤ نہ ان کی ہڈی جمع کرنی چاہیے۔

(۹) بے عصمتی۔ اگر بیوہ وراثت کے وقت بے عصمت ہو تو وہ

محروم ہوگی۔ لیکن بے عصمتی مابعد وجہ محرومیت نہیں ہے۔ مان بہن اور بیٹی کے حقوق متاکثر کی رو سے بوجہ بے عصمتی زائل نہیں ہوتے

۱۱۱۱ آباد ۱۰۰۰۔

۵۲ کلکتہ ۸۷۱۔

۸۵ مدر اس ۱۶۴۔

۱۳ بنگال لارپورٹر۔

لیکن دایا بہاگ کی رو سے زائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن بے عصمتی کسی عورت کو اپنے اثاث قرابت و اردن کی جائداد کو بطور استری دہن حاصل کرنے میں مانع وراثت نہیں ہے بلکہ بمقدمہ پاروتی ہائی بنام بہو کو مندرجہ ۳۴ بمبئی ہائیکورٹ صفحہ ۲۵۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ جبکہ ایک مرتبہ بیوہ کو وراثت حاصل ہو جائے تو سپرد اس حق سے کسی وجہ سے محروم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ بے عصمتی مابعد وجہ محرومیت ہو سکتی ہے۔ نیز اس کے کہ ایسی بے عصمتی اس کی تترلی کا باعث ہوئی ہو مگر محض ذات باہر کیا جانا کافی نہیں ہے۔ پر پوی کونسل نے بھی بمقدمہ کیری کوئی کننی بنام منی رام مندرجہ ۳۶ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۷۷ تجویز بالا سے اتفاق کیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بیوہ کا حق وراثت اس عام قاعدہ وراثت میں مستثنیٰ ہے جس کی رو سے کسی ہندو کا حق وراثت کسی وجہ مابعد سے بھی زائل نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر یہ غور کے قابل ہو کہ صرف حق حاصل ہونا کافی قرار دیا گیا ہو فی الواقع قبضہ حاصل ہونا لازمی نہیں ہے بلکہ کسی عورت کا بے عصمت ہونے کی وجہ سے برادری میں تترل ہو جانا قانوناً ہیہ معنی نہیں رکھتا ہے کہ اس کا تعلق اس کے خاوند کے خاندان کے ارکان سے منقطع ہو گیا۔ پس اس کی وفات کے بعد اگر قریبی غریزہ موجود نہ ہوں تو علاقائی میٹا اس کی جائداد کا

۱۷۴ بمبئی ۱۰۳۔ ۲۲ کلکتہ ۳۴۷۔ ۳ کلکتہ ۵۵۰۔ ۲۶ مدراس ۵۰۹۔ ۳۱ مدراس ۱۰۰۔

۵ مدراس ۱۴۹۔ ۳۱ بمبئی ۴۹۵۔ ۷۱ آباد لاجرل ۸۰۔ ۳۲ آباد ۱۳۵۔

۱۵ بمبئی ۹۵۹۔ ۵ کلکتہ ۷۷۶۔

۲۰ کلکتہ ۵۲۱۔

۲۵ آباد ۱۵۰۔ ۱۲ آباد ۱۷۱۔

وارث ہو گا۔

(۱۰) سنیاسی یعنی وہ شخص جو تارک الدنیا ہو گیا ہو۔

وسیلہ۔ ایسے اشخاص جو دوسرے آشرم کو اختیار کر لین حصوں سے محروم کئے گئے ہیں۔ اس سے اشارہ سدا برہم چاری تارک الدنیا اور فقیر مراد ہے یعنی وہ جو گرجہست آشرم کے سوائے دوسرے کوئی آشرم اختیار کر لین۔

(۱۱) مکرر ازدواج بیوہ۔ اُن اقوام میں بھی جہان کہ ازدواج مکرر دواجاً جائز رکھا گیا ہے اور نیز وہ جہان کہ ایکٹ ۱۵ باب ۱۵۷ء نافذ ہے۔ ایسی بیوہ کا حق جو مکرر ازدواج کر کے نازل ہو جاتا ہے لیکن حقوق آمدنہ نازل نہیں ہوتے۔

(۱۲) خطبہ مادبو انگلی۔ جنحوط الحواس سے ایسا شخص مراد ہے جسکی ذہنی حالت خراب ہو گئی ہو یعنی وہ جو صحیح اور غیر صحیح میں تمیز نہ کر سکتا ہو۔ یہہ نقص عموماً پیدائشی ہوا کرتا ہے۔

دیوانہ سے مراد ایسا شخص ہے جو مختلف قسم کی دماغی بیماریوں میں مبتلا ہو اور اسوجہ سے اُس کا دماغ پہر گیا ہو۔ پس کس درجہ کا خلل دماغ تابع وراثت ہونے کے لئے ثابت ہونا چاہیے ایک سوال ہے۔ ایک پُرانے مقدمہ میں در اس ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ ناقابلیت کے لئے یہہ لازمی نہیں ہے کہ وہ ایسی دماغی تاریکی ہو کہ اس

ذرا بھی عقل کا وجود نہ پایا جاتا ہو۔ اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شخص ایسا غیر صحیح اور کمزور دماغ کا ہو کہ اپنے کام اور معمولی کاروبار زندگی کو انجام نہ دے سکتا ہو۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ ہم کو اس اصطلاح کی سخت تعبیر کرنی چاہیے اور اس قاعدہ دہرم شاستہ کا نفاذ نہ محض بطور الحواس اور دیوانہ اشخاص وراثت سے محروم ہو گئے۔ صرف اُن صورتوں میں کرنا چاہیے جبکہ واضح ترین اور اطمینان بخش ثبوت اس امر کا موجود ہو کہ فی الواقع ایسے علامات موجود ہیں کہ جن سے دیوانگی متصور کیجا سکتی ہے۔ محض کمزور عقل کا ہونا دیوانگی کی دلیل نہیں ہے بلکہ فالتج کیوجہ سے کسی شخص کی زبان بیکار ہو گئی ہو اور اسوجہ سے دماغ میں خلل آگیا ہو تو یہہ کوئی وجہ محرومیت کی نہیں ہے بلکہ ہمیں ہائی کورٹ کا یہہ خیال ہو کہ دیوانگی پیدائشی ہوئی چاہیے بلکہ مگر الہ آباد اور بنگال میں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ محض بوقت وراثت دماغ میں خلل ہونا کافی ہے۔ گو خلل پیدائشی نہ ہو بلخصوص خدمت شہیت کے لیے۔ بہر کیف اتنا ہی کافی ہے کہ بوقت وراثت کسی شخص کے دماغ میں خلل ہو اور یہہ امر کہ وہ قابل صحت تھا یا نہیں کسی طرح موثر نہیں ہو سکتا ہے بلکہ لیکن جبکہ کسی رکن خاندان مشترکہ کو ایک مرتبہ جائداد حاصل ہو گئی ہو تو بعد کو محض بطور الحواس

۱۵۲ کلکتہ ۱۱۱ (پریوی کونسل)۔ ۲۳

۱۵۲ ایسی ۱۷۷

۲۵۲ کلکتہ ۸۶۳۔ ۱۵ الہ آباد ۵۰۹۔ ۲۸

۱۵۲ الہ آباد ۵۳۰

۱۵۲ الہ آباد ۳۶۹

۱۵۲ کلکتہ لا جرنل ۳۶۸

۱۵۲ الہ آباد ۲۴۷

ہو جانے سے وہ حق ساقط نہیں ہو جاتا یہ محبوظ الحواس آدمی اپنے حصہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ محبوظ الحواس باپ جائداد خاندان مشترک کے دلا پائے گا دعویٰ نہیں کر سکتا یہ محبوظ الحواس اپنی جائداد کا قابض رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے یہ

ہلاکت۔ اگر مان اپنے بیٹے کے قتل میں شریک رہی ہو تو وہ اُس کی جائداد کی وارث نہیں ہو سکتی یہ ایسا شخص جو کسی کو ہلاک کرنے کے بعد وارث ہوتا ہو اپنے اس ناجائز فعل سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہ کسی ناقابل ہندو کی بیوی یا بیوہ محض اس وجہ سے محروم وارث نہیں ہوتی کہ اُس کا خاوند ناقابل ہے بشرطیکہ اُس میں کوئی نقص نہ ہو۔ محض یہ امر کہ اس کو اپنے شوہر کے ذریعہ وراثت حاصل ہوتی ہے قابل لحاظ نہ ہو گا یہ

ناقابلیت کی نوعیت اور اُس کا اثر۔ ناقابلیت محض ذاتی ہوتی ہے۔ اُس کا اثر صرف یہ ہوتا ہے کہ اُس سے بعد کے وراثت قائم مقام ہوں گویا کہ ناقابل شخص کا وجود ہی نہ تھا۔ مگر یہ ناقابلیت ناقابل شخص کی صحیح النسب اولاد سے متعلق نہیں ہو سکتی۔ دوسری نوعیت یہ ہے کہ جب ایک بار وراثت حاصل ہو جائے تو پھر اس ناقابلیت کی وجہ سے محرومیت نہیں ہوتی۔ جبکہ کوئی شخص جائداد کا وارث ہو گیا تو وہ

۱۸۸۷ء آباد ۲۴۷- ۱۵ مئی ۱۷۷۷ء کلکتہ ۹۱۹- ۲۳ کلکتہ ۸۶۴-

۱۷۷۷ء سدر لینڈ ویکی رپورٹر ۵۸۵- ۳۱ دسمبر ۱۷۷۷- ۱۰۰-

۱۷۷۷ء دسمبر ۵۹۱- ۳۲ مئی ۲۷۵-

محض اسی وجہ سے محروم نہیں ہو سکتا کہ بعد ازان کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہو جو منع وراثت ہے۔ یہ ناقابل شخص اگرچہ وارث نہیں رہتا تاہم جائداد خاندانی سے پرورش کا مستحق ہوتا ہے۔ اُس کے متبنی بیٹے اور بیویان بھی پرورش کی مستحق ہیں۔

یاجنا و لک۔ ذات باہر اور اُس کا بیٹا۔ عنین۔ لنگڑا۔ فاجر العقل۔ پاگل۔ پیدائشی اندھا اور ایسا شخص جو کسی ناقابل صحت بیماری میں مبتلا ہو۔ اُس کی پرورش لازمی ہے۔ لیکن اُن کے بیٹے خواہ وہ صلیبی ہوں یا کسی رشتہ دار کے پیدا کئے ہوئے ہوں حصہ لے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی کسی ناقابلیت میں مبتلا نہ ہوں۔

بودھاسن۔ ایسے اشخاص جو معاشرت کرنے کی قابلیت نہ رکھتے ہوں۔ اندھے۔ مجبوظ الحواس۔ بدکار یا جن کو ناقابل صحت مرض ہو۔ ان سب کو درناؤ کا فرض ہے کہ کہانا اور کپڑا دیں۔

منو۔ اگر تقسیم کے بعد علاج یا دوسرے ذرائع سے اُن کو قابلیت پر حال ہو جائے تو اُس وقت اُس شخص کو تقسیم کے بعد پیدا ہونے والے لڑکے کی طرح حصہ ملیگا۔

ولیشٹ۔ لیکن ایسے تمام اشخاص کی جو حصہ پانے سے محروم ہو گئے ہوں اُن کی بقیہ زندگی بہر پرورش ہونی چاہیے۔ لیکن یہ مناسب ہے کہ عقل مند آدمی کو اُن سب کو کہانا کپڑا حق المقدور دینا چاہیے کیونکہ جو نہیں دیتا ہے وہ ذات باہر خیال کیا جائے گا۔ اگر منہجر اور دوسرے



اشخاص کسی وقت شادی کرنے کی خواہش کریں اور اگر سچے کی بیوی جائز طرح سے مقرر کئے ہوئے شخص سے اولاد پیدا کرانے تو ایسا بیٹا اور اس کی اولاد وارث ہونے کے قابل نہوں گے۔ لیکن بے گناہ بیٹے ایسے شخص کی اولاد بھی جو جوہات بالاسے محروم الوراث قرار پایا ہو حصہ پائیں گے۔

ناقابلیت رفع نہونے کا اثر۔ اگر کسی شخص کی ناقابلیت رفع ہونے سے وہ وارث ہو سکتا ہے۔ تاہم وہ جائداد ایسے شخص سے نہیں لے سکتا جو بوقت وراثت اس کے ناقابل ہونے کی وجہ سے وارث ہو گیا تھا۔ جب ایک بار حقیقت حاصل ہو جائے تو ناقابلیت رفع ہونے سے حقیقت زائل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ دہرم شاستر کی رو سے جائداد معلق نہیں رہ سکتی۔ یہی ہائیکورٹ نے صراحتاً یہ تجویز کی ہے کہ بعد کو نقص رفع ہو جانے سے ایسا شخص محروم نہیں ہو سکتا جس کا استحقاق بوقت موجودگی نقص بہتر تھا اگرچہ بعد رفع نقص کم ہو گیا ہو۔ لیکن بدراس ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ ناقابل شخص کا بیٹا ایسے شخص کو محروم کر سکتا ہے جس کو حق پسماندگی جائداد حاصل ہوئی ہو۔ اگر کوئی شخص بوجہ نقص وراثت سے محروم ہو گیا ہو اور جائداد وارث مابعد کو حاصل ہو تو محروم شدہ وارث کے بعد کو بیٹا پیدا ہونے سے دوسرے کی محصلہ حقیقت زائل نہیں ہو سکتی تھ

عام اصول وراثت - متاکثر - قانون وراثت کا اطلاق تین صورتوں میں ہوتا ہے۔ (۱) جب جائیداد کسی شخص کے قبضہ میں بلا اشتراک غیرے کا ملا ہو اور یہ وہ شکل ہے جبکہ جائیداد خاندان مشترکہ بعد تقسیم مختلف ارکان کے جداگانہ قبضہ میں ہو (۲) جبکہ جائیداد کسی ایک رکن کی سوت ہو اور وہ اسے بطور جائیداد کسوپہ علیحدہ رکھے اگرچہ دوسری جائیداد کے متعلق وہ دوسرے ارکان سے مشترک ہو (۳) جب دوسرے سب ارکان فوت ہو گئے ہوں اور جملہ جائیداد شخص متوفی کے قبضہ میں آگئی ہو اور وہ اکیلا پسماندہ ہو (۴) قانون پسماندگی کا اطلاق اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ خاندان مشترکہ کے ارکان مشترکاً سکونت رکھتے ہوں اور قابض جائیداد ہوں (۵) قانون دایا بہاگ کی رو سے اصول پسماندگی خاندان مشترکہ کی صورت سے بھی متعلق نہیں ہوتا ہے اور صرف قاعدہ وراثت ہر قسم جائیداد سے متعلق ہوتا ہے (۶)

بشرط خاص مجاز ہے کہ اپنے استحقاق وراثت سے دست بردار ہو جائے لیکن قانون وراثت یا طریقہ حصول جائیداد میں اس طرح ترمیم نہیں کی جاسکتی کہ میوہ کو مشترکہ جائیداد متوفی کے بھائی پر برخلاف دہرم شاستر ترجیح دیا سکے (۷) اگر کوئی شخص اپنے حق تواریث کے متعلق کوئی اقرارنامہ

۹۵۴ مورزا ندین اپریل ۵۴۳ھ

۱۹-۲۲-۱۹۵۴

۵۳ اندراس بائیکورٹ ۴۱۲-۲۰۰ دیگی رورٹر ۱۹۷۷

۵۴ ۳ مئی ۱۵۱- سر داد بکا ری صفحہ ۴۱۷- ۱۵۵ کلکتہ ۲۱۵

۵۵ ۴ اندراس ۴۹۹- ۹ کلکتہ ۹۵۲- ۹۵۸- ۳ مئی ۵۴

تحریر کر دے تو اس کی پابندی ایسے اشخاص پر نہیں ہو سکتی جو بوقت موت وراثت قرار پاویں۔ یہ امر قابل نوٹ کرنے کے ہے کہ متاثر شدہ او دیا یا بہا ہر دو کی رو سے وراثت موجودہ عین وراثت مابعد کے حق میں اچھی قیمت سے دست بردار ہو سکتا ہے۔ ایسا نوشتہ جسکی رو سے ایک جدید طریقہ وراثت ظہور میں آتا ہو اور تمام وراثت سبجکٹ راستہ ذکر وراثت کے محروم ہوتے ہوں دوسرے شاستر کے خلاف ہے اور اس لیے کالعدم ہے۔

تبادلہ حکومت سے یا بغرض انتظام مملکت تبدیلی رقبہ سے عام قواعد دوسرے شاستر میں فرق نہیں آتا ہے۔ یہ فاضل مصنف راج کمار سرواڈیکار صاحب نے تحریر کیا ہے کہ تمام قانون وراثت ہنود یا جنادک کر حسب ذیل دو عبارت پر مبنی ہونا کہا جاسکتا ہے۔

۱۔ ان ۲ ایٹون میں ہر ایک ترتیب سے وراثت ہوتا ہے اور ماقبل کی عدم موجودگی میں پسند دیتا ہے (یا جنادک باب ۲ صفحہ ۱۳۵)۔

(۲) بیوی بیٹیاں۔ والدین۔ بھائی اور ان کے بیٹے۔ گوتیج۔ ہندو۔ شاگرد اور ہم سبق۔ پہلے کی عدم موجودگی میں اس کے بعد والا ایسے شخص کا وراثت ہوتا ہے جو ذکور اولاد چھوڑے بغیر فوت ہو گیا ہو۔ (یا جنادک باب ۲-۱۳۶-۱۳۷) قانون وراثت ہنود "مولفہ سرواڈیکار" صاحب صفحہ ۵۶۳۔ ان کتب میں دس قسم کے وراثت مذکور ہیں۔

(۱) بیٹے۔ (۲) بیوگان۔ (۳) بیٹیاں اور ان کے بیٹے۔

(۴) والدین۔ (۵) بھائی۔ (۶) بھائی کے بیٹے۔ (۷) گوتیج۔ (۸) بھتیج۔  
(۹) شہ گرو۔ (۱۰) ہم سبق۔

## باب دوازدہم

### ترتیب وراثہ

مقررہ سلسلہ وراثت خاندان منقسمہ۔ وراثت خاندان مشترکہ  
ایسے شریک کے وراثہ جن کا اشتراک مکرر ہوا ہو۔ سدا برہم چارہ

سنیاسی۔

دھرم شاستر میں وراثت کی غرض کے لیے متوفی یا اصل مالک جائیداد  
کی قدرتی یا قانونی نشان پر غور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل ترتیب وراثہ کی  
ہے۔

(۱) منقسمہ اہل خاندان (وہبکت گربہت) کی وراثت کی ترتیب۔

دایا بھگ

شاکشرا

(۱) اولاد یعنی بیٹا۔ پوتا اور پوتہ۔ (۱) ایضاً

(۲) بیوی

(۳) بیٹیاں

(۴) نواسہ

(۵) والدین (باب

۵) والدین (باب

میں کہہا کی روستے باپ کو مان پر ترجیح ہے۔

(۶) بھائی (۶) ایضاً

(۷) بھتیجے (۷) ایضاً

(۸) دادا دوی اور ان کی (۸) بھائی کے پوتے۔ دادا دوی

ذکور اولاد تین پشت تک کے (۹) ایضاً

یعنی چچا۔ چچا کے بیٹے وغیرہ۔

تین درجہ سے نیچے کی اولاد

دور کے گوترج ہوتے ہیں۔

بھئی مین دادی کے بعد ہیں

آتی ہے۔

(۹) پڑدادا اور ان کی اولاد

تین درجہ تک کے مثلاً باپ کر

چچا وغیرہ۔

(۱۰) سات پشت تک کے

مورث جدی اور تین پشت

تک کی ان کی اولاد۔

(۱۱) سمانووک۔

(۱۱) مان کے رشتہ دار مثلاً مامون

اور وہ لوگ جو پانی دیتے ہیں۔

(۱۲) بندہ ہو (۱۲) بندہ ہو

(۱۳) گرو (۱۳) گرو

(۱۴) سکھ (۱۴) سکھ

(۱۵) سمانووک (۱۵) سمانووک

(۱۴) جیلا

(۱۴) بندہ ہو

(الف) آتما بندہ ہو

(ب) پتری بندہ ہو

(ج) ماتری بندہ ہو

مگر دایا بھاگ کی رو سے بندہ وراثت  
متذکرہ بالا کے ساتھ بھی قرابت قریبہ  
کے لحاظ سے وارث ہو سکتے ہیں۔

(۱۵) گرو

(۱۵) ہم مکتب

(۱۶) جیلا

(۱۶) آچاری

(۱۷) ایک ہی گوتروالے اشخاص۔

(۱۷) بادشاہ

(۱۸) آچاری

(۱۹) بادشاہ۔ مجر اس حالت کے

جسکے مالک جائیداد ہیں۔

منو۔ نہ بھائی نہ باپ نہ مان بلکہ اولاد اگر زندہ ہو یا ان کی ذکور اولاد متوفی  
کے ورثا نہیں۔ لیکن اس شخص کی جائیداد جس کے نہ بیٹا ہو نہ بیوی نہ  
بیٹی باپ وراثتاً لے گا اور اگر نہ باپ ہو اور نہ مان ہو تو بھائی لیں گے۔  
بیٹا۔ پوتا اور پڑپوتے کو مالک متوفی کی جائیداد پر بہتر حق حاصل ہے۔ گو کہ  
پوتے اور پڑپوتے پسماندہ باپ یا دادا سے پشت کے لحاظ سے دور  
کے ہوتے ہیں۔

یاجنا واک۔ اس میں ایسے شخص کی دولت کی وراثت جو علحدہ رہے ہو  
اور مکرر مشترک کی حالت میں نہ آکر فوت ہو گیا ہو بطریق ذیل بیان کی گئی  
ہے۔

ایسے شخص کی جس کے کوئی اولاد نہ ہو بیوی۔ بیٹیاں۔ مان باپ

بہائی اور ان کی اولاد ہم جدی، مادری رشتہ دار، چیلہ اور ہم مکتب میں  
 ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے کی صورت میں دوسرے کو جائداد  
 ملتی ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق تمام اشخاص اور اقوام پر ہے۔  
 وشتو۔ ایک شخص کی دولت جسکو کوئی اولاد نہ ہو اس کی بیوی کو  
 ملتی ہے۔ بیوی نہ ہونے کی صورت میں اس کی بیٹی کو اور وہ بھی  
 نہ ہو تو نواسہ کو اور اگر نواسہ بھی نہ ہو تو باپ کو۔ یہ بھی نہ ہوں تو بہائی  
 کو اور اگر بہائی مر گیا ہو تو بھتیجی کو۔ ان سب کی عدم موجودگی میں  
 قریب تر رشتہ دار کو۔ ان کے نہ ہونے کی صورت میں ایسے شخص کو  
 جسکی ابتداء نسل ایک ہو۔ یہ بھی نہ ہوں تو ہم مکتب کو۔ ہم مکتب  
 نہ ہونے کی صورت میں بادشاہ کو۔ پھر اس صورت کے جبکہ جائداد  
 برہمن کی ہو۔ انہیں قواعد کا اطلاق آناٹا کی ایسی جائداد پر ہوتا ہے  
 جو استری دھن نہ ہو۔ ذکر بند ہو مثلاً باپ کی بہن کے متبنی بیٹے کو  
 مدر اس میں آناٹا وارث عودی پر مثلاً بیٹی کی بیٹی پر ترجیح ہے۔  
 اگرچہ کہ وہ پشت میں قریب ہو۔ اب میں ان رتار کے متعلق تفصیلی  
 بیان تحریر کرتا ہوں۔

۱۱) اولاد۔ اس لفظ میں بیٹے۔ پوتے۔ پڑپوتے جو صحیح النسب  
 ہوں یا متبنی ہوں شامل ہیں۔ متبنی ایٹا صلبی بیٹے کا قائم مقام اور اسکو  
 مساوی ہوا کرتا ہے۔ صلبی بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اس کو اپنے  
 باپ کی کامل جائداد ملتی ہے۔ اگر بعد کو صلبی بیٹا پیدا ہو جائے تو متبنی

بیٹے کو صرف ایک جزو ملتا ہے یہی مین اسٹریٹ صلیبی فرزند کا ایک ربح ملتا ہے۔ شودرون مین اسٹریٹ کو صلیبی فرزند کے مساوی حصہ ملتا ہے۔ تقسیم شدہ بیٹا۔ اگر بیٹا اپنے باپ کی زندگی میں ہی اس سے علیحدہ ہو جائے تو اس کو حق وراثت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کوئی غیر منقسمہ بیٹا موجود نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی غیر منقسمہ بیٹا موجود نہ ہو تو دوسرے ورثہ پر اسے ترجیح ہونی چاہیے۔ حتیٰ کہ ماں کو بھی اس کی مقابلہ میں حق حاصل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیٹے کا حق از قسم ایرتی بندہ ہے یعنی راست ہے اور اس کے لیے کوئی روک نہیں ہے۔ یہ آخری ذکور قابض کے منقسمہ بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتوں کو اس کی غیر مشترکہ جائداد کی وراثت کے متعلق وہی حقوق حاصل ہیں جو مشترکہ خاندان کی جائداد کی صورت میں ہوتے ہیں۔ ہر دو صورتوں میں حق قائم مقامی موجود ہوتا ہے۔ منقسمہ بیٹا اس اصول کی بناء پر کہ دور کے سپنڈ قریبی سپنڈ کی وجہ سے محروم پوتے ہیں۔ منقسمہ بیٹے کو مورث کی منقسمہ جائداد کی وراثت سے محروم نہیں کر سکتا۔

بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا۔ اگر بیٹا کسی بدل کے عوض مین اپنے باپ کی جائداد سے بعد اپنے حصہ کے دست بردار ہو جائے اور اقرار کرے کہ اس کے بعد پھر اس کا دعویٰ نہ کرے گا۔

۳۲۵۴ مدراس ۳۶۶-۲۲ بیٹی ۱۰۱-۲

۱۰۰ بیٹی ۱۰۰-

۲۵۴ مدراس ۱۸۲-خ ۲۲ بیٹی ۱۱۱-

۳۴۸ مدراس ۱۸۲-خ ۳۰ مدراس ۳۴۸-

۳۰ مدراس ۳۴۸-



تو اس سے بیٹے کی حقیقت زائل نہیں ہوتی۔ اس کا اثر صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ باپ کو جائداد منتقل کرنے کے متعلق کامل حقوق حاصل ہو جائیں۔ لیکن اگر باپ انتقال کے قبل ہی فوت ہو جائے تو بیٹے کو دوسرے ورثہ پر ترجیح ہوگی۔ یہ متنبی بیٹا بھی اپنی شان کو نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ اپنی جائداد سے دست بردار ہو جائے تو اس کی حیثیت منقسمہ بیٹے کی طرح ہو جائے گی۔

یا جنا و لک - بیٹے - پوتے یا پڑپوتے کے توسط سے باپ یا بزرگ کو دوسری دنیا میں آرام اور بہشت ملتا ہے۔

منو - بیٹے کی وجہ سے آدمی کو تمام آدمیوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ پوتے سے اس کو حکمتی ملتی ہے اور اس پوتے کے بیٹے کی وجہ سے وہ دوسری دنیا (مرگ لوک) کو پہنچتا ہے۔ سب سے بڑے بیٹے کو چاہیے کہ قبل تقسیم جملہ میراث کا انتظام رکھے۔

بودھائن - تیسری پشت میں ذکر اولاد ہوتے ہوئے باپ کی ملکیت انہیں کو ملنی چاہیے۔

مان کے گریہ کر م - بیٹے کا فرض ہے خواہ اس کو مان کی جائداد ملی ہو یا نہ ملی ہو کہ اپنی مان کی سجنیہ و تکفین کرے۔ ایسے اخراجات کا بار جو عمل میں آئے ہوں بیٹے کی جائداد پر ہوا کرتا ہے۔ یہ طریقہ تقسیم - تقسیم دو طرح سے ہوتی ہے۔ بالراس یا بلحاظ اصول الاول سے مطلب یہ ہے کہ ورثہ میں تقسیم بلحاظ تعداد نفر عمل میں آدے گی۔

اور آخر الذکر سے مراد یہ ہے کہ حصہ تقسیم کے وقت اصول کے لحاظ سے دیا جائے گا نہ کہ فروع کی تعداد سے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر تمام ورثاء ایک ہی قسم سے ہوں مثلاً بیٹے۔ پوتے وغیرہ یا جبکہ پوتے مختلف بیٹوں سے بھی ہوں یا تمام پڑپوتے ہوں تقسیم بالراس ہوگی اور ایسی تقسیم میں وارث کا حصہ تعداد گروہ اور ہر ایک گروہ کے اشخاص کی تعداد پر منحصر ہوتا ہے۔ دہرم شاستر کی رو سے حق قائم مقامی صرف پڑپوتے تک ہے۔ واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ جبکہ متوفی کے بزرگوں میں تقسیم ہوتی ہو تو تقسیم لحاظ اصول ہونی چاہئے۔ لیکن اس قاعدہ کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہوتا جہاں کہ کتاب میں اس قاعدہ کو مستعمل کرنے کے متعلق واضح طور پر احکام نہ ہوں۔ اس طرح دور کے گو ترجیح پسند صرف بالراس حصہ پاتے ہیں۔

یا جنبا واک۔ ایسے شرکار میں جو مختلف باپ کی اولاد ہوں حصہ باپ کے لحاظ سے دیا جائے گا۔

حق کلامیت۔ دہرم شاستر میں ایسا کوئی حق تسلیم نہیں کیا گیا ہے لیکن بعض زمیندار یون اور دیگر ناقابل تقسیم جائداد کے معاملہ میں سب سے بڑا ذکور خواہ نسل سے ہو یا ہم جدی ہو تنہا وارث تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر عام طور سے اس سوال کا جواب کہ آیا جائداد عام قاعدہ وراثت کے تابع ہے یا حق کلامیت کا اطلاق ہوگا یہ مقدمہ کے خاص حالات پر منحصر ہے۔ ایسا حق ان صورتوں میں بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے جبکہ

جائداد از قسم راج نہ ہو بشرطیکہ خاندانی رواج ثابت ہو جہاں کہ کلا نیت  
مروج ہوتی ہے بیوی ثانی سے جو اولاد بیوی اولیٰ کی اولاد سے پہلے  
پیدا ہوتی ہے وراثت میں حق مروج رکھتی ہے یہ

غیر صحیح النسب اولاد۔ تین اعلیٰ اقوام میں غیر صحیح النسب فرزند دارش  
نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے خلاف کوئی رواج مقامی ثابت نہ کیا جا  
اس کو صرف حق پرورش حاصل ہے۔ یہ بھی اس کی ذات تک محدود ہے  
غیر صحیح النسب بیٹے کے بیٹے پرورش کے بھی مستحق نہیں ہوتے ہیں۔  
اور نہ غیر صحیح النسب بیٹیاں وارث ہو سکتی ہیں یہ لیکن شودرون میں  
غیر صحیح النسب بیٹے کو حق وراثت حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ نیت عمل  
کے خلاف نہ ظاہر ہو۔ اگر وہ وارث ہوتا ہے تو اسکا حق صحیح النسب  
بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے۔ شودر کی غیر صحیح النسب بیٹی کو معاملات وراثت  
میں منقسمہ بہائی کے بیٹے پر ترجیح حاصل نہیں ہے یہ

داسی پتر کی تعریف۔ بیٹی ہائی کورٹ کی رؤسے اس لفظ سے ایسی  
داشتہ سے پیدا ہوتی اولاد مراد ہے جو شودر ہو اور اس کا تعلق سلسلہ  
اور ناجائز نہ ہو مگر یہ لازم ہے کہ وہ زنا کاری سے پیدا نہ ہوا ہو۔  
اور الہ آباد ہائیکورٹ اس رائے سے متفق ہیں کہ کلکتہ ہائی کورٹ نے

۱۷۲ کلکتہ ۶۵۷ س ۱۲ الہ آباد ۳۲۰- ۱۵۱ بمبئی ۹۷- ۲۳ بمبئی ۲۵۷-

۱۸۵۵ بمبئی

۱۲۲ الہ آباد ۷۹۱-

۱۵۱ بمبئی ۳۷۷- ۲۸ کلکتہ ۱۹۴- خ ۱۰۱ مدراس ۳۳۴-

۱۰۵۱ بمبئی لارپورٹر ۳۶۶-

۷۵ مدراس ۴۰۷- ۱۸ کلکتہ ۱۵۱- ۱۹ کلکتہ ۹۱- ۱۸ الہ آباد ۳۸۷- خ ۲۸ کلکتہ ۱۹۴-

مٹا کٹر اور وایا بہاگ کی رو سے پہلے کیا ہے کہ داسی پتر سے مراد ایسا غیر صحیح النسب بیٹا ہے جسکی مان لونڈی نہ ہو بلکہ مرثہ داشتہ ہو۔ ایسی اولاد جو شور و عورت سے اسوقت پیدا ہو جبکہ وہ بیوہ ہو چکی ہو اور ازواج مکرر اس قوم میں رائج نہ ہو صحیح النسب نہیں کہلاتی تھی اور اس لیے وہ چریت غیر صحیح النسب بیٹا ہونیکی وراثت سے محروم ہے۔ غیر صحیح النسب بیٹا کم از کم اُن لوگوں کے مقابلہ میں ثان و ثلثہ کا مستحق ایسی جائداد سے ہوتا ہے جنہوں نے اپنے باپ کی جائداد چریت پس ماندہ حاصل کی ہو۔ یہ غیر صحیح النسب فرزند شور و دن میں بیوہ کی موجودگی سے محروم نہیں ہو جاتا ہے۔

داسی پتر کا حصہ۔ در اس ہائیکورٹ کی رو سے اس کو تقسیم کے دعو میں صحیح النسب بیٹے کے مساوی حصہ ملیگا بغیر طیکہ باپ کی خواہش ہو کہ وہ اس طرح مشترک مستفید ہوئے لیکن دوسرے ہائیکورٹ کی رو سے صحیح النسب بیٹے کو غیر صحیح النسب بیٹے کا دو گنا حصہ ملتا ہے۔ لیکن صحیح النسب بیٹا نہ موجود ہونے کی صورت میں بھی وہ پوری جائداد نہیں پاسکتا۔ اگر بیوہ بیٹی یا لڑکا موجود ہوں بیوہ اور بیٹی کے موجود ہونیکی صورت میں نصف بیوہ پائیکی۔ اگر بیوہ اور غیر صحیح النسب فرزند ہوں تو

۷۷۔ در اس لٹائنس ۱۳۱۔

۱۹ ٹکنٹہ ۹۱۔ ۲۸ ٹکنٹہ ۲۰۰۔

۷۷۔ ۲۰۔ در اس لاجنل ۳۵۰۔

۷۷۔ ۲۰۔ در اس لاجنل ۳۵۹۔

۷۷۔ ۳۳۔ در اس ۱۰۔

نصف بیوہ پانچگی اور نصف غیر صحیح النسب بیٹا یا غیر صحیح النسب بیٹا صرف  
 باپ کی مکسوب جائداد کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور صورتوں میں اسکو صرف  
 بشرح مناسب گزارہ کا حق حاصل ہے۔ یہ دربارہ اس کے کہ غیر صحیح النسب  
 بیٹے ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں اور غیر صحیح النسب  
 بیٹا صحیح النسب بیٹے یا دوسرے ہم جدی رشتہ داروں کا وارث  
 ہو سکتا ہے یا نہیں قاعدہ یہ ہے کہ صحیح النسب اولاد کے مانند یہ بھی  
 آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں مگر صحیح النسب  
 بیٹے یا ہم جدی رشتہ داروں کے وارث نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر  
 صحیح النسب اور غیر صحیح النسب بیٹے مشترک رہتے ہوں تو صحیح النسب  
 بیٹا اولاد فوت ہو چکی صورت میں غیر صحیح النسب بیٹے صحیح النسب بیٹوں  
 کی جائداد کے وارث ہوں گے۔ اور یہی حال اس صورت میں ہوگا  
 جبکہ بیوہ بھی موجود ہو۔ شو درون میں صحیح النسب بیٹے کی اولاد کے  
 ساتھ غیر صحیح النسب بیٹے کی اولاد وارث ہوتی ہے۔ ایک مقدمہ  
 میں یہ طے ہوا ہے کہ اگر برہمن بنیا قوم کی بیوہ کو گھر رکھے ہو اور اس  
 اولاد بھی ہوئی ہو تو اس کی جائداد کا مالک بہائی کے مقابلہ میں اسکی  
 اولاد ہوگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کی ایک خاص صورت

۱۲۵۱ بمبئی ۲۱۵-۱۰۱۱ اس ۳۳۲-۲۸ اس ۵۵۷

۲۲۹

۱۲۵۲ اس ۳۲۱-۷۵ اس ۴۰۲-۱۲۱ اس آباد ۹۹-۲۵

۱۲۵۳ اس ۳۲۱

۱۲۵۴ بمبئی لارڈ پٹر ۲۰۲-۳۵ بمبئی ۳۷۱-۸۱ کلکتہ ۱۵۱-خ ۲۸ کلکتہ ۱۹۳

۱۲۵۵ اس ۱۳۱ اس آباد ۵۳۷

۱۲۵۶ بمبئی لارڈ پٹر ۸۰۹

تھی یعنی یہ کہ برہمن ذات باہر کر دیا گیا تھا اور اس کے بہائی چھٹیت  
 وراثت و عویدار تھے شامل ذات تھے۔ اس لیے یہ قاعدہ عام نہیں  
 کہا جاسکتا۔ شو درون میں بھی یہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر جائداد ازسم  
 وطن ہو تو غیر صحیح النسب فرزند صحیح النسب ہم جدی وراثت کے مقابلہ  
 میں ہم جدی رشتہ داروں کی وراثت میں ترجیح نہ پائے گا۔ اگر شادی  
 عورت بغیر طلاق حاصل کئے ہوئے گوسائین کے پاس رہے تو اس سے  
 جو اولاد بزمانہ نہ پیداہوگی اسے باپ کی جائداد میں وراثت کوئی حق حاصل  
 نہ ہوگا۔

منو۔ ایسا بیٹا جو بیچ ذات میں کسی مرد کو اپنی لونڈی سے پیدا ہو یا اپنے  
 لڑکے کی لونڈی سے پیدا ہو تو وہ اولاد بہ اجازت وراثت میں حصہ نہ لے  
 ہے۔ برہمن چھتری یا ویش کے اگر بیچ ذات سے اولاد ہو تو اس کو  
 جائداد سے کوئی حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وہ نیک روش نہ رہے اور نہ  
 دوسرے بیٹوں کی شرکت میں اسے کوئی حصہ ملیگا جب تک کہ اس کی  
 مان کی شادی جائز طور پر نہ ہوئی ہو۔ جو کچھ اس کا باپ دے وہ اس کا  
 حصہ ہو جائیگا۔

یا جتا و لک۔ ایسا بیٹا جو بیچ ذات کے کسی آدمی کو اس کی لونڈی  
 سے پیدا ہوا اپنے باپ کے استر ضاع سے حصہ پاسکتا ہے یا باپ  
 کی وفات کے بعد بہائیوں کو نصف حصہ دینا ہوگا۔ اگر اس کے کوئی  
 بہائی نہ ہو تو اس کو تمام جائداد ملیگی بجز اس کے کہ نواسہ بھی موجود ہو۔

گوئیم۔ شودر عورت سے پیدا شدہ بیٹے اگر کوئی صحیح النسب اولاد نہ ہو  
 اور وہ چلے کی طرح اطاعت گزار ہو اپنی پرورش کے لیے گزارہ پائیگا  
 سائیکہ اور لکھت۔ شودر عورت سے پیدا ہوا بیٹا پدری جائداد نہیں  
 پاتا۔ جو کچھ اس کا باپ دیر سے وہی اس کا حصہ ہو جائیگا۔  
 بیوہ۔ اگر ستونی کے بیٹا۔ پوتا یا پڑ پوتا خواہ منقسمہ یا غیر منقسمہ موجود  
 نہ ہوں تو اس کی جائداد حین حیات بیوہ کو ملتی ہے اور اگر ایک سے  
 زیادہ ہوں تو ان کو وہ جائداد مشترکاً حاصل ہوتی ہے یا مساوی حصہ  
 میں اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو حق پسماندگی حاصل  
 ہوگا یعنی متاکثر کی رو سے بیوہ کو اپنے شوہر کی جائداد وراثتاً اس وقت  
 ملتی ہے جبکہ وہ اپنے شوہر کے منقسم ہو کر فوت ہوا ہو یا جب تمام  
 جائداد اس کے شوہر کو تمامی دیگر شراک کی وفات کی وجہ سے حاصل ہو  
 اگر اس کا شوہر بعد تقسیم علیحدہ نہ ہوا ہو تو وہ صرف گزارہ کی مستحق ہوگی  
 یعنی جس طرح کہ اولاد ہونے کی صورت میں اس کو حق حاصل ہوتا ہے  
 لیکن دایا بہاگ کی رو سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں بلا لحاظ  
 انقسام یا اشتراک کے بیوہ اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوتی  
 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دایا بہاگ میں اصول پسماندگی تسلیم  
 نہیں کیا گیا ہے بلکہ اشتراک کی حالت میں بھی ایک شتم کی علیحدگی مقصود  
 ہوتی ہے۔ جبکہ ایک سے زیادہ بیو امین ہوں تو ان سب کو مشترکاً

حقیقت حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی صرف محدود حقیقت ہوتی ہے بلا شک  
خاوند کی جائیداد کا کوئی جز و کسی پسماندہ بیوہ کی زندگی میں دوسرے  
ورثاء کو نہیں ملتا ہے بلکہ اگر بیواؤں نے آپس میں یہ انتظام  
کیا ہو کہ ہر ایک اپنے اپنے حصہ سے مستفید ہو تو ایسی صورت میں  
یہ کوئی جائیداد اس طرح منتقل نہیں کر سکتی جس سے دوسری بیوہ  
یا دیگر ورثاء کے حقوق تلف ہوں بلکہ یہ بیوہ کو متاکثر کی رو سے حق  
حاصل ہے کہ آپس میں تقسیم کرے اور اس طرح علیحدہ علیحدہ حصہ سے  
مستفید ہو اور ان کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ اپنا حصہ کسی کو منتقل  
کر دے یا بیع کر ڈالے بلکہ اگر ایسا انتقال صرف اس کی حیات تک  
جائز ہوگا اور بعد اس کی وفات کے جائیداد پسماندہ بیوہ کو ملے گی۔ یہ  
واقعات کہ ان میں سے کسی ایک کو پیشا تھا جس کا انتقال ہو گیا یا بیٹی  
موجود ہے یا یہ کہ بیوہ کلان ہے غیر موثر ہیں سب کو مساوی حصہ  
ملے گا۔ یہ بیوہ کلان مشترکہ جائیداد کو دوسری بیوہ کی اجازت کے  
بغیر منتقل نہیں کر سکتی اگرچہ کوئی ضرورت بھی درپیش ہو بلکہ وہ ایسے  
انتقال سے صرف اپنا حصہ حیات حق منتقل کر سکتی ہے مگر ازواج  
جسے اس کا حق وراثت زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا اثر صرف  
حقوق موجودہ پر ہوگا نہ کہ حقوق آئندہ پر جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۱۱ مورزا ندین اپریل ۱۹۰۶ء - ۱۲ آباد ۱۵۰۵ء - ۱۳ آباد ۱۵۰۲ء - ۱۴ آباد ۱۵۰۲ء

۱۵ آباد ۱۵۰۹ء - ۱۶ آباد ۱۵۰۹ء - ۱۷ آباد ۱۵۰۹ء - ۱۸ آباد ۱۵۰۹ء

۱۹ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۰ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۱ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۲ آباد ۱۵۰۹ء

۲۳ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۴ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۵ آباد ۱۵۰۹ء - ۲۶ آباد ۱۵۰۹ء



بے عصمتی مانع وراثت صرف اُس وقت میں ہے جبکہ وہ وراثت کے وقت بے عصمت ہو۔

(۱) کاتیان - ایسی لادلد بیوہ کو جو اپنی مالک کا بستر پاک رکھ کر اور مستقل طور سے احتیاط رکھے جائداد سے اپنی وفات تک استفادہ ہو سکے گی اور اُس کے بعد ورثاء پائیں گے۔

(۲) بیوی اگر بے عصمت نہ ہو شوہر کی جائداد پاتی ہے اگر تا سبب شرمناک یا ناپاک افعال کی متکب قرار پائے تو ایسی حالت میں وہ استری دین کی مستحق نہیں ہوتی ہے۔ بیوہ کے اس استحقاق کی بنیاد یہ ہے کہ وہ متوفی خاوند کی (ارد ہاگنی) نصف جسم ہوا کرتی ہے اور اُس پر بیٹوں کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو روحانی منفعت اُس کی وفات کے بعد پہنچا سکتی ہیں۔ خاوند اس کے بیٹے اپنی پیدائش ہی کے زمانہ سے منفعت نکور پہنچانے کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف اپنے شوہر کی جائداد کی وارث ہوتی ہے بجز بھئی کے جہاں گو ترجیح پسند کی بیوہ بھی اپنے شوہر کی قائم مقام ہوتی ہیں۔

برہمچاری - کتاب مقدس قانون اور احکام اور رواج عام میں بیوی کو عقلمند بنانے خاوند کا آدھا جسم بتلایا ہے اور اس طرح وہ نیک اور بد ہر قسم کے افعال کے نتائج میں شریک ہوتی ہے۔ ایسے شخص کا آدھا جسم قائم رہتا ہے جسکی بیوی نہ مر گئی ہو اور اس لیے اُس کی

جائداد دوسرا کون شخص لے سکتا ہے۔ اگر چیکہ دور کے عزیز باب اور ان اخیا فی بہائی زندہ ہوں تاہم وہ جولا دہ مرا ہوا اُس کی بیوی اُسکا حصہ پائیگی۔

کاتیان شوہر کی وفات کے بعد ایسی بیوہ جسے خاندان کی عزت قائم رکھی ہو اپنے شوہر کا حصہ حین حیات پائیگی۔ مگر اُس کو اُس جائداد میں حق زمین یا سہ یا بیع کا حاصل نہیں ہوتا ہے۔  
میسو کہا۔ لیکن بیوی جو ایسے بد افعال کی مرتکب ہو جس سے اُس شوہر کو نقصان پہنچتا ہو اور جو نامناسب کام کرتی ہو اور جس نے اپنے مرد کے بستر کے ساتھ بیوفائی کی ہو علیحدہ جائداد پانے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔

عہا بھارت۔ محض استفادہ ایسا ثمرہ بتلا یا گیا ہے جو بیوی کو اپنی مالکون کو ترکہ سے ملتا ہے کسی صورت میں ان کو اپنے خاوندوں کی جائداد تلف نہ کرنا چاہیئے۔

بیٹیان۔ بیٹے پوتے پڑپوتے اور بیوہ کی عدم موجودگی میں باب کی جائداد بیٹی کو ملتی ہے۔ جبکہ ایک ہی قسم کی چند بیٹیاں ہوں تو ان سب کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ اگر چیکہ آخری قابض بیٹی کی سوتیلی ماں ہو تاہم اُس کی وفات کے بعد بیٹی کو حق حاصل ہوتا ہے۔ اُس صورت میں جبکہ ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں کس اصول پر بیٹیوں میں تقسیم ہونی چاہیئے اس کے متعلق مختلف رائے ہیں جس کا ذکر آئندہ کیا جاتا ہے۔

بیٹی کے حق کی بنیاد۔ اُس کے حق کی بنیاد قرابت بتائی گئی ہے

اور اس کے متعلق مختلف سرتیوں میں مختلف وجوہ بیان کئے گئے ہیں چنانچہ  
متو نے لکھا ہے کہ وہ اس وجہ سے وارث بنائی گئی ہے کہ باپ کے  
پتر چچا پتر کی مان ہے۔ نارو اس بناء پر وارث قرار دیتے ہیں کہ اس سے  
اس کے باپ کی نسل قائم رہتی ہے۔ برہمپتی اس وجہ سے کہ بیٹے کے  
مانند اس کا وجود بھی عضو جسمانی سے ہے۔ دایا بہاگ کی رو سے وہ اس وجہ  
سے وارث ہے کہ اس کا بیٹا مورث کو روحانی منفعت پہنچاتا ہے۔

بے عصمتی کا اثر۔ تاکثر کی رو سے بے عصمتی بیٹی کو باپ کی جائداد  
پانے سے محروم نہیں کر سکتی بلکہ دایا بہاگ کی رو سے بے عصمتی بیٹی  
وارث نہیں ہو سکتی یہ وہ وجوہات ناقابایت جو مذکور کی وراثت کے مانع  
ہیں اس کو ہی محروم کرتی ہیں۔

اگر کوئی ہندو عورت اپنے شوہر سے طلاق لیے بغیر مسلمان ہو جائے  
اور کسی مسلمان سے شادی کر لے اور شادی سے بیٹے ہوں تو ایسی صورتیں  
ایسی اولاد غیر صحیح النسب ہوگی اور وہ بے عصمتی تصور ہوگی اور اسلئے  
دایا بہاگ کی رو سے اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہوگی یہ  
نوعیت حقیقت۔ تاکثر اگرچہ اس کی رو سے اس کو صرف محدود  
حق حاصل ہوتا ہے اور اس سے ایک جدید نسل ورنثار نہیں بنتی ہے اسکی

۱۷۵ بی بی ۱-۱۱ الہ آباد ۲۶-۳۰ کلکتہ ۵۲۱-۲۲ کلکتہ ۳۴-۳۷ خ ۵۵۰۔

۱۷۵ ۲۲ کلکتہ ۳۴-۳۰ کلکتہ ۵۲۱-۲۲ کلکتہ ۸۷۱-۲۶ مدراس ۵۰۹۔

۱۷۵ ۲ بی بی ہائیکورٹ ۵-۲ الہ آباد ۵۶۱-۶ بی بی ہائیکورٹ ۱۸۳۔

۱۷۵ ۳۲ کلکتہ ۸۷۱۔ ۱۷۵ ۲۵ مدراس ۷۷۸ (ریپروی کونسل)۔

وفات کے بعد اُس کی پسماندہ بیٹیاں وارث ہوتی ہیں لیکن احاطہ بھئی میں بیٹی کو باپ کی جائداد میں حقیقت کامل حاصل ہوتی ہے۔ اُسکی وفات کے بعد جائداد اُسی کی نسل میں رہتی ہے نہ کہ اُس کے باپ کے ورثہ کا حقدار ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ پسماندہ بیٹیاں بھی مستحق نہیں قرار پاتیں۔ بیٹیوں کی رُو سے اُس کو نہ صرف حقیقت کامل حاصل ہوتی ہے بلکہ ایک جداگانہ حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ بیٹی کی رُو سے ایسی صورت میں اُن کی حقیقت مشترکہ نہیں خیال کیجاتی ہے۔ اگر وہ چاہے تو ذریعہ وصیت منتقل کر سکتی ہے بشرطیکہ اُس کو کوئی ذکور اولاد نہ ہو۔ برابر میں بھی بیٹی کو باپ کی جائداد میں کامل حقیقت حاصل ہوتی ہے اور بیٹی کے قاعدہ پر عمل ہوتا ہے۔ بیوہ اور بیٹی اپنے حق مقدم سے نواسہ کے لیے دست بردار ہو سکتی ہے۔ دایا بہاگ کی رُو سے اُن کو محدود حق ملتا ہے اور وہ آپس میں مضامحت کر کے وارث عودی کا حق زائل نہیں کر سکتے۔ غیر صحیح النسب بیٹیوں کو حق وراثت حاصل نہیں ہے۔ لیکن وہ اپنی ماں کی جائداد پاسکتی ہیں۔ ترتیب ترجیح۔ بنگالہ میں نجات روحانی وجہ ترجیح ہوا کرتی ہے۔ اسلامی

۱۔ بیٹی ہائیکورٹ ۱۳۰- ۵ بیٹی ۶۶۲- ۲۱ بیٹی ۶۶۶- ۷ بیٹی ۱۵۵-

۲۔ ۱۵ بیٹی ۵۵- ۴ بیٹی لارپورٹر ۴۸- ۳ بیٹی ۸۵- ۹ بیٹی لارپورٹر ۱۲۹-

۳۔ ۱۴ بیٹی ۶۱۲- ۳ بیٹی ۱۷۱- ۵ بیٹی ۶۶۰- ۱۵ بیٹی ۲۰۶-

۴۔ ۵ ناگپور لارپورٹر ۱۳- ۲۹ پنجاب ویکلی رپورٹر ۱۱۲- ۶-

۵۔ ۲۴ گفٹہ ۳۴۲- ۳۲ بیٹی ۵۶۲-

۶۔ ۲۱ مدر اس ۴۰-

بیوہ یا باسج یا ایسی بیٹیان جن سے بچہ بیٹی کی اولاد کے میثا تولد ہونے کی امید نہ ہو محرم الورث قرار دی گئی ہیں۔ متاکثر کی رو سے دنیوی حیثیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس لئے غیر شادی شدہ دختران کو شادی شدہ بیٹیوں پر ترجیح ہے۔ اور شادی شدہ دختران میں امیر پر غریب کو ترجیح ہے۔ بیٹے کا ہونا یا باسج کا ہونا قابل لحاظ نہیں ہے۔ مہتلا کی رو سے ایسا کوئی فرق جائز نہیں رکھا گیا ہے۔ مگر اس قدر خیال کی رو سے طے ہو گیا ہے کہ غیر شادی شدہ دختر کو شادی شدہ دختر پر ترجیح ہے۔ کہنئی میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ اگرچہ دختران کے حقوق کا تقاضہ غریبی کے لحاظ سے ہونا چاہیے تاہم عدالتوں کو چاہیے کہ اس مسئلہ کو باریکی سے نہ دیکھیں یعنی دوسرے الفاظ میں امیری غریبی کا لحاظ صرف اس صورت میں کریں جبکہ ہر دو دعویٰ اردن کی حیثیت میں بہت بڑا فرق ہو بلکہ اصل کتب میں الفاظ سادہ سن۔ فردہن مستعمل ہوئے ہیں جس کے معنی روپیہ اور بغیر روپیہ والا ہوتے ہیں۔ مگر ان الفاظ کا منشاء خواہ مخواہ یہی نہیں ہو سکتا کہ باپ نے روپیہ لیا ہو۔

وضاحت کے لئے ہم حسب ذیل تحتہ نیچے درج کرتے ہیں۔

بھگال متاکثرا مہتلا

(۱) غیر شادی شدہ (۱) غیر شادی شدہ (۱) غیر شادی شدہ

(۲) ایسی جنگی اولاد کو کہ جو جنگی (۲) شادی شدہ (دفعہ) غریب (۲) شادی شدہ

اولاد کو کہ جو جنگی امید ہوا ان کو مشترک حصہ ملے گا۔

دختر کو صرف اپنے باپ کی جائیداد میں حق حاصل ہوتا ہے۔ بھائی۔ چچا یا بیٹے کی بیٹی کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ بیٹی میں دسے اس بناء پر وراثت متوفی میں کہ اثاثہ خاندانی کو ترجیح میں ان کی اولاد وراثت بعید یعنی ہند ہونیکے لحاظ سے وراثت ہوتی ہے۔ اگر جائیداد ناقابل تقسیم ہوتو دختر کلان وراثت ہوگی۔

مرلی۔ یہ ایسی لڑکی کا نام ہوتا ہے جو کسی دیوتا یعنی معبود کی پرستش کے لیے چھوڑ دی جائے اور وہ اپنی زندگی کسب کے ذریعہ سے کرے پس ایسی عورتیں نہ کہنا یعنی غیر شادی شدہ اور نہ کلستری یعنی شادی نہ کیا کہلا سکتی ہیں۔ پس اس کا حق غیر شادی شدہ اور شادی شدہ لڑکیوں کے بعد رکھا گیا ہے یہ

نارو۔ اگر بیٹا نہ ہوتو عقل یہ کہتی ہے کہ بیٹی وراثت ہونی چاہیے کیونکہ اس سے نسل قائم رہتی ہے۔

پراسر۔ متوفی کی جائیداد جبکہ اس کے کوئی اولاد ذکور نہ ہو غیر شادی شدہ بیٹی کو ملیگی اور اس کے بھی نہ ہونکی صورت میں شادی شدہ بیٹی کو۔

کاتیان۔ ایسی صورت میں جبکہ بعض لڑکیوں کی شادی ہو گئی ہو اور بعض کی نہ ہوئی ہو صرف وہ لڑکیاں جنکی شادی نہ ہوئی ہو وراثت ہوگی۔ عورت کی جائیداد ایسی لڑکی کو ملتی ہے جسکی نہ شادی ہوئی ہو اور نہ جسکی معاش کا انتظام ہو گیا ہو۔

نواسہ۔ اولاد۔ بیوہ اور بیٹی کی عدم موجودگی میں نواسہ کو اپنی نانا کی

جائداد ملتی ہے سب بیٹیوں کے بیٹوں کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ ان کو اصول کے لحاظ سے حصہ نہیں ملتا بلکہ بالراس حصہ ملتا ہے مثلاً بچل پانچ نواسوں کے دو ایک بیٹی سے ہوں اور تین دوسری سے تو جائداد پانچ حصوں میں تقسیم ہوگی۔ ہر نواسہ کو ایک حصہ ملیگا۔ لیکن جب تک کہ کوئی بیٹی زندہ ہو تو نواسہ کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ نواسہ اپنی متوفی ماں کا قائم مقام نہیں ہوا کرتا ہے۔ موروئی خدمات پر بھی نواسہ کو دادا کے ہم درجہ بھائی پر ترجیح دی گئی ہے یہ اغراض وراثت کے لئے بیٹی کا بیٹی فرزند بیٹی کے صلبی فرزند کے مساوی ہوتا ہے۔ نواسہ کو کامل ملکیت حاصل ہوتی ہے اور اس سے جدید نسل آغاز ہوتی ہے اس کی وفات پر جائداد اسی کے ورثہ کو پہنچتی ہے نہ کہ اس کے نانا کے ورثہ کو۔ یہ پریوی کونسل نے یہ تجویز کی ہے کہ نواسے کو نانا کی جائداد ملی ہو حیثیت شہکار وارث ہوتے ہیں اور ہر ایک کو حقوق پسماندگی حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی حیثیت پشہ وار مشترکہ کی نہیں ہوا کرتی ہے یہ اگر نواسہ مختلف بیٹیوں سے ہوں تو اس اصول کا اطلاق نہ ہوگا۔ نواسہ کو ترجیح پسند نہیں ہے اور اس لئے کو ترجیح پسند کی طرح اس کی بیوہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ فی الحقیقت نواسہ بند ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس کی بیوہ کو کوئی حق حاصل ہو سکتا ہے تو

۱۸ مدر اس ۴۲۰

۱۸ مدر آباد ۶۱۳

۱۹ مدر اس ۴۵۱

۹ کلکتہ ۷۰

۲۵ مدر اس ۶۷۸

وہ بند ہو کی حیثیت سے حامل ہو سکتا ہے یعنی گوتیچ پنڈون کے بعد  
جو خاص رعایات نواسہ کے ساتھ رکھی گئی ہیں دوسرے وراثتی عودی  
سے متعلق نہیں ہو سکتے ہیں۔ نواسہ وارث عودی ہے اور اسے حقیقت  
ثانا سے حامل ہوتی ہے نہ کہ مان سے یہ

مسیحتی۔ جس طرح بیٹی اپنے باپ کی ملکیت کی مالک ہو جاتی ہے اگرچہ  
قرابت وارز نہ ہوں پس اسی طرح اس کا بیٹا اس ملکیت کا وارث  
تسلیم کیا جاتا ہے جو اس کی مان اور ثانا کی ہو۔

ویشنو۔ بیٹے اور ان کی اولاد کو ر کی عدم موجودگی میں بیٹیوں کے بیٹوں  
جائداد باوین گے اس لیے کہ بیٹے اور بیٹی کی ذکر اولاد بطریق مساوی  
ہر درجہ کے آدمیوں کی رسوم میت ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔  
نواسی۔ یہ کسی قسم کی وارث نہیں ہے اس لیے کہ مالک متوفی  
کی نسل سے اس کی نسل جدا ہے اور اس سے کوئی روحانی منفعت  
اس کو حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن بیٹی اور مرد اس میں یہ تجویز ہوتی ہے  
کہ وہ بند ہو ہے اس لیے ذکر وراثت کے عدم موجودگی میں ثانا کی  
جائداد کی وارث مرجع ہوتی ہے یہ

والدین۔ اس اصطلاح میں باپ اور مان شامل ہیں۔ سوٹلی مان کہیں  
شامل نہیں ہے۔ متبنی فرزند کی صورت میں متبنی گیرندہ باپ کی وہ بیوی

۱۲۵۲ء اس لائٹس ۱۸۸۰ء

۲۵۲ بیٹی ۲۸

۱۸۵۲ء اس ۱۸۲۰ء خ ۱۲۸۰ء آباد

۱۸۵۲ء آباد لاہور ۸۵۹

۱۸۵۲ء ۳۰۶



شامل ہے جو تنیت میں شریک رہی ہو۔ متاکشرا اور دایا بہاگ ترتیب  
 بغرض ترجیح میں مختلف البیان میں۔ متاکشرا کی رُو سے مان کا حق اولیٰ  
 ہے اور اُس کے بعد باب کا یہ معتبیٰ افز زندگی وراثت میں معتبیٰ گیرندہ  
 مان کو معتبیٰ گیرندہ باب پر ترجیح دی گئی ہے یہ بنگالہ میں باب کو مان پر معتبیٰ  
 فائدہ کے لحاظ سے ترجیح دی گئی ہے یہ سیوکھا کو دایا بہاگ سے اتفاق  
 ہے یہ بنارس اور متھلا مطابق متاکشرا کے مان کو ترجیح دیتے ہیں  
 حقیقت یہ ہے کہ کتب اصلی میں ترتیب وراثت نہیں بتائی گئی ہے  
 صرف جملہ مانا پتر مستعمل ہوا ہے۔ اس ترکیب الفاظ سے اور اُس  
 مطلب سے جو اس لفظ سے اخذ کیا جاتا ہے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مان  
 کو حق اولیٰ حاصل ہے۔ اور اُس کے بعد باب مالک ہوتا ہے۔ اسکی  
 علاوہ باب کے دو بڑے بیٹے بھی ہوتے ہیں۔ مگر مان کے نہیں  
 اور وہ سب سے زیادہ نزدیک کی رشتہ دار ہے اس لیے یہ صحیح  
 قرار دیا گیا ہے کہ اُس کو باب پر ترجیح دیجاوے اور بمطابق عبارت  
 کتب اصلی ہی ہے جہاں کہ یہ تحریر ہے کہ قریب ترین سپند کو وراثت  
 عین مابعد حاصل ہوتی ہے۔ مگر نیکلنٹہ ویسی ہی صاف زبان میں  
 متاکشرا کی اس حجت کی تردید کرتا ہے۔

مان کے حق کی بنیاد۔ وہ اس لیے وارث ہوتی ہے کہ وہ سپند ہی  
 متاکشرا کی رُو سے اس لیے کہ اُسے رشتہ نزدیکی حاصل ہے اور دایا بہاگ

کی رو سے اس لیے کہ بیٹے پیدا کر کے مذہبی فائدہ متوفی کو پہنچاتی ہے۔ بہائی جو پنڈ اپنے بزرگون کو دیتے ہیں اُس سے متوفی ہی مستفید ہوتا ہے۔ ایسی مان جس نے اپنے بیٹے کے قتل میں حصہ لیا ہو اُس کی ملکیت کی وارث نہیں ہو سکتی ہے۔

نوعیت حقیقت۔ اُسے حقیقت بیوہ حامل ہوتی ہے یعنی اُس ہی کوئی جدید نسل پیدا نہیں ہوتی ہے بلکہ اُس کی وفات کے بعد جائیداد وراثت کے قابض آخر پر عود کر جاتی ہے۔ اپنی حیات میں اُس کو تصرف کا حق کامل حاصل ہے۔ صرف اتلاف جائیداد ممنوع ہے۔ وہ ضروریات مذہبی کے لیے جس سے شوہر کی منفعت مقصود ہو جائیداد صرف کر سکتی ہے۔ ایسی جائیداد جو اُسے اپنے بیٹے سے وراثتاً حاصل ہو اُس کا استری و مہن نہیں ہوتا ہے۔

سو تیلی مان۔ ہائیکورٹ کی یہی رائے ہے کہ لفظ مان میں سو تیلی مان شریک نہیں ہے۔ اس لیے وہ حیثیت مان وارث نہیں ہو سکتی۔ گویا عام قاعدہ کی رو سے اُسے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ مگر بمبئی میں گوتراج سپنڈک بیوگان کا حق وراثت تسلیم کیا گیا ہے اور اس حیثیت سے اُس خاندان میں کسی ذکور وارث کی عدم موجودگی میں وے اُس جائیداد کی مستحق ہوتی ہیں جو اُس کے شوہر کو بشرط زندگی حاصل ہوتی۔ لیکن وراثت کے اجمالی کے اختتام کے بعد اُن کے استحقاق کا نفاذ ہوتا ہے

یعنی ۸ ورثہ مندرجہ فہرست کی موجودگی میں کسی صورت میں بیوگان کو ترجیح  
سپند کو حق حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہی اصول ہے جسکی بنا پر مشاکش  
اور میوگہا ہر دو کی رو سے سوتیلی ماں کو وراثت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن  
مد اس میں اس اصول پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔ متوفی کے چچا کی موجودگی  
میں ایسی بیوگان محروم قرار دی گئی ہیں۔ اسی طرح دادا کے بہائی کا  
پوتا ہے دادا اور سوتیلے بیٹے کے سپند کی موجودگی میں وہ محروم الورث  
قرار دی گئی ہیں۔ مشاکش امداد بنگال کی رو سے چھوٹی کے بیٹے کو مقابلہ  
میں سوتیلے بیٹے کی وارث سوتیلی ماں نہیں قرار دی گئی ہے۔ سوتیلی دادی  
اپنے سوتیلے بیٹے کی وارث نہیں ہو سکتی ہے۔

یعنی اس کو سوتیلے بیٹے کے چچا اور بہائی اور علاقہ بہائی کی بیوہ  
پر ترجیح دی گئی ہے۔ جیسا اوپر بیان کر چکے ہیں۔ صرف بنگالہ میں اس  
اس کی محروم الورث کا باعث ہوتی ہے لیکن دوسرے اسکول کی  
رو سے ایسا نہیں ہے۔ الہ آباد ہائیکورٹ سے یہ تجویز ہوئی ہے کہ  
وہاں اگر ماں اپنے شوہر کی وفات کے بعد بے عصمت ہو جائے تو اسکا  
حق وراثت زائل نہیں ہو جاتا ہے۔

۱۱ مئی ۱۹۰۷ء - ۱۸ مئی ۱۸۸۸ء - ۲۱۸ - ۱۱۶ الہ آباد ۲۲ - ۵۸ مدراس ۱۰۷ - ۱۵ مدراس ۳۰۰ -

۵۸ مدراس ۱۳۳ - ۵۵ مدراس ۱۳۳ - ۵ مدراس ۳۲ -

۵۵ کلکتہ ڈیکلی نوٹس ۴۴ - ۱۱ کلکتہ لاجرٹل ۵۸۸ - ۳۰ کلکتہ ۲۱۴ - ۱۶ الہ آباد ۲۲ -

۱۹ مئی ۱۹۰۷ء - ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء - ۵۵ مدراس ۱۳۹ -

۵۵ الہ آباد ۱۱ -

متبنی گیرندہ مان۔ جو مان اپنے شوہر کے ساتھ متبنی لینے میں شریک ہو بلا لحاظ اس کے کہ وہ بیوہ اولیٰ ہے یا ثانی اپنے متبنی بیٹے کی وارث مرجع ہوتی ہے اور اگر چیکہ وہ بیوہ ثانی بھی ہو بیوہ اولیٰ پر ترجیح پائیگی اس لیے کہ بیوہ اولیٰ اس بیٹے کی سوتیلی مان کی جگہ ہوتی ہے۔  
مستور۔ وہ جولا ولد فوت ہو اور اس کی بیوہ بھی فوت ہو جائے اس کی وارث اس کی مان ہوتی ہے۔ جب مان بھی فوت ہو جائے تو اس کی دادی وارث ہوتی ہے بشرطیکہ بہائی اور بھتیجے موجود نہ ہوں۔ آجاری یا گائتری مقرر دینے والے گرو کو دس آپادھیون پر ترجیح ہے۔ باپ کو ایسے دس آجاریون پر اور مان کو ایک نہر اٹھلی باپ پر ترجیح دی گئی ہے متاکشرا۔ مان نہر باپ پر مرجع ہوتی ہے اس لیے کہ وہ بیٹے کو عمل میں رکھ کر پرورش کرتی ہے۔ اس لیے مان سب سے زیادہ قابل عزت ہے۔

کاتیان۔ ذکور اولاد کی عدم موجودگی میں ایسی جائیداد جو بیٹے نے تقسیم کے بعد حاصل کی ہو باپ کو یا بہائی یا حقیقی مان یا دادی کو ترتیب مذکور سے ملے گی۔

بھائی۔ ان کا حق والدین کے بعد ہوتا ہے۔ متاکشرا کی رو سے حقیقی بہائی کو علاقہ بہائی پر ترجیح ہوتی ہے یہ میوہا کی رو سے خون کا لحاظ اس قدر رکھا گیا ہے کہ حقیقی بہائی کے بیٹے کی موجودگی میں علاقہ بہائی محروم ہے جبکہ وہ ایک ہی خون کے بہائی ہوں تو منقسم بہائیوں پر

ایسے بہائیوں کو جو بعد تقسیم پھر ملگئے ہوں ترجیح ہے۔ لیکن اگر دو حقیقی بہائیوں میں سے کوئی ایک تیسرے علانی بہائی کے ساتھ اشتراک میں ہو اور اس وقت اس کا انتقال ہو جائے تو ایسی صورت میں منقسمہ حقیقی بہائی اور مشترکہ علانی بہائی بچھٹس مساوی حقدار ہوں گے۔ متاکثر کی رُو سے جب تک سلسلہ بہائیوں کا موجود ہو بھتیجیوں کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا اگرچہ کہ بہائی علانی ہی کیوں نہ ہوں قائم مقامی کا حق جائز نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن میوگہا کی رُو سے متونی بہائی کے بیٹے پسماندہ بہائیوں کے ساتھ حصہ دار ہوتے ہیں مگر یہ قاعدہ بہائی اور بھتیجیوں ہی تک محدود ہے۔ میوگہا کی رُو سے علانی بہائی کو اس وقت حق حاصل ہوتا ہے جب بھتیجے۔ دادی اور بہن موجود نہ ہوں غیر بھتیجے بہائی ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

متاکثر کی رُو سے وراثت حسب ذیل ترتیب سے ہوتی ہے۔ (۱) حقیقی بہائی۔ (۲) علانی بہائی۔ (۳) حقیقی بہائی کا بیٹا۔ (۴) علانی بہائی کا بیٹا۔ میوگہا کی رُو سے (۱) حقیقی بہائی۔ (۲) حقیقی بہائی کا بیٹا۔ (۳) علانی بہائی وغیرہ۔

یاجنا و لک۔ دوسری مان سے جو بہائی ہو اگر بعد تقسیم خاندان میں شریک ہو جائے تو وہی نہ کہ دوسرا علانی بہائی جائداد کا وارث ہوتا ہے مگر حقیقی بہائی اس طرح مشترک نہ ہونے کی صورت میں بھی وارث ہوگا۔ لیکن ایک ہی باپ کا منقسمہ بہائی اس وقت تک وارث نہ ہوگا جب تک

دوسرے بہائی موجود ہوں۔

کاتریان۔ قریبی و عویداران کی عدم موجودگی میں ایسے بہائی جو دوبارہ مشترک ہو گئے ہوں ان کے ورثاء قرار پادیں گے جو مکرر مشترک ہوئے ہوں اور غیر مشترک ان کے جو غیر مشترک ہوں۔ کیونکہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں دے ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

نارو۔ اگر بہائیوں میں سے کوئی لاولد فوت ہو جائے یا کسی مذہبی فرقہ میں شریک ہو جائے تو بقیہ بہائی اس کی جائداد آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ سچیز اس جائداد کے جو بیوی کی جداگانہ جائداد ہو۔ اس کو چاہیے کہ اس کی عورتوں کو ان کی حیات تک نان و نفقہ دے بشرطیکہ دے اپنے مالک کا بستر پاک رکھیں۔ اگر ان کا طریقہ چلن کسی اور قسم کا ہو تو بہائی اس گزارہ کو واپس لے سکتے ہیں۔

ولیشٹ۔ اور تقسیم اس وقت تک ملتوی رہنی چاہیے جب تک ایسی لاولد بیوگان کے جو حمل سے ہوں بچہ پیدا نہ ہوئے۔

بھائی کے بیٹے۔ یہ اس وقت وارث ہوتے ہیں جبکہ کوئی بہائی موجود نہ ہو حتیٰ کہ علانی بہائی بھی نہ ہو۔ ایسا متاکثر کی رو سے۔ مگر یہ کہا کی رو سے علانی بہائی پر حقیقی بہائی کے بیٹے کو ترجیح حاصل ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بلکہ نگالہ میں علانی بہائی کے ساتھ بھتیجے وارث ہوتے ہیں۔ بھتیجے کو کوئی حق پیدائش سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اگر حق وراثت اسی صورت میں حاصل ہوتا ہے جبکہ بوقت وراثت وہ زندہ

موتی کے ایسے بیٹے کی بہن یا بیٹی کی موجودگی میں جو سمجیات میت فوت ہو گیا ہو اُسے حق مرجع حاصل ہے۔ یہ سمجھتیوں میں آپس میں حقیقی بہتیجے علائی بہتیجوں پر مرجع ہیں۔ بہائی کا متبائی فرزند صلبی فرزند کی طرح جائیداد حاصل کرتا ہے۔ متاکشر اکی رو سے علائی بہائی کا بیٹا بہن پر ترجیح پاتا ہے۔ لیکن دیوار میو کہا کی رو سے اس کے خلاف عمل ہے۔ یہ بہائی کے بیٹے بالراس حصہ پاتے ہیں نہ کہ بلحاظ اصول اور وہ متاکشر کے اجمالی ورثاء کا سلسلہ ختم کرتے ہیں۔

حقیقی اور علائی رشتہ داری۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ حقیقی رشتہ دار کو علائی رشتہ دار پر ترجیح ہے مگر سوال یہ ہے کہ آیا تمامی رشتہ داروں کی وراثت پر اس قاعدہ کا اطلاق ہوگا۔ الہ آباد ہائیکورٹ کی یہی رائے ہے۔ متاکشر اور دایا بہاگ ہر دو کی رو سے بہائی اور بہتیجے کی صورت میں اس قاعدہ پر عمل ہوتا ہے۔ متاکشر ابر بنائے قرابت قریبہ اور دایا بہاگ روحانی منفعت پہنچانے کی قابلیت کی بناء پر رشتہ حقیقی کو اس طرح مرجع قرار دیتے ہیں۔ میو کہا کی رو سے اس اصول کا عمل وسیع ہے۔ حتیٰ کہ اس کی رو سے حقیقی بہتیجے کو علائی بہائی پر ترجیح حاصل ہے۔ بہر کیف متاکشر اور میو کہا ہر دو کی اس تفریق کو اسی حد تک محدود رکھتے ہیں اور دادا اور اعلیٰ تر مورثان کی اولاد میں ایسی تفریق تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ وہ محض بوجہ سپنڈ ہو چکے

وارث ہوتے ہیں نہ روحانی منفعت کی غرض سے۔ اسی وجہ سے مجبئی  
 میں حقیقی چچا کو غلاتی چچا پر ترجیح نہیں دی جاتی ہے۔ مگر بنگالہ میں یہ تفریق  
 رائج ہے اس لیے کہ وہاں روحانی منفعت نہ کہ قرابت پر غور کیا جاتا  
 ہے یہ حقیقت یہ کہ متا کثر امین اور میو کہا میں حقیقی اور غلاتی  
 رشتہ داری میں ترجیح کے متعلق کوئی خاص احکام معین نہیں ہیں۔  
 الہ آباد ہائیکورٹ کی رو سے حقیقی چچا کو غلاتی چچا پر ترجیح ہے۔ مگر یہ  
 محض عدالتی رائے ہے یہ اور اس کی وجہ یہ کہ جی جاتی ہے کہ متا کثر  
 میں اندراجات محض تنبیلاً تحریر میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فہرست نسب  
 متا کثر اکمل ہے اور اس لیے چونکہ صرف بہائی اور بھتیجیوں کا نام تحریر  
 ہے اس لیے کسی اور رشتہ داری میں ایسی تفریق کا محکم ہونا  
 نہیں کہا جاسکتا ہے۔ اگر بغرض غلط متا کثر کا مطلب یہ تسلیم کر لیا جاوے  
 کہ اس کی رو سے ترجیح اور تفریق صرف بہائیوں اور بھتیجیوں تک محدود  
 ہے تو اس سے اس عام اصول وراثت کی تردید ہوتی ہے جسکی رو سے  
 قریب تر سبب وارث ہوتا ہے اور قرابت کا اصول بلا استثناء سنا اور  
 ایسے دور کے رشتہ داروں پر بھی حاوی ہے۔ پنجاب چیف کورٹ نے  
 مجبئی ہائیکورٹ کی رائے تسلیم کی ہے۔

بہائی کے پوتے۔ متا کثر امین بہائی کا پوتا درج نہیں ہے اگرچہ وہ  
 گوتہ ہوتا ہے بنگالہ اور متا کثر کی رو سے اس کا درجہ بھتیجے کے بعد ہے



مدرسہ میں اس کا درجہ چچا کے بیٹے کے بعد ہے اس لئے وہ ان کی رو سے لفظ بیٹے میں پوتا نہیں آتا۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے اس کے خلاف رائے قائم کی ہے۔ اسی طرح بہائی کے پوتے کو چچا کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ بھئی میں ابھی یہ سب نہیں پایا ہے کہ اس کا درجہ دادا کے بعد یا قبل ہوگا۔ بحمدہ مندرجہ بھئی جلد ۲۵ صفحہ ۲۸ وہ متوفی کے نواسے کی بیوہ پر ترجیح قرار دیا گیا ہے۔

بھائی کی بیٹی۔ میوگہا کی رو سے میت کے متوفی بہائی کی بیٹی بہر چچا کے بیٹے کو ترجیح حاصل ہے۔

دادا۔ متاثرہ کی رو سے دادی کا حق دادا سے قبل ہے۔ دیا بہا اور میوگہا کی رو سے دادا کو دادی پر ترجیح حاصل ہے۔ اسکو جو درجہ دیا گیا ہے وہ ایک خاص درجہ ہے جزو اسوجہ سے کہ وہ اصل خاندان سے ہی اور اخلاقاً دادا کی شریک ہے اور جزو اسوجہ سے کہ متوفی نے مان کے بعد خاص طور سے اس کا نام درج کیا ہے۔ باب بہائی اور چچا کے بعد اس کو درجہ اس لئے دیا گیا ہے کہ ان کا نام کتاب میں تحریر ہے مگر اس کا نام درج نہیں ہے۔

منو۔ اس کے بعد تیسرے درجہ میں قریب تر سپنڈ اتا یا ذکر

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

۱۵ مدرسہ اس ۲۹۱۔ ۱۰ مدرسہ اس لائسنس ۲۲۶۔ ۲۴ الہ آباد ۱۲۸۔

وارث ہوتے ہیں سپنڈ اور ان کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں  
 سمانانہ ذک یا واداکے رشتہ دار وارث ہوں گے یا گرو یا چلیہ یا  
 متوفی کا ہم کلمت بھائی کے بیٹے کی عدم موجودگی میں سات پشت تک  
 کے گوترج وارث ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کا تعلق پنڈ سے ہوتا ہے  
 ان میں سب سے اول وادی ہے چوتھا اور باقی ماندہ رشتہ دار  
 پنڈ کا بقیہ جز و جکشا سے دہونے کے بعد بجا ہو پاتے ہیں۔ باب  
 اور دوسرے رشتہ دار پنڈ میں حصہ پاتے ہیں۔ ساتواں رشتہ دار  
 وہ ہے جو پانی دیتا ہے۔ اس طرح سپنڈ رشتہ داری ان اشخاص کو متعلق  
 کرتی ہے جو چھ درجہ اصل چھ درجہ فروع میں ہوں بگرو پانی سوسا مانو ذک  
 رشتہ داروں میں جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ چودہویں شخص پر ختم ہو جاتا ہے  
 ہمسیتی۔ ان کے نہ ہونے کی صورت میں اخیاخی بھائی یا بھائی کے  
 بیٹے۔ وادیالی اور نانہیالی عزیز چلیہ یا ذوی علم آجاری متوفی کی جائداد  
 کے متعلق ہوتے ہیں۔ مگر نصف جائداد اولامتونی کے فائدہ کے لئے  
 علیحدہ رکھ دینا چاہیے اور با احتیاط تمام اس کے ماہانہ شنش ماہی یا  
 سالانہ مراسم میت میں صرف ہونا چاہیے۔ جبکہ کسی لاولد شخص کی  
 جائداد کے متعدد وراثہ ہوں خواہ وادیالی یا نانہیالی یا دور کے رشتہ دار  
 تو جو سب سے نزدیک کا ہو گا وہی جائداد پاؤں گا۔

گوترج سپنڈ۔ وادی کے بعد گوترج سپنڈ وارث ہوتے ہیں۔ ان میں  
 بلحاظ اس کے کہ کون قریب کی شاخ سے ہے ترجیح ہوتی ہے یعنی بہت  
 خود کی نسل میں چوتھے۔ پانچویں اور چھٹے درجہ کے رشتہ دار مع اسکی  
 بیوہ کے اول وارث ہوتے ہیں اس کے بعد میت کے باپ کی

نسل کے یعنی میت کے بہائی کے دوسرے تیسرے اور چوتھے درجہ کے  
 فرود۔ اس کے بعد دادا اور اُس کے فرود چھ درجہ تک اور علیٰ ہذا۔  
 مگر نجات میں دادی کے بعد گوترج سپنڈ کے قبل بہن کا درجہ ہے۔  
 بہنی میں دوسرے احاطون کے برعکس عدالتی فیصلہ جات  
 سے طے کر دیا ہے کہ گوترج سپنڈ کی بیوہ بھی وارث ہوتی ہیں۔ یہ  
 اس اٹھول پر مبنی ہے کہ شادی سے وہ اپنے شوہر کی گوترج سپنڈ  
 ہو جاتی ہیں اور پس شوہر کے گوترج سپنڈ کی گوترج سپنڈ ہو جاتی ہیں۔  
 ان کے حقوق بھی ایسے ہی وسیع ہوتے ہیں جیسے ان کے شوہر  
 کے اور اپنے شوہر کے عین مابعد دس وارث ہوتی ہیں۔ اس قاعدہ  
 کی رو سے جملہ ہم جدی رشتہ داروں کی بیوگان کو استحقاق وراثت  
 حاصل ہو جاتا ہے جبکہ گوترج سپنڈ وہ ہی ہیں رقابت ہو تو حق وراثت  
 قرابت خاندانی سے معین ہوتا ہے یعنی قریب تر گوترج کو ترجیح ہوگی۔  
 مگر ان کو اُس وقت تک کوئی حق حاصل نہیں ہوتا جب تک اجمالی ورثہ کے سلسلہ  
 میں کوئی باقی رہے۔

مگر ہم حق قائم مقامی جیوہ کو اپنے شوہر کی جگہ حاصل ہونا ذکر ہوا ہے  
 کسی کتاب میں درج نہیں ہے۔ صرف فیصلہ جات عدالتی نے اس کی  
 ایجاد کی ہے۔ اور صرف احاطہ بہنی میں تسلیم کیا گیا ہے اور وہ بھی صرف  
 گوترج سپنڈ کی بیوہ کی صورت میں نہ کہ بند ہوئی بیوہ کو۔  
 قاعدہ توریش۔ اگر نسل ایک ہی ہو تو گوترج کو اثاثہ پر ترجیح ہوگی۔

لیکن اگر نسل مختلف ہوں تو قریب تر نسل کو بعید تر نسل پر ترجیح ہوگی اگرچہ ایک قریب تر نسل میں اناٹ ہی وارث کیوں نہ ہوں۔ ہر نسل میں جب تک کوئی نوکور وارث کسی درجہ کا موجود ہو اناٹ و رتبا کو حق حاصل نہیں ہوتا خواہ وہ درجہ میں قریب ہی کیوں نہ ہوں۔

نظائر میت کی باپ کی طرف کے درجہ اول کے چچیرے بہائی کی بیوہ اس کی ماں کی طرف کے پانچویں درجہ کے نوکور چچیرے بہائی پر ترجیح ہے یہ سو تیلی ماں کو علانی بہائی کی بیوہ اور چچا زاد بہائی پر ترجیح ہے یہ ایک چچا کے بیٹے دوسرے چچا کی بیوہ پر ترجیح ہے نواسے کی بیوہ میت کے نانا کے منقسمہ بہائی کے پوتے پر ترجیح نہیں ہے یہ متوفی بیٹے کی بیوہ کو اول درجہ کے چچیرے بہائی پر ترجیح حاصل ہے یہ لیکن اور مقامات پر ترجیح مہی کے متاثر کی رو سے وہ وارث تسلیم نہیں کی گئی ہے منقسمہ بہائی کی منقسمہ نسل میں پوتا میت کے پوتی پر ترجیح ہے۔ اس لیے کہ ازالہ صرف بند ہو ہے یہ منقسمہ بہائی کا بیٹا غیر منقسمہ بہائی کے بیٹے کی بیوہ پر ترجیح ہے یہ بہائی کی بیوہ مہی میں وارث تسلیم کی گئی ہے مگر بارس میں

۵۲ ۱۱ مہی ۴۷-

۳۸۸ مہی ۲۸۸-

۵۳ ۱۶ مہی ۷۱۶-

۷۰۷ مہی ۷۰۷-

۵۴ ۴ مہی ۴۱۹-

۲۸۱ مہی ۲۸۱-

۵۵ ۱۶-۳۱۵ کلکتہ ۳۶۷-

۵۶ ۱۴۳-۲۴ مہی ۵۶۳-

۵۷ ۱۶ مہی ۷۱۶-۲۴۳-۱۲۷۲ آباد ۴۷۷-

۱۵۱۵ یعنی ۲۳۲ - ۱۷۱۷ کلکتہ ۳۶ - ۱۷۱۷ کلکتہ ۲۵ -

کے ۱۵ الہ آباد ۱۱۳-۱۱۶ الہ آباد ۲۲۱-۲۲۸ الہ آباد ۱۸۷-۳۰۷-

۵۴ مدراس ہائیگورٹ ۸۸-۲۱ مدراس ۲۶۲-۱۶ کلکتہ ۳۶۷-۵ مدراس ۲۴۱-۲

۵۰۔ ایبٹنی ہائیگورٹ ۱۹۷۱-۹ سوزر انڈین آئل ۵۱۶-۲۴ بجٹی ۵۶۳۔

۵۶ م مئی ۲۰۱۰-۲۸ بجٹی ۸۲-۵۵ بجٹی ۱۰۰-۶۷ بجٹی ۳۶۹-۳۶۹

بہائی کے بیٹے پر وہ مرجع نہیں ہو سکتی۔ اُس کا درجہ داوی کے بعد سب کے اوپر ہے۔ مگر یہ صرف بیوہ کی رو سے ہے۔

خلاصۃً بنگالہ و ممالک مغربی و شمالی میں بہن وارث تسلیم ہی نہیں ہوتی۔ مگر اس میں وہ بندہ ہونا ہی گئی ہے۔ لیکن بمبئی میں متاکشرا اور میو کہا م دو کی رو سے وہ گوترج سپنڈ تسلیم کی گئی ہے اور داوی کے بعد اول نمبر اسی کا ہے۔ بمبئی میں حال کے ایک مقدمہ میں یہ بحث کی گئی تھی کہ عبارت متاکشرا کی رو سے لفظ بہائی میں بہن بھی شامل ہے۔ (ملاحظہ ہو مولوی بنام کرشن داس ۲۴ مئی ۵۶۳) مگر جنکس صاحب جج نے تجویز کی صرف بالم بحث ایسے معنی لیتے ہیں مگر یہ معنی بمبئی میں تسلیم نہیں کئے گئے ہیں۔ مگر ایک اور مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ چونکہ لفظ بھائی مستعملہ عبارت متاکشرا میں بہن بھی شامل ہے اس لیے بہن کو بہائی کی بیوہ پر ترجیح ہے۔

نوعیت حقیقت۔ بمبئی میں اُس کو قطعی اور جداگانہ حقیقت حاصل ہوتی ہے اور اُس کے بعد اُس کے خود کے ورثائے جائیداد پائے نہیں۔ اُس سے جدید نسل شروع ہوتی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بہن ہوں تو سب کو مساوی حصہ ملتا ہے۔ غریب کو امیر پر ترجیح نہیں ہے۔

علاقائی بہن۔ حقیقتی بہن کی طرح اس کو بھی حق حاصل ہے۔ مگر جب تک کوئی



مین اُسے مان کی بہن کے بیٹے پر ترجیح حاصل ہے۔ علانی بہن کا بیٹا ہوگی صورت میں بھی وہ وارث ہوتا ہے۔ دایا بہاگ کی رُو سے بہن کا پڑپوتا وارث نہیں ہوتا ہے۔ بہن کی بیٹی اور بہن کا نواسہ بادی النظر میں وارث نہیں ہیں۔ علانی بہن کے بیٹے حقیقی بہن کے بیٹوں کے مساوی حصہ پاتے ہیں۔ اصل کتب میں عبارت جسمین ایسے استحقاق کا ذکر ہر اس طرح ہے جو جبکہ دادی نہ ہو بہن کو منو کی اس ہدایت کے مطابق جائداد ملتی ہے۔ جو قریب ترین سپنڈ ہو جائداد اُس کی ہوگی۔ چونکہ بہن بہائی کے گوتر میں پیدا ہوتی ہے اس لیے اس معنی میں کہ وہ پیدائش سے سپنڈ ہے قریب ترین سپنڈ ہوگی بمقابلہ اُن کے جو شادی سے سپنڈ بنیں۔ برہنہ ہستی کا بیان ہے کہ اخیا فی یعنی حقیقی بہائی کے بعد اور علانی بہائی کے پیشتر اُس کا درجہ ہے متا کشر اکی رُو سے والدین کے بعد بہائی کا نمبر ہے اور سند پندت اور بالم بہت لفظ بہائی میں بہن شامل خیال کرتے ہیں۔ اس طرح متا کشر اکی رُو سے علانی بہائی پر بہن کو ترجیح ہوگی۔ یہی بحث علانی بہن سے متعلق ہے۔ اور علانی بہن عین بعد علانی بہائی کے وارث قرار دی گئی ہیں۔ حجا۔ دادا کے بعد حجا وارث ہوتا ہے اور چچا نہ ہونے کی صورت میں اس کا بیٹا اور پوتا سچر یعنی جسے جہان کہ بہن اور گوترج سپنڈوں کی بیوہ سلسلہ حجا کے عین بعد وارث قرار دی گئی ہیں۔ چچا چشیت اولاد دادا وارث ہوتا ہے۔

۱۵۵۰ء اور اس ۳۰۰۔

۲۲ دیکھو رپورٹ ۲۶۴۔

۱۵۵۰ء بمبئی رپورٹ ۸۴۲۔ اٹکٹہ ۶۹۔

۱۵۵۰ء کلکتہ ۶۳۱۔

۱۵۵۰ء بمبئی ۳۶۵۔



اور متاکشرا کی رُو سے حقیقی اور علانی میں متمیز نہیں ہے۔ بنگالہ میں یہ متمیز پایا جاتا ہے۔ علانی چچا کو حقیقی چچا کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ کلکتہ میں داوا کا پوتا بھائی کے نواسہ پر مرجح ہے جو محض بند ہو ہوتا ہے۔ میو کہا کی رُو سے چچا کا بیٹا متونی بھائی کی بیٹی پر مرجح ہے۔ یہ مورث اور اُن کی اولاد تین درجہ تک کہ جدیدین اور اُن کی اولاد کے بعد وارث ہوتے ہیں۔ دادی کو دادا پر متاکشرا کی رُو سے ترجیح ہے اگرچہ میو کہا کی رُو سے نہیں ہے۔

جدیدین چھ درجہ تک کے اور اُن کی اولاد تین درجہ تک بلا تفریق حقیقی یا علانی ہونے کے وارث ہوتے ہیں۔ اگر دو ہم جدی سپنڈ رشتہ داروں میں مقابلہ ہو جو درتار اجمالی میں شریک نہ ہوں تو قریب تر شاخ کو ترجیح ہوگی۔

سامانودک - سامانودک شمار میں ۴۷ میں (ملاحظہ ہو دہرم شاستر سرکار صاحب طبع سوئم صفحہ ۲۶۲)۔ اگر رشتہ یکجہدی ہونے کا ثابت ہو جائے تو اصل مالک سے ۴۷ درجہ سے دُور کے رشتہ دار بھی شامل ہو جائیں گے۔ متاکشرا کی رُو سے سپنڈ کے اوپر کے رشتہ دار سامانودک کہلاتے ہیں۔ ان میں آپس میں قریب تر مورث کی اولاد بعد مورث کی اولاد پر ترجیح پائے گی۔ اور ایک ہی مورث کی اولاد میں قریب تر سے

۱۷۷۰ء آباد لاجپور ۵۶۰ - کلکتہ لاجپور ۱۹۰ =

۲۳۷۰ء کلکتہ ۱۱۷۰ - کلکتہ ۸۰ - ۱۲۵۰ء لاجپور ۴۵۰ (۱۹۱۰ء)

۱۰۷۰ء لاجپور ۲۲۶ - ۱۲۷۰ء آباد ۵۹۳ =

بعید محروم ہوتے ہیں۔ (سر دادہ کاری) دراشت مہنود صفحہ ۶۸)۔  
 ان ۱۴ سالانہ کوک رشتہ داروں میں دراشت بطریق ذیل ہوگی۔  
 (۱) سات درجہ اولاد کی شاخ نمبر ۲۲ سے سات پشت تک کے در شمار۔  
 (۲) سات درجہ نمبر ۲۲ سے شاخ ہم جدیون میں۔ (۳) سات درجہ نمبر  
 ۳۰ سے شاخ ہم جدیون میں۔ (۴) سات درجہ نمبر ۳۳ سے شاخ ہمجدیون  
 میں۔ (۵) سات درجہ نمبر ۵۵ سے شاخ ہم جدیون میں۔ (۶) سات درجہ  
 کے رشتہ دار نمبر ۵۵ سے شاخ ہم جدیون میں۔ (۷) پانچ درجہ کے  
 جد کے اوپر سات مورث اور ان کی اولاد ہر شاخ مورث میں ۳ پشت  
 تک (خلاصہ دہرم شاستر کننگم صاحب صفحہ ۱۱۸ او ۱۱۹) بغرض شمار ملاحظہ ہو  
 نقشہ منسلکہ)۔

بند ہو۔ اس لفظ کی تعریف اور یہ کہ اس میں کون کون رشتہ دار شریک  
 ہیں قبل تحریر کر دیا گیا ہے۔ تاکثر کی رو سے جب تک ایک اہل سال کو  
 بھی موجود ہو بند ہو کو حق دراشت حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ نو اسہ کا حق  
 دراشت استثنائ میں داخل ہے۔ بھتی اور مدراس میں بعض اثاث  
 بھی بند ہو شمار کی گئی ہیں۔ سر دادہ کاری صاحب اپنی تصنیف "مہول  
 قانون دراشت مہنود" میں حسب ذیل قواعد دراشت بند ہو تحریر فرماتے ہیں  
 ۱۔ بند ہو ایسے ہم درجہ کے سہنتر ہیں جو بتوسط اثاث (۱) متوفی کی مورث  
 کی نسل میں یا اولاد میں ہوں یا (۲) متوفی کے عین قبل کے سہ مورثان  
 سے ۲۔ حق دراشت بند ہو کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ مالک آخر اور

# نقشہ سامانودک وغیرہ حسب متاکشرا

سکر داد اکا داد ۲۸  
 سکر داد اکی دادی ۲۴

سکر داد اکا پاپ ۲۲  
 سکر داد اکی مان ۲۳

سکر داد ادا ۲۰  
 سکر داد اوی ۱۹

پڑ داد ا ۱۶  
 پڑ دادی ۱۵

داد ا ۱۲  
 دادی ۱۱

پاپ ۸  
 مان ۷

بیوہ ۲

سیت

بیٹا - بیٹی

۱- بیٹا

۲- بیٹا

۳- بیٹا

سکر داد ادا - ۳۱

پڑ دادی - ۳۲

سکر داد اکا پاپ - ۳۳

۳  
 ۲  
 ۱  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰

دعویدار آپس میں سپنڈ ہوں خواہ بالراست یا اپنے مان یا باپ کے توسط سے۔ سپنڈ رشتہ سپنڈ ہر دو کی جانب سے ہونا چاہیے۔ حسب ذیل تمثیل سے واضح ہو جائیگا۔

و	و	د	ج	الف
فرزند	فرزند	دختر	دختر	

اس نقشہ میں الف مورث اعلیٰ ہے اور ب اس کا فرزند میت ہے۔ ج دختر الف و د دختر ج

فوت ہو گئے ہیں۔ ہ فرزند د ہے اور و **ب** میت

فرزند ہ ہے۔ اب ب اور ہ آپس میں سپنڈ ہیں لیکن ب اور و آپس میں سپنڈ نہیں ہیں۔ اگرچہ و سپنڈ ب کا ہے لیکن چونکہ ب و کے نانا کی شاخ یا و کے باپ کے نانا کی شاخ یا و کی مان کے نانا کی شاخ کی نسل میں نہیں ہے۔ اس لیے ب اور و آپس میں سپنڈ نہیں ہیں۔ متاکشرا کی مندرجہ فہرست محض تمثیلی ہے قطعی نہیں ہے اس اسکول کی رو سے آتما بند ہو کو پتہ تری بند ہو پر اور پتہ تری بند ہو کو ماتری بند ہو پر ترجیح حاصل ہے اور ہر ایک قسم بند ہو میں باپ کو توسط کے بند ہو کو مان کے توسط کے بند ہو پر ترجیح ہے۔ متاکشرا اور میو کہا اس طریقہ وراثت پر متفق ہیں۔

تمثیلات۔ ماما کو ماسی زاد بہائی پر ترجیح ہے۔ مہر اس میں ماسی کے

بیٹے کو مامون کے بیٹے پر ترجیح ہے کیونکہ جن بندہ ہوں کا ذکر صراحتاً درج ہے وہ ترتیب مقررہ سے وارث ہوتے ہیں بلکہ مامی کے بیٹے کو دواوی کی بہن کے بیٹے پر ترجیح ہے یہ نانا کو بوا پر ترجیح ہے یہ باپ کی علانی بہن کو ماما پر ترجیح ہے یہ نواسہ کے بیٹے کو نواسی پر ترجیح ہے باپ کے بھائی کی بیٹی کے بیٹے پر ماما کے بیٹے ترجیح میں دیا یا بھائی کی رو سے علانی ماما باپ کی بوا کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ اول الذکر اتما بند ہو ہے اور آخر الذکر تپری بند ہو ہے یہ پوتی کا نام فہرست درثاء میں درج نہیں ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ جن اثاث کا نام صراحتاً زمرہ درثاء میں درج نہ ہو محرم رہتے ہیں وہ گوترج سپنڈ نہیں ہر شخص بند ہو ہے۔

دوسرے درثاء - متذکرہ بالا درثاء کی عدم موجودگی میں گرو - چیلہ - ہم مکت اور آچاری ترتیب وار وارث ہوتے ہیں۔ بالآخر اگر ان میں سے بھی کوئی نہ ہو تو سلطان وقت مالک ہوتا ہے۔ ہر کار کا فرض ہے کہ یہ ثابت کرے کہ اور کوئی درثاء نہیں ہیں۔

مقبول - ان سب کے نہ ہونے کی صورت میں قانونی و شمار ایسے ہر شخص ہوتے ہیں جنہوں نے تینوں دید پر ہے ہوں جو جسم اور دل سے پاک

۲۸۵۲ بمبئی ۴۵۳

۲۸۵۲ مدراس لاجرٹل ۲۷۵

۲۸۵۲ مدراس ۲۸۷

۲۸۵۲ مدراس ۳۲۱

۲۸۵۲ مدراس ۲۳

۲۸۵۲ کلکتہ ۲۸۵

۲۸۵۲ سورت میں آپرٹز ۵۲۹

ہون جنہوں نے اپنی خواہشات قابو میں رکھی ہوں۔ اور اُن کو پنڈ و پنا چاہیے۔ اس طرح حق پنڈ پانے کا کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ برہمن کی جائیداد بھینٹ لاواری بادشاہ وقت کو کبھی نہ ملیگی۔ یہہ مقررہ قانون ہے لیکن دوسری اقوام کی دولت تمام درشاہ ختم ہو جانے کے بعد بادشاہ لے گا۔ برہمنیت۔ بادشاہ بطور لاواری ایسے چھتری۔ ویش اور شودرون کی دولت لیتا ہے جس کے نہ بیٹا ہو نہ بیوی نہ بہائی کیونکہ وہ سب کا مالک ہے۔

نارو۔ بیٹوں کی عدم موجودگی کی صورت میں وراثت ایسے عزیز میں جو خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ زیادہ دور کے رشتہ دار اور وہ اشخاص جن کا سلسلہ متونی سے ملتا ہو۔ ان میں سے کسی کے نہوتے پر جائداد بادشاہ کو حاصل ہوتی ہے مجیز برہمن کی جائداد کے۔

طوائف کی وراثت۔ ہندو طوائف کی صورت میں بھی اُس کا قریبی عزیز بمقابلہ سرکار کے مرجع وارث ہوگا۔ عورت کی وفات میں فرق آگئی اُس کے شوہر یا باپ کے خاندانی رشتہ داروں سے تعلق بغرض وراثت منقطع نہیں ہو جاتا ہے بلکہ برابر میں یہہ تجویز ہوتی ہے کہ جبکہ برہمن شوہر نے اپنی بیوی کو بے عصمتی کی بنا پر حلقہ چھوڑ دیا تو اب کوئی تعلق ان کے بیوی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔ اور اس طرح اس کے برعکس۔ اور

اِس لئے شوہر یا اُس کے وراثت کو بیوی کی ایشی ملکوبات میں جو برہمن خارج الذات رہتے کے اُس نے حاصل کئے ہوں حق وراثت حاصل

نہیں ہوتا ہے

غیر منقسمہ شریک (ادبہکت گرمیت) کے وراثت۔ غیر منقسمہ خاندان کر  
 ذکر و رکن کی جائداد اُس کے بیٹے۔ پوتے اور پڑپوتے صلبی یا مبنی  
 کو بالاصول حاصل ہوتی ہے۔ اور اُن کے نہونے کی صورت میں غیر منقسمہ  
 شرکاء کو ملتی ہے۔

برہم چاری کی وراثت۔ اُس کی وراثت کا طریقہ وہی ہے جو منقسمہ  
 گرمیت کے لئے مقرر ہے۔ اگر نشتہک برہم چاری ہو تو اُس کی جائداد  
 کا وارث اُس کا گرو ہوگا۔

یاجنا ولک۔ سنیاسی۔ برہم چاری کے وراثت معکوس ترتیب سے گرو  
 چیلہ اور دینی بہائی بعض ایک ہی گرو کے چیلے ہوتے ہیں۔ دینی بہائی  
 وہ ہے جس نے بہائی کے نام سے موسوم ہونے کا اقرار کیا ہو۔ جو تقدس  
 میں شریک ہو اور ایک ہی گرو سے متعلق ہو۔

وشنو۔ متوفی سنیاسی کی جائداد گرو کو ملیگی۔  
 مکر متحدہ شریک کے وراثت۔ (الغنا) بیٹے۔ پوتے۔ پڑپوتے بالاصول  
 وارث ہون گے بشرطیکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ مشترک رہتے ہوں  
 یا اُس وقت پیدا ہوئے ہوں جبکہ اُن کے باپ مکر مشترک تھے مبنی  
 اور ایسے بیٹے جو بعد وفات پدر پیدا ہوں صلبی اولاد کے مانند ہیں۔  
 (ب) اولاد کے بعد مکر مشترک شرکاء وراثت ہوتے ہیں۔ لیکن اگر مکر  
 مشترک شرکاء میں مختلف البطن بہائی ہوں تو مکر مشترک حقیقی بہائی تنہا

مالک جملہ جائداد ہوگا۔ اگر حقیقی بھائیوں میں ایک علاقائی بھائی کے ساتھ  
مکرر مشترک ہوا ہوا اور دوسرا نہ ہوا ہو تو مکرر مشترک بھائی کی وفات پر مکرر  
مشترک علاقائی بھائی اور ایسا حقیقی بھائی جو مکرر مشترک نہ ہوا ہو اسکی جائداد  
بجھن مساوی پاویں گے۔

ر سنیاسی کے ورثاء۔ سنیاسی کی جائداد اس کے نیک شاگرد  
یا چیلہ کو ملیگی۔ نہ کہ خون کا رشتہ دار اس کا وارث ہوگا۔ یہ اصول محض سنیاسی  
ہونے پر مبنی ہے۔ حصول مہنت کے چیلہ سے متعلق نہ ہوگا۔ یہ کوئی شخص  
سنیاسی اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ اسنے تمام دنیوی  
معاملات سے تعلق منقطع نہ کر لیا ہو۔ اور فی الواقع تمام دنیا کے لئے  
وہ فوت ہو گیا ہو۔ اگر تارک الدنیا بالکل قطعی طور سے نہ ہوا ہو تو محض یہ  
اگر کہ اس نے کوئی مذہبی نام اختیار کر لیا ہے اس کو جائداد سے محروم  
نہیں کر سکتا۔ یہ شور سنیاسی نہیں ہو سکتا اور اس لئے اس کی جائداد  
کی توریث بطریق معمولی ہوگی جب تک کہ خلاف میں رواج ثابت نہ کیا جاوے  
اگر چیلہ اپنے گرو کو چھوڑ کر بلا اجازت دوسری غیر ملک کو چلا جائے اور  
بالکل تعلق منقطع کر دے اور یہ بھی ظاہر کرے کہ اس کا ارادہ دوا  
نہ آنے کا ہے تو وہ اپنے گرو کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا۔ یہ چیلہ  
سنیاسی کا وارث اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اسنیراگ ہو

۱۹۵۴ء کلکتہ ۱۱۔ آباد ۵۳۹۔ ۲۱ دیکھی رپورٹ ۳۴۔

۱۹۵۴ء آئین کیس ۳۸۔ ۴۵ کلکتہ ۳۴۔

۱۹۵۴ء ۲۲ در اس ۳۰۲۔ ۱۸ آئین کیس ۴۴۔ ۵۵ نم تارتہ و سٹرن پراؤنٹرا۔



کی رسم ادا نہ کی ہو۔  
 مہنت - گوسائین و گرو کی وراثت - مہنت کا چیلہ اس قاعدہ کی بنا پر جسکی رو سے یانی کا چیلہ وارث ہوتا ہے وارث ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جبکہ کوئی شخص سنیا سی یا گوسائین کے فرقہ میں آنا چاہتا ہے تو بعض معمولی رسوم ادا کیجاتی ہیں مثلاً سر تندہ وانا - ہہانا - نئے کپڑے پہننا اور نیا نام اختیار کرنا تب وہ کارآمد گوسائین بن جاتا ہے۔ اس کے بعد جب ایک یا دو سال وہ رہ لیتا ہے اور فرقہ کے رواج سے واقف ہو جاتا ہے تب بیراگ ہوم کی رسم کان میں منتر پڑھ کر ادا کیجاتی ہے اور بیراگ ہوم کی رسم ادا ہو جانے کے بعد وہ مکمل چیلہ بن جاتا ہے۔  
 کار آموزی کے زمانہ میں وہ مہنت گرو کی کے آشرم کو چھوڑ کر اپنے خاندان کو واپس جاسکتا ہے مگر بیراگ ہوم کی رسم کے بعد یہ غیر ممکن ہے محض گرو کی جانب سے یا دوسرے مہنتوں کی جانب سے انتخاب نہ کی ہو۔

نہیں ہے جب تک یہ رسم ادا نہ ہو۔  
 بالعموم چیلہ وارث کا انتخاب گرو اپنی زندگی میں کر دیتا ہے اور مہنت جو بوقت انجام دہی مراسم موت متوفی جمع ہوتے ہیں اس کی تائید کرتے ہیں یہ اگر ایسا انتخاب عمل میں نہ آیا ہو تو اس گروہ کے سربراہ اور اشخاص وارث منتخب کرتے ہیں۔ اگر متوفی کے کوئی چیلہ نہ ہو تو اس کے گرد بھائی بند کا چیلہ وارث ہوتا ہے یہ گوسائین کم درجہ کے سنیا سی

ہوتے ہیں اور وہ اپنے چیلون میں سے وارث نامزد کر سکتے ہیں۔ اگر  
گروہ کے کوئی گروہ بھائی ہو اور وہ علیحدہ رہتا ہو تو اس کا چیلہ ہی وارث  
ہوگا۔ ورنہ جملہ اور گروہ بھائی بحصل مساوی حقدار ہوں گے۔ زیادہ تر  
اس خاص منٹھ کی رسم پر منحصر ہے۔ اگر گروہ نے وارث نامزد نہ کیا ہو  
اور چند چیلے ہوں تو چیلے خود نامزد کرتے ہیں۔ صلیبی فرزند بھی چیلہ ہو سکتا  
ہے۔ لیکن ایسی اولاد جو زنا سے پیدا ہوئی ہو نامزد نہیں ہو سکتی چیلہ  
کو منٹھ کے رواج پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر رواج شادی ممنوع ہو تو وہ شادی  
نہ کر سکے گا چیلے وارث نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک سے زیادہ چیلے ہوں تو  
رواج پر عمل ہوگا چیلہ کا گروہ وارث ہو سکتا ہے۔ مگر گروہ کا گروہ وارث  
اس وقت ہو سکتا ہے جب رواج ثابت ہو۔

گر بہاری گوسائینوں میں یعنی جن کے یہاں شادی جائز ہے  
بیٹے کے نہ ہونے کی صورت میں چیلہ وارث ہوتا ہے یہ وقت اس  
حالت میں ہوتی ہے جبکہ داشتہ کے فرزند اور بعد کی شادی کی عورت  
میں نزاع ہو۔ اس کا جواب ذات پر منحصر ہے۔ اگر وہ شوہر ہے تو  
داشتہ کے فرزند کو ترجیح ہوگی ورنہ بیوہ وارث ہوگی۔ گوسائین کی بیوہ چیلہ  
نامزد کر کے لڑکے کو محروم نہیں کر سکتی یہ ایسے گوسائین جن کا تعلق کسی  
منٹھ یا مندر سے نہ ہو ان کی وراثت رواج پر منحصر ہے۔

موقوفہ جائیداد کے انتظام کی وراثت کے قواعد۔ اگر منٹھ

یا وقف نامہ میں وضاحتاً منتظمی یا تولیت کی وراثت کے قواعد مندرج ہوں تو انہیں شرائط کی پابندی ہوگی۔ اگر کوئی وقف نامہ یا سند نہ ہو تو دواج قدیم سے عمل ہوگا۔ اگر خاندان مشترکہ ہو تو تا زمانہ تقسیم تک کلان کو حق انتظام حاصل ہوگا اور بقیہ ارکان کو باری باری انتظام کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ وقف سے انتظام میں سپاندگی کے اطلاق کے بارہ میں کوئی حکم تحریر نہیں ہے۔ یہ مسئلہ طے شدہ ہے کہ بالعموم موقوفہ جائداد کا انتظام موقوفہ لاء کے ورثائے صلیبی کو حاصل ہوتا ہے۔

## باب سیزدہم

### عورتوں کی جائداد

اثاث و رتار۔ عورتوں کی حقیت کی نوعیت۔ عام قاعدہ میں استثناء۔ بیوہ۔ مان۔ وادی۔ بیٹی اور بہن کی حقیت کی نوعیت۔ بذریعہ وراثت حاصل شدہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ اوریت کے متعلق اقدار انتقال۔ بیوہ سے مشتری کی حیثیت وغیرہ

۱۳۵۸ء لندن کمینر ۴۵-۳۲ کلکتہ ۱۲۹-۱۲۹ لڑ آباد ۶۶۳-۲۳ مئی ۱۳۱۱-

۴۵۳ لندن کمینر ۶۶-

۳۲ مدراس ۱۶۶-

نا قابلیت۔ بے عصمتی یا ازدواج مکرر کا اثر۔ ورثاء عودی بیوہ کے افعال کے کہان تک پابند ہیں۔ ان کی قانونی حیثیت ورثاء عودی کے حقوق کی نوعیت۔ اتلاف بیوہ کے روکنے کا حق۔ اس کے انتقالات کو کون متنبہ کر سکتا ہے حق قبضہ۔ بیوہ کا ورثاء عودی کے حق میں دست بردار ہونا۔ بیوہ اور ورثاء عودی کا آپس میں معاہدہ کرنا۔ بیوہ کی جانب سے برضامندی وارث عودی انتقال۔

اناث ورثاء۔ دہرم شاستر کی رو سے حقیقت اناث کی ہندو عورت کے حق میں عطیہ یا معاہدہ سے اسی طرح سے پیدا کی جاسکتی ہے جس طرح کہ عورت کو در اشتا جائداد حاصل ہوتی ہے یہ متا کشر کی رو سے صرف انہیں عورتوں کو حق وراثت حاصل ہوتا ہے جن کا ذکر فہرست ورثاء میں صراحتاً کیا گیا ہے۔ اس کی رو سے بیوہ۔ بیٹی۔ مان اور دادی وارث ہو سکتی ہیں۔ دوسری اناث اگرچہ سپنڈ ہوں وراثت سے محروم ہیں۔ بنارس کے خیال کی رو سے یہی ہی قاعدہ ہے وہاں پوتی واداکل وارث نہیں ہو سکتی مگر اس میں اس کے خلاف تجویز ہوئی ہے بلکہ بہن میں عورتیں بلا کسی

لے ۱۱ انڈین کیسز۔

لے ۲۶ الہ آباد ۱۸۷۱۔ ۲۸ الہ آباد ۳۰۔

لے ۱۲۷ مدراس ۱۲۹۔ ۷ مدراس ۱۳۲۔

عماثت کے وارث قرار دی گئی ہیں۔ اور اصول قرابت ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عورتوں کی حقیقت کی نوعیت۔ بجز بہن کے اور ممالک میں اس کے متعلق حسب ذیل اصول پر عمل ہوتا ہے (الف) کہ عورت کو محدود و حق انتقال حاصل ہوتا ہے اب اس سے جدید نسل آغاز نہیں ہوتی ہے یعنی اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء ممالک نہیں ہوتے ہیں بلکہ آخری ذکر قابض جائداد کے ورثاء پر عود کرتی ہے۔ بہن میں بہن اور بیٹی کی صورت میں استثناء ہے یعنی ان ہر دو کو جدا گانہ اور قطعی حقیقت حاصل ہوتی ہے اور ان کی وفات پر انہیں کے ورثاء کو جائداد حاصل ہوتی ہے۔

بیوہ مان وغیرہ کی حقیقت کی نوعیت۔ اب ہم ذیل میں مختلف عورتوں کی حقیقت کی نوعیت کے متعلق بحث کریں گے۔ بہن میں عدالتوں نے عورتوں کی وراثت کی غرض کے لئے دو تقسیم کی ہیں۔ (الف) وہ جو بذریعہ شادی مرد کے گوتر میں شریک ہوئی ہوں اور ان کو حق محدود و مماثل بیوہ حاصل ہوتا ہے ان میں بیوہ مان۔ دادی اور سپندون کی بیوہ آتی ہیں۔ (ب) وہ جو اسی خاندان میں پیدا ہوں مگر بذریعہ شادی دوسرے گوتر کی ہو جائیں۔ ان کو قطعی حق حاصل ہوتا ہے۔ ان میں بیٹی بہن بھتیجی وغیرہ شامل ہیں۔

حقیقت بیوہ۔ اس کو اپنے شوہر کی جائداد میں حین حیاتی حق حاصل ہوتا ہے مگر زندگی بھر کامل استفادہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ بعض اعتراض

کے لئے بیشک اس کی حقیقت محدود ہوتی ہے۔ بیوہ کو حین حیاتی حق سے کیا مراد ہے منقود دفعہ زیر بحث رہا ہے۔ انگلستان کے حق حین حیاتی حق یہ مختلف ہے یعنی ہندو بیوہ کے انتقالات بعض صورتوں میں جائداد پر ہمیشہ کے لئے واجب التعمیل ہوتے ہیں مگر انگلستان میں حق حین حیاتی حق مراد ایسا حق ہے جو کسی صورت میں بھی قابض کی زندگی کے بعد اثر پذیر نہیں ہو سکتا۔ یہ فریڈ یا در کہنے کے قابل ہے کہ بیوہ وارث عودی کی امین نہیں ہو کرتی ہے کیونکہ امین محض دو مہر دن کے فائدہ کیلئے منظم ہو کرتا ہے مگر بیوہ جو اپنے شوہر کی جائداد پر ورثہ قابض ہو محض منظم نہیں ہوتی بلکہ اسے استفادہ کا حق بھی حاصل ہوتا ہے اور اپنی زندگی بھر تنہا مستفید ہوتی ہے نہ ورثہ عودی اس کی زندگی بھر ایک ایک مہر سے مستفید ہوتے ہیں اور نہ حساب طلب کر سکتے ہیں۔ بیوہ پابند نہیں ہے کہ وہ کفایت شعاری سے رہے یا بچائے بیوہ صرف اسی حد تک پابند ہے کہ جائداد تلف نہ کرے یعنی اس طرح موروثی جائداد کو استعمال نہ کرے جس سے ورثہ عودی کے حقوق آئندہ متاثر ہوں۔ قریبی وارث عودی صرف اس وقت دعویٰ کر سکتا ہے جبکہ اس کی حقیقت معرض خطر میں ہو۔ بہر کیف بیوہ کی حقیقت نہ (الائف اسٹیٹ) کہلا سکتی ہے اور نہ (ٹرسٹ اسٹیٹ)۔ بیوہ کو حق حاصل ہے کہ بچت آمدنی جس کو چاہے دیدے قیود متذکرہ بالا اس کی حقیقت سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی اور اس صورت میں بھی قائم رہیں گے جبکہ ورثہ عودی موجود نہ ہوں۔

کی بیوہ کو اپنے خاوند کی جداگانہ و مکسوبہ جائداد پر قطعی حقوق حاصل ہوتے ہیں لیکن اپنے شوہر کی موردی جائداد میں مماثل ہند و بیوہ کے محدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں بلکہ متہلہ کی رو سے بیوہ کو ایسی جائداد منقولہ پر جو اس کو شوہر سے حاصل ہوئی ہو قطعی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

بیوہ وراثت عودی کی ایجنٹ ہی نہیں کہی جاسکتی۔ اور نہ وہ اپنے اختیارات محصلہ کو کسی دوسرے شخص کے تفویض کر سکتی ہے بلکہ منظم خاندان اور بیوہ کی حقیت میں فرق یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مثلاً جبکہ منظم خاندان باپ ہوا اپنے اتقالات سے جائداد کو کاملاً پابند

کر دیتا ہے۔ اسی طرح بیوہ بھی ضروریات قانونی کے ایفاء میں خاندانی جائداد پر بار عائد کر سکتا ہے اور اس کو منتقل کر سکتا ہے۔ باپ کے استحقاق انتقال پر جو قیود عائد کئے گئے ہیں وہ شراکت کے لوازمات میں سے ہیں برخلاف اس کے بیوہ کو جو حق انتقال حاصل ہے وہ محض ایک محدود حق ہے جو خاص صورتوں میں اس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے کہ وراثت عودی پابند ہونے جبکہ ایک سے زیادہ بیوہ ہیں تو ان میں اصول پسماندگی کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ کوئی ایک بیوہ دوسری بیوہ کی رضامندی کے بغیر جائداد منتقل نہیں کر سکتی ہے اور ایک بیوہ دوسرے کے مقابلہ میں تقسیم کا دعویٰ بھی کر سکتی ہے اور وقت تقسیم ایک دوسرے کو

۱۔ آباء و ۶۰۔ ۱۱۶۔ آباء و ۳۶۹۔ ۲۷۔ کلکتہ ۳۷۹۔

۲۷۔ کلکتہ لاہور ۶۰۔ ۳۷۔ مدراس ۱۵۲۔

۳۷۔ آباء و لاہور ۲۲۰۔ ۳۱۔ ممبئی ۵۶۰۔

کامل حقوق بھی عطا کر سکتی ہے یہ

مان - اس کے حق کے متعلق ہم قبل بحث کر چکے ہیں۔ اس کا نام اجمالی وراثت کی فہرست میں درج ہے ان کی حقیقت بیوہ کی حقیقت کے مماثل ہوتی ہے یہ یعنی اس کی حقیقت محدود ہوتی ہے۔

وادی - یہ بھی مان کی طرح محدود حقیقت رکھتی ہے لیکن بیٹی میں جلسہ کاملہ سے ایک مقدمہ میں یہہ طے ہوا ہے کہ مغربی ہند میں ہندو بیوہ کی محدود حقیقت کی نظیر وادی کے محدود حقوق پر اس وقت نہیں پہنچتی جبکہ وہ پوتی کی جائداد کی وارث ہو کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنی ذاتی حق کی بنا پر وارث ہوتی ہے نہ کہ شوہر کے حق کی بنا پر بلکہ اصول یہہ ہے کہ بیٹی میں بالعموم قطعی حقیقت حامل ہوتی ہے بجز اس کے کہ خاص طریقہ سے خلاف تحریر ہو۔

بیٹی - عام اصول متاکثر کی رو سے بیٹی کی حقیقت موروثی جائداد میں بیوہ کی حقیقت کی سی ہوتی ہے یعنی محدود حق حامل ہوتا ہے بنگال و مدراس میں بھی یہی تعبیر لگتی ہے اور دایا بہاگ و متھلا کا بھی یہی اصول ہے۔ لیکن بیٹی میں اس کے خلاف تجویز ہوتی ہے یہ اس کی حقیقت قطعی اور جداگانہ ہوتی ہے۔ وہ اپنی حقیقت کو دوسروں کی رضامندی کے بغیر منتقل کر سکتی ہے یہ متاکثر کی رو سے ایسی جائداد اس کی

۲۲۲ مدراس ۵۲۲-۱۲ مدراس لائٹنر ۲۸۸-۲ مدراس ویکلی نوٹس ۳۱۱-

۳۲۵ بیٹی ۲۶-

۲۱۵ بیٹی ۴۹-

۳۱۵ بیٹی ۵۳-۱۱ بیٹی ۲۸۵-۱۴ بیٹی ۶۱۲-

۲۱۵ بیٹی ۲۴۴-۴۹۰-



استری دہن ہو جاتی ہے لیکن میو کہا اس کو استری دہن بمعنی وسیع کہتا ہے اس لئے ورثہ بیٹوں کو بیٹی پر ترجیح ہوتی ہے۔ لے الہ آباد میں ایسی جائداد جو پوتی کو پوتے کی جانب سے برہنہ و صلح حاصل ہو محض محدود حقیقت کی جائداد ہے۔

بہن۔ چونکہ اس کا نام زمرہ ورثاء میں وضاحتاً تحریر نہیں ہے اس لئے مجزبی کے دوسرے مقامات میں وہ وارث تسلیم نہیں کی گئی ہے۔ لیکن مجزی میں رواج قدیم اور میو کہا کی سند پر اس کا حق اسی حد تک تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کی حقیقت ایسی جائداد میں جو باپ سے ورثہ لے کر قطعی تسلیم کر لی گئی ہے۔

علاقہ بہن کا بھی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر ایک سے زیادہ بیٹوں تو سب کو جدا گانہ اور قطعی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ امیر احمد غریب کی تمیز نہیں رکھی گئی ہے۔ نہ حق پسماندگی کا اطلاق ہوتا ہے۔ جائداد اس کا استری دہن ہو جاتی ہے اور اس سے ایک جدید نسل کا آغاز ہوتا ہے بیوہ کا اقتدار انتقال۔ انتقال یا تو بذریعہ وصیت عمل میں آوے یا بذریعہ میرہ دہن یا بیع عین حیاتی تو وہ اپنا استری دہن بذریعہ وصیت منتقل کر سکتی ہے نہ کہ ایسی جائداد جو اسے شوہر سے ورثہ حاصل ہوئی ہو۔ اگرچہ وہ منقولہ ہو۔ اگر بذریعہ صلح و دگری اسے حقیقت قطعی حاصل ہوئی ہو تو معمولی قیود اس جائداد سے متعلق نہیں ہوں گے۔ کیونکہ وہ جائداد

اُسے بحیثیت وارث حاصل ہوتی ہے نہ کہ بذریعہ کسی دستاویز کر کے دربارہ انتقال میں حیاتی یعنی بذریعہ مہر۔ بیع یا رہن اُس کا اختیار جائداد شوہر سے ورثا حاصل ہونے یا بذریعہ مہر یا وصیت وغیرہ حاصل ہونے پر منحصر ہے۔ نیز جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہونے کے لحاظ سے بھی فرق آجاتا ہے۔

دال (الف) جبکہ جائداد ورثا حاصل ہوئی ہو جملہ شاخ و ہر م شاستر کی رو سے بیوہ کو حق انتقال مجبّر ضروریات قانونی درپیش آنے کے حاصل نہیں ہے اور یہ قیود اُس کی جائداد کے ساتھ رہیں۔ یعنی ورثہ عودی کے وجود پر منحصر نہیں ہے۔ مگر بصورتِ اس کے کہ انتقال وقوع میں آجائے تو اُس کی زندگی بھر قائم رہے گا۔ یعنی اگر ضرورت نہ بھی ثابت ہو تاہم بیوہ کی عین حیاتی حقیقت ضرور منتقل ہوگی۔ ورثہ عودی کو پابند کرنے کے لیے ضرورت کا اثبات لازمی رکھا گیا ہے علاوہ ضروریات قانونی کو ورثہ عودی مستحق کے رضامندی سے جائداد منتقل کر سکتی ہے یہ قید منقولہ اور غیر منقولہ ہر دو سے متعلق ہے۔ صرف بہن میں منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی رو سے تمیز رکھا گیا ہے یعنی منقولہ جائداد کے متعلق زیادہ وسیع اختیار عطا کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی سند و بیوکھا کے یہ خصوصیات مخصوصہ سے ہیں کہ جائداد منقولہ جو ورثا حاصل ہو وہ آزادی کے ساتھ منتقل کر سکتی ہے۔ مگر انتقال کا اثر صرف

اُس کی حیات تک رہیگا۔ ورنہ اسے عودی پابند نہیں گئے جب تک خاص طور سے اختیار انتقال عطا نہ کیا گیا ہو اُس کا انتقال محدود ہی خیال کیا جائے گا۔ حال کے ایک مقدمہ میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ مشورہ سے وراثت حاصل ہوئی جائے اور کو بطریق جائز یہ نہیں کر سکتی۔ ورنہ اسے عودی کی اجازت خواہ قبل ہی حاصل کر لیجائے یا منظوری بعد لیجائے اس میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ اگر ضرورت جائز کے لئے انتقال عمل میں آیا ہے تو ورنہ اسے عودی پابند نہیں اگر حیکہ ضرورت سے زیادہ روپیہ حاصل کیا گیا ہو تو اثبات ضرورت لازمی ہو محض کسی دستاویز میں تذکرہ آنا کافی نہیں ہے یہ محض وارث مابعد کا حاشیہ دستاویز پر دستخط ثبت کر دینا کافی نہیں ہے۔ اور وہ بمنزلہ منظوری بیع نہیں ہو سکتا یہ اسے ورنہ اسے عودی کی اجازت یا رضامندی ہوئی چاہئے جو زندہ ہوں اور جن کو اعتراض کا حق حاصل ہو یعنی ایسی ورنہ اسے عودی کی ہوئی چاہئے جن کی جانب سے اعتراض نہ کی جاسکے۔ وجہ سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہو کہ انتقال جائز اور مناسب تھا۔ مگر یہ مسئلہ حصول رضا مندی ورنہ اسے عودی صرف انتقالات بعوض میں سے متعلق ہے۔ انتقالات بلا بدل بذریعہ بیہ سے یہ متعلق نہیں ہے۔ بیوہ کو اختیار حاصل ہے خواہ جائداد قطعاً بیع کر ڈالے یا صرف

۱۵۷۸ امداس لا جرنل ۱۷

۱۵۷۹ ۱۶ مئی ۲۲۹-۲۳۳

۱۵۷۹ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱

۱۵۷۹ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱

۱۵۷۹ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱

محدود حق۔ اگر ہیہ ثابت ہو کہ اُس کا نشانہ صرف محدود حقیقت منتقل کرنے کا تھا تو ضرورت جائز ثابت ہونے کی صورت میں بھی کامل ملکیت منتقل نہ ہوگی۔ اگر کاروبار خاندانی کے چلانے میں قرضہ تجارتی بیوہ لیوے تو اُسکی ادائیگی ورنہ رائے مابعد پر لازم ہے۔ بصورت اس کے کہ قرضہ ذاتی ہو اور خاندان یا کاروبار خاندانی سے متعلق نہ ہو تو صرف اُس کی ذاتی جائداد یعنی استیوہ دار ذمہ دار ہوگی۔ اپنی زندگی میں اُسے پورا حق حاصل ہے کہ جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اگر قرضہ قابل پابندی خاندان نہ ہو تو بقیہ جائداد شوہر کی جب ورنہ رائے مابعد کو حاصل ہو ذمہ دار نہ ہوگی یہ

دب (جائداد جو بذریعہ ہب یا وصیت حاصل ہو۔ تمام ہائیکورٹ اس رائے پر متفق ہیں کہ جو جائداد شوہر سے بذریعہ ہب یا وصیت حاصل ہو اس میں بیوی کو صرف بیوہ کا حق ہوگا بجز اس کے کہ الفاظ وصیت سے صراحتاً وسیع اختیارات مستنبط ہوتے ہوں اور جب تک صراحتاً وسیع اختیار حاصل ہونا واضح نہ ہو کامل ملکیت حاصل نہیں ہوتی ہے یہ ایک قیاس قانونی ہی اور اُس صورت میں بھی اس قیاس کا پیدا ہونا تسلیم کیا گیا جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کے نام پر زندگی کا بیمہ کرایا تھا مگر صراحتاً ایسی عبارت نہ تھی جس سے قطعی تقویض ہو۔ یہاں تک تجویز ہوتی ہے کہ محض یہ الفاظ کہ میری بیوی

۱۹۵۲ء بمبئی ۲۶ (۱۹۵۲ء)

۱۹۵۲ء کلکتہ لا جرنل ۸۸۔

۱۹۵۳ء بمبئی ۴۹۱-۱۱ بمبئی ۴۹-۵۷۳-۲۶ بمبئی ۵۴۴-۲۴ کلکتہ ۶۴۶-۳۲ کلکتہ ۱۹۵-۱۹۵۲

بمبئی ۲۰-۳-۱۱۹۱۱۹ آباد ۳۳-۲۲ بمبئی ۹۸-۹۸-

۱۹۵۳ء بمبئی لا رپورٹر ۳۸۳-

اپنے تنہا استعمال اور فائدہ کے لئے جائداد کی کسی کافی نہیں ہیں۔  
 نارو۔ رشیوں نے لکھا ہے کہ بیوی کے معاہدات جائز نہیں ہوتے ہیں  
 بالخصوص یہ۔ رہن یا بیع مکان یا فرسہ۔ عورتیں سخت عہد میں کہ جائداد  
 بہہ کرین یا بیع کرین صرف اُس حالت میں جبکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ  
 رہتی ہو وہ جائداد خاندانی سے مستفید ہو سکتی مستحق ہیں۔  
 ایسا انتقال جو جائز نہ ہو کالعدم نہیں ہوگا صرف قابل انفساخ ہوگا۔  
 اگر وراثت عودی اُسے منسوخ نہ کرین بمقابلہ اشخاص ثالث وہ جائز ہوگا  
 منسوخ کے لئے جدید نالش کی ضرورت نہیں ہے یہ  
 ضرورت قانونی کسے کہتے ہیں۔ حسب ذیل تمثیلات ضرورت قانونی  
 کی تحریر کیجاتی ہیں۔

- (۱) ایسے مذہبی یا خیراتی کام جسے شوہر کی روحانی منفعت مقصود ہو۔
- (۲) بیٹی کی شادی کے موقع پر دان اس لئے کہ اُس سے بیوہ کے  
 شوہر کی روح کو راحت ملتی ہے یہ
- (۳) قلیل خبر و آراضی کا دان جبکہ شوہر کے روحانی منفعت کیلئے ہو
- (۴) داماد کو شادی کے موقع پر یہ
- (۵) عمارت کی تعمیر

۳۵۷ انڈین کیسز ۷۸-۷۹

۳۵۷ انڈین کیسز ۱۸-۱۹

۳۵۷ انڈین کیسز ۲۰۴-۲۱۰ کلکتہ ۱۹۰۲

۳۵۷ انڈین کیسز ۱۹-۲۰

۳۵۷ انڈین کیسز ۲۰۴-۲۱۰ کلکتہ ۱۹۰۲

۳۵۷ انڈین کیسز ۲۰۴-۲۱۰ کلکتہ ۱۹۰۲

۳۵۷ انڈین کیسز ۲۰۴-۲۱۰ کلکتہ ۱۹۰۲

۳۵۷ انڈین کیسز ۲۰۴-۲۱۰ کلکتہ ۱۹۰۲

(۶) شوہر کی جائداد کی حفاظت کے متعلق مقدمہ بازی میں خرچہ دیگر اس کے معنی بیوہ نہیں ہیں کہ اُسے اس مد میں غیر محدود اختیار حاصل ہے۔  
 ورنہ کا فرض ہے کہ وہ ضرورت کو ثابت کرے۔ بیوہ تجویز ہوتی ہے کہ جب بیوی کے خلاف جہشیتہ وارث شوہر غیر شخص و عویٰ دائر کرے تو اُس نے مصارف میں انتقال جائز ہے یہ وسیط حجبہ فوجداری ہوتا اُس کے خلاف جہشیت وارث شوہر دائر ہوں تو مصارف مقدمہ کیلئے قرضہ و رہن جائز ہے لیکن اگر ایسے دعوے میں خرچ کیا جاوے جو ٹیک بیٹی سے دائر نہ کیا گیا ہو اور اس کے صحیح ہو نیک بیوہ کو یقین ہی دے دیا جائے اور جائز نہیں ہو تا ہے اگر دائر مقدمہ کے لئے قرضہ دے تو اس کو ثابت کرنا چاہیے کہ ضرورت فی اوقفتی داعی نمی اور مقدمہ کے لئے قرضہ کی ضرورت تھی اور کوئی دوسرا سرمایہ اُن اغراض کے ایفا کے لئے موجود نہ تھا۔

(۷) سرکاری زرنگان او اگر ناٹھ لیکن محض ایسا بیان بغیر ثبوت ضرورت کافی نہیں ہے۔ اگر بہرہ کاری زرنگان کی ادائیگی کیلئے جائداد بیوہ نیلام ہو تو نیلام میں کس قسم کی حقیقت منتقل ہوتی ہے۔ اُس کے متعلق بعض نظائر ملے کہ ہے کہ محض بیوہ کی حیات حقیقت منتقل

۱۵۷ بجٹی لاہور ۶۲۸-۶۲۹ کلکتہ رجسٹر ۶۹-۱۴۵۲ اور اس لاجسٹ ۱۳۹-۳۱ کلکتہ

۱۴۱-۱۳۱ آباد ۴۹-۱۵۲ کلکتہ وکیل نوٹس ۶۳۸-

۱۴۵۳ اور اس لاجسٹ ۱۳۹-۱۵۷ بجٹی لاہور ۶۲۸-

۱۵۷۸ کلکتہ ۳۱-۱۳۵ کلکتہ وکیل نوٹس ۶۸۶-

ہوتی ہے یہ

(۸) سارٹیفیکٹ وراثت حاصل کرنے میں مصارف یہ

(۹) جائداد کے قیام و حفاظت میں مصارف از قسم مرمت و تیاری  
چاہ وغیرہ یہ لیکن جدید مکان تیار کرنا داخل نہیں ہے محض ترقی و بڑا  
بھی جائز نہیں ہے یہ

(۱۰) خود بیوہ اپنی ذات کی پرورش کے لئے جبکہ آمدنی جائداد کافی  
نہ ہو کوئی جزو جائداد منتقل کر سکتی ہے یہ ایسا کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ  
بیوہ کو صرف آمدنی جائداد پر گزار کر بیٹے چاہیے۔ پرورش آئندہ کیلئے  
وہ جزو جائداد منتقل نہیں کر سکتی یہ

(۱۱) برسی و سرادہ کے مصارف کے لئے۔ اپنے شوہر کی والدہ کے  
شرادہ و برسی کے لئے یہ شوہر کی میت کے متعلق رسم ادا کرنا یہ

(۱۲) شوہر کی روح کی منفعت کی غرض سے کیا جانے میں بشرطیکہ  
معقول خرچ ہو جائز ہے مگر کاشی پنڈ دینے کی غرض سے جانا ضروری  
نہیں ہے بلکہ اسی طرح خود بیوہ کی منفعت روحانی کیلئے جو خرچ کیا جاوے غرض

۱۰۱۱ کلکتہ ۵۱۱-۱۴ مدراس ۲۰۸-۲۶ کلکتہ ۲۸۵-۲۳ دہلی رپورٹ ۱۴۷-۱۸ خ ۱۰ دہلی رپورٹ

۳۶۵۲ کلکتہ ۷۵۳-

۲۲-۵۲ کلکتہ ۶۱۶-

۱۰۵۵ کلکتہ ۸۲۳-۱۳۳ الد آباد ۲۵۵-۱۰۵۵ ایبٹ آباد رپورٹ ۹۲-

۹۵۵ انڈین کمیشنر ۹۹-۱۶ انڈین کمیشنر ۱۳۹-۱۱۳ انڈین کمیشنر ۸۲-۶۲۰-

۱۰۵۵ انڈین کمیشنر ۹۹-۱۰۵۵ دہلی رپورٹ ۳۰۹-۳۶ کلکتہ ۷۵۳-

۱۰۵۵ انڈین کمیشنر ۸۲-۱۳ ایبٹ آباد رپورٹ ۸۶-

۱۰۵۵ کلکتہ دہلی نوٹس ۸۶-

ضروری نہیں ہے یہ

(۱۳) شوہر یا دوسرے سابقہ مالک کامل کے دیون ادا کرنا یا لیکن اپنی ذاتی آمدنی سے بیوہ ادا کرنے کی پابند نہیں ہے یہ اگر ایسے قرضہ کی ادائیگی میں بیوہ جائداد منتقل کرے جو بوجہ عروض میعاد سماعت ناقابل وصول ہو تو محض اسوجہ سے انتقال قابل انقضاء نہیں ہو سکتا ہے

(۱۴) بیٹی کے اخراجات کے لیے جو قرضہ لیا جائے وہ صحیح ہے اور ضرورت قانونی کے لیے کہا جائیگا یہ

(۱۵) بیوہ کی ذاتی روحانی منفعت کے لیے جائداد منتقل کرنا یا جائزہ میں روپیہ صرف کرنا ضرورت قانونی نہیں ہے یہ

(۱۶) تشدد زمانہ نہ ہونے کی صورت میں جائداد منتقل کرنا یہ استمراری پیٹہ عطا کرنا یہ تالاب تعمیر کرنا یہ محض ترقی جائداد کی غرض سے تعمیر میں رقم صرف کرنا یہ

رہن بلا ضرورت۔ اگر بیوہ اپنے شوہر کی جائداد جو اسے وراثتاً حاصل ہوئی ہو بلا ضرورت قانونی رہن کر دے اور فوت ہو جائے اور جائداد طغیانی میں بہہ جانے کی وجہ سے مرہن اپنی ذات سے مکرر تعمیر کرائے

۵۷۷ مدراس ۴۵-۳۳ گلگتہ ۷۶۶-۷

۵۷۸ مدراس ۵۵۲-

۵۷۹ انڈین کینسر ۳۸۲-

۵۸۰ مدراس لاجرل ۳۲۰-

۵۸۱ انڈین کینسر ۲۸۳- مدراس ۵۵۲-

۵۸۲ آباو ۲۵-

۵۸۳ آباو وکیل نوٹس ۱۹۰۶-۲۰۷-

۵۸۴ وکیل رپورٹر ۸۰-

۵۸۵ ایچی لاپورٹر ۹۲۷-

۵۸۶ وکیل رپورٹر ۴۹-



تو وارث عودی بلا ادائی خرجہ تعمیر و مرہم کے بارے میں مبرا جائداد و مرہم سے باز یافت کر سکتا ہے۔ یعنی وہ اسی حالت میں جائداد پالنے کا مستحق ہے جو حالت اسکی وقت وفات میں وہ تھی۔

بیوہ کے مشتری یا منتقل الیہ کا فرض۔ ہندو بیوہ موروثی جائداد کو ضرورت قانونی کے وقت منتقل کر سکتی ہے اور ایسی صورتوں کیلئے قانون نے منتقل الیہ پر فرض عائد کیا ہے کہ وہ تحقیقات احتیاط کے ساتھ کرے

کہ آیا وجوہات موجود ہیں۔ اس کو یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ دستاویز انتقال صحیح ہے اور عورت نے بوقت انتقال مفہوم بخوبی سمجھ لیا تھا اور

یہ کہ اس کے لیے قانونی ضرورت موجود تھی یہ زرخشن کس کام میں لگا لگا

اس کا فرض معلوم کرنا نہیں ہے۔ اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے فی الواقع تحقیقات کی تھی اور نیک نیتی سے عمل کیا تھا۔ اصول مندرجہ مقدمہ بنو مان پر

کا اطلاق ہوتا ہے یہ مسئلہ کہ بیوہ کے لیے ہوئے فرضہ کی ادائی شوہر کی جائداد پر واجب ہے نیت پر منحصر ہے اور نیت نوعیت معاشرت سے

اخذ کیا جاسکتی ہے۔ اس کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ضرورت جائز تھی یا نہیں اسے وجوہات معقول یہ یقین ہوا تھا کہ ضرورت موجود تھی یہ (۱) اس پر یہ فرض نہیں ہے کہ صحیح نقل و ضرورت کی دریافت کرے۔ (۲) اس کا فرض

۱۳۲۲ء بمبئی ۳۲۲ - ۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء پریوی کونسل - ۱۳۲۲ء

۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء پریوی کونسل - ۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء

۱۳۲۲ء بمبئی ۳۲۲ - ۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء پریوی کونسل - ۱۳۲۲ء

۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء پریوی کونسل - ۱۳۲۲ء کلکتہ ۲۱۱ - ۱۳۲۲ء

نہیں ہے کہ زمرین کہان استعمال ہوا دیکھے اور نہ یہ کہ ضرورت کیونکر  
درپیش آئی اور (۳) صرف یہی فرض ہے کہ احتیاط کافی اور نیک نیتی  
سے عمل کرے۔ بد نظمی میں اس کی امداد ثابت نہ ہوگی اگر بلا ضرورت قانونی  
بیع یا انتقال کے عمل آیا ہو تو وہ محض حیات بیوہ تک قائم رہیگا۔ یا اگر ضرورت  
سے زیادہ بیع ہو گیا ہے تو بقدر زیادہ کے قیمت ادا کر کے وارث عود  
بیع کو نسخ کر سکتا ہے۔ شوہر کے باپ اور بہاویوں کے علیحدہ ہونے کی  
صورت میں بھی بیوہ کو قطعی انتقال کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک کہ خاص  
حالات ثابت نہ کئے جائیں۔

بچت کے تصرف کا اقتدار۔ اس کے متعلق تین عنوان میں بحث  
کیا جاسکتی ہے۔

(۱) بچت جو آخری ذکور قابض کے زمانہ میں ہوئی ہو۔ ایسے سرمایہ  
پر اُسے ویسے ہی اقتدار حاصل ہیں جیسے جائداد موروثی پر۔ وے ترکہ کا  
جزو شمار ہوتے ہیں۔

(۲) ایسی رقم جو آخری مالک کی وفات اور بیوہ کو جائداد ملنے کے  
درمیان زمانہ میں کچی ہو۔ اس پر بھی اُسے حسب فقہ (۱) محدود اختیار حاصل  
ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو کہ ناجائز طور سے وہ جائداد سے محروم رکھا گیا ہو  
تو اُسے قطعی اختیار تصرف حاصل ہوگا۔

(۳) ایسی بچت جو بیوہ نے بزمانہ قبضہ جائداد موروثی کی ہو۔ اس پر  
اُسے قطعی حق تصرف حاصل ہوتا ہے۔ لیکن تمام دار و مدار اسکی نیت پر

ہوتا ہے یعنی یہ کہ آیا اس کا منشاء بجٹ کو علیحدہ رکھنے کا تھا یا صرف اصل سرمایہ موردی میں شریک کر دینے کا کوئی ایسا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے کہ جائداد جو بیوہ اپنے بچائے ہوئے سرمایہ سے خرید کر کے اصل جائداد کا جزو ہے اور اسی کیساتھ منتقل ہوگی۔ اور اگر یہ ثابت ہو کہ اس کا منشاء غاۃً نہ کی جائداد ایک جا رہے کہنے کی تھی تو بجٹ جائداد میں اعضاء شمار ہوگی۔ بصورت اس کے کہ یہ ثابت نہ ہو تو عدالت یہ قیاس کر سکتی ہے کہ بیوہ کا منشاء آمدنی بجٹ کو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے رکھنے کا تھا۔ اگر محدود حقیقت کا مالک اسٹیٹ کی آمدنی سے جائداد تعمیر کرے تو عمارت بطور جزو جائداد منتقل ہوگی اور اس مالک کو قطعی حقیقت حاصل نہ ہوگی۔

مہند و بیوہ اور مہند و باپ کی حقیقت میں یہ فرق ہے کہ (۱) آخر الذکر اپنے فائدہ کے لئے موردی جائداد کی آمدنی علیحدہ نہیں رکھ سکتا اور نہ علیحدہ جائداد حاصل کر سکتا ہے مگر مہند و بیوہ رکھ سکتی ہے کیونکہ وہ قطعی مالک ایسی آمدنی کی ہوتی ہے جو اس کے شوہر کی جائداد سے حاصل ہوتی ہے۔ (۲) مہند و باپ کو اپنے بیٹوں کو حساب بتانا پڑتا ہے مگر مہند و بیوہ پابند نہیں ہے کہ ورثہ سے عودتی کو ایسی بجٹ کا حساب دے سکے مگر اس صورت میں کہ وہ ایسی رقم بجٹ کو اپنی زندگی میں تصرف میں نہ آدواسکی وفات کے بعد وہ بھی اصل جائداد کے ساتھ جائیگی۔ یعنی ایسی رقم بجٹ استری دینا نہیں ہو جاتی ہے۔ مگر اضافہ جو جائداد میں ہو بجٹ سے مختلف ہے۔

اور اس پر بیوہ کو وہی اختیار نصرت حاصل نہیں ہے جب ترتیب وراثت کو تبدیل کرنے کی غرض سے جائداد خاندانی اور ایسی جائداد جو شوہر کی جائداد کی آمدنی کی بچت سے خرید کی گئی ہو منتقل کیجا میں تو قیاس یہی ہوتا ہے کہ وہ اضافہ اصل جائداد ہے یہ

وجہات محروم الوری بیوہ (الف) مکرر ازدواج کرنا۔ اس سے محض موجودہ حقوق زائل ہوتے ہیں اور وہ بھی شوہر یا اس کے نسب وراثت کی جائداد میں ایسے حقوق جو آئندہ بعد ازدواج مکرر پیدا ہونے لیں نہیں ہوتے مگر ایسا انتقال جو ازدواج مکرر کے قبل عمل میں آچکا ہو اس کو مؤثر نہیں ہوتا ہے یہ

(ب) بے عصمتی۔ اگر بوقت وراثت وہ بے عصمت ہو تو حق زائل ہو جاتا ہے۔ جائداد ایک مرتبہ حاصل ہو جانے کے بعد بعد کو بے عصمت ہونے سے حق زائل نہیں ہو جاتا ہے یہ

بیوہ کے مقابلہ میں ڈگری۔ مشتری کی حقیقت نوعیت قرضہ پر جسکی بنا پر ڈگری صادر ہوئی ہو اور بوقت ارجاع نالاش حقیقت بیوہ پر منحصر ہوتی ہے لیکہ اگر قرضہ اس کا ذاتی ہے تو صرف اس کا صین حیاتی حق ہی ہوگا۔ ورنہ عودی کی حقیقت منتقل نہیں ہوتی ہے بجز اس کے کہ بیوہ اس کی مجاز ہو کہ جائداد پر بار عائد کرے اور اس کی فی الواقع ایسی

۱۵ کلکتہ لا جرنل ۵۴۲۔

۱۵ کلکتہ ۸۶۲۔

۱۵ مینی ہیکورٹ ۲۵-۱ مینی ۵۵۹-۵ کلکتہ ۷۷۶۔

۱۵ کلکتہ ۴۷۹-۴۳ کلکتہ ۶۳۶-۷ کلکتہ وکیل نوٹس ۶۷۸۔

نیت رہی ہو۔ اگر واصلات اور قبضہ کی ڈگری بیوہ کے خلاف صادر ہو  
اور اُس کی حیات میں اُس کی تعمیل نہ ہو سکے تو جائداد شوہری پر جبکہ وہ  
اُس کے قائم مقام قانونی کے قبضہ میں ہو تعمیل نہیں کرائی جاسکتی ہے۔  
ایسی ڈگری جو بیوہ کی ذات پر غیر کفالتی تسک کی بنا پر صادر ہو در ثلکے  
عوامی پر موثر نہیں ہوتی ہے یہ اگرچہ فرض ضرورت قانونی کے لئے  
لگایا ہو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ جائداد میں بیوہ کے حقوق و مراعات  
بیع ہونے سے صحیح طور پر کیا منتقل ہوتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جاوے  
کہ مقدمہ حسین بیع عمل میں آیا بیوہ کی ذات کے مقابلہ میں دائر ہوا تھا  
اور بنائے محاسنت کا تعلق اُس کی ذات سے تھا یا جائداد مشترکہ کے  
مقابلہ میں دائر ہوا تھا اور کل جائداد پر موثر ہے یا نہ

بیوہ ڈگری یا صلح سے وارث کو کب پابند کر سکتی ہے۔  
اگر نالاش میں ہندو بیوہ کی جملہ جائداد کی قائم مقام کی حیثیت ہو تو اُس  
صلح کرنے کے متعلق ویسا ہی اختیار حاصل ہے جس طرح نفاذ حقوق اور  
فیصلہ مخالف کی ناراضی سے اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ وارث عوامی  
ڈگری کا اس وقت پابند ہوگا جبکہ تحقیقات مقدمہ منصفانہ عمل میں آئی ہو

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

۱۷۱ کلکتہ دیپٹی نوٹس ۷۶۹۔ ۲۳۲ بیٹی ۱۳۵۔ ۸۱۷ آباد

مگر جبکہ اسے اطمینان ہو کہ قرضہ فی الواقعی واجب الادا ہے تو بہ حیثیت قائم مقام جائداد اس کا یہہ فرض نہیں ہے کہ عذر ضرر کرے یعنی اگر بلا فرض یا سازش کے ڈگری صادر ہو جائے اگر جبکہ نزاع نہ کیگئی ہو تو ورثائے عودی پابند ہیں بلکہ آباد ہائیکورٹ نے حال کے ایک مقدمہ میں یہہ تصفیہ کیا ہے کہ ورثائے عودی صرف اس وقت پابند ہونگے جبکہ ڈگری اچھی طرح مقابلہ کرنے کے بعد اور نیک نیتی کے ساتھ پیروی کر کر کے بعد صادر ہوئی ہو بلکہ لیکن اگر بلا ضرورت صلح کر لیا جائے تو ورثائے عودی پابند نہیں ہونگے بالخصوص جبکہ ان کے حقوق موثر ہوتے ہوں مثلاً جبکہ وہ اپنے جملہ حقوق سے دست بردار ہو جائے صرف ایک جزو جائداد سے اپنی حین حیات مستفید ہونے پر رضی ہوئے اس طرح ایک سے زیادہ بیوئین آپس میں رضی نامہ کر کے ورثائے عودی کے حقوق کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں بلکہ پس جبکہ بیوہ نے ایک ایسے شخص سے صلح کی جو اپنے کو اس کے شوہر کا تبنی بتاتا تھا اور یہہ شرط ہوئی کہ اسکی بیٹیاں صرف باپ کی مکسوبہ جائداد پاوین گی اور دعویدار کو موروثی جائداد ملیگی۔ تجویز ہوئی کہ صلح مذکور بیٹیوں پر قابل پابندی نہیں ہے یہہ وارث عودی کی حقیت کی نوعیت۔ وارث عودی دعویدار کو نہ صرف یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ وارث ہوئیو الا یہہ بلکہ یہہ بھی ثابت کرنا چاہیے

۱۲۹۵ء آباد ۴۸۷-۱۳۰۱ء آباد ۷۵۰

۱۳۰۱ء آباد ۳۰۰

۱۳۰۱ء آباد ۲۵۰

۱۳۰۱ء آباد ۱۳۶

۱۳۰۱ء آباد ۷۵۰

کہ وہ ایسا دارث اقرب ہے جو بیوہ کی وفات پر مستحق ترین دارث ہو سکتا ہے۔ مگر ذکور قابض کی وفات کے وقت کوئی دارث قریب تر زندہ ہو تو بیوہ کی وفات کے وقت اُس کا فوت ہو جانا ثابت ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس بیان سے آدے کہ وہ آخری ذکور قابض کا قریب ترین دارث عودی ہے اور اپنے اُس بیان کو ثابت نہ کر سکے تو اُس کا دعویٰ خارج ہونا چاہیے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے توسط سے دعویدار ہو تو اُس کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جائداد اُس دوسرے شخص کو حاصل ہوئی۔ مثلاً اگر بیوہ کے قبضہ میں کچھ جائداد ہو جس کے حاصل ہونے کے ذریعہ کا کوئی پتہ نہ بتایا جاتا ہو اور یہ بھی ثابت کیا جائے کہ اُس کے شوہر کے قبضہ میں وقت وفات کثیر جائداد تھی تو شہادت کی عدم موجودگی میں یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ جائداد مقبوضہ بیوہ اُس کے شوہر ہی کی تھی۔ اگرچہ دارث عودی کو موجودہ حق حاصل نہیں ہوتا تاہم وہ مستحق ہے کہ ایسی کارروائی میں جس سے حفاظت جائداد مقصود ہو جوابدہی کرے مثلاً کارروائی حصول اجازت وصیت میں۔ اس طرح اگر دارث عودی سرکاری لگان ادا کر دے تو بیوہ سے واپس پاسکتا ہے۔ اور وہ اُس قسم کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ

۱۔ ۵ انڈین کیسز ۶۶۶-۴ انڈین کیسز ۳۳۹-۱۱ انڈین کیسز ۲۰۲-۲۶ کلکتہ ۸۷۱-۷۵  
 رپورٹرز ۲۵ ریویو کونسل-  
 ۱۱ انڈین کیسز ۳۳۳-۲ کلکتہ دیملی نوٹس ۱۹۷-  
 ۳ انڈین کیسز ۱۷۷-۱۹۷ اس لائٹس ۱۹۸ (۱۹۱۳ء)  
 ۳ انڈین کیسز ۱۷۷-۱۹۷ اس لائٹس ۱۹۸ (۱۹۱۳ء)





دارث عودی وقت انتقال نابالغ ہو یا پیدائش ہو اس وقت وہ عروض تہامدی سے محفوظ رہے گا اور ایک وارث کے مقابلہ میں مفصلہ ہو جانے سے دوسرے وارث عودی کے دعوے میں امر مفصل شدہ عارض نہیں ہو جاتا ہے بلکہ اور نہ امر مانع تقریر مخالف کا اثر پیدا کرتا ہے ورنہ ایک کے چارہ جوئی اختیار نہ کرنے یا میعاد گزر جانے کی صورت میں دوسرا ممنوع ہو سکتا ہے چونکہ وارث عودی کو بیوہ سے بھی حقیت حاصل نہیں ہوتی ہے اس لیے کوئی تصفیہ جو مابین کسی وارث عودی اور بیوہ کے عمل میں آئے دوسرے ورثاء پر قابل پابندی نہیں ہے بلکہ

ورثائے عودی بیوہ کی حیات میں استقرار حق کا دعویٰ نہیں کر سکتے مگر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ بیوہ کے انتقالات ممنوع کئے جائیں یا انتقالات منع کئے جائیں یا وہ اتلاف جائداد سے منع کیجاوے۔ یہ ممانعت انتقال کی دعوے میں صریحی انتقال بتانا چاہیے۔ تمام انتقالات کے منع کرنیکا دعویٰ دائر نہیں ہو سکتا۔ مگر ایسے دعوے کا منشا صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ بجز بیوہ کی زندگی کر زمانہ انتقال مگر الانفصال میں۔

ورثائے عودی بعید کب دعویٰ کر سکتے ہیں۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ صرف ایسا وارث جو بعد وفات بیوہ وارث الحق ہوگا دعویٰ کر سکتا ہے مگر

۱۔ ۱۳۵۹ھ اس لاجرئل ۳۵۹-۱۶۱۷ھ اس لاجرئل ۳۴۷-۳۶۷ھ کلکتہ ۸۰ (جلد کاملہ)۔

۲۔ ۳۴۷ھ کلکتہ ۶۲-خج ۴۷ یعنی لار پور ۸۹۳ھ۔

۳۔ ۱۳۵۹ھ آباد ۴۵۱-۱۲۵۹ھ آباد ۹۴۴ دیوبند ۱۳۲-۱۳۳۳ آباد ۴۴۱۔

۴۔ ۱۲۷۷ھ آباد ۴۰۶-۱۱۷۷ھ انڈین کینسر ۵۸۶ ۱۱۷۷ھ انڈین کینسر ۹۹۷۔

بعض خاص حالتوں میں وارث اقرب کی موجودگی میں بھی وارث بعید دعویٰ کر سکتا ہے مثلاً جبکہ وہ بیوہ سے سازش کر گیا ہو یا اپنے حقوق سے دست بردار ہو کر ارجاع نالاش کا حق زائل کر لیا ہو یا اگر ورثائے قریب میعاد معینہ کے اندر دعویٰ کرنے سے تعرض کر رہے ہوں تو اس کے معنی یہی ہیں کہ وہ حق نالاش سے دست بردار ہو گئے ہیں مگر محض مدت گزر جانے دینا کافی نہیں ہے۔ جب وارث مابعد کا پتہ نہ ہو اور وہ غائب ہو تو وارث بعید کو حق نالاش حاصل ہے تب جب وارث عودی مابعد اثبات ہو تو مدر اس یکلکتہ اور پیچاج کے فیصلہ جات کی رو سے ایسا وارث عودی جو اس اثبات کی وفات کے بعد وارث ہو سکتا ہے دعویٰ دائر کر سکتا ہے یہ لکھنؤ کے مقدمات میں الہ آباد ہائی کورٹ نے یہی طے کیا تھا کہ پیچ سازش ثابت کرنے کے کسی دوسری صورت میں وارث بعید کو حق نالاش حاصل نہیں ہے یہ

میعاد۔ انتقال خیر زمانہ حیات بیوہ کے کا عدم قرار دینے کی نالاش بزائد حیات بیوہ تاریخ انتقال سے اندرون ۱۲ سال دائر دعویٰ چاہئے۔ یہ حجت کہ دوسرے قریب ورثاء موجود تھے اس لیے جب ان کا دعویٰ سے

- ۱۵۵ اٹورین کیس نمبر ۲۷-۱۳۲ الہ آباد ۱۹۶۶ء اور اس کی نقل نوش (۱۹۱۲ء) ۷۰-۱۹ بمبئی ۶۱۳-  
 ۱۸ اٹورین کیس نمبر ۲۱۲- ۲۸۵ مدر اس ۵۷-۳۲ کلکتہ ۶۲-۲۶ اٹورین  
 کیس نمبر ۷۳۹-۱۹ الہ آباد ۳۴-۱۲۵۵ الہ آباد لاجرئل ۳۸۰-  
 ۷۷ مدر اس لاٹا مکس ۲۶۴-۳۲ کلکتہ ۶۲-۱۹ الہ آباد لاجرئل ۱۵۸-۳۴ الہ آباد ۲۰۷-  
 ۲۰۹-۲۴۵ الہ آباد ۸۲-۱۱۵ الہ آباد ۱۳۲-۱۳۲

نقص کرنا ثابت ہو اِنائے نالاش پیدا ہوگی صحیح نہیں ہے بلکہ اور اگرچہ ایسی نالاش میں سعاد عارض ہو جائے بعد وفات بیوہ دارث عودی قبضہ دلا پانے کا دعویٰ کر سکتا ہے یہ اس طرح اگرچہ کہ جائداد متد عویہ پر شخص غیر کا قبضہ مخالفانہ برخلاف بیوہ عرصہ دراز تک رہا ہو وارث عودی وفات بیوہ کے ۱۲ سال کے اندر دعویٰ دائر کر سکتا ہے یہ بیوہ کے مقابلہ میں قبضہ مخالفانہ وارث عودی کے مقابلہ میں قبضہ مخالفانہ نہ ہو گا بلکہ یہی قاعدہ مفوض الیہ وارث عودی سے متعلق ہو گا۔ وارث عودی کا حق صرف وفات بیوہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر عورت کا قبضہ حیثیت بیوہ نہ ہو بلکہ کسی دوسرے استحقاق کی بنا پر ہو تو وہ اور بات ہے۔ ایک وارث عودی مدعی کی وفات کے بعد حق دعویٰ دوسرے وارث عودی پر باقی نہیں رہتا ہے بلکہ

وارث عودی کے حق میں دست برداری۔ چونکہ بیوہ کی وراثت باصنافہ وراثت نہیں ہے اور عام اصول روحانی منفعت پر مبنی نہیں ہے اس لیے اگر وہ اپنے حقوق سے بحق وارث عودی مابعد دست بردار ہو جائے تو جائز ہے اس لیے کہ اس کا اثر صرف اس قدر ہوتا ہے کہ شخص مستحق کو دیر میں ملنے والی جائداد جلد مل جاتی ہے مگر یہ لازم ہے کہ

۱۲۵۷ کلکتہ ویلی نٹس ۸۵۷

۱۲۶۱ انڈین کیسز صفحہ ۷۳۷

۱۲۶۱ بیٹی ۶۴۶-۲۳ بیٹی ۷۲۵-۱۱۹ آباد ۳۵۷-۳۴۲ کلکتہ ۳۲۹-۳۱ بیٹی ۳۰-۱۲۵

۱۸۵۷ انڈین کیسز ۹۴-۹۵۹

۳۲۸-۱۳۳ آباد ۳۱۲

۱۱۶۷ انڈین کیسز ۸۶-۱۲۵ اس ۱۲۵ اس ۱۲۵ اس ۱۲۵

۵۳۵ کلکتہ ویلی نٹس ۵۳۵

کامل حقیقت سے دست برداری کی جائے اور قبضہ دیدیا جائے۔ گزارہ کی شرط لگائی جاسکتی ہے لیکن قبضہ قائم نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ یعنی جائز ہے کہ اپنی راست نگرانی سے دست بردار ہو جائے اور صرف ایک رقم سالانہ لیا کرے۔ ایسی دست برداری اس وجہ سے کالعدم نہیں ہو سکتی کہ وقت واحد میں کوئی ایسا اقرار ہی بیوہ اور وارث عودی کے مابین ہوا ہو جس کی رو سے ایک کثیر حصہ جائداد کسی عزیز بیوہ کو ملتا ہو۔ بیوہ اور وارث عودی کے درمیان ہر اقرار جائز ہے بشرطیکہ وارث عودی مابعد کے حقوق پر موثر نہ ہو مثلاً یہ کہ بیوہ کو ایک رقم ماہانہ ہمیشہ کے لیے دیجایا کرے۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے ابھی قطعی تصفیہ اس مسئلہ کا نہیں کیا ہے کہ آیا بیوہ اپنی حقیقت میں حیاتی زائل کر کے بذریعہ ہنرمند یا قطعی وارث مابعد کے حق کو جملہ حاصل کر سکتی ہے۔

خلاصہ قواعد۔ (۱) مدراس ہائیکورٹ کی رو سے بیوہ کو تمام جائداد سے بحق وارث مابعد دست بردار ہونا چاہیے۔ کلکتہ ہائیکورٹ کی رو سے کسی ایک جزو جائداد کے لیے بھی دست برداری ہو سکتی ہے۔

۱۹۵۱ء کلکتہ ۲۳۶- مدراس ۱۸۸- ۱۳۵۲ کلکتہ دیپلی نوٹس ۲۰۱-

۱۳۵۳ مدراس ۴۴۶- ۱۳۵۴ کلکتہ ۳۵۴-

۱۳۵۴ الہ آباد ۷۱- ۲۱۵۴ مدراس ۱۲۸ (جلسہ کاملہ)۔ ۱۷ انڈین

کیسز ۴۸- ۳۱ مدراس ۳۶۶ (جلسہ کاملہ)۔ ۲۶ انڈین کیسز ۷۷۷- سرکار صاحب

طبع چارم صفحہ ۴۴۹- ۱۲ کلکتہ دیپلی نوٹس ۴۶۹- ۱۳ کلکتہ ۴۳۹-

۲ انڈین کیسز ۶۶۹- ۱۳ کلکتہ دیپلی نوٹس ۲۰۱-

ہائی کورٹ و پنجاب۔ مدراس ہائیکورٹ سے متفق ہیں کہ ایک جزو جائداد کے لیے دست برداری جائز نہیں ہے بلکہ آباد ہائی کورٹ میں اس کا تصفیہ نہیں ہوا ہے۔ (۲) دست برداری بحق وارث عین مابعد موتی چاہیے۔ بیوہ کا بحق نواسہ بموجودگی بیٹی سبہ کرنا دست برداری نہیں ہے۔ (۳) بحق اثاثہ یا قابض حقیقت محدود دست بردار ہونے سے ایسی اثاثہ کو قطعی استحقاق حاصل نہیں ہو جاتا ہے بلکہ بیوہ منجملہ ورثاء عودی کے صرف چند کے حق میں دست برداری کا عمل نہیں کر سکتی ہے۔ دست برداری مشروط کی مختلف شکل ہو سکتی ہیں۔ (۱) جبکہ تمام جائداد منتقل ہو اور وہ اپنے لیے کسی ایک جزو جائداد میں قطعی حق قائم رکھے۔ (۲) جبکہ ایک جزو جائداد منتقل ہو اور دوسرے اجزاء میں وہ قطعی حقوق تصرف رکھے۔ (۳) جبکہ تمام جائداد اس شرط سے منتقل ہو کہ ایک جزو کسی غیر شخص کو دیا جائے۔ دست برداری انتقال سے مختلف ہے۔

انتقال برضامندی وارث عودی۔ بیوہ اور وارث عودی ملکر انتقال کی تکمیل کر سکتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے کامل حقیقت منتقل کر سکتے ہیں مگر انتقال دور کے ورثاء کے اعتراض کے تابع رہیگا یہ قریب ترین

۱۲۴۵ء آباد ۲۰۶۔

۱۲۴۵ء بمبئی ۱۶۵۔

۱۲۴۵ء آباد ۵۸۲-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴

وارث عودی کی سازشائہ رضامندی ظاہر کرنا غیر مفید ہے بلکہ چنانچہ حال کے ایک مقدمہ میں مدراس ہائی کورٹ کے جلسہ کاملہ نے بوضاحت یہ طے کیا ہے کہ قریب تر وارث عودی کی رضامندی کا مفہوم صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ معاملات مناسب تھی۔ وہ دوسرے ورثا پر عودی کے مقابلہ میں قطعی ثبوت نہیں ہو سکتی بلکہ اگر تمام ورثا موجودہ کچھ رقم لیکر اس کے حق میں فارغ خطی تحریر کر دیں تو دوسرے ورثا پر عودی اس کے پابند نہ ہوں گے لیکن اگر ان میں سے کسی کو تکمیل کنندگان فارغ خطی کے ذریعہ سے حق حاصل ہو تو وہ پابند ہیں یہ محض یہ امر کہ تکمیل کنندگان میں سے بعض کو بدل ملا برضامندی باطل کرنے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ آیا رضامندی وارث عودی عین مابعد قطعی ثبوت ہے۔ اس کے متعلق مختلف رائے میں مگر حال کے ایک مقدمہ میں مدراس ہائی کورٹ نے ان مختلف آراء سے ایک ہی نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے اور بتایا ہے کہ مقدمہ مندرجہ ۴۰ الہ آباد اپریل ۱۹۰۱ کو نسل ام کا منشاء ہرگز یہ نہیں ہے کہ وارث عین مابعد کی رضامندی قطعی ہو کیونکہ اس مقدمہ کے بعد بھی کلکتہ ہائی کورٹ نے بمقدمہ مندرجہ ۱۹ انڈین کیسز ۲۷۳ یہ طے کیا ہے کہ ایسی رضامندی محض انتقال ہو نیکی دلیل ہے بہر کیف مدراس ہائی کورٹ کی رو سے اگر انتقال بغیر ضرورت کیا جائے تو

۲۶۵ انڈین کیسز ۷۵

۱۹ مدراس ۳۳

۳۱ مدراس ۳۶۶-۳۲ مدراس ۲۰۶-۷۵ مدراس لائٹس ۲۶۰

۲۶۵ انڈین کیسز ۶۱ بصرفہ ۷۶۲-۳۵ کلکتہ ۹۳۹-۲۵ بمبئی ۱۲۹-۳۰ الہ آباد اپریل ۱۹۰۱

رضامندی وارث مابعد کافی نہیں ہے مگر کلکتہ اور بمبئی ہائیکورٹ کی رائے قدرے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ بیسٹ پمٹ کے لئے ملاحظہ ہو ۲۶ انڈین کمینٹر ۷۶-۱۹۱۵ء۔

اگر انتقال بضرورت قانونی عمل میں آیا ہو تو پوری قیمت ادا کرنے پر بھی بیع فسخ نہیں ہو سکتا یہ اگر بیع جزو آنا جائز نہ ثابت ہو تو کامل بیع فسخ ہونی چاہیئے اور مشتری سے واصلات ملنی چاہیئے۔ بیوہ کی حیثیت میں ایسی ڈگری صادر نہیں کی جا سکتی کہ اس کی وفات کے بعد وارث عود کی جانب سے ضروریات قانونی کے مصارف کی حد تک روپیہ دینے پر بیع تمامہ فسخ کر دیئے جائیں یہ انتقال ناجائز نہ ثابت قرار دینے کی استقرار کا دعویٰ اسوجہ سے ساقط نہیں ہو جاتا ہے کہ دوران اپیل میں وارث دعویٰ دار فوت ہو گیا یہ

## باب چہار دہم

### استری دھن

لفظ استری دھن کی تعریف۔ بلحاظ مختلف اسکولوں کی تعبیر۔

۵۷۱ کلکتہ ویکل نوٹس ۵۴۲-۲۵۰ لاہور ۳۳۳

۵۷۲ مدراس لاجریل ۴۹-۲۰

۵۷۱ لاہور لاجریل ۳۶۶-۲۰

۵۷۲ مدراس لاجریل ۱۵۳-۲۰

تکلیفات۔ جامدا د موروثی کس حد تک استری دہن ہی متاثر  
 میوگہا اور دایا بہاگ کی رو سے طریقہ وراثت استری دہن۔  
 استری دہن کے متعلق عورت کا اقتدار تصرف۔ بے عصمتی کا  
 ناکتخدا عورت کا استری دہن۔

استری دہن کسے کہتے ہیں۔ یہ لفظ دو اجزاء سے مرکب ہے استری  
 بمعنی عورت اور دہن بمعنی دولت ایس طرح اس اصطلاح کے معنی عورت  
 کی دولت ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا اطلاق ایسی جامدا پر ہوتا ہے  
 جو کسی عورت کو دیجاوے یا جو کوئی عورت اپنے یا اپنے شوہر کے رشتہ داروں  
 سے حاصل کرے۔ یہ لازمی طور سے زر نقد پر مشتمل نہیں ہوتا ہے جو ہرات  
 زیورات۔ پارچہ ہائے پوشیدنی۔ زمینات وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں  
 مگر اس قسم جامدا کی تفصیل کے بارہ میں مفسرین مختلف رائے ہیں۔  
 منو۔ جو کچھ کہ شادی کے ہوم کے موقع پر جو بارہات کے وقت اور جو  
 باظہار محبت دیا جاوے اور جو بہائی۔ مان اور باپ سے حاصل ہو  
 چہ قسم کی جداگانہ جامدا شادی شدہ عورت کی ہیں۔

یا جنسا و لک۔ جو کچھ کہ عورت کو باپ۔ مان۔ خاوند یا بہائی سے  
 دیا ہو جو شادی کے ہوم کے وقت اور جو بارہات کے وقت اس  
 ملی ہو اور دوسری قسم کی جامدا عورت کی جامدا اوکھلاتی ہیں۔  
 ویشنو۔ سبھی اس طرح چہ قسم سے زیادہ کا ذکر کرتے ہیں۔

عورت کی جامدا وہ ہے جو اس کے باپ۔ مان۔ دوست یا بہائی



لئے اُسے دی ہو۔ یا جو اُسے شادی کے ہوم کے وقت یا بارات کے موقع پر یا جب شوہر نے دوسری شادی کی ہو ملی ہو۔ جس کے متعلق اسکا خاوند اقرار کرے کہ اُس کی جیب خراج رہے گی یا جو کچھ اُس کے یا شوہر کے عزیز و ن سے بعد شادی کئے لئے۔

کامیاب۔ جو کچھ کہ شادی کے وقت عورت کو ہوم کے سامنے دیا جائے جو شادی کی گواہ ہوتی ہے ایسی جائداد کو رشتی علمائے عورت کی جائداد بیان کیا ہے۔ جو کچھ کہ عورت کو اپنے والدین کے خاندان سے اس وقت ملا ہو جبکہ وہ اپنے خاوند کے گھر جا رہی ہو بارات کے موقع پر دی ہوئی جائداد کہلاتی ہے۔ جو جائداد عورت کو خاوند کرمان یا باپ یا بھرا محبت دین اور جو اُس کی عاجزانہ خدمت کے معاوضہ میں دیا جاوے بذریعہ محبت حاصل کی ہوئی جائداد کہلاتی ہے۔

بھگوان مہا بعد میں ہر ایک جائداد جو اُسے بعد ادائی مراسم شادی شوہر سے یا اپنے والدین سے یا بھرا رافت ملے شامل کرتے تین مطلب یہ ہے کہ جب زوج کی ظروف وغیرہ نہ ملین تو جو کچھ شادی کے وقت اسکو بطور اُس کی قیمت کے حاصل ہو اُس کی ذاتی تصرف کی جائداد کہلاتی ہے۔ جو کہ بارات کے وقت حاصل ہوا دھمی دیدا کھا کہلاتی ہے۔ مگر جو کہ بنیت فریاد بہائی۔ باپ یا خاوند عورت کو دین اور جو بفرع اس کے اُس کے سپرد کیا جاوے عورت کی جائداد نہیں کہلاتی ہے۔

متاکشرا۔ (ویجنا نیشور) اس میں اُس کی تعبیر نفی کی گئی ہے اور ہر قسم کی جائداد مملوکہ عورت جو کسی مسئلہ طریقہ کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو اس میں شامل ہے۔ پس جو کہ باپ۔ بہائی۔ مان یا خاوند نے

دہی ہو اور جو مومن وغیرہ نے شادی کے وقت ہو مہ کے سامنے دہی  
اور دوسری شادی کے وقت کا بہہ۔ جامد اد جو وراثت۔ استر تقسیم  
بہہ کے ذریعہ سے حامل کی جاوے استری دہن ہے۔

اس طرح متاکثر کی رو سے ذریعہ وراثت حامل کی ہوئی جامداد  
استری دہن ہے۔ مگر اصطلاحی معنی میں ایسی جامداد استری دہن نہ ہوگی۔  
خاص اقسام جامداد جو قدیم کتب استریوں میں مذکور ہیں ان سے کل فہرست  
نہیں بنتی ہے۔ منوہین چھ قسم کی جامداد کا ذکر محض تشیلاً آیا ہے۔ اور  
اس سے مراد یہ ہے کہ چھ سے کم قسم کی جامداد نہیں ہو سکتیں نہ یہ کہ  
اس سے زیادہ نہیں ہو سکتیں۔

میں کو کہا۔ نیکلنٹھ بھی دیجنانشور کی طرح چھ قسم کی جامداد کے تذکرہ کو مکمل  
فہرست نہیں شمار کرتے ہیں اور اس لفظ میں تمام جامداد جو قانوناً عورت  
کی جامداد ہو گئی ہو شامل شمار کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے اس کی دو تقسیم  
کی ہیں۔

(۱) استری دہن بمعنی محدود۔ (۲) استری دہن بمعنی وسیع۔ لیکن یہ  
تقسیم بغرض تو ریث اور طریقہ وراثت کی گئی ہے یعنی اگر استری دہن  
اصلی یعنی بمعنی محدود ہے تو متاکثر کی رو سے اس کو وارث بیٹیان  
ہوتی ہیں لیکن بقیہ یعنی دوسرے قسم کے استری دہن کے وارث  
بیٹے وغیرہ ہوتے ہیں۔

دایا بہاگ۔ جمت و اسن اس لفظ میں (۱) ناکتخدا عورت کی جامداد۔  
(۲) یا تاک یعنی جامداد جو بوقت ادائی مراسم شادی دیجاوے۔ (۳)  
ای تاک جامداد جو شادی کے قبل یا بعد دیجاوے۔ (۴) پرتی دت۔ جامداد

جو محبت سے دیجاوے۔ ان کی رُو سے موردی جاہلاد اس میں شریک نہیں ہے۔

متصل۔ میں واد چٹا منی پڑل ہوتا ہے اور اس لیے وہاں اس لفظ میں دو قسم کی جاہلاد شامل ہوتی ہیں جن کا ذکر اُس میں صراحت کیا گیا ہے۔ مدراس میں استری چندر کا تسلیم کیجاتی ہے اس لیے وہاں اس لفظ کے ویسے وسیع معنی نہیں لئے گئے ہیں جو اُس کو بھتی میں دیئے گئے ہیں۔ بنارس میں لفظی تاویل کیجاتی ہے اس لیے ہر ایک جاہلاد عورت اس لفظ میں آجاتی ہے اگرچہ عورت اپنی مرضی سے منتقل کر نیکی مجاز نہ ہو۔

تعریف اصطلاحات۔ (استری و صہ)۔ (الف) ادھیانکا۔ جو بچہ عورت کو ہوم کی آگ کے سامنے شادی کے وقت دیا جاتا ہے۔ وہ نقد برتن زیورات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

(ب) آدمی دہانکا۔ جو جاہلاد عورت کو اُس وقت ملتی ہے جبکہ وہ اپنے باپ کے گھر سے خاوند کے گھر کو جا رہی ہو یعنی بارات کے پہلے راج، انوادیا کہ۔ جو جاہلاد عورت کو اپنے خاوند یا والدین کے خاندان سے بعد شادی ملے۔ یہ لفظ ساویکا کے متضاد نہیں ہے۔

(د) ادھی ویدانکا۔ جو کہ شوہر دوسری شادی کرنے پر اپنی پہلی بیوی کو بغضِ اطمینان دیوے۔

(ه) پتری آوت۔ جو کہ خسر۔ خوشدامن یا دوسرے بزرگوں سے قدیم ہوئے کے وقت حاصل ہو۔

(و) بہر آتروت۔ جو بہائی سے ملے۔ پتر آوت جو باپ سے ملے۔ ماتر آوت جو ماں سے ملے۔

(ز) سناک۔ سناکشر اس لفظ کے معنی دھن کی قیمت لینا ہے (باب ۲ دفعہ ۱۱-۶)۔ دیا بہاگ کی رو سے اُس جائداد کا نام ہے جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے گھر لیجانے کی ترغیب کے لئے دیتا ہے۔ میوگھا اور دراوڈ کی رو سے ظروف خانہ داری۔ چوپایان بار برداری وغیرہ کا معاوضہ مراد ہے۔ اس قسم جائداد کی قریش کا خاص طریقہ معین ہے۔ تنہا لگی رو سے مراد ایسی جائداد ہے جو پسندیدہ طریقہ شادی میں بوقت شادی دیا جائے۔ سرکار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بطور دولہے کی قیمت کے جو جائداد دھن کے باپ سو فی زنا لیجاتی ہے وہ بھی دھن کا استری دھن شمار ہونا چاہیئے اور پائے والد دھن کا امین مقصور ہونا چاہیئے (مہند و لاطیع سوئم صفحہ ۳۶۵)

(ح) یا تاک اور ایا تاک۔ یا تاک استری دھن دو جائداد ہے جو عورت یعنی بیوی خاوند کے پاس بیٹھ کر رسم شادی یا کسی دوسری رسم کی انجام دہی کے وقت حاصل کرتی ہے۔ ایسی جائداد بہ ترجیح ناکتخدا دختر و ن کو حاصل ہوتی ہے۔ جائداد جو دوسرے اوقات پر حاصل ہو ایا تاک کہلاتی ہے (ط) سادیک۔ یہ وہ جائداد ہے جو اسے اپنے خاوند یا باپ کے گھر میں خواہ بحالت ناکتخدا رہنے کے یا شادی ہو جانے کے بعد ملتی ہے اس سے مراد تمام جائداد ہے جو عورت کی سگائی کے وقت سے خاوند کی گھر جانے کے وقت تک والدین اور دوسرے بزرگوں سے باطلہ جازت ملے۔

قیاس۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ ہر جائداد جو کسی عورت کے قبضہ میں ہے اس کا استری دھن ہے۔

ذیل میں ہم یہ تحریر کرتے ہیں کہ بلحاظ تفصیلات عدالتی استری دہن کو مختلف ہائی کورٹ برٹش انڈیا نے کیا معنی دیے ہیں۔  
 بمبئی - میوہاکی رو سے شادی شدہ عورت کی مکسویٹ خواہ بزمانہ از ولج ہوں  
 مابعد استری دہن بمعہ صبح نہیں ہیں - اور نہ ایسا مکان جو کوئی خفیہ خاندانی  
 شخص اس سے دے لے مگر بمعنی اصطلاحی استری دہن ہیں - جائداد جو میٹھی  
 کو مان یا باپ سے یا بہائی سے یا دوسرے رشتہ داروں سے حاصل ہو یا جو  
 بغرض پرورش بیوی یا مان کو دی جائے عورت کا استری دہن ہیں - میوہاکی  
 رو سے ایسے زیورات جو شادی کے وقت دیئے جائیں استری دہن ہیں  
 اور جو بعد شادی دیئے جاویں استری دہن نہیں ہیں - اور اسلئے آخر الذکر  
 کے لڑکے اور لڑکیاں مساوی طور سے حقدار ہوتے ہیں - منقولہ جائداد جو  
 بیوہ اپنے خاوند سے بذریعہ وراثت حاصل کرے اس کا استری دہن نہیں  
 ہے - زیورات جو بیوی کو شوہر دے یا جو روزمرہ استعمال میں آئے ہوں  
 اس کے استری دہن میں مگر ایسے زیورات جو خاص اوقات پر استعمال  
 کی غرض سے دیئے گئے ہوں استری دہن نہیں ہیں - جائداد جو عورت کو  
 دوسری عورت سے وراثتاً ملے استری دہن ہے یہ

۵۷ ایمپی ہائیکورٹ ۲۰۹ - ۱۱ ایمپی ۲۸۵ - ۳۰ ایمپی

۱۲ ایمپی ۵۰۵ -

۵۷ ایمپی ہائیکورٹ ۱ - ۹ ایمپی رپورٹر ۱۲۵ -

۶۱۲ -

۵۷ ایمپی ۱۱۵ -

۵۷ ایمپی ۷۵۸ -

۵۷ ایمپی ۱۲۹ -

۱۲ ایمپی ۲۲۹ - ۲۱ ایمپی ۷۳۹ -

۵۷ ایمپی ۱۹۲ -

**نوٹ۔** بمبئی کی رو سے بذریعہ وصیت حاصل شدہ جائداد صرف دو صورتوں میں استری دہن ہوتی ہے۔ (۱) جبکہ عورت از قسم مان بہن یا بیٹی ہو اور (۲) جبکہ عورت دوسری عورت سے بذریعہ وصیت جائداد حاصل کرے۔

**مدرس اس۔** جائداد جو باپ سے حاصل ہو یا جو بیوی کو عطا کی جائے یا راضی مشروط الخدست جو عورت کے نام بجال ہو یا جو مان یا بیوی کو اس کی گزراوقات کے لئے دیا جاوے اور جو اس گزراہ سے خرید کی جائے اور جو جائداد شوہر یا مین حقوق سے دست بردار ہو نیکی صورت میں اسے صلحا حاصل ہو یا جو عورت بزمانہ ازدواج اپنے ذاتی زیورات اور ایسے متعلقہ تحائف و نقد سے خرید کرے جو اسے اپنے شوہر سے ملی ہوں جائداد جو بذریعہ دست کاری پیدا کرے یا عزیزوں سے قبل یا بعد یا نہانہ شادی ملی ہو اس کا استری دہن ہے شے جائداد جو ناکتخدا عورت کو ورثہ حاصل ہو یا جو کسی عورت کو مرد یا عورت سے وراثتاً حاصل ہو استری دہن نہیں ہوتا۔

الہ آباد۔ پٹی داری موضع میں جبکہ شوہر اپنی بیوی کو ایک حصہ دی۔ زیورات جو جائداد یا ظہار محبت عورت کے لئے بنادے بشرطیکہ اسے غیر مشروط

۱۵۷ مدراس ۳۸۷

۱۵۷ مدراس ۵۸

۳۱- ۳۸۷ مدراس ۱- ۸۸۷ مدراس ۳۸۷

۱۰۰- ۲۳ مدراس ۴۷- ۲۸۷ مدراس ۱۰۰

۱۷۹ مدراس ۱۷۹- ۳۲ مدراس ۵۲۱- ۱۹ مدراس ۱۰۷- ۲ مدراس لاجپور ۱۳۹

۱۵۷ مدراس ۱۰۷- ۱۹ مدراس ۱۰۷- ۱۹ مدراس ۱۰۷

۲۵۷ مدراس ۳۳۳

۲۷۹ مدراس ۲۷۹

دیئے جاوین اور نہ یہ کہ صرف خاص اوقات پر استعمال کے لئے دینے جاوین۔  
 استری دہن مین۔ اور قیاس یہی ہوگا کہ عام استعمال کے لئے دینے کو تھے۔  
 غیر منقولہ جائداد جو لاولد بیوہ اپنے بھائی سے حاصل کرے۔ جائداد جو بیوہ  
 کو بمعاضہ پرورش دی جاوے۔ اور جائداد جو بوقت تقسیم فیامین خود اور  
 اولاد کے اسے حصہ میں حاصل ہو جو بذریعہ وصیت قبل شادی لڑکی کو باپ  
 سے حاصل ہو جو ہندو بیوہ بذریعہ قبضہ مخالفانہ حاصل کرے۔ جو بیوہ  
 اپنے استری دہن سے خرید کرے یہ سب استری دہن مین۔ جائداد  
 جو عورت کو ورثہ میں حاصل ہو مثلاً دادی کو پوتے سے حاصل ہو یا بیوہ کو  
 شوہر سے جو بیٹی کو ان سے ورثہ میں حاصل ہو۔ جو عورت اپنی محدود جائداد  
 کی آمدنی سے پس انداز کرے اور جو بزمانہ ازدواج بذریعہ دست کاری  
 وغیرہ حاصل کرے استری دہن نہیں مین۔

یوقت تقسیم مان کا حصہ۔ اس کے متعلق مختلف رائے مین۔ بنا کر  
 مین اس کا شمار استری دہن مین ہے اور مان کی وفات کو بعد استری دہن

۱۵۵ الہ آباد ۳۱۰-خ ۸ الہ آباد ۳۳۳-۱۵۶ الہ آباد ۲۹۶-۱۵۷ الہ آباد ۶۷

۱۵۸ الہ آباد ۶۷-۸۲-۳ الہ آباد لاجپل ۶۷۳-۷۷ الہ آباد لاجپل ۲۶۹-۳۲ الہ آباد

۲۵۳-۱۹ دیکل ریپورٹ ۲۶۴-۳۸ کلکتہ ۳۱۱

۲۵۴ کلکتہ دیکل نوٹس ۱۶۱-۳۲ الہ آباد ۱۸۹-۱۵۷ الہ آباد ۳۶۹-منسوخ کیا ۲۲ الہ آباد

۳۵۳-۷۷ الہ آباد ۶۶۱

۷۷ الہ آباد ۱۶۲-۷۷ کلکتہ ۹۱۱-۵۸۷

۱۰ کلکتہ ۳۴ (ریپوی کونسل)۔

کے ورثہ کو چاہل ہوتا ہے۔ اور اس کو انتقال کا حسب مرغی خود حق حاصل ہے یہ دایا بہاگ کی رو سے یہ حصہ بطور رقم گزارہ تصور کیجاتی ہے اس لئے استری دھن نہیں ہے یہ شہلا کی رو سے مان کا ایسا حصہ اسوجہ سے استری دھن شمار نہیں ہوتا ہے کہ فہرست جامداد استری دھن میں اس کا نام نہیں ہے۔ در اس میں یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ وہاں بوقت تقسیم مان کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ مگر اب حال میں پریوی کونسل نے ایک مقدمہ میں یہ یقینہ کر دیا ہے کہ مان کا ایسا حصہ اس کے استری دھن نہ کہلائیگا کیونکہ یہ پریوی کونسل کا فیصلہ ہے اس لئے اختلاف ہائیکورٹوں کا اس سے دور ہو جاتا ہے اور غالباً اس کی پابندی جملہ ہائیکورٹ پر ہے۔

استری دھن کی توریت کے قواعد۔ (۱) متاکشرا۔ یا تاک (رجوبقت شادی دیا گیا ہو)

(۱) بیٹیان { شادی شدہ غریب  
(۲) نواسی۔ بالاصول اگر مختلف البطن ہوں۔ ان کو نواسہ پتر جیج ہو  
(۳) نواسے۔ حصہ بالاصول پائین گئے اگر مختلف البطن ہوں۔  
(۴) بیٹا۔

۱۵۰ انڈین کیسز ۲۰۸-۵۱۹-۶۷۰

۱۵۱ اکلکتہ ۲۹۳-۱۱ اکلکتہ ویلی نوٹس ۲۳۹-۱۵۲ ۳۴۴ الہ آباد ۲۳۴ (پریوی کونسل) =

۱۵۲ انڈین کیسز ۱۰۰۰-۱۵۳ مدراس ۱۷-۲۱ مدراس ۵۸-

۱۵۴ مدراس ۳۰۰-



(۵) پوتے۔ ان کا حصہ بھی بالاصول ہوگا۔

(۶) سوگن کی ناکتخدا بیٹی۔

(۷) دالٹ، اگر شادی پسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو تو شوہر اور اس کے

قریب ترین پسند شدہ وار مثلاً سوتیلی بھائی اور پوتا۔ دوسری بیوی۔ (سوگن)

سوتیلی بیٹی۔ سہاس بختر جیٹ اور دیور۔ شوہر کے دوسرے گوتری۔ اور شوہر

کے بندہ ورشتہ دار۔ نبرجی صاحب کی رُو سے سوتیلی بیٹی کو سوتیلی بیٹی

پر ترجیح ہے۔ (طبع دوم صفحہ ۳۸۸)

(ب) اگر شادی ناپسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو اس کے باپ کو

خاندان کے رشتہ دار مثلاً مان۔ باپ۔ بھائی۔ بھتیجے۔ سوتیلی مان۔ بہن

اور بہن کا بیٹا۔ پہلے باپ کے ورثہ دار اور اس کے بعد مان کے ورثہ

باپ کی بہن کو باپ کے چچا کے گوتری رشتہ داروں پر جو ۵ یا ۶ درجہ دور

کے ہوں ترجیح حاصل ہے یہ

(ج) ایک تاک۔ اس کی وراثت کا سلسلہ بھی وہی ہے جو یا تک کیلئے

مقرر ہے۔

(د) سلک چہک شادی شدہ عورت کی جائداد جو حقیقی بھائی۔ مان۔

باپ۔ باپ کے عزیز واقارب۔ جبکہ ناکتخدا عورت کی جائداد ہو تو معطی

۲۰ بیٹی ۲۴۳۔

۲۰ بیٹی ۲۴۱۔

۲۴۹ اس ۳۵۸۔ ۱۱ انڈین کیسز ۸۷۲۔ ۲۲ بیٹی ۴۰۹۔

۲۴۹ بیٹی ۳۳۹۔ ۵۵ شادی اور استری دھن منصفہ نبرجی صاحب

صفحہ ۳۶۹۔ طبع دوم "ہندو لا" منصفہ بھٹا چاری صاحب طبع دوم صفحہ ۵۷۷۔

پر جائداد عود کرتی ہے۔

منہ۔ جو جائداد شادی کے وقت مان کو دی گئی ہو اُس کی مالک ناکتخدا بیٹیاں ہونگی۔ جو مان کی دولت سے اُس کا قرضہ ادا کرنے کے بعد باقی رہے اُسکی بیٹیاں پاؤںگی۔ اگر بیٹیاں نہ ہوں تو اُن کی اولاد پاؤںگی۔

یا جتنا مالک۔ مان کی جائداد سے قرضہ ادا کرنے کے بعد بقیہ بیٹیاں آپس میں تقسیم کرتی ہیں۔ بیٹیاں نہ ہونے کی صورت میں ذکور اولاد مالک ہوگی۔ بودا سن۔ لڑکیاں اپنی مان کر زیور پائیں گی یا اور جو کچھ بطور تحائف ملا ہو۔ مسیتہ۔ ماسی۔ مامی۔ بوا۔ ساس اور بھابھی برابر مان کے ہیں۔ اگر ان کے کوئی صحیح النسب بیٹا نہ ہو یا اور کوئی اولاد ذکور نہ ہو نہ نواسہ یا نواسہ کے اولاد ہو تو اُن کی بہن کی اولاد ذکور وغیرہ وارث ہوں گی شادی شدہ عورت کی جائداد اُس کے بیٹوں کو حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اُسکی بیٹی اگر ناکتخدا ہو مساوی حصہ پاؤںگی۔ اگر اُس کی شادی ہو گئی ہو تو اُسکی مان کی دولت نہ ملے گی۔

گوتمہ۔ عورت کی جائداد اولاد اُس کی ناکتخدا بیٹیوں کو حاصل ہوتی ہے اور اُس کے بعد ایسی بیٹیوں کو جن کی سگائی ہو گئی ہو اور اخیر میں جن کی شادی ہو گئی ہو۔

کاتبان۔ بیٹیاں موجود نہ ہونے کی صورت میں شادی شدہ عورت کی جائداد اُس کے بیٹے کو حاصل ہوگی۔

نارو۔ شادی شدہ عورت کی جائداد اُن کی اولاد کو حاصل ہوتی ہے اور اگر کوئی ذکور اولاد نہ ہے اور شادی برہمن طریقہ یا دوسرے پسندیدہ طریقہ سے انجام پائی ہو تو شوہر وارث ہوگا۔ دوسری قسم کی شادی ہوئی ہو تو

والدین وارث ہون گے۔

میتو۔ مگر دولت جو اس طریقہ یا دوسرے طریقہ شادی کے وقت حاصل ہوئی ہو لا ولد فوت ہو نیکی صورت میں اس کے باپ اور ماں کی جاداد ہو جاتی ہے۔

(سکک) ویشنو۔ سکک متم کا استری دھن ماں پاتی ہے ماں نہونیکی صورت میں بھائی۔

سانکھہ۔ محبت کرنے والا اپنی ایسی عورت کی وفات پر جس کے ساتھ اس کی سنگنی ہوئی ہو اس کو دیئے ہوئے تحفہ تحائف و ایسے لے سکتا ہو اس کا مطلب اس سے ہے جو شادی کی رسم پوری ہونے کے قبل ہی فوت ہو جائے۔

میوکھا کی رو سے طریقہ وراثت۔ میوکھا جو کچھ یا تک شادی کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو صورت ناکتھا بیٹیوں کو ملتا ہے نہ کہ بیٹے کو۔ اس کی رو سے استری دھن کی دو قسم کی جاتی ہیں اول بمفہوم صحیح یعنی اصطلاحی دوم بمفہوم غیر صحیح۔

(الف) یا تک۔ اولاً بیٹیاں وارث ہوتی ہیں۔ ترتیب وہی ہے جو متا کتھ کی رو سے معین ہے۔

(ب) الفا و میکا۔ اور پرستی دت کے بیٹے اور بیٹیاں مساوی حقدار ہوتی ہیں یہ بیٹیوں میں ناکتھا کو شادی شدہ پر ترجیح ہوتی ہے بمقابلہ ایسے لڑکے کے جو زنا کاری سے پیدا ہوا ہو شوہر کی وراثت کے لئے

ترجیح حاصل ہے۔

(ج) مجزئہ سلک کے دوسری قسم کی جائداد یعنی استری دہن بمفہوم صحیح مثلاً جائداد جو شوہر کی دوسری شادی ہونے پر یا بذریعہ صنعت و حرفت یا بوقت تقسیم مالی ذالک حاصل ہو۔ بیٹوں کو بہتر ترجیح بیٹیوں کے حاصل ہوتی ہے۔ استری دہن بمفہوم صحیح کی صورت میں اناث کو ذکور پر ترجیح حاصل ہے۔ استری دہن بمفہوم غیر صحیح کی صورت میں ذکور اولاد کو اناث پر ترجیح حاصل ہے۔ بعض حالتوں میں وہ مساوی کے حقدار ہوتے ہیں لیکن جب تک عورت کے بیٹے یا بیٹیوں میں سے کوئی بھی باقی رہے خاوند و ارث نہیں ہوتا ہے بلکہ اولاد خواہ ذکور ہو یا اناث کسی کے نہ ہونے کی صورت میں تو ریش کا انحصار طریقہ شادی پر ہوتا ہے۔ جو رثاء مستحق ہوتے ہیں وہ اسی کے وارث ہیں۔ بیٹے اور بیٹیاں کسی کو نہ ہونے کی صورت میں استری دہن بمفہوم صحیح و غیر صحیح ہر دو کے ورثاء ایک ہی ہیں مجزئہ اس کے کہ ذکور اور اناث اولاد سے ما بین آخر الذکر کو استری دہن بمفہوم صحیح کے متعلق حق مرجع حاصل ہے اور اول الذکر کو استری دہن بمفہوم غیر صحیح کے متعلق حق مرجع حاصل ہے یہہیو کہا کی رُو سے ہے۔

(د) سلک ترتیب وار حقیقی بھائی۔ مان اور باپ کو حاصل ہوتا ہے دایا بھاگ۔ اس کی رُو سے زیادہ تر ترتیب وہی ہے مجزئہ سلک یا بھجہ اور بیوہ بیٹیوں کا حق شادی شدہ اور با اولاد بیٹیوں کے بعد

رکھا گیا ہے۔

طوائف کی وراثت۔ محض اس امر سے کہ کسی ہندو عورت نے اپنے شوہر کو چھوڑ دیا اور فاحشہ ہو گئی نہ وجہین کے مابین تعلق اس طرح منقطع نہیں ہو جاتا کہ شوہر استری دھن کا وارث نہ ہو سکے یعنی زوج بیوی کے چھوڑ کر چلے جانے کے بعد کی گمانی کا بھی وارث ہوتا ہے۔ کلکتہ میں طے ہوا ہے کہ بے عصمتی کی وجہ سے عورت کا تعلق اپنے شوہر اور باپ کے خاندان سے وراثت کے لئے منقطع نہیں ہو جاتا ہے۔ اور ایسی جائیداد جو عورت طوائف ہو نیکی بعد حاصل کرے استری دھن سے ہے۔ دراصل ہائیکورٹ میں بھی یہ طے ہوا ہے کہ طوائف ہو جانے سے وراثت کی غرض کے لئے تعلق خون منقطع نہیں ہو جاتا ہے بلکہ آباد بھی متفق ہے۔ یہ کیا موردی جائیداد استری دھن سے ہے۔ بنگالہ اور مدراس میں ایسی جائیداد استری دھن نہیں ہوتی ہے خواہ ذکور سے وراثت حاصل ہوئی ہو یا اثاث سے یہ اس صورت سے بھی متعلق ہوتی ہے جبکہ بیٹی نے ماں کی جائیداد ترکہ میں پائی ہو۔ لیکن بمبئی میں ہر صورت میں استری دھن ہوتی ہے بجز اس کے کہ شوہر سے جائیداد حاصل ہوئی ہو۔ اور صورت

۱۳۵ انڈین کیس ۳۷-۱۹ انڈین کیس ۱۲۹-خ ۹ انڈین کیس ۶۵۷۔

۱۹۵ انڈین کیس ۶۵۷-۵۳ مدراس ۱۷۱-۱۸ انڈین کیس ۶۰۱۔

خ ۱۲ مدراس ۲۷۷-۳ مدراس ۱۳۳-۱۲۹ مدراس ۴۷۷۔

۲۹۷ مدراس ۳۵۱-۵۷ مدراس لائٹس ۱۹۴۔

۷۵ ایبھی ۷۶۱-۲۱ ایبھی ۷۳۹-۳۱ ایبھی ۴۵۴-۷ ایبھی لارڈز ۴۵۵-۶ انڈین اپیل ۱۵۔

آخر الذکر میں جائداد اُس کی وفات کے بعد اُس کے ورثاء کو نہیں ملتی ہے۔ بلکہ آخری ذکور قابض کے ورثاء کو ملتی ہے۔ پس صرف مغربی ہندوین مرد سے ورثہ حاصل کی ہوئی عورت کی جائداد استری دہن میں شمار کی جاتی ہے۔ دوسرے حصص ہندوین متاثرہ لڑکیوں سے ایسی جائداد جو بیٹی کو باپ سے یا بہن کو بھائی سے ملے اس کا استری دہن نہیں ہوتا۔ بہتی میں عدالتوں نے یہاں تک قرار دیا ہے کہ عورت سے حاصل کی ہوئی جائداد میں قطعی حقوق حاصل ہوتے ہیں بلکہ باوجود فیصلہ جات پر دیو کی کوئل کہ سلسلہ نظائر سے طے شدہ مسئلہ کے خلاف تبویذ کرنا صحیح نہیں ہے۔ ممبئی ہائی کورٹ اپنی رائے پر قائم ہے بلکہ مؤلف کی رائے میں جیسا میزجی صاحب اپنی تصنیف ”شادی اور استری دہن“ طبع سوم صفحہ ۳۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کم از کم ممالک محروسہ سرکار عالی میں جہاں کوئی سلسلہ نظائر ایسا نہیں ہے صحیح تغیر متاثرہ لڑکیوں پر ہونا چاہیے جبکہ یہاں کی عدالتیں برٹش انڈیا کے فیصلہ جات تسلیم کرنے پر مجبور نہیں ہیں۔ بے عصمتی کا اثر عورت کی بے عصمتی استری دہن کی توثیق کی مانع نہیں ہے بلکہ

ناگتخدا عورت کا استری دہن۔ (۱) اس میں منسوبہ خاوند یا باپ کے خاندان کے دئیے ہوئے زیورات اور تحفہ تحائف اور ایسی جائداد جو

۱۹۵۵ء بمبئی ۶۶۲-۱۱ بمبئی ۲۶۲-

۱۹۵۶ء آدین اپریل ۱۵-

۱۹۵۷ء آدین ۳۶۲-۳۰ کلکتہ ۹۲۱-۲۲ کلکتہ

۱۹۵۷ء بمبئی ۳۵۲-

۱۹۵۷ء ج ۲ کلکتہ ۵۵۰-

عورتوں سے ورثاً حاصل ہونے میں۔

(۲) ترتیب وراثت۔ بھائی۔ مان اور باپ کو سلسلہ وار ملتی ہے مگر یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے عزیز وراثت ہوں گے اور عزیزوں کی فہرست میں دادی کا نام بہن اور دادا کے پہلو درج ہے یہ بیشک دادی کو ایسی جائیداد میں قطعی حصیت حاصل ہوتی ہے۔ جائیداد جو ناکتخدا عورت کو اس کے منسوب شوہر نے دی ہو اس کی وفات کے بعد دینے والے کو حاصل ہو جاتی ہے۔ ناکتخدا عورت کے استری دھن کی وراثت کے لیے دادی کی بہن کو بمقابلہ نانی کے ترجیح حاصل ہے یہ

اپنے استری دھن پر عورت کا اقتدار تصرف۔ اقتدار تصرف کے لحاظ سے جائیداد کی تین اقسام کی جا سکتی ہیں۔ (۱) ایسی جائیداد خیر عورت کو کامل اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (۲) ایسی جائیداد جو ایسی ہوتی ہو مگر شوہر کی نگرانی میں رہتی ہے۔

(۳) تیسرے ایسی جائیداد جو محض اصطلاحاً استری دھن ہی لیکن اسے اختیارات تصرف محدود و اعراض کے لیے حاصل ہوتا ہے۔ قسم اول جملہ اقسام کے سادیک پر مشتمل ہے۔ یعنی ایسے عطایا کے منقولہ اور غیر منقولہ جو بیچر شوہر کے دوسرے عبت کر لے والے وراثتہ واروں سے حاصل ہو اور ایسا منقولہ عطیہ جو شوہر سے حاصل ہوا ہو۔ ان کو اپنی مرضی پر صرف کر سکتی ہے۔ اور کسی دوسرے کو حق تصرف حاصل نہیں

ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شوہر بھی اس کے تصرفات پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ ایسی دگرہیں میں جو شوہر کے خلاف صادر ہوتی ہو وہ قرق نہیں ہو سکتی۔ مگر کتب میں یہ رعایت دیج ہے کہ اگر ضرورت ناگزیر درپیش آوے تو شوہر مجاز ہے کہ اسے استعمال کرے مثلاً بزمانہ بیماری۔ قحط۔ دیوالہ ٹکل جانیکی حالت میں بیچ مزید برآں شوہر پابند ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے ادا کر دے۔

کاتیان۔ عورتیں جن کو سادیک جائداد عطا ہوئی ہو اس جائداد کی حد تک شاستروں میں خود مختار تسلیم کی گئی ہیں کیونکہ وہ ان کی پرورش کے لیے ان کے عزیزوں کے جانب سے دیا جاتا ہے تاکہ وہ خوش و خرم زندگی بسر کریں۔۔۔۔۔ نہ شوہر نہ بیٹا۔ نہ باپ اور نہ بھائی کو حق حاصل ہے کہ کسی عورت کی قانونی جائداد استعمال یا منتقل کریں۔ لیکن ایسی جائداد پر جو اسے ہنہ کے ذریعہ سے مثلاً رنگ سٹمپی یا کپڑا عین کر حاصل ہو یا بطور دوستانہ شوہر یا والدین کے عزیزوں کے سوا کسی اور سے حاصل ہو صرف اس کے شوہر کو تنہا حاصل ہوگی۔ دوسری جائداد کے بارہ میں اسے اختیار ہے کہ بلا حصول اجازت وہ منتقل کرے۔

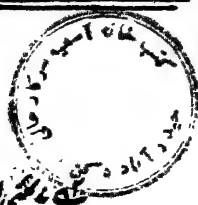
وشنیو۔ عورت سادیک جائداد اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتی ہے۔ منو۔ ایسے زیورات جو بزمانہ زندگی شوہر عورت نے استعمال کئے ہوں اس کے ورثہ تقسیم نہ کریں گے۔ جو تقسیم کریں گے وہ ذات باہر ہو گئے۔ یا جنا و لک۔ شوہر اپنی بیوی کی ایسی جائداد کی تلافی کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے جو اس نے قحط کے زمانہ میں۔ مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیے



بیماری میں یا حراست کے زمانہ میں لیا ہو۔  
 ۲۲، دوسری قسم میں اس کی ذاتی کمسوبات جو بذریعہ صنعت حاصل کیجائے  
 اور شخص غیر کا دیا ہوا مہبہ شریک ہیں۔ اس میں بیشک اس کو قطعی حقوق  
 حاصل ہو جاتے ہیں مگر ایسی صورت میں شوہر کی نگرانی قائم رہے گی یعنی  
 وہ بلا لحاظ مصیبت کے اس کو استعمال کر سکتا ہے۔ اس کی وفات کے  
 بعد اس کے ورثہ مالک ہوتے ہیں۔

۲۳، تیسری قسم میں یعنی ایسی جائیداد جس پر اسے محدود اختیار حاصل ہوتا ہے  
 غیر منقولہ سادیک ہوتا ہے جو شوہر سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کو وہ مجاز نہیں  
 ہے کہ شوہر کی اجازت صریحی کے بغیر وہ منتقل کر دے۔ اس کو استری دھن  
 اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی وفات کے بعد وہ اس کے شوہر کے خاندان  
 کے ورثہ کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ صورت اس وقت صادق آتی ہے جبکہ  
 بیوی کو جائیداد غیر منقولہ بذریعہ وصیت شوہر حاصل ہو اور وصیت میں حق انتقال  
 عطا نہ کیا گیا ہو۔

پھر سادیک کے دوسری قسم استری دھن کو برمانہ ازدواج عورت بلا اجازت  
 شوہر ہی منتقل نہیں کر سکتی۔ اور اس طرح اگر وہ اپنے شوہر کے حین حیات  
 موت ہو جائے تو بذریعہ وصیت بھی اس طرح منتقل نہیں کر سکتی کہ شوہر کی  
 مرضی کے خلاف ہو۔ یہ ثابت ہونا چاہیے کہ شوہر وصیت پر رضامند تھا۔



## ضمیمہ

## نظارہ ممالک محروسہ سرکار عالی

صفحہ نمبر	حوالہ	مضمون نظائر
۷۰۱۲	۳۳۸- دکن لارڈز	باب اول ممالک محروسہ سرکار عالی کے ضلع گلبرگ میں شاستر مہاراجہ کی شہادت ہے۔
۷۰۱۲	۱۱ آئین ۳۹- ۱۱ آئین ۴۰	مرٹھواڑی میں دوسرے شاستر مہاراجہ اور سنگانہ میں قانون مداس مروج ہے۔
۷۰۱۲	۶ آئین ۳۶- ۱۴ مقنن ۵۴	راجپوتوں کا جو ملک کرناٹک سے متعلق ہے فقرہ در او میں داخل ہے تاکثر اور اسمرتی چندر کا وغیرہ مروج ہے۔
۷۰۱۲	۱ آئین ۵۱- ۳ مخزن ۱۰۵	سرسوتی دلاس اور اسمرتی چندر کا مہاراشٹر میں مروج نہیں ہیں بلکہ ساجہرم مروج ہے۔
۷۰۱۲	۱۹ آئین ۳۲۷	مرٹھواڑی میں شاستر دیہوار میو کہا مروج ہے۔
۷۰۱۲	۶ آئین ۱۲۵	سکھوں سے شاستر کے احکام متعلق ہونگے۔
۷۰۱۲	۱۵ آئین ۲۴۲	باب دوم (شادی)
۷۰۱۲	۱۵ آئین ۲۴۲	شودر دن میں صغیرن لڑکی کی شادی کر دینا ضروری ہے۔
۷۰۱۲	۶ آئین ۶۷	کسی نابالغہ کی شادی شاستر آبلار منامندی والہ میں جائز نہیں ہو سکتی۔
۷۰۱۲	۱۴ آئین ۵۰۸	قوم راجپوت میں جبکہ باہمی رضامندی سے بیوہ سے

۵۸	۳ مخزن ۶۱ - آئین ۲۱۲ - ۹ مقنن	شادی کر لیجائے تو شاستر آہیہ ازدواج ناجائز نہیں ہے قوم شودر میں مختلف ذات مجبض اس بناء پر کہ ایسے صفات زوج میں موجود نہیں ہیں جن کا خیال برکت ۸۷ شادی کیا گیا تھا وجہ انفساخ ازدواج نہیں ہے باب سو گم (ولایت)
۵۵	۱۵ مقنن ۲۷۸ - ۷ آئین ۳۶۹ - ۵۵	شاستر آنا بالغ کی مرضی کو ولایت میں کچھ دخل نہیں ہے ان کو حق ولایت حاصل ہے اگرچہ وہ نابالغ ہی کیوں نہ ہو شاستر آزاد و بکا عام اس سے کہ وہ بالغ ہو یا نابالغ فان ذی محافظ شوہر ہے۔ وہ اس کو حسب خواہش رکھ سکتا ہے۔ ان پر اس کا حق مرجع ہے۔ باب چہارم (تینیت)
۴۳	۳ دکن لارڈز ۳۳۸ - ۴۳	قوم شودر میں بیوہ کو شوہر کی اجازت بغیر تینیت ضروری نہیں ہے اور بیوہ کا لیا ہوا متبی اس کے شوہر کا ہی متبی سمجھا جائیگا۔ تینیت کا اعتبار
۴۳	۱۵ آئین ۳۹ - ۴۳	حکم تینیت کو کہا بیوہ کو بلا اجازت بھی متبی الین کا اعتبار تینیت کے لئے اجازت شوہر کی ضرورت ہے آزاد سے تینیت کو کہا جو مرد شادی و گجرات میں مروج ہے صرف اس صورت میں جبکہ شوہر نے قبل وفات طہت کر دی ہو بیوہ متبی نہیں لے سکتی۔ ورنہ متبی الین کیلئے اجازت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
۸۰	۱۰ مقنن ۳۳ - ۸۰	جن ممالک میں متاثر رائج ہے وہاں بجز بھی شے یہم تجویز کی گئی ہے کہ اگر بیوہ بعد وفات شوہر یا بلا اجازت شوہر متبی لے تو اسکو سپنڈن کی رضا مندی حاصل

۹۳-۹۲	فیصلیات جلد ۳ صفحہ ۸۸ و مخزن جلد ۱ صفحہ ۹۴-۹۳	کرنا لازم ہے۔ بھائی یا مان کا رشک کو تنبیت میں دینا۔
۹۴	۹ آئین ۵۵-	جبکہ تنبیت کے لئے منظوری سرکار ضروری ہو اور تہیج تو عدالت سے ڈگری اثبات تنبیت نہیں دیا جاسکتی۔
۹۵	۵ آئین ۳۰۰-۱۳ مقنن ۵۶۹-	آزروئے متاثر اکثر ایک قوم کا رشک دوسری قوم میں متنبی نہیں ہو سکتا۔
۹۸	۸ مجموعہ فیصلیات ۶۲-۲ مخزن ۱-	یہ مسئلہ کہ متنبی کی مان متنبی گیر نہ نکاح میں بطور جائزہ اسکے ایسی عورت متعلق نہیں ہو سکتا جسکی شادی ہو چکی ہو کیونکہ بعد از دواج سر عورت کے متعلق یہ قیاس کیا جائیگا کہ شادی ناممکن ہے
۹۸	۳ آئین ۶۳-۲۰ مقنن ۳۷۷-۲۸۳ مخزن ۲۰	گو کل جنگ میں سوائے بارہ قسم کے بیٹوں کے کوئی اور بیٹا حیثیت متنبی وارث نہیں ہے مگر شاستر میں یہ حکم بھی ہے کہ علاوہ اقسام مذکورہ کے کسی اور قسم کا بیٹا رواج کی بنا پر وارث ہو سکتا ہو تو وہ بھی صحیح ہے ایسا شخص جسکی مان سے شادی نہ ہو سکے متنبی خلاف حکم شاستر ہے بالخصوص جب کوئی رواج بھی ثابت نہ کیا جاوے۔
۱۰۱	۳ آئین ۳۳۸-۱۱ مقنن ۳۳۵-۲۳۶ مخزن ۵	کائنات قوم شودر میں لہذا ان میں نہ نار بندی نہیں ہوتی ہے اور نواسہ و بھانجہ کی تنبیت بھی ان میں جائز ہے۔
۱۰۱	۹ مخزن جلد ۱ صفحہ ۳۳۹-۳۳۸ مقنن ۱۳۱-	گو بڑے رشک کا متنبی دینا دینے والے کے لئے جائز نہیں ہے لیکن بعد وقوع جائز سمجھا جائے گا نیز زیادتی عمر ہم گو تر ہو سکی حالت میں قابل لحاظ نہیں ہے۔

		مسئلہ امر واقعی کا اطلاق ہوگا۔
۱۰۱		محض بوجہ کا ہونا ثابت نہ ہونے سے مدعی کا دعویٰ ۲۸۹ مقنن۔
		خارج نہ ہونا چاہیے
۱۰۲		عام طور پر کاوتایا متبنی ہو سکتا ہے طریقہ تہنیت ۲۹۶ مخزن ۵۰
۱۱۰		دو سکوشان یہاں جاری ہے۔
ایضاً		تہنیت کا قبول ہونا باعتبار شہادت جو دوسرے مقدمہ ۱۳ آئین ۳۵۷۔
		مین کی گئی ہولائق تسلیم ہے۔
۱۰۵		ماٹر وارڈیون مین گیت گوانا۔ تارچیل تقسیم کرانا۔ جگام کو اداکن لارپورٹ عکا۔ ۱۸ آئین
		بیکٹری دینا۔ ارٹی ٹرڈن کی رسم ادا کرنا عام خوشی ۲۳ (اجلاس کامل)۔
		کی رسم مین محض تہنیت کے لیے محض مین نہیں
		اگر جو از تہنیت کے لیے تحریر لازمی نہیں ہے تاہم
		ماٹر وارڈیون مین نوٹس فیصد کی تہنیتیں مجر تحریر دستاویز
		وقع مین نہیں آئین۔
۱۰۵		جب کوئی کھتری سکھوں مین شامل ہو کر کسی کو متبنی ۱۳ مقنن ۵۷۔
		لے تو اس سے وہ قواعد شستر جو کھتری مین مروج
		ہیں متعلق نہ ہونگے بلکہ وہ عام قواعد شستر متعلق
		شودر کا پابند ہے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ
		کس نے متبنی ادا محض ثبوت تہنیت سے تہنیت کا
		وقع نہ سمجھا جائیگا۔
۱۰۵		اقوام شودر مین رسوم کی ضرورت نہیں ہے محض لینا ۱۳ آئین ۲۳۳۔ ۱۱ مقنن ۱۳۷۔
۱۰۶		ودینا کافی ہے اور اس سے تہنیت مکمل ہو جاتی ہے ۵ مخزن ۱۹۲۔
۱۲۳		جب مدعی کی تہنیت کو ایک ایسا شخص تسلیم کرے جو
		بحالت نہ موجود ہونے مدعی کے وہ وارث ہوتا تو

		تینیت ثابت قرار دی جائیگی۔
۱۲۹	۱۹ آئین ۱۲۳-	جب لڑکا دوسرے خاندان میں بتنی جائے تو اس کے اصلی خاندان کے رشتہ دار وارث نہیں رہتے۔
۱۳۱	۱۵ آئین ۳۳۹	دکن کے سکھ کی رسم و رواج تینیت پنجاب سے متفق نہیں ہیں اس لیے سکھ باشندگان دکن کی تینیت کے متعلق دکن کے سکھ باشندگان کو رسم و رواج ثابت ہوئے چاہئیں۔
	۶ آئین ۱۲۵	سکھوں سے عام شاستر کے احکام متعلق ہوں گے اس لیے شودر چتری سکھ کا بتنی نہیں ہو سکتا۔
	۵ آئین ۹۵-۱۳ مقنن ۴۳۳	منظوری کا اثر وقوع تینیت سے ہوگا گو منظوری بعد میں حاصل کی جائے۔
	۱۳ آئین ۱۵۶	سنی سنائی شہادت بمقتدا تینیت جائز نہیں ہے۔
	۱۵ آئین ۶	معاش مشروط الخدمت کے لیے تینیت بلا حصول منظوری سرکار کا رہے۔
	۳ دکن لاپورٹ ۲۵۷	گو اہل اہل برادری یا اشخاص موجود بوقت وقوع تینیت کا ہونا ضروری ہے۔
	۱۹ آئین ۱۳۱	شودر دکن میں رسوم تینیت کی ضرورت نہیں ہو رہی قوم شودر ہے۔ موجودگی بتنی بیوہ جائداد زیر بار مواظف نہیں کر سکتی۔
	۱۸۹ مخزن	بتنی باپ کی زندگی میں دعویٰ نہیں کر سکتا جبکہ بلا اجازت سرکار تینیت وقوع میں آئے۔ اور جائداد متدعوہ عطیہ سرکار ہو۔
	دکن لاپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۲۲	جبکہ تینیت بلا منظوری سرکار عمل میں آئے تو بتنی کو اجلاس کاٹل۔

۳۴۴	۳ دکن لارپورٹ ۳۳۸-	<p>اراضیات انعام دادگان پر دخل نہیں دلیا جاسکتا۔ البتہ استقراری کی دگر کی تسکین ہے۔ تجربیت کا اثر تاریخ انتقال سے ہوگا۔</p>
		<p><b>باب ہفتم (خاندان شترکہ)</b></p>
{ ۱۳۹ ۱۴۰	۱۳ آئین ۴۳۰-۷ آئین ۱۰۷- ۳ دکن لارپورٹ ۵۵-	<p>مہند و خاندان کی نسبت تا وقتیکہ خلاف میں ثابت نہ ہو قیاس شاستری یہ ہے کہ وہ شترکہ ہے اسلمی یا شترکہ اس امر کا کہ خاندان و جانداد منقسم ہے اس شخص کے ذمہ ہوگا جو منقسم ہونا بیان کرتا ہے محض اس امر سے کہ بوجہ ضرورت فریقین مختلف مقامات پر سکونت پذیر ہیں یہ قیاس رفع نہ ہوگا۔ اسی طرح بحث سیداد پیدا نہیں ہوتی جب تک تقسیم ثابت نہ ہو جبکہ شہادت سے مدعی کی قرابت اور دعوے سے ۱۳ آئین ۳۶۵-</p>
۱۳۹		<p>سات سال قبل تک فریقین کا یکجا رہنا ثابت تھا تو تجزیہ ہوتی کہ ایسی صورت میں بارثوث تقسیم جانداد خاندان کا مدعی علیہ کے ذمہ ہے اور جب تک تقسیم ہونا ثابت نہ ہو مدعی علیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں جانداد اس کی کسب ہے۔</p>
۱۳۹	مجموعہ مفید دکن جلد ہفتم صفحہ ۱۶۱ مخزن احب ۳۳۳ مجموعہ فصلیات جلد ۳۱۲ سلسلہ ۱-	<p>بارثوث۔ اہل ہندو میں کوئی شخص اپنے حصہ جانداد کا دعویٰ کرے لیکن بوقت دعویٰ خاندان سے علیحدہ ہونے کا اقبال ہو تو اس اقبال کے باعث خاندان کو اندرون سیداد تک مشترکہ رہنے کا بارثوث اسپرنگ بارثوث۔ انقسام خاندان کا بارثوث جبکہ وہ حقیقی بھائی ہوں اس شخص پر ہوگا جو ادعا کرے محض اس وجہ سے</p>
۱۳۹	۱۲ آئین ۹۲-۶ آئین ۱۰-۴ آئین ۱۱ مخزن ۲۹۸-۱۱ مخزن ۱۶۴-	

		<p>کہ فریقین مختلف مقامات میں بوجہ تعلق ملازمت رہیں بارہ ثبوت اشتراک خاندان کا مدعی پروردہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مگر بادی النظری انقسام ثابت ہونے کی صورت میں اشتراک کا بار ثبوت مدعی پر ہوگا۔</p>
۱۳۹	آئین جلد ۵- حسب ۱۵۷	<p>جب تک کہ یہہ اثر ثابت نہ ہو کہ جائداد خاندان ہندو میں تقسیم ہو گئی ہے اور ہر ممبر کو علیحدہ حصہ مل گیا ہو۔ عام اصول کے دہم شاستر کی رو سے قیاس یہہ ہے کہ جائداد خاندان مشترک ہے اور ہر ممبر خاندان کا اُس میں حصہ ہے۔</p>
۱۴۰	آئین ۲۵۳	<p>خاندان مشترک ہندو میں کوئی رکن خاندان جائداد پیدا کرے تو اُس سے کل ارکان خاندان مستفید ہو سکتے ہیں اس لیے مدعی کو جو جائداد خاندانی ہے حصہ کا دعویٰ کرنا یہہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ مورث اعلیٰ یا کسی خاص مورث نے جس کی سلسلہ میں وہ دعویٰ دار ہے جائداد پیدا کی ہے۔</p>
۱۴۱	آئین جلد ۳- حسب ۲۱۳ مقنن جلد ۳- حسب ۲۰۶	<p>جبکہ اراضی کا پٹہ مدعی علیہا کے شوہر کے نام تھا اور سکونت مدعی کی علیحدہ تھی اور اُس کی مقبوضہ اراضی علیحدہ تھی قبضہ مدعی سلمہ نہ تھا سنجو نیز ہوئی کہ عدالتہائے ماتحت کی یہہ رائے صحیح ہے کہ اشتراک خاندان قائم نہیں ہے اور تقسیم جائداد مورث کی ثابت کرنا ضروری نہیں ہے۔</p>
	۳ دکن لارپورٹ ۲۴۵	<p>مگر بعض پٹہ موجودگی برادر کلان مذکورہ برادر خورد کے نام ہونا مستلزم تقسیم نہیں ہے۔</p>



۱۳۲	۱ دکن لارپورٹ ۶۴۲	جب فریقین یکجا رہتے اور کاروبار کرتے ہوں اور چچا بھتیجے آپس میں ہوں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خاندان منقسم ہے۔
۱۳۲		کسی رکن خاندان کے علحدہ رہنے سے خاندان مشترکہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر ایک رکن خاندان کو قرضہ سے اقبال ہے تو دوسرے شریک خاندان کو اس مطالبہ کی نسبت اعتراض کا حق نہیں ہے۔ خاندان اجمالی کی رقم سرمایہ خاندان فقور کیجاتی ہے اگر کوئی رکن رقم نکال کر وصول کرے اور سرمایہ خاندان میں شریک نہ کرے تو بوقت تقسیم اس کے حصہ سے منہا کر دیا جاسکتا ہے۔
۱۳۲	آئین جلد ۴ صفحہ ۸۶	ایک رکن کے لئے ہوئے قرضہ کا بار صرف اس کے حصہ کے لئے ہے۔
۱۳۲	بقض جلد ۱۴ صفحہ ۲۸	جب یہ خیال ہو کہ خاندان اجمالی کا مشترکہ قرضہ ہے اور ایک مدعی علیہ ذمہ ذریعہ تسک کو قبول کرتا ہے دیگر مدعی علیہم عذر عاخذگی ثابت نہیں کر سکتے تو ڈگری اجمالی صادر کرنا قرین عدل ہے۔
۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۵۱ ۱۵۲	۱۷ آئین ۵۱۳۔	وہ جائداد کہ جو ایک بھائی نے اپنی تنہا کوشش سے اور بلا صرف سرمایہ خاندانی پیدا کی ہو اور جس میں دوسرے بھائی نے محض اعانت کی ہو مگر ذاتی ہے لیکن وہ جائداد کہ جو دو بھائیوں نے بحالت اشتراک خاندانی اپنے وطن سے دور جاکر پیدا کی ہو اور ایک کی لیاقت اور دوسرے کی محنت کام میں آئی ہو جائداد مشترکہ ہے



		کاباتی نہیں رہتا۔
	جس کی بجائے خاندان مشترکہ صادر ہوئی ہو تو یہ خاندان	جس کی بجائے خاندان مشترکہ صادر ہوئی ہو تو یہ خاندان
	بعضہ اجرا کہ کوئی حصہ دیوں کا نہیں ہے اور کوئی	بعضہ اجرا کہ کوئی حصہ دیوں کا نہیں ہے اور کوئی
	حصہ معین بھی نہیں ہے قابل قبول نہیں ہے یہ عذر	حصہ معین بھی نہیں ہے قابل قبول نہیں ہے یہ عذر
	بعضہ نمبری ہونا چاہیے۔	بعضہ نمبری ہونا چاہیے۔
	فقہ کی دگرگی جو خاندان پر بالا جمالی صادر ہوئی ہو	فقہ کی دگرگی جو خاندان پر بالا جمالی صادر ہوئی ہو
	بمقابلہ کسی ایک رکن کے جاری ہو سکتی ہے۔	بمقابلہ کسی ایک رکن کے جاری ہو سکتی ہے۔
	خاندان اجمالی ہو اور بجمہ چند اہل کان کے کسی نے	خاندان اجمالی ہو اور بجمہ چند اہل کان کے کسی نے
	اراضی کاشت کار ارضی نامہ دیا ہو تو ایسے اقرار سے	اراضی کاشت کار ارضی نامہ دیا ہو تو ایسے اقرار سے
	کوئی ذمہ داری جائداد مذکور پر عائد نہیں ہو سکتی۔	کوئی ذمہ داری جائداد مذکور پر عائد نہیں ہو سکتی۔
	اگرچہ قیاس شاستری ہے کہ بہر سند و خاندان اجمالی	اگرچہ قیاس شاستری ہے کہ بہر سند و خاندان اجمالی
	ہے مگر جیسا جیسو درجہ قرابت دور ہو تا جائز ہو ویسے	ہے مگر جیسا جیسو درجہ قرابت دور ہو تا جائز ہو ویسے
	ویسے یہ قیاس نہایت کمزور ہوتا جاتا ہے۔	ویسے یہ قیاس نہایت کمزور ہوتا جاتا ہے۔
	<b>باب ششم (قرضہ)</b>	<b>باب ششم (قرضہ)</b>
۱۸۹	اگر قبل وفات پدر بذریعہ تقسیم کوئی جائداد پس کوئی	اگر قبل وفات پدر بذریعہ تقسیم کوئی جائداد پس کوئی
	وہ دیوں کا مترکہ نہیں قرار دیا جاسکتی نہ دین مذکور	وہ دیوں کا مترکہ نہیں قرار دیا جاسکتی نہ دین مذکور
	کی ادائیگی اُس جائداد سے کرائی جاسکتی ہے۔	کی ادائیگی اُس جائداد سے کرائی جاسکتی ہے۔
۱۸۹	ایک دستاویز سے معلوم ہوتا تھا کہ قرضہ جائز طور پر	ایک دستاویز سے معلوم ہوتا تھا کہ قرضہ جائز طور پر
	لیا گیا ہے مگر مدعی علیہ یعنی وارثہ دیوں متوفی کو	لیا گیا ہے مگر مدعی علیہ یعنی وارثہ دیوں متوفی کو
	عذر تھا کہ قرضہ قانونی اور شاستری ضرورت کے خلاف	عذر تھا کہ قرضہ قانونی اور شاستری ضرورت کے خلاف
	لیا گیا تجویز ہوئی کہ اس کا بار ثبوت ذمہ مدعی علیہ ہے	لیا گیا تجویز ہوئی کہ اس کا بار ثبوت ذمہ مدعی علیہ ہے
۱۸۹	قرضہ خلاف تہذیب ہو نہیکہ بار ثبوت پسرون پر ہے	قرضہ خلاف تہذیب ہو نہیکہ بار ثبوت پسرون پر ہے
	بیشے جب کسی ایسی جائداد کو واپس لینا چاہیں جو ان	بیشے جب کسی ایسی جائداد کو واپس لینا چاہیں جو ان

		<p>باپ نے بلا ضرورت شاستری منتقل کی ہے تو جو روپیہ کہ          باپ نے بمعادۂ جائیداد حاصل کیا ہو اس کی واپسی کے          بیٹے ذمہ دار ہیں۔</p>
۱۸۹	۳ دکن لارڈسٹ ۲۳۴-	<p>جو جب ویرم شاستری سپراپنے پدر کے قرضہ کا ذمہ دار          ہے تاوقتیکہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ قرضہ خلاف اخلاق          اغراض کے لیے لیا گیا تھا۔</p>
۱۸۹	۱۳ آئین ۷۶۹-	<p>جب قرضہ بحالت اشتراک بطور جائیداد حاصل کیا جائے اور بعد          تقسیم عمل میں آئے تو قرضہ کی ادائیگی سے بوجہ اس کے          کہ تقسیم ہو گئی ہو کہ ویشی نامکن ہے۔</p>
۱۸۹	۱۰ آئین ۱۵۵ و ۱۳ آئین ۱۱۲-	<p>ہندو خاندان مشترکہ میں جب کوئی تنگ فہم ہو جائے          تو اس کے حقوق جائیداد مشترکہ سے ساقط ہو جاتے</p>
۱۸۹	۱۷۲ اجلاس کامل-	<p>ہیں۔ اور اس کے بیٹے کے حصہ پر ڈگری کا اجر گن          نہیں ہے جب تک کہ وہ بھی فریق مقدمہ میں نہ ہو          نابالغ کے ولی نے حیثیت متعلم خاندان قرض لیا ہو</p>
۱۸۹	۲۶ آئین ۲۶۹-	<p>صرف اس قدر ثابت کرنا کافی ہے کہ بغیر من پرورش و          تعلیم نابالغ لیا گیا تھا بلکہ یہ ثابت ہونا چاہیے کہ جن          ذریعہ سے نابالغ کی پرورش و تعلیم ہوئی تھی وہ کلیتہً          سدا و ہو گئے اور دوسرے طریق پر انتظام نامکن تھا۔</p>
۱۸۹	۱۰ مقنن ۲۳۰-۳۲۰-۱۳ محضن ۱۳-	<p>جبکہ ایک تنگ فہم خاندان مشترکہ نے جو متعلم اور فاضل          تھا بحالت اشتراک دستاویز قرضہ مرتب و مکمل کی اور          اس طریق پر قرضہ بحالت اشتراک لیا جاوے اس کی          ذمہ داری دوسرے ارکان پر لازم ہے۔</p>
۱۸۹	۵ آئین ۳۶۷-۳۷۰-۳۸۰ مقنن ۳۰-	<p>شاستری متعلم خاندان ہندو کے لیے جو قرضہ کی</p>

		ذمہ داری دیگر افراد خاندان پر ہے تاہم تفتیکہ تقسیم ثابت ہو جو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کوئی خاص حصہ اسکا ہے۔
۱۹۴	۳ دکن لارپورٹ ۶۶	جب تک کہ خاندان کا اشتراک اور یہہ ثابت نہ ہو کہ رقم مدعی علیہم کے کام میں آئی ہے جملہ ارکان خاندان مشترکہ ذمہ دار نہیں ہیں۔ البتہ جس شخص نے قرض لیا وہ ذمہ دار ہے۔
		<b>باب ہفتم (تقسیم جائداد)</b>
۲۹-	مجموعہ فیصلہ جات جلد ۱۲۵ مقنن جلد ۳ ص ۱۳۱ تا ۱۳۹	جیس مال میں کہ دستاویز سے تقسیم ثابت ہے اور اسکی تینج کا ثبوت کافی نہیں ہے بلکہ مشتبہ ہے تو جائداد منقسمہ قرار دیا جائیگی۔
۲۰-۹	آئین جلد ۹ ص ۴۹۹ تا ۵۱۱	اگرچہ فریقین میں فارغ خطی ہو چکی ہو تو جس سے قبل کی نزاعیں طے ہو گئی ہوں مگر بلحاظ تقاضا فریقین جو باپ و بیٹے تھے یہہ قرار دیا گیا کہ جو جائداد غیر منقسمہ رہی ہو وہ تقسیم کر دی جائے۔
۲۱۰	آئین جلد ۲ ص ۱۵۳ مقنن جلد ۱۵	جبکہ یہہ ثابت ہو کہ ایک بھائی فارغ خطی کے ذریعہ دوسرے بھائی کو مکان دیکر زرقہ حاصل کیا تھا تو قیاس انقسام خاندان کا ہوگا۔
۲۱۰	آئین جلد ۲ ص ۱۵۳ اجلاس	جب حصص کا تعین ہو چکا ہو اور فریقین علیحدہ رہتے ہوں تو اس عام قیاس کی تردید ہو جاتی ہے جو ہندو خاندان کی اشتراک کا ہے۔
۲۱۴	دکن لارپورٹ جلد ۲۹۵	تاہم تفتیکہ تقسیم جائداد کے متعلق قوی شہادت پیش نہ ہو تو محض اراغیات کے یہہ کا ثبوت ہی نہیں ہو سکتا۔
۲۱۸	دکن لارپورٹ جلد ۲۹۵	بے ثبوت۔

		کے نام ہو جانا مستلزم قیاس انقسام نہیں ہے۔
۲۱۳	مخرن جلد ۳ ص ۱۱۱	دستاویز متعلقہ خاندان کا اجمالی ہونا ثابت ہو تو محض خورد و نوش و سکونت علیحدہ ثبوت کافی تقسیم جائداد کا نہیں ہے۔
۲۱۴	مقنن جلد ۱۱ ص ۲۵۲	صرف کسی شخص کے علیحدہ ہو جانے سے تا وقتیکہ جائداد کی تقسیم نہ خاندان کا علیحدہ ہونا قرین قیاس نہیں ہے۔
۲۲۸	آئین جلد ۱۱ ص ۱۱	ہندو خاندان مشترکہ مین پوتا ہو جو دگی بیٹے یعنی اپنے باپ کے تقسیم نہیں کر سکتا۔
۲۳۶	مخرن جلد ۸ ص ۱۲۳	ایک شریک بلا شرکت جملہ حقداروں کے تقسیم کا دعویٰ نہیں کر سکتا اگر کوئی مدعی ہونا نہ چاہے تو وہ بزمہ مدعی علیہم شریک کیا جاسکتا ہے۔
۲۳۶	مقنن جلد ۸ ص ۱۹۶	دعویٰ تقسیم جائداد ہو تو کل جائداد کو دعویٰ مین شریک کرنا چاہئے۔ مدعی کے قبضہ مین جزو جائداد ہو تو وہ بھی شریک دعویٰ کرنا ضرور ہے ورنہ دعویٰ چل نہیں سکتا۔
		<b>باب نہم (نان و نفقہ)</b>
۳۱۶	آئین ۱۱۳	دو ترم شاستر کی رو سے نواسے کا کوئی حق خاندان شاستر سے نفقہ پاتے نہیں ہے۔
۳۱۶	آئین جلد ۵ ص ۱۳۷	بیوہ کی شادی ثابت ہو نیکی صورت مین حق نان و نفقہ مال ہوا اگر بیوہ خاندان اجمالی اہل ہندو ذکر حق میں لگنی دستاویز بیوہ حق نفقہ تحریر کیا ہے تو وہ دستاویز بلا بدل نہیں ہے کیونکہ شاستر آوہ مستحق خورد و نوش

		خاندان اجمالی سے ہے۔
۳۱۷	۳ مخزن ۲۲-۹ مقنن ۳۱۱	استثنائاً کو یار کے متنبی فرزند کے مقابلہ میں حق نان و نفقہ حاصل نہیں ہے۔
۳۱۸		
۳۲۱	۱۴ آئین ۲۵-۴	مردم مسکین سے وجوب نفقہ ساقط نہیں ہوتا۔
۳۲۳	۱۲ آئین ۲۰-۴	بیوہ جو شوہر فوت جائداد موروثی خاندان میں حق نان و نفقہ حاصل ہے شوہر کے نواسہ کے مقابلہ میں اس سے حق ملکیت جائداد میں حاصل نہیں ہے نہ اس وجہ سے کہ بیوہ کا حق نان و نفقہ جائداد سے متعلق ہے۔ جائداد کی بیوہ نواسہ سے کی ہو نا ہائز ہے۔
۳۲۷	۱۵ آئین ۸۶۴-۱۱ آئین ۱۱-۱۷	نان و نفقہ کا تعین بلحاظ حیثیت متول خاندان ہونا چاہیے
۳۲۸	آئین ۱۶۶-۱	
	آئین جلد ۱۱ صفحہ ۸۴	آنانہ کی دسترس اس کی مان کو موجودگی اس کے معاہدہ کر نیکی حق نہیں ہے۔ شوہر نان و نفقہ کی سختی ہے۔
	۹ آئین ۱۶۰-۱	بیوہ کا حق نکاح ثانی سے زائل ہو جاتا ہے۔
		باب دہم (وراثت)
۳۵۳	آئین جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ مقنن جلد ۱	جب ہندو اسلام قبول کرے اور سہولت مسلم فوت ہو تو
	۱۵ صفحہ ۱۷۹	فرزند ان و قرابت داران ہندو کو کوئی حق نہیں ہے۔
۳۵۵	مجموعہ فیصلجات جلد ۴ صفحہ ۱۹۹	علاقہ بھالی کا بیٹا شاستر گروارت ہے نہ دعویٰ کو تارک الدنیا
۳۸۸	مقنن جلد ۴ صفحہ ۱۱۷	ہوئے کا ثبوت ذمہ دعویٰ علیہ ہے محض شادی نہ کر کے
		اس کی نسبت یہ قیاس قائم نہیں ہو گا کہ وہ تارک الدنیا ہے۔
۳۹۲	۱۵ آئین ۱۳۱-۱۳۲	بیوہ کی دسترس نواسہ کا کوئی حق نہیں ہے۔

۳۶۶	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۰ - مقنن	آرا عنایت انعامی میں غلط اکبر کو کوئی زیادہ حصہ نہ ملے گا
	جلد ۹ صفحہ ۲۹ - مخزن جلد ۳	
	صفحہ ۵۲ - سنہ ۱۳۱۰	
۳۶۹	مقنن ۱۰۰ - صفحہ ۲۸۲ - سنہ ۱۳۱۰	مدعی کل جائداد کا مستحق بمقابلہ اپنے چچا کے پوتے کے
		بھی جبکہ وہ اپنے باپ کا حصہ طلب کرتا ہے گورہ نوٹری
		ابھی کے پیٹ سے ہو۔
۳۷۰	آئین جلد ۲ صفحہ ۲۸ - سنہ ۱۳۱۰	کپتان غیر صحیح النسب وارث نہیں ہے۔
	احلاس کامل۔	
۳۷۳	مقنن ۳ - صفحہ ۲۴ - سنہ ۱۳۱۰	سوائے بنگالہ کے اور ممالک میں بیوہ متوفی اگر کوئی خاندان
		مشترکہ کو جائداد خاندان میں کوئی حق وراثت حاصل نہیں
		ہے صرف نان و نفقہ پاسکتی ہے۔
۳۷۴	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - مخزن	چند بیوہ ہوں تو جائداد مساوی حصوں میں تقسیم ہوگی
۳۷۵	جلد ۱ صفحہ ۳۳ - سنہ ۱۳۱۰	
۳۷۶	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - مقنن جلد ۱	شہسوار برادر علانی کو بعد تقسیم شل برادر عینی کے حصہ
	صفحہ ۵۲ - سنہ ۱۳۱۰	نہیں ملتا ہے۔
۳۷۸	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - مقنن جلد ۱	خاندان منقسم کا ایک بھائی مر جائے تو دوسرے بھائی
	صفحہ ۳۳ - مخزن جلد ۱ صفحہ ۳۳ - سنہ ۱۳۱۰	کو بمقابلہ برادر زادگان حق مرجم حاصل ہے۔
۳۷۹	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - مقنن جلد ۱	شہسوار بھادوچ کو کوئی حق قائم مقامی یا وراثت حاصل
	صفحہ ۵۲ - سنہ ۱۳۱۰	نہیں ہے۔
۳۸۰	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - سنہ ۱۳۱۰	مستندہ خاندان میں بہن وارث قرار دی گئی ہے۔
۳۸۱	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - سنہ ۱۳۱۰	دوسرے شہسوار کی رو سے موجودگی بہنوں کے بھائی کو
		کوئی حق نہیں ہے۔
۳۸۲	آئین جلد ۱ صفحہ ۳۳ - سنہ ۱۳۱۰	باپ کا بھانجہ حیثیت ہندو بعد مر موجودگی در ثناء قریب



وارث ہے۔

۴۰۵

آئین جلد ۴ ص ۱۳۷

ضمیمہ ابتدائی دیوانی۔

مگر اپنے چید کو صرف پانچ صورتوں میں محروم الورث قرار دیکھتا ہے۔ (۱) جبکہ جائداد مشترکہ کا تغلب کیا ہو (۲) جبکہ قمار بازی کا عادی ہو۔ (۳) جبکہ شراب خوار ثابت ہو۔ (۴) جبکہ زنا کا ثابت ہو۔ (۵) جبکہ خلوت گردی کی تحقیق کرے۔ علاوہ اسکے اگر محروم الورث قرار دیا جائے تو رواج اعلیٰ ترین شہادت سے ثابت کرنا چاہیے۔

آئین ۳۶۹-۳۷۱ مقنن

۵۴۰۔

داسی پتر کی لفظ میں نہ صرف لونڈی کی اولاد داخل ہے بلکہ وہ اولاد جو کہ داشتہ سے ہوئی ہو اس لفظ کے معنی میں داخل ہے۔ اور جب کوئی صحیح النسب بیٹا موجود ہو تو اس کے حصہ سے نصف اگر وہ ہو تو بصورت متوفی کے عورت کے بیٹیوں یا نواسوں کی موجودگی کے داسی پتر نصف کا حق دار ہوگا۔ جب شہادت سے یہ امر ثابت ہو کہ ایک عورت ایک شخص کو اس بطور اسکی زوجہ کے بیس سال تک رہی تھی اور تمام تقاریب قوم میں اس کی عورت کے ساتھ جایا کوئی تھی یہی اثنا میں اس کے اولاد پیدا ہوئی جسکو شخص مذکور نے اپنی اولاد تسلیم کیا تھا تو تجویز ہوئی کہ بصورت نہ ہونے کافی شہادت نزدیک خلاف اس کے اولاد اسی شخص کی خیال کی جائے گی۔

۹۴

آئین جلد ۴ ص ۱۳۷

مقنن جلد ۴ ص ۱۳۷

ایک بیوہ کا چچ بھائی بمقابلہ اس بیوہ کے شوہر کے دومری عورت کے بھناورداشت مالک نہیں ہوگا

مالک اخیر سے اسکو کوئی حق نہیں ہے۔

### باب ہشتم (انتقال جائداد)

اگر جائداد مشترکہ ثابت نہ ہو تب بھی بیوہ شخص مندر  
از روئے شاستر حجاز نہیں ہے کہ بغیر ضرورت شدید  
کے جائداد منتقل کرے۔

اگر روئے دہرم شاستر بیوہ کو جائداد غیر منقولہ منتقل  
کرنیکا اختیار نہیں ہے اگر کوئی جزو جائداد منتقل کرے

تو ارکان خاندان کے اعتراض پر رد قابل تنبیج ہے  
بیوہ کو صرف حین حیات حق ہیوتا ہے بجز خاص صورتوں  
کے و بغیر ضرورت شاستری کے جائداد بیوہ منتقل نہیں  
کر سکتی۔ لہذا فرضہ دینی بیوہ کی ادائی کے جائداد

مقبوضہ بیوہ متعلقہ خاندان ذمہ دار نہیں ہے۔  
جب جائداد استری دھن نہ ہو تو بیوہ کو صرف آپر  
حین حیات حق رہے گا منتقل کرنیکا حق نہیں ہے۔  
البتہ نان و نفقہ کا حق ہے۔

اگر ضرورتاً بیوہ جائداد منتقل کرے اور وارث کوئی  
اعتراض نہ کرے تو ایسا انتقال درست ہے۔

آخر اجات شادی و دختر کے لیے جائداد منتقل ہو تو  
ضرورت شاستری بھیجی جائیگی۔

اگر بیوہ بعد از وفات کے جو اسکی خفالت  
ذاتی کے واسطے ضروری ہوں جائداد منتقل کرے وہاں  
موجودی کے بقایا میں ایسا انتقال ممنوع نہیں ہے

آئین جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مقنن جلد ۱  
صفحہ ۱۲۳ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳  
صفحہ ۱۲۳ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

آئین جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مخزن جلد ۱  
صفحہ ۱۲۳ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

آئین جلد ۳ صفحہ ۵۵۵  
آئین ۱۹ آئین ۲۳-۲۴ دکن لارڈ پور  
۲۳-۲۴-۲۵-۲۶ مقنن ۱۸

مقنن جلد ۱ صفحہ ۱۲۳

آئین جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مقنن  
جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ مخزن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

آئین جلد ۲ صفحہ ۲۱۴  
مقنن جلد ۲ صفحہ ۲۱۴

مقنن جلد ۲ صفحہ ۲۱۴

۴۲۰	آئین جلد ۶ صفحہ ۳۵۸ سلسلہ ۱۸	شاستری ضرورت نفقہ بیوہ جائداد منتقل کر سکتی ہے۔
۴۲۲	مخزن جلد ۵ صفحہ ۹۲ سلسلہ ۱۸	جائداد مشترکہ خاندان کی ہو اور ضرورت شاستری بتلا کر جائداد بیوہ نے منتقل کی ہو اور بعد معلوم ہو کہ ضرورت شاستری نہ تھی تو انتقال کا عدم ہے۔
۴۲۳	آئین جلد ۱ صفحہ ۲۰۹ سلسلہ ۱۹	بیوہ نے ضرورت شاستری بتلا کر جائداد منتقل کی مدعی اپنے کو بالغ کے شوہر کا چچا بتلا کر بمقابلہ بالغ و شاستری نتیجہ انتقال کی نالاش کی۔ بالغ نے ضرورت شاستری ادا اسے قرضہ شوہر کے لیے جائداد منتقل کرنا ثابت کر دیا۔ تجویز ہوئی کہ انتقال جائز ہے۔
۴۳۲	۵ آئین دکن صفحہ ۵۳۹ - ۳ دکن لارپورٹ صفحہ ۲۲۸ سلسلہ ۱۸	وارث عودی کو بہ حیات بیوہ جائداد منتقلہ بیوہ کی نسبت نالاش و غلبائی کا استحقاق حاصل نہیں ہے بعد وفات بیوہ نالاش ہو سکیگی۔
۴۳۳	۳ دکن لارپورٹ صفحہ ۳۲۲ سلسلہ ۱۸	اگر مدعیان یا وارثان مدعیان بروقت انتقال نتیجہ بیوہ رضامندی ظاہر کریں تو وہ ہنر لہ اس کے ہے کہ انتقال ضروریات خاندانی کے لیے عمل میں آیا تھا لہذا اب کوئی حق مدعی کو نہیں ہے کہ دعویٰ کرے۔
۴۳۷	۱۵ مقنن ۲۲۲	خاندان مشترکہ میں ایک شریک کل مکان دوسرے شریک کو بہرہ کر نیکاماجاز نہیں ہے۔
۴۵۵	۴ آئین مسئلہ ۱۱ مقنن ۶۱۹ سلسلہ ۱۸	جب جائداد موروثی کو باپ موجودگی پس بلا ضرورت شاستری منتقل کرے تو بیٹا ایسے انتقال کا پابند نہیں ہے۔

۴۵۹	آئین ص ۱۳۳ ۹ مقنن ص ۳۸	خاندان شتر کہ کا ایک بھائی دوسرے بھائی کی بارداشت کی جائداد موردی منتقل کرے تو ایسا انتقال ناجائز ہے۔ ۳۰۳ لہ ف۔
۴۶۴ ۴۶۵	آئین ص ۳۸۹ د مخزن ص ۱۳۳ ۴۶۵	جو سپہ کبریا یا خصہ یا نہایت ہی مسرت میں کیا جاتا ہے ناجائز ہے۔
	آئین ص ۳۰۲ ۴ مخزن ص ۲۳۹ ۳۰۲ لہ ف۔	یہ اعتراض کہ انتقال جائداد منجانب بیوہ ناجائز ہے سوائے وارث کے دوسرے شخص نہیں کر سکتا۔
	آئین ص ۸۳۸ ۵ لہ ف۔	شاستر بیٹی کو جلاولہ ہے نسبت انتقال جائداد وہی حقوق حاصل میں جو کہ بیوہ کو ہوتے ہیں اگر بیٹی انتقال جائداد موردی کا کرے تو صرف تاحیات شتر نہ نامزد رہے گا۔ اور بعد وفات دختر وہ وارث بالبعد کو ملے گی۔
	آئین ص ۱۳۳ ۱۲ لہ ف۔	ایک رکن خاندان کی وفات پر اُسکی زوجہ زب قابض ہوئی اُسکی وفات کے بعد اُسکی دختر نے بمقابلہ شتر قبضہ قابض جائداد نالاش و غلیبا بی وارث کی جوابدہی ہوئی کہ مکان (ب) سے اُس کو بذریعہ سپہ ملا ہے اور اپیل میں یہ بھی عذر دیا کہ وہ (ب) کا متبئی ہے بی بی بی بی کہ (ب) کو صرف حق حین حیاتی تھا اسلئے وہ سپہ کی حجاز نہ تھی تنہا بی بی کا عذر جدید ہے۔ اس لئے سپہ پر قبضہ نہیں کیا جاسکتا
	آئین ص ۳۳۳ ۲ مقنن ص ۳۵۴ ۴ مخزن ص ۱۶۹ ۳۰۲ لہ ف۔	شاستر از وجہ کی موجودگی میں کسی جائداد کا انتقال بظلم و بظلم انتقال نہیں ہے۔
	آئین ص ۳۶۶ ۱۴ لہ ف۔ ۴ آئین ص ۳۳۳ آئین ص ۴۳۱ ۱۳ لہ ف۔	بسمالت موجودگی سپہ یا متبئی بیوہ نے اگر کوئی جائداد منتقل کی بی بی کا اثر خلاف متبئی نہیں ہو سکتا۔ شاستر بیٹی کا نواسہ بن ہو کر اور بیٹی جب کوئی جائداد منتقل کرے انتقال صرف بیٹی کی زندگی تک باقی رہے گا۔

# فہرست مضامین ردیف وار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۹	اغراض ثنیت۔		(الف)
۵۹	اقرار صحت قرضہ۔	۳۳۷	اپرتی بندہ و سپرتی بندہ وراثت۔
۲۱۵	اقرار تقسیم۔	۳۷۷	اثر سبب عصمتی۔
۳۰	اقسام اولاد۔	۲۵۰	استحداد مکر کا اثر۔
۲۶	اقسام شادی۔	۵۸	اختیارات ولی جنگی پابندی نابالغ پر لازم ہیں۔
۲۱۷	آمدنی سے مستفید ہونا۔	۱۶۹	اخراجات خاندان۔
۳۰۱	اقتدارات انتقال بذریعہ وصیت۔	۲۸۰	استرداد وہبہ۔
۲۶۹	انتقال منجانب منتظم۔	۲۹۵	استرداد و وقف۔
۷۳	اناث کا متبنی لینے کا حق۔	۲۹۹	استرداد وصیت۔
۲۱۹	اناث کے نام پر جائیداد خریدنا۔	۵۲	اشخاص جو ولی ہو سکتے ہیں۔
۳۰۹	اناث و رثاء۔	۳۳۷	استری دھن کی تعریف۔
۹۲	ایسی بیوہ جس نے سر نہ دیا ہو۔	۴۵۲	استری دھن کے متعلق عورت کا اقتدار۔
۳۱۱	ایکٹ وصیت ہند۔		تصرف۔
۲۱۷	ایک عرصہ سے علحدہ قابض رہنا۔	۴۴۵	استری دھن کی تزیینت کے قواعد۔
۱۸۶	ایسے قرضہ کی ادائیگی کی ذمہ داری جو	۲۳۳	اشخاص منقطعہ کنندہ کے حقوق۔
	بیشیت ضامن یا گیا ہو۔	۳۱۶	اشخاص متحق بلاتین و نفقہ۔
	(ب)	۳۳۹	اصول متعلقہ وراثت۔
۱۸۰	باپ کے قرضہ کی ادائیگی کی پیشہ پرموری	۲۵	اغراض شادی۔

۴۲۲	بیوہ کے مشتری یا منتقل ایہ کا فرض۔	۱۸۵	باپ کی وفات کے بعد بیٹوں کے مقابلہ میں
۴۲۵	بیوہ کے مقابلہ میں دگری۔		امسکی دگری کی نہیں۔
۴۲۶	بیوہ دگری یا صلح سے وارث کو کب پابند کر سکتی ہے۔	۱۹۷	باپ کی ذمہ داری بیٹے کے قرضہ کی متعلق۔
۴۲۷	بیوی کا حق صلحہ رکھنا ان دفعہ پانچ	۲۵۳	باپ کا اختیار متعلق انتقال ذریعہ نہیں۔
	متعلق۔	۳۳۳	بقایا و نان و نفقہ۔
	(پ)	۶۲	بیکال اور بنارس میں اجازت شوہری۔
۱۹۰	پوستے بحیثیتہ وغیرہ کی ذمہ داری۔	۳۶۶	بہن کے حق کی نوعیت۔
	(ست)	۴۰۹	بیٹے کی جائداد۔
	تہنیت یا ناجائز باؤ وغیرہ کی وجہ سے	۴۷۶	بیٹے کے حق کی بنیاد۔
	عمل میں آئے۔	۴۷۶	بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا۔
۶۰	تجربہ یا غرض۔	۱۷۹	بیٹے کی ذمہ داری کی تابعداری تاریخ۔
۳۳۳	تقریب بند ہو۔	۴۸	بیوہ کا ازواج ثانی کرنا۔
۴۰۷	تقسیم کئے کہتے ہیں۔	۷۳	بیوہ کا متبنی لینے کا حق۔
۴۴۱	تقسیم کب نازہ کیجا سکتی ہے۔	۸۳	بیوہ پر متبنی لینا فرض نہیں ہے۔
۴۴۲	تقسیم نہ کرنا اقرار۔	۸۴	بیوہ متبنی لیکر دوسروں کو ان کے محصلہ
	(ث)		استحقاق سے کن صورتوں میں محروم
۱۶	ثبوت رواج۔	۱۲۰	کر سکتی ہے۔
۴۸۶	ثبوت وقف۔		بیوہ کے متبنی لینے کے متعلق اقرار کا اثر
۴۰۱	ثبوت وصیت۔	۳۳۳	بے عصمتی کا اثبات کے حق نان و نفقہ پر
	(ج)	۳۵۳	بے عصمتی کے باعث محروم الوری۔
۳۳۴	جائز شادی کے لوازمات۔	۲۹۶	بے نامی معاملات۔
		۳۶۶	بیٹے کا اپنے حق سے دست بردار ہونا۔
		۴۱۰	بیوہ نان وغیرہ کے حق کی نوعیت۔
		۴۱۴	بیوہ کا اقتدار انتقال۔

۳۳	خداوند و زری سگائی کے نتائج۔ تثنیت	۶۰	جامد او کا بیج کرنا۔
۸۳	خلاصہ متعلق اجازت شوہری و بارہ	۴۵۰	جامد او موردی کس حد تک استری و صحت ہو۔
	(د)	۷۷	جامد او تثنیت کے لوازمات۔
۴۴۹	دایا بھاگ کر رو سے وراثت استری و صحت		جامد او خاندانی مین بیٹے کا حصہ متعلق کرینیک
۸۹	دادی کا تثنیتی لینا۔	۱۹۸	متعلق باپ کے اقتدارات۔
۱۲۹	دنگ اور کری ترمائیت کافر۔	۳۳۸	جامد او کا متعلق نہ رہنا۔
۱	دھرم شاستر کی بناء۔	۱۳۱	جینوں کی تثنیت۔
۲	دھرم شاستر کے خصوصیات۔		(ح)
۲	دھرم شاستر کے مختلف ذرائع	۲۱۸	حالات جن سے انقسام ثابت نہیں ہے۔
۱۹	دھرم شاستر کا اطلاق کس پر ہوتا ہے۔	۵۸	حق کب زائل ہو جاتا ہے۔
۷۴	دو بیوگان ہونی کی صورت میں حق تثنیت۔	۱۶۲	حق قبضہ۔
	(و)	۲۴۴	حقوق جو تقسیم سے پیدا ہوتے ہیں۔
۳۱۱	ڈگری متعلق تقسیم۔	۳۶۸	حق کائنیت۔
۲۹۵	ڈگری بقا بدھت متعلق۔	۳۷۸	حق ترجیح متعلق وراثت۔
	(ز)	۳۸۶	حق تثنیتی گیر نہ مان۔
۱۸۸	ذمہ داری قرضہ کب عائد ہوتی ہے۔	۳۸۹	حقیقی اور علاقائی رشتہ داری۔
۱۹۵	ذمہ داری قرضہ بالذات۔		(خ)
	(ا)	۷۶	خاندان منقسمہ اور مشترکہ مین بیوہ کا تثنیتی لینا
۱۶	زوج کی عظمت۔	۱۷۰	خارج الیحا و دیون سوا قبالی اور انگو تازہ کرنا
۱۳۳	رسوم و شایب۔	۳۳۳	خاندانی مکان سکونت مین بیوہ کو رہنے کا حق
	(ب)	۳۴۸	خاص قضا عدلیہ متعلق جین و سکھ۔
۵۱	زمانہ نابالغی۔	۳۵۲	خارج از ذات۔
	(س)	۲۹۲	خدمت مذہبی کا انتقال۔

۱۸۴	پیش ہو سکتے ہیں۔	۱۷۱	سپر دتالشی و دعویٰ کرنا۔
۵۰	عورتوں کے معاملات۔۔۔	۱۳۱	سکھ کی تنہیت۔
۳۰۶	عورتوں کے حق میں وصیت۔	۳۴۷	سکھ و سامانودک۔
	(رغ)	۳۴۹	سیناسی۔
۱۷۷	غیر اشخاص کا قرضہ ادا کر نیکی و مکاری کی وجہ۔	۳۵۵	سیناسی کے درناؤ۔
		۲۰۵	(ش)
۳۶۹	غیر صحیح النسب اولاد۔	۳۲	شادی و سنگائی میں فرق۔
۴۰۴	غیر منقسمہ شریک کے ورثہ۔	۴۳	شادی کے متعلق قیاس۔
۱۲۰	فرزند نامزدہ کی صورت میں بیوہ کا حق۔	۳۴۱	شجرہ پسند۔
۲۱۸	فیصلہ ثالثی متعلقہ تقسیم۔	۱۵۹	شریک خاندان کے حقوق۔
	(ق)	۲۱۸	شریک حصہ دار کا اپنا حق بیع کرنا۔
۶۳	قانون دم و دپٹ۔	۲۵۸	شریک خاندان کی جانب سے انتقال۔
۶۶	قانون دم و دپٹ کہان رائج ہے اور اس کا اثر کہان ہوتا ہے۔	۲۷۷	شریک خاندان کی جانب سے ہبہ۔
۲۷۲	قانون سمرتی متعلق ہبہ۔	۱۳۰	(ط)
۳۹۳	قاعدہ قوریث۔	۲۴۴	طریقہ تنہیت الاثم۔
۱۷	قرض لینا اور جائیداد منتقل کرنا۔	۴۴۳	طریقہ تقسیم۔
۱۹۰	قرضجات رہن۔	۹۱	طلاق۔
۳۰۵	قرضہ جائیداد کے ساتھ ہے۔		طوائف کا تنہی لینا۔
	(ک)	۳۱۳	(ع)
۱۷۶	کار و بار خاندانی۔	۳۶۰	عام اصول متعلقہ نان و نفقہ۔
۷۰	کتاب مستند متعلق تنہیت۔	۶۱	عام اصول وراثت۔
۴۸	کثرت ازدواج و ازدواج ثانی۔		عدالتی کارروائی متعلق تابالغ۔
			عذرات جو منجانب فرزند دربارہ قرضہ



۱۲۶	متبنی مان کے امتقالات میں متبنی بیٹی	۱۲۷	کری تریا تنیت۔
	کا حق اعتراض۔	۱۶۱	کسی شریک کی جانب سے دست برداری
۱۹۲	متونی شریک کے قرضہ کے متعلق	۲۴۵	کون جائدا قابل تقسیم ہیں۔
	پسائدہ شریک کی ذمہ داری۔	۲۴۹	کون بکر استخاد کر سکتے ہیں۔
۲۴۵	مشاکشہ کی رو سے طریقہ وراثت	۷۰	کون متبنی لے سکتا ہے۔
	استری دھن۔		(گ)
۲۱۱	محض تنیت بغیر فعل ظاہری کی تقسیم	۲۰۷	گر بھاری گوسائین۔
	کے لیے کافی ہے۔	۱۳۲	گوسائین۔
۲۸۳	محدود جائداد کا حصہ۔	۳۴۰	گو ترچ سپنڈ بند ہو۔
۳۴۹	محروم اور بی۔		(ل)
۸۰	مدد اس و پنجاب میں اجازت شوہری	۱۳۲	لنگاریت۔
	کی ضرورت۔	۲۰۹	لوازمات تقسیم۔
۲۸۴	نہر مہی و خیراتی اوقاف۔	۲۷۰	لوازمات حصہ۔
۱۶۹	معاوضہ بابت نظام۔		(م)
۶۶	معاملات میں بر قانون و مبدد پست کا	۳۶۷	مان کا کر یا کر م۔
	اطلاق۔	۳۸۳	مان کے حق کی بنیاد۔
۳۲۷	مقدار نان و نفقہ۔	۳۴۴	مان کا حصہ وقت تقسیم۔
۳۶۲	مقررہ سلسلہ وراثت خاندان منقسمہ۔	۸۴	متبنی لینے والی بیوہ آخری ذکور قابض
۱۳۲	مقدمات تنیت کے لیے میعاد۔		کی بیوہ ہونی چاہیے۔
۳۵۵	مکرر ازدواج بیوہ۔	۹۲	متبنی کو بون دیا سکتا ہے۔
۳۰۴	مکرر متحد شریک کے وراثت۔	۱۱۵	متبنی مان کے لیے کہتے ہیں۔
۲۱۶	مکان کے لیے علحدہ جگہ خریدنا۔	۱۱۸	متبنی فرزند و مصلیٰ فرزند کے حصص۔
۶۱	منتقل الیہ کی حیثیت۔	۱۲۳	متبنی لینے کی اجازت

۱۸۸	نمونہ ڈگری۔	۱۶۵	منتظم کی حیثیت۔
۲۸۵	نوعیت وقت۔	۱۶۴	منتظم کسے کہتے ہیں۔
	(و)	۱۶۷	منتظم کب علحدہ کیا جاسکتا ہے۔
۲۷۵	واقعات جن سے بہہ ناجائز نہیں ہوتا ہے۔	۱۶۷	منتظم خاندان حساب نجی کا کس حد تک فہم دار ہے۔
۳۲۷	وارث عودمی کی حقیقت کی نوعیت۔	۱۹۳	منتظم خاندان کے دیون کی فہم داری۔
۳۶	وجوہات علحدگی۔	۲۹۳	موقوفہ جائداد کا انتقال۔
۳۵۰	وجوہات محروم الوری۔	۴۰۷	موقوفہ جائداد کی وراثت کے قواعد۔
۳۳۵	وراثت قطعی۔	۴۳۸	میوہ کا کی رو سے طریقہ وراثت استثنائی۔
۲۹۱	وراثت و تزک اور تقسیم میں فرق۔		(ن)
۳۳۶	وراثت بند ہو۔	۵۸	نابالغ کی خواہشات۔
۳۳۳	وراثت میوہ۔	۵۸	نابالغ کی نگرانی کا حق۔
۲۷۳	وراثت بیٹیان۔	۶۱	نابالغ کی اپنے افعال کی بابت فہم داری۔
۲۷۶	وراثت نواسے۔	۹۰	نابالغ عورت کی جانب سے بیعت لیا جانا۔
۲۸۰	وراثت نواسی۔	۴۵	نابالغ عورت کا استثنائی وصن۔
۳۹۷	وراثت والدین۔	۹۱	نابالغ کا اثر۔
۳۸۲	وراثت بھائی۔	۹۱	نابالغ میوہ۔
۳۸۶	وراثت بھائی کے بیٹے کی۔	۱۱۶	ناجائز تنہیت کا اثر۔
۳۸۸	وراثت بھائی کے پوتے کی۔	۱۲۳	ناجائز تنہیت کی صورت میں امر مانع۔
۳۹۰	وراثت بھائی کی بیٹی کی۔		تقریر خلافت۔
۳۹۱	وراثت و داد کی۔	۳۱۰	ناجائز وصیت۔
۳۹۰	وراثت گوتھ سپنڈ۔	۳۰۶	نا قابل تقسیم جائداد۔
۳۹۲	وراثت بہن۔	۳۵۹	نا قابلیت رفع ہونے کا اثر۔
۳۹۵			

۳۹۸	وصیت -	۳۹۷	وراثت علاقہ میں -
۳۱۱	وصیت نامہ کی تعبیر -	۳۹۷	وراثت بھوسہ -
	(۵)	۳۹۸	وراثت چھا -
۱۷۶	ہر بیجا نب مستظم خاندان -	۴۰۳	وراثت طوائف -
۲۷۶	ہر بمرض الموت -	۴۰۳	وراثت برہم چاری -
۳۷۶	ہر کرنے اور قبول کرنیکا اختیار -	۴۰۶	وراثت مہنت -
۲۸۱	ہر بنام جماعت -	۱۳۲	ورثاء عودی کی جانب سے تسخیر ثبوت
۲۸۳	ہر مشترکہ میں حق سپماندگی -		کی نالاش -
		۲۱۷	وصیت جہین تقسیم کی ہدایت ہو -

